سلسلۂ تالیفات وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر

نمبر ۵۸

القانون

انسان کی موجودہ صحت کو قائم رکھنے اور زائل شدہ تندرستی کے واپس لانے کے
حق میں بہترین کتاب

تالیف

قاضی حکیم بشیر الدین احمد صاحب ساکن فتحپور ضلع بارہ بنکی (صوبہ اودھ)

سنہ ۱۹۱۲ء

باہتمام شیخ عبدالعزیز پرنٹر

مطبوعہ روز بازار سٹیم پریس امرتسر

تعداد جلد

سوانح حیدر علی سلطان ۔ میسور کے مشہور اسلامی فاتح اور اٹھارہویں صدی کے نامور مشرقی جنرل نواب حیدر علی خاں اور اُن کے شہرۂ آفاق فرزند ٹیپو سلطان کے حالات میں مشرقی و مغربی مورخوں نے بکثرت کتابیں تالیف کی ہیں ۔ اور ہر ایک مؤلف نے اپنے نقطۂ خیال کے مطابق اس تصویر میں رنگ بھرا ہے ۔ ویل ٹریڈنگ کمپنی لمٹیڈ امرتسر نے ان تمام خصوصیتوں کو ملحوظ رکھ کر حال میں ایک ایسی ضخیم کتاب شائع کی ہے جسے اس باب میں بہترین و مستند ترین سرمایہ کہہ سکتے ہیں اور جس کے کمال جامعیت کا یہ ادنیٰ نمونہ ہے کہ انگریزی و فرانسیسی و فارسی و اردو میں نواب حیدر علی خاں اور ٹیپو سلطان کے حالات میں جو کتابیں شائع ہوئی ہیں اُن سب کا جوہر اس کتاب میں لے لیا گیا ہے ۔ اور واقعات کی تحقیق روایت و درایت دونوں حیثیتوں سے کی گئی ہے ۔ پوری کتاب چار سو آٹھ صفحوں پر تمام ہوئی ہے ۔ اور اس وسیع حجم پر بھی صرف دو روپیہ قیمت رکھی گئی ہے ۔ شروع میں سلطان حیدر علی کا فوٹو ہے (سوانح حیدر علی سلطان) میں قابل عبرت امر یہ ہے کہ ایک معمولی حیثیت کے مسلمان نے جس کے زمانہ کی کڑیاں موجودہ صدی سے بالکل ملی ہوئی ہیں ۔ محض اپنی ہمت و حوصلہ و جوش و اولوالعزمی سے کیسی حیرت انگیز ترقی کی اور ایک ادنیٰ درجہ سے نکلکر شہرت کے اُس شاندار سٹیج پر جا پہونچا ۔ جہاں اُس کے پہلے نادر شاہ و نپولین پہونچ چکے تھے ۔ امید ہے کہ اس تاریخ کے مطالعہ سے ناظرین کے معلومات ہی میں ترقی نہ ہوگی بلکہ قدرت کا یہ فلسفہ بھی ذہن نشین ہو جائیگا کہ دنیا میں لوگ کیونکر بنتے اور کس طرح بگڑتے ہیں ۔

سوانح ٹیپو سلطان یورپ و ایشیا کی مختلف زبانوں میں ہندوستان کے نامور ترین جنرل ٹیپو سلطان شہید کے واقعات و محاربات میں جو کتابیں تالیف ہوئی ہیں اس کتاب میں ان سب سے مدد لیکر فلسفۂ تاریخ کی روشنی میں جنرل مذکور کے تمام حالات زندگی لائے گئے ہیں اور مغربی و مشرقی مؤرخین کی تحقیقات کو ایک مکمل مجموعہ کی صورت میں پیش کیا گیا ہے ۔ قیمت آٹھ آنے (۸؍) صفحہ ۲۳۶ ۔

رسائل شبلی شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی سکریٹری دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے اس کتاب میں دکھایا ہے کہ اسلامی تمدن کے عہد میں مسلمانوں نے کیسے کیسے عظیم الشان شفاخانے قائم کیے تھے کیسے کیسے جلیل القدر کتب خانے کھولے تھے ۔ نا مسلمانوں کے ساتھ اُن کا برتاؤ کیسا شریفانہ تھا ۔ جزیہ کس قسم کا ہمدردی آمیز ٹیکس تھا ۔ اُنھوں نے کیا کیا کلیں ایجاد کی تھیں یورپ میں مسلمانوں کی کیسی کیسی بے نظیر علمی کتابیں شائع ہو رہی ہیں ۔ اسلامی علوم و فنون وغیرہ کو زندہ رکھنے کے لیے یورپ کیا کوششیں کر رہا ہے کتب خانہ اسکندریہ کے جلانے کا الزام مسلمانوں پر کس قدر بے بنیاد ہے ۔ مسلمانوں نے دنیا کی مختلف

فہرست مضمون کتاب القانون

تمام شد

حصہ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامداً و مصلیاً

التماس ضروری

یونانی معالجہ جس حیثیت سے کہ وہ انسان کی فطرت کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے اور اس کے ترک سے جو تنزل نصیب ہے اس کی تفصیل اس کتاب میں سونے اور جاگنے کھانے اور پینے کی ذیل میں چند مستقل بحثوں میں مفصل بیان ہوئی ہے۔

اول مجھکو اُن امور اور واقعات کی تشریح ضروری معلوم ہوتی ہے کہ جو سبب ترقیم اس کتاب کے ہوئے ہیں غالباً اُن واقعات کے دریافت ہونیسے اس کتاب کے مقاصد بھی دریافت ہو جائینگے اور اُن برگزیدہ نفوس کو کہ جو علوم پرور اور علوم کے ہمدرد ہیں یہ بھی ثابت ہو جائیگا کہ فی الواقع زمانہ موجودہ میں بلکہ زمانہ موجودہ سے ایک صدی پہلے اس فن میں اس قسم کی تالیف و تصنیف کی اشد ضرورت تھی اور ہے جیساکہ یہ کتاب تالیف ہوئی ہے۔ اس قسم کی ضرورت عام لوگونکو اس علم و فن سے مستفید ہونے کیغرض سے بھی ہے اور عام لوگوں کو اُس کے اصول و مبانی دکھلانے کیغرض سے بھی۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ یونانی علم و فن طبابت کے معانی اور مفہومات کا پہلا تناسخ عربی الفاظ کے قالب میں واقع ہوا ہے یعنے یونانی زبان سے عربی زبان میں ممالک و بلاد اسلامیہ مثلاً بغداد و اندلس و مصر وغیرہ جہاں کی عربی ملکی زبان تھی۔ ترجمہ کیا گیا۔ میں نے لفظ ترجمہ اس مقام پر تغلیباً استعمال کیا ہے ورنہ فی الواقع یونانی زبان سے عربی زبان میں محض لفظی ترجمہ ہی نہیں ہوا بلکہ یونانی نظم و ترتیب کو زبان مروجہ وقت میں تبدیل کر دیا جس کا تبدیل کرنا نہایت ہی ضروری تھا۔ اور بلحاظ معانی و مفہومات محققوں نے نئے نئے مسایل اجتہادی اس علم میں داخل کئے اور بقراط و سقراط و جالینوس کے مغالطے اور مسلمے لکھے۔ چنانچہ اس تبدیل و تنسیخ کا پتہ حنین ابن اسحاق و ابن زکریا و مسیحی و علی ابن عباس و ابو صادق و شیخ بو علی سینا و ضیاء الدین ابن بیطار و ابن رشد و ثابت بن قرہ و اسحاق

ابن عمران وابو نصر وابو البرکات وابو الخیر وغیرہ کی تصنیفات وتالیفات سے عمدہ طور سے ہوسکتا ہے۔
الغرض ان حضرات کے زمانہ میں زماناً بعد زمانٍ اس علم کی ترقی کی رفتار تیزی پکڑتی گئی ہے
مگر ان اکابر کے بعد یہ مسلک (راستہ) تحقیق وتدقیق سرعت تغیر سلطنتوں سے حکماء کے
انتشار جمعیت کی وجہ سے دفعتہً بند ہو گیا اور جس قدر یہ علم محقق اور منضبط ہو چکا تھا اُس پر
گرہ لگ گئی مگر جس حیثیت سے وہ مکمل ہو چکا تھا اُس کو حضرات مابعد زمانہ مذکورہ مثلاً مولانا
سدید وملا نفیس وحکیم علی گیلانی وحکیم جرجانی وداؤد انطاکی وایلاقی وغیرہ نے خوب اچھی
طرح سے بنا ہا۔

جس قدر اسلامی ممالک کے حکماء وعلماء نے اس علم کو معراج کمال پر پہونچا دیا اُس قدر
مکمل کو ممالک یورپ کے دانشمندوں نے یعنے اہل جرمن وفرانس واہل انگلینڈ نے اپنی
اپنی زبانوں میں ترجمہ کیا اور تھوڑے ہی زمانہ کے بعد استقراء (تلاش وجستجو) کا سلسلہ کہ جو
اِن میں فطرتاً موجود ہے شروع کر دیا جس کی برکت سے اس علم میں ایک نئی روح پڑ گئی
گو ملک کے بخت یا اتفاق کی وجہ سے ایسے افراد ڈاکٹروں کے برٹش انڈیا میں کمتر پائے
جائیں گے کہ جن کے معلومات فن مذکورہ کے ایک ایسے درجہ پر وسیع ہوں کہ جیسے
ہونا چاہئیں۔ ہمارے زمانہ کے یونانی طبیبوں کو عموماً یہ گمان ہے کہ فن ڈاکٹری میں
ارواح وقوئے وبحران ویوم الانذار وایام واقع فی الوسط وغیرہ کی تشریحات نہیں ہے
یا غایت درجہ ناقص ہیں اُن کا یہ گمان ایک حد تک صحیح ہے اسلئے کہ اُن کو ایسے ڈاکٹروں
سے اتفاق تحقیقات کا نہ ہوا ہوگا۔ کہ جن کے دماغوں میں اس فن کے معلومات
کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔ چنانچہ میں بھی ایک عرصہ تک اسی وہم میں مبتلا رہا۔ خوش
نصیبی سے مجھ کو ایک عالی دماغ محقق ڈاکٹر صاحب سے شرف نیاز حاصل ہوا جن کی
وسعت تحقیقات اور کثرت معلومات نے پورے طور سے ثابت کر دیا کہ میرے خیالات
مذکورہ غلط تھے۔ مگر مجھ کو اپنی تلاش کے زمانہ میں صرف ایک ہی یہ محقق ملا۔ غالباً یہی خیال
نقصان فن طب یونانی کی نسبت اُن ڈاکٹروں کو بھی ہوتا ہوگا۔ کہ جو اصول ومبانی طب
یونانی سے واقف نہیں ہیں۔

اب میں اُن حوادث کو بیان کرتا ہوں کہ جن کی وجہ سے علم مذکورہ کی صورت روز
بروز مسخ ہوتی گئی اور ہوتی جاتی ہے چنانچہ وہ حادثات اسطرح سے واقع ہوئے کہ

جب یہ علم بلادِ اسلامیہ میں ایک حد تک مکمل ہو کر گرہ بستہ ہو گیا تو اُسی حیثیت سے شاہانِ اسلام کے ساتھ ہندوستان میں آیا۔ یہاں پہنچ کر مسلمانوں کی قومی زبان میں بھی کہ جو اُس وقت فارسی تھی کچھ حصہ نقل و ترجمہ ہوا۔ مگر وہ بالکل غیر کافی تھا اِس لئے کہ اُس وقت میں فارسی زبان ملکی زبان نہ تھی اور ہر علم و فن کو ملکی زبان کے پیرایہ میں لانا اِس لئے لابدی اور ضروری ہے کہ اُس سے علےٰ وجہ الکمال اُس ملک کے آدمی مستفید ہو سکیں۔ اور فارسی میں بھی جس حیثیت سے کم و بیش ترجمہ کیا گیا وہ محض مقلدانہ ترجمہ کیا گیا یعنے جس طرح سے عربی الفاظ کے قالب میں یہ علم ڈھالا گیا تھا اُسی ترتیب سے فارسی الفاظ کے قالب میں بھر دیا گیا۔ اِن وجوہ سے اِس علم کی نورانیت اور اشراق فارسی زبان میں ظاہر نہیں ہوئی بلکہ اس کی صورت مسخ ہو گئی حالانکہ اگر ترقی معنوی یعنی استقراء و اجتہاد کی جدید روح نہ ڈالی جاتی تو اس قدر اہتمام تو ضرور کیا جانا چاہئے تھا کہ اُس کو عمدہ طور سے ملکی زبان کا پیرایہ پہنایا جاتا تاکہ خاص و عام بلا احتیاج معلم کم سے کم اِس فن کے اصول کے موافق اپنے حفظانِ صحت پر قادر ہو جاتے جس طرح سے ملکی زبان یورپ میں عموماً ہر علوم اور خصوصاً طبی تحقیقات کے رسالہ شایع ہوتے رہتے ہیں کہ جس سے ہندوستان کی ملکی زبان بھی بہرہ اندوز ہوتی رہتی ہے اسلئے کہ ہر ایک علم کا کمال یہ ہے کہ اس کے دقایق اور کمالات تحریراً و تقریراً اس طور سے بیان کئے جائیں کہ اُس سے خواص و عوام بوجہ احسن فایدہ اٹھائیں چنانچہ یہ کتاب اِس طرز و انداز کی جامع و موجد ہے اس سے قبل کوئی شخص ہم کو اس بات کا نشان نہیں بتلا سکتا ہے کہ ملکی زبان میں امور مذکورہ کی جامع حفظ صحت کے لئے کوئی اور کتاب ایسی مرتب و مکمل ہوئی ہو اِس سے پہلے اردو زبان میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں اُن میں یا تو بعض وہ کتابیں ہیں کہ جو لفظاً لفظاً بے محاورہ اُردو زبان میں پورانے طریقہ سے تقلیداً عربی زبان سے ترجمہ ہوئی ہیں جس کی وجہ سے مشکلات اور مضامین دقیقہ کا حل ہونا تو درکنار مضامین مذکورہ میں اور گھر میں پیچیدگیاں پڑ گئی ہیں۔ یا وہ کتابیں اردو میں لکھی گئی ہیں کہ جو عوام کی تحریص و ترغیب خریداری کی غرض سے بلحاظ نجمل یعنے حصہ حصہ طب کی کتابوں سے امراض مخصوصہ کے معالجات و نسخہ جات نقل کر کے بڑی بڑی لفاظیوں کے ساتھ معرض تحریر میں لائی گئی ہیں۔ چونکہ یہ طریقہ اس علم کے بقا اور افادہ عوام کے لئے کچھ بھی کار آمد نہیں ہے لہذا میں نے اِس کتاب کی تالیف یا تصنیف کی اس طریقہ سے بنا ڈالی ہے کہ جس سے امور مذکورہ کی تکمیل ہو جائے۔

میری رائے سے بہت سے زمانہ شناس اہل علم احباب کہ جن میں اکثر صاحبان ڈاکٹر
اسسٹنٹ سرجن وغیرہ بھی ہیں جب متفق ہوگئے تب اِس کتاب کی تالیف وترتیب میں
محض اپنے اوقات عزیز ہی صرف نہیں کئے ہیں بلکہ مغز جان وقف قلم والفاظ کیا گیا
ورنہ ہجوم مشاغل دنیا یعنے شغل وکالت اور کچھ رہی سہی زمینداری کے تعلقات اور کچھ ثواب
آخرت کی تحصیل کی طمع یعنی بیماروں کا معالجہ اور اُس پر اپنی ثروت گزشتہ کا قلق۔ اور
یا در فتگان کا درد مزیدے بر آں یہ موانع کیا کم تھے مگر تقریباً ان جملہ ہمدم اور مونسوں کو الفراق
اور الوداع کرکے اس کتاب کو مرتب کیا۔ اگرچہ علوم جدیدہ کے مقابلہ میں علوم حکیمہ قدیمہ کی
وہی مثال ہے جو لعبت فرنگ (معشوقۂ فرنگ) کا مقابلہ ایک عجوزہ (بڑھیا عورت) سے پس
اس کتاب کی برتری کا گمان رکھنا فضول ہے الا چونکہ گورنمنٹ موجودہ کہ جو ہماری خوش نصیبی
سے اِس وقت ہمارے اوپر حکمران ہے آزادانہ اور غیر متعصبانہ ہر قسم کے علوم قدیم وجدید کی
قدردان ہے جسکے فیض وبرکت سے ہر قوم وملت کے افراد میں بھی آزادی کا مادہ پیدا ہوگیا
ہے جس کی وجہ سے ہر قوم وملت کے تعلیم یافتہ خصوصاً اعلےٰ طبقہ کے لوگ علوم کی قدردانی
کرنے لگے ہیں اس لئے مجھکو امید ہے کہ میری جانکاہی کا قدردانی سے جبر نقصان ہوگا۔
چونکہ اس کتاب سے میری اصلی غرض افادہ خلق اللہ ہے لہذا یہ معاملہ مبنی وبین اللہ ہے۔

اِس کتاب میں مسایل اہم ودقیق جن کے فہم سے مستعد لوگ بھی مشوش ہوجاتے
ہیں اور جن کو عام لوگوں کا سمجھنا اور اُن پر عمل کرنا ضروری ہے ایسے صاف وسادہ طور سے
بیان کئے گئے ہیں کہ ہر شخص کے بلاتردد ذہن نشین ہوجائیں گے اور بہت سے مسایل
بادی النظر میں مصنف کے اجتہادی مسایل معلوم ہونگے حالانکہ مجھ میں اس فن کے مجتہد ہونے
کی لیاقت نہیں ہے اور نہ میں دعوے کرتا ہوں۔ مگر درحقیقت وہ مسایل یا تو حکما متقدمین
کے اقوال مبہم کی تفصیل یا اُن کے اصول مسلمہ کی فروعات ہیں۔ ہاں طرز وترتیب میں یہ
خاکسار دعوے کرسکتا ہے کہ "ہٰذا ما تفردت بہ" (یہ وہ طریقہ ہے کہ جسکو تنہا میں نے ہی نکالا)
علاوہ امور مذکورہ طرز بیان وگزارش مدعا میں بھی اِس بات کا پورا خیال ولحاظ رکھا گیا ہے کہ
اس کتاب کے نہ محض معانی ہی دل نشین ہوں بلکہ اُس کے الفاظ وعبارت بھی سامعہ نواز
ہوں کہ "اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْراً" (بعض طرز بیان میں جادو کی تاثیر ہوتی ہے) بالجملہ اس کتاب
کو اس حیثیت سے دیکھنا چاہیئے کہ اسکے الفاظ میں کیسے جواہر معانی بھرے ہوئے ہیں اس حیثیت سے

ملاحظہ نہ کرنا چاہیے کہ اُس کو ایک ناچیز اور ننگ خلایق نے ترتیب دیا ہے۔
آخر التماس میں اُن بزرگواروں کی تصنیفات کا تذکرہ کرتا ہوں کہ جن سے مجھکو اس کتاب کی تصنیف و تالیف میں مدد ملی۔ منجملہ اُن کے مولانا محمد اکبر ارزانی مرحوم کے مصنفات اور قانون شیخ بوعلی سینا اور اُس کی شراح مثلاً علامہ قرشی و علامہ گیلانی و علامہ محمود آملی کی شرحیں اور ملا نفیس کی مصنفات ہیں اور کچھ اقوال اساتذہ سلف حکیم اعظم خان صاحب کے مولفات سے بھی بر سبیل نقل النقل معرض تحریر میں آئی ہیں +

مولف کے خاندانی حالات

ننگ انام بشیر الدین احمد مولف کتاب ہذا اللہ کا شکر کرتا ہے کہ گورنمنٹ موجودہ میرے خاندان کو مثل شاہان سلف عزّت کی نگاہ سے دیکھتی ہے میرے خاندان کے لوگوں کو بڑے بڑے عہدے مرحمت فرمائے۔ قاضی مولوی سعید الدین مرحوم میرے دادا عہدہ تحصیلداری و منصفی پر ابتداً معزز ہوئے اور عہدہ صدر الصدوری شہر الہ آباد پر اُن کا زمانہ ملازمت ختم ہوا۔ قاضی مولوی محمد امین الدین مرحوم میرے نانا بھی عہدہ منصفی سے عہدہ صدر الصدوری مراد آباد پر پہونچ کر بہ نیک نامی عہدہ مذکور سے سبکدوش ہوئے۔
مولوی قاضی محمد خلیل الدین مرحوم میرے والد بزرگوار کو گورنمنٹ نے بلحاظ اعزاز خاندانی عہدہ آنریری مجسٹریٹ قصبہ کیرانہ ضلع مظفر نگر عطا فرمایا اور بزرگان سلف کے سلسلہ عہدہ قضا قصبہ مذکور کی سند عطا فرمائی اور بلحاظ اعزاز گورنمنٹ نے حضرت مرحوم کو ایکٹ اسلحہ سے بھی مستثنےٰ فرمایا تھا۔ اور جناب مرحوم قصبہ کرانہ کے میونسپل بورڈ کے وائس چیرمین بھی تھے۔ ڈیرھ سال کا عرصہ ہوا کہ قدسی صفات ممدوح نے انتقال فرمایا۔
میرے آباء و اجداد کے اعزاز کے متعلق بہت سے فرامین شاہی و چٹھیاں حکام انگریزی مثل گورنر جنرل وغیرہ حکام اعلےٰ کی موجود ہیں۔ حضرت ممدوح کے پس ماندوں کو بھی عامہ خلایق اور حکام وقعت و قعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔
بڑا فخر مجھکو یہ ہے کہ میں اُن صحابی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہوں کہ جن کے یہاں مدینہ منورہ میں آنحضرت مہمان ہوئے یعنے حضرت ایوب انصاری رضی اللہ

عنہ کہ جن کا مزار پاک اب قسطنطنیہ میں زیارت گاہ خلایق ہے۔
جن جن اسباب وحوادث سے شرفا و اعیان عرب کا ملک ہندوستان میں ورود ہوا وہ امور ایک تاریخی واقعات ہیں جن کا بیان اس موقع پر بے محل ہے چنانچہ میرے جد اعلیٰ مولانا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان محمد تغلق کے زمانہ میں ہندوستان میں نزول اجلال فرمایا اور قصبہ سہالی متعلقہ صوبہ اودھ لکھنوکہ جواب تحصیل فتحپور ضلع بارہ بنکی کے متعلق ہے سکونت کے برکات کی طرح ڈالی۔ غرض کہ مولانا ممدوح یعنے حضرت ایوب کے نور دیدہ اور ہمارے جد امجد کے اخلاف قصبہ مذکورہ میں کہ جو اب ایک ویرانہ حالت میں ہے اور کسی زمانہ میں مولانا ممدوح کی اولاد سے دار العلم ہونے کے اعتبار سے رشک یونیورسٹی کیمبرج یا دار العلم جامع ازہر تھا۔ وطناً سکونت اختیار کی اس لئے مولانا کمال الدین و مولانا نظام الدین علیہما الرحمۃ میرے اجداد جن کو باعتبار فضایل وجلالت قدر تمام دنیا کے علماء اور علم دوست جانتے ہیں۔ اور قیامت تک ان کے نام نامی کی یادگار اور ان کے علوم کے آثار انشاء اللہ تعالےٰ باقی رہینگے۔ سکونت کے اعتبار سے سہالوی مشہور ہیں۔
بعد واقعہ شہادت مولانا قطب الدین شہید علیہ الرحمۃ جو اورنگ زیب کے زمانہ میں واقعہ ہوا تھا۔ مولانا کمال الدین میرے جد امجد نے قصبہ فتحپور میں کہ جو قریب سہالی کے ہے اور اب ضلع بارہ بنکی کے متعلق ہے۔ اور مولانا نظام الدین نے لکھنو فرنگی محل میں حسب فرمان شاہی سکونت اختیار کی۔ فقصہ مختصر ہندوستان میں اور ہندوستان کے باہر ممالک عرب ومصر وشام وغیرہ میں کوئی اہل علم یا علم دوست ایسا نہ ہوگا کہ جو اس ننگ خلایق وننگ خاندان کے خاندان کی عظمت وجلال سے آگاہ نہ ہوگا اسواسطے مجھکو اپنے اکابر ما سلف کی سوانح عمری لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر ہاں ان ابرار کے نام نامی تحریر کرتا ہوں کہ جنہوں نے اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ سے کوئین وکٹوریہ آنجہانی کے زمانہ تک قرب بارگاہ رب العزت اختیار کیا۔ چنانچہ مولانا محمد کمال الدین سہالوی و مولانا نظام الدین سہالوی و مولانا عبد العلی بحر العلوم لکھنوی فرنگی محلی و مولانا محمد حسن (مصنف کتاب ملا حسن) لکھنوی فرنگی محلی و معین العلماء قاضی محمد عاشق و مولانا قاضی نور الحق قاضی دیوبند و کرانہ متعلق سرکار سہارنپور و مولانا

محمد قطب الدین ومولانا محمد سالم ومولانا قاضی محمد سعدالدین فتحپوری ومولانا انوار ومولانا محمد ظہور اللہ ومولانا محمد مبین لکھنوی فرنگی محلی ومولانا ولی اللہ ومولانا مفتی محمد یوسف ومولانا عبدالحکیم مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی وشمس العلما مولانا محمد نعیم وفخر العلما مولانا عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی یہ جملہ افراد میرے خاندان کے نفوس قدسی ہیں۔ ان بزرگواران وابرار کو اس جہان سے رحلت فرمائے ہوئے کچھ زمانہ دراز نہیں گذرا بجز مولانا کمال الدین ومولانا نظام الدین سہالوی وقاضی مولانا نورالحق کے کہ یہ بزرگوار تو آخر زمانہ اورنگ زیب اور شروع زمانہ بہادر شاہ میں رحلت فرما ہوئے۔ باقی جملہ حضرات نے اسی زمانہ میں سفر آخرت اختیار فرمایا۔ جب کہ موجودہ گورنمنٹ کی حکومت کے برکات ہمارے ملک میں سایہ افگن ہو چکے تھے۔ اہل علم تو جانتے ہیں مگر عوام کی آگاہی کی غرض سے لکھا جاتا ہے کہ ان متبرک نفوس سے مسلمانوں کے علوم کس قدر مشکور ہیں۔ اگر یہ ملکوتی صفات نہ ہوتے تو ہندوستان میں علوم اسلامیہ شایع نہ ہوتے۔ ان حضرات کے مجاہدے اور تبحر علم و فضل ان کی تصنیفات وشروح وحواشی سے ظاہر ہے جن کی تفصیل کے لئے ایک زمانہ دراز چاہیئے۔ اور جو علوم میں مثل آفتاب کے روشن ہیں اور قیامت تک روشن رہیں گے۔ جو لوگ علوم عربی کے ماہر ہیں اُن سے دریافت کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ علوم عربی میں جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اُن میں سے کوئی کتاب بھی ایسی نہ ہوگی کہ جو ان بزرگوار دں کے افادہ سے نورانی ومزین نہ ہوگی۔ چنانچہ فخر علمائے قدیم وجدید مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی اوصاف مذکورہ کے خاتم ہوئے۔ جن کو رحلت فرمائے ہوئے ابھی عرصہ بارہ سال کا گزرا ہے۔

ایک بار انعقاد جلسہ دستار بندی طالبان علم مدرسہ عربی دیوبند کیلئے ایک کمیٹی بمقام دیوبند منعقد ہوئی۔ اُس جلسہ کی شرکت کیلئے مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی کی بھی دعوت کی گئی تھی اُس کمیٹی میں جناب مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی مدرس اعلے مدرسہ مذکور نے طالب علموں کو مولانا عبدالحی صاحب کی دعوت کی خوش خبری دیکر فرمایا تھا کہ دیکھو خبردار اور ہوشیار ہو جاؤ تمہارے امتحان لیاقت کے لئے لکھنؤ سے وہ شخص آتا ہے کہ جس کی تصنیفات کے سمجھنے میں بڑے بڑے علما کو مشکل اور دقت ہوتی ہے۔ الغرض حضرات ممدوح کا ایک کارنامہ تو مختصراً بیان کیا اب دوسرا کارنامہ مختصراً بغرض واقفیت عوام تحریر ہوتا ہے۔

یہ بزرگوار محض مصنف و شارح و محشی علوم ہی نہیں تھے۔ بلکہ ہندوستان و دیگر ممالک اسلامیہ کے تشنگان علوم کے لئے ایک دریائے فیض تھے۔ اس وقت تک ہندوستان کا علمی خاندان کوئی ایسا نہیں ہے کہ جس کو سلسلہ بسلسلہ اس خاندان سے بذریعہ شاگردی فیض پانے کا فخر حاصل نہ ہو۔ چنانچہ درس نظامیہ (کورس نظامیہ) جو اس وقت ہندوستان میں رائج ہے وہ مولانا محمد نظام الدین علیہ الرحمۃ کی یادگار ہے۔

ان بزرگواروں نے بجز مشاغل مذکورہ کے مذہبی مباحثوں کے جھگڑوں میں اپنی عمر عزیز صرف نہیں کی۔ اور نہ ان علماء میں کسی قسم کا تعصب تھا کہ جو آج کل اہل علم میں پایا جاتا ہے۔ بلا قید مذہب یہ ابرار بندگان خدا کے لئے ہمہ فیض تھے۔ اور سب کے سب اہل کرم وجود و سخا تھے۔ ان بزرگواروں کے حالات مذکورہ بہت سے تذکروں میں بقید کتابت موجود ہیں۔ چنانچہ رسالہ معارف مطبوعہ ۱۹۱۰ء عیسوی میں سے کسی مہینہ کا رسالہ کہ جو علی گڑھ میں بطور علمی رسالہ کے ہر مہینہ میں شائع ہوتا ہے۔ ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ کہ جس میں مختلف تذکروں سے ہمارے خاندان کے تحقیقی حالات درج ہیں جس سے اودھ اخبار نمبر ۱۰۹ مطبوعہ ۹ مئی ۱۹۱۰ء نے بھی نقل کئے ہیں۔

علاوہ ان بزرگان مذکورہ کے کہ جو ہر شخص اپنے وقت کا امام غزالی اور فخر الدین رازی تھا۔ میرے خاندان کے تقریباً کل افراد ذی علم و متقی و پاک نفس اور بے تعصب گزرے ہیں اور اب بھی بصفات مذکورہ موصوف موجود ہیں۔ چنانچہ حافظ قاضی حکیم نصیر الدین احمد میرے چھوٹے بھائی بھی ذی علم اور طبیب متقی و جوان صالح و پاک نفس اور اوصاف خاندانی سے موصوف ہیں اور میرا لڑکا امیر الدین احمد علوم عربیہ سے تیرہ سال کی عمر میں قریب بہ فراغت ہو کر چار سال سے انگریزی تعلیم کے سلسلہ میں داخل ہو کر اس سال انشاء اللہ تعالےٰ انٹرنس کے امتحان میں شریک ہوگا۔ اللھم بارک فی عمرہا۔

چونکہ میرے جد امجد مولانا کمال الدین سہالوی اور اُن کی اولاد واقعہ شہادت مولانا قطب الدین شہید سہالوی کے بعد فتحپور متصل لکھنؤ صوبہ اودھ میں کہ جواب ضلع بارہ بنکی کے متعلق ہے۔ سکونت پذیر ہوئے۔ اسلیئے خاکسار کو وطناً فتحپوری کہنا چاہیئے۔ اور جس قدر علوم سے مجھکو کم و بیش حصہ ملا ہے وہ مجھ کو اپنے بزرگان وطن و ابرار خاندان سے حاصل ہوا ہے۔ اور چونکہ میرے اجداد نسلاً بعد نسل شاہی زمانہ سے کیرانہ ضلع مظفرنگر و دیوبند ضلع سہارنپور میں عہدہ قضا پر مامور تھے

اور بعدہ گورنمنٹ موجودہ نے میرے اسلاف کو انہیں اضلاع میں مراتب عطا فرمائے لہذا اس اعتبار سے مجھکو سکونتاً کرانوی کہنا چاہیے۔ چنانچہ اس وقت تک سلسلہ عہدہ قضا و تعلق جایداد کی وجہ سے ہم لوگوں کی سکونت قصبہ کیرانہ ضلع مظفرنگر میں ہے۔

کتاب کا اجمالی مضمون

اس کتاب کے پہلے حصہ میں کلیات سے اُن مسایل کو بہت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جو ضروریات زندگی سے متعلق ہیں۔ مثلاً غذا کے احکام دس تعلیموں میں مرقوم ہیں کہ جس سے ہر شخص کمال دلچسپی کے ساتھ مستفید ہوگا۔ ان تعلیمات میں بہت سی علمی تقریریں نہایت صفائی سے بیان ہوئی ہیں اس کے بعد پانی کے احکام دس تفہیموں میں بیان ہوئے ہیں۔ یہ تفہیمات بھی اسی قسم کے جواہر معانی سے لبریز ہیں۔

ان جلیل القدر احکام کے بعد سونے اور جاگنے کے احکام کی تشریح کی گئی ہے۔ جن میں عجیب امور اور معارف کا انکشاف کیا گیا ہے۔

پھر حرکات و سکون کے احکام کی تشریح کی گئی ہے جس کی تحت میں ہر قسم کی ریاضت بدنی و نفسانی کے بیان سے تختہ اوراق گلدستہ معانی ہے۔

اُس کے بعد غسل و حمام کے احکام کی تشریح کی گئی ہے اور اُس کی ضروریات و قواعد کے بیان میں نہایت جامع تقریریں بیان کی گئی ہیں۔

پھر تبدیل فصل کے لوازم کی توضیح نہایت دل نشین اور مفید بحثوں میں ختم کی ہے۔

پھر تبدیل مکان کے احکام اور اس کے متعلق ضروری لوازم کی تشریح ہوئی ہے۔

ان احکام کے بعد استفراغ کے احکام بیان ہوئے ہیں جن میں مسہل و فصد و حجامت و قے و جونک لگانا اور ادرار اور پسینہ لانا اور جذب و امالہ داخل کیا گیا ہے۔ اِن مسایل کو نہایت محققانہ طور سے لکھا ہے جس سے عوام کو بھی فواید تفصیلیہ حاصل ہوں گے۔ اور استفراغ کے خطرناک اوقات و حالات سے محفوظ رہیں گے۔

اس تذکرہ کے بعد علاج کے احکام بصورت کلیہ بیان کئے گئے ہیں۔

اس کے بعد منذرات کے احکام کا ذکر ہے یعنی وہ عوارض کہ جن کے پیدا ہونے سے بعض پُر خطر بیماریاں پیدا ہو جانے کا خوف ہوتا ہے اس بیان کو مع دلایل بہت صاف بیان کیا ہے۔

اِس معرکے کے بعد طوالت عمر کے احکام اور اُس سے کے متعلق مدلل تقریریں بیان کی گئی ہیں۔ اِس بیان میں اُن حکیمانہ اصول اور تدبیرات کی تفصیل کی گئی ہے کہ جو طول عمر کی باعث ہو سکتی ہیں۔

اِس کے بعد بوڑھوں کی حفظ صحت کے احکام بیان کئے گئے ہیں جس میں مفصلاً ان کے لئے لوازم صحت کی تشریح کی گئی ہے۔

دوسرے حصہ کتاب میں حفظ صحت بعض اعضاء کے احکام کے مراتب مرقوم ہوئے ہیں۔ یہ حصہ اِس کتاب میں لفظاً و معناً ایک عجیب دلفریب لطیفہ ہے۔ اِس میں اعضائے مذکورہ کے محض قوے کی حفاظت کے لوازم ہی تحریر نہیں ہوئے ہیں بلکہ حفاظت کی غرض سے بہت سے نسخہ جات مفردہ و مرکبہ و تدبیرات خارجیہ کہ جو اصولاً اُن اعضاء کے لئے نفع میں ایک شان ایزدی معلوم ہونگے۔ معرض تحریر میں آئے ہیں خصوصاً قوت باہ کے احکام کے بیان میں بڑی بڑی جلیل القدر تقریریں کی گئی ہیں۔ اور قوت باہ کے تعلقات و روابط کہ جو اُسے دوسرے اعضاء سے ہیں ظاہر کئے گئے ہیں۔ اور ضعف باہ کے مرض کی تشخیص کے طریقے اِس طور سے بیان کئے گئے ہیں کہ جن سے مریض خود بوجہ احسن مستفید ہو سکتا ہے۔ اور امر علاج میں مسامحہ اور مغالطہ نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد ہر قسم کے ضعف باہ کا دستور عمل علاج اور نسخہ جات مفردہ و مرکبہ و طلا و ضماد و اغذیہ و تدبیرات خارجیہ ضعیف الباہ کا ایک طولانی اور بسیط محکمہ قایم کیا گیا ہے جس میں کسی شخص کو مرتبہ خفا اور پوشیدگی کا باقی نہیں رہا۔

تیسرے حصہ کتاب میں امراض وبائیہ کا بیان ہوا ہے۔ مگر قبل اس کے تشریح وبا کا ایک عجیب مقدمہ لکھا گیا ہے۔ پھر ہوا کے غیر معتدل و فاسد و مضر زندگی ہونے کے وجوہ اسکے بعد وبا کے اسباب اور وبا کے انتقالات یعنے ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہونیکے وجوہ ترقیم ہوئے ہیں۔ اِن تحقیقات کے بعد تندرستوں کے لئے زمانہ وبا میں حفظ صحت کے انتظامات اور وبا کے زمانہ کے حرکات و سکون و غسل و حمام و لباس اور وبا کے زمانہ میں ادویہ مفردہ و مرکبہ مذکورہ کا استعمال اور غذا و پانی و ظروف کی اصطلاحات نہایت پر معنی اور دلکش الفاظ میں مرقوم ہوئی ہیں۔

اِن مراتب کو ختم کرنیکے بعد ہیضہ وبائی کے احکام بیان کئے گئے ہیں جس کی تحت میں نہایت تفصیل کے ساتھ تعلیمات مختلفہ اور ہیضہ کا معالجہ کلی و جزئی اور اُن اعراض کا تدارک

کہ جو دوران مرض مذکور میں لاحق ہوتے ہیں نہایت ہی بسط بیان میں تحریر ہوا ہے۔ علاوہ اس کے مریض ہیضہ کی تدبیرات خارجیہ متعلق مکان مریض واصلاح ہوا وغیرہ اس جامعیت سے بیان ہوئے ہیں کہ جس کے ملاحظہ سے ناظرین کو یقین ہو جائیگا کہ فی الواقع اگر مریض ہیضہ کے ساتھ امر تدبیر واصلاح مکان و ہوا وغیرہ لوازم مذکورہ عمل میں لائے جائیں تو اس کی صحت یقینی ہے۔

ہیضہ کے بعد وبار طاعون کے احکام کی تفصیل کی گئی ہے۔ اس مرض کا فیصلہ بھی عجیب و غریب اہم امور پر مشتمل ہے۔ اس میں حکمائے متقدمین اور اساتذہ سلف کے مرض مذکورہ کے بارہ میں منقولات بعد اس کے مولف کتاب ہذا کی تقریر اور وبائے طاعون سے بچنے کے انتظامات اور طاعون کے زمانہ میں حفظ صحت کی غرض سے ادویہ مفردہ و مرکبہ مذکورہ کے استعمال اور مریض طاعون کی حرکات و سکون بدنی و نفسانی کے قوانین اور مریض طاعون کے دورانی اغراض لاحقہ کا تدارک اور مرض طاعون میں فصد و مسہل وغیرہ عمل میں لانے کا فیصلہ اس کے بعد محض ورم طاعون کے علاج کے بارہ میں مصنف کتاب اور ماہرین و حکمائے سلف کے مشرح تدبرات اس طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں کہ عوام و خواص پر کوئی دقیقہ مستور اور مخفی نہیں رہے گا۔

اور بحیثیت مجموعی یہ کتاب اصول معالجہ و تدبیرات یونانی سے آگاہ ہونے کی غرض سے ڈاکٹری معالجوں کے لئے بھی ایک عمدہ ذریعہ ہے۔

اب آگے چل کر تینوں حصوں کتاب ہذا کے مطالب کا بیان ہے جس میں سے اول پہلا حصہ کتاب ہذا کا بیان ہوتا ہے۔

کتاب اچھی ہے [illegible]

[illegible]

حالت صحت

حقیقی صحت کی تعریف طبیبوں کی اصطلاح کے موافق۔

حقیقی صحت انسان کی کہ جو اعتدال حقیقی کے لوازمات سے ہے وہ کسی افراد انسان کو حاصل ہونا قریب محالات کے ہے۔ مگر مجازاً جس پر عرف طب میں لفظ صحت اطلاق پاتا ہے اُس سے مراد وہ حالت انسانی ہے کہ جس کے موجود ہونے سے طبیعت تمام افعال انسانی طبعی حالت اور سلیم طریقہ سے بغیر اضطرار صادر کرے۔

جس طرح سے انجن ڈرایور (انجن چلانیوالا) ایک کارخانہ کی مختلف اور متعدد کلیں انجن کے اجزا کے ٹھیک ہونے کی صورت میں چلا سکتا ہے اسی طرح سے کارخانہ بدن انسان کی تمام کلیں صحت کے موجود ہونے سے نیچر (طبیعت) اچھی طور سے چلا سکتا ہے۔ اگر صحت میں نقصان ہوگا تو ایک نہ ایک بدن کی کل کام دینے سے ناکارہ یا کمزور ہو جائے گی جس کی وجہ سے نظام بدن میں تغیر پیدا ہو جائے گا۔

حاجت صحت

صحت کا قایم رکھنا یا صحت زایلہ کا واپس لانا عقلاً و نقلاً ضروری ہے۔

انسان مظہر اعلے قدرت کاملہ خلاق مطلق کا ہے۔ اُس میں ہر علم کی رسائی کی استعدادیں بالقوۃ موجود ہیں۔ مگر اُن استعدادوں کا بالفعل کار آمد ہونا بھی صحت پر موقوف ہے علے ہذہ القیاس امر استحصال معاش و تعلیم و تربیت اولاد کہ جو اہم امور حیات دنیا سے ہے اور خلایق کی حاجت روائی مظلوموں سے دفع ظلم ظالموں سے حصول انتقام ہمسایہ کی رعایت اقربا کی اعانت کہ جو عمدہ وسیلہ نجات ہے سب صحت پر موقوف ہیں پس انسان کو اپنی تندرستی قایم رکھنا یا اُس کو واپس لانا عملاً اور نقلاً ضروری ہے۔ بدیں وجہ علم صحت سے بقدر ضرورت ہر شخص کو واقف ہونا ایک اہم اور ضروری امر ہے۔ تاکہ اُس قدر ضرورت سے واقف ہو کر اس پر عمل کرنے سے اپنی تندرستی موجودہ قایم رکھنے پر قادر رہے۔ یا تندرستی زایلہ کو واپس لانے پر مطمئن ہو جس کا قایم رکھنا یا

اُس کا واپس لانا عقلاً اور نقلاً ضروری ہے۔

علم صحت

صحت کے لوازم ضروری کا علم۔

تندرستی کے اسباب اور وسایل کے علم کو طبیبوں کی اصطلاح میں علم الصحت کہتے ہیں۔ منجملہ اسباب اور وسایل زندگی و تندرستی غذا و پانی اور نیند و بیداری و حرکت و سکون وغیرہ کے احکام بھی ہیں جن کے بالاعتدال استعمال سے صحت موجودہ قایم رہ سکتی ہے جنکو ہم مفصلاً بیان کرینگے۔

غذا کے احکام

غذا کی ضرورت کی دلیل

جس طرح سے تیل کو لیمپ یا چراغ کی لو جذب یا فنا کرتی ہے اسی طرح سے انسان اور حیوان کے بدن کی حرارت بھی اُس کے رطوبات جسمانیہ کو فنا کرتی رہتی ہے اور جس طرح سے کہ روغن چراغ یا لیمپ کے فنا ہونے سے چراغ یا لیمپ بھکر خاموش ہوجاتا ہے اسی طرح سے رطوبات جسمانیہ کے فنا ہوجانے سے انسان کی زندگی کا چراغ یا لیمپ گل ہوجاتا ہے۔ پس رطوبات جسمانیہ کا وقتاً فوقتاً فنا ہونا ضروری اور لابدی ہے اُسکا بدل و معاوضہ غذا سے ہوتا ہے اسلئے غذا ایک ضروری اور لابدی چیز ہے اور اُس کی طلب اور اُس کا تقاضا ایک اضطراری حالت ہے۔

مقدار غذا

مقدار ہر انسان کو کس قدر کھانا چاہیئے

غذا مقداراً معتدل کھانا چاہیئے۔ لیکن چونکہ افراد انسان کے حالات باعتبار قوت وضعف جداگانہ و مختلف ہوتے ہیں لہذا اعتدال فی الغذا مقداراً ہر یک فرد بشر کے لئے جداگانہ ہیں مگر بطور اصل کلی امر اعتدال فی الغذا کا پیمانہ مقرر ہو سکتا ہے یعنے خیر الامور اوسطہا کا لحاظ رکھنا چاہیئے کیا معنے غذا نہ ضرورت سے زیادہ کھائی جائے اور نہ ضرورت سے کم کھانا چاہیئے

کم غذا کھانے کے نقصانات کی شرح

غذا اگر ضرورت سے کم کھائی جائے گی تو اُس سے ضعف کا ظاہر اور پیدا ہو جانا یقینی ہے اور حرارت غریزی و حرارت غیر طبعی کا اشتعال ضروری ہے۔ اور ضعف اور حرارت غریزی کی ہنگامہ آرائی سے لزوماً و یقیناً رطوبات اصلیہ بدن کا کم ہونا یا فنا ہونا لازمی ہے اور یہی رطوبات بدن کی عمارت کے لئے مثل مصالحہ جات کے ہیں۔ پس اگر ان مصالحجات میں قلت یا نقصان ہوگا تو عمارت بدن کی ضرور غیر مستحکم و متزلزل ہو جائے گی۔ بالخصوص قلت غذا کے نقصانات کا تحقق اُن اشخاص کے اجسام میں بہت جلد اور بہت بدتر ہوتا ہے کہ جو لاغر اندام اور طبعاً گرم و خشک مزاج ہیں۔

زیادہ غذا کھانے کے نقصانات

غذا اگر کثرت سے کھائی جائے گی یعنے ضرورت سے زیادہ اُس کا استعمال ہوگا تو ضروری ہے کہ معدہ بوجہ زیر بار ہونے کے اُس میں اپنے اختیارات و تصرفات کی تکمیل پر قادر نہ ہوگا۔ پس لامحالہ معدہ ہضم غذا سے عاصی اور قاصر ہوگا۔ پس ایسی حالت میں اول فساد جس کا ظن غالب ہے وہ تخمہ ہے یا ہیضہ امتلائے اور فساد ثانی جو یقینی ہے وہ یہ ہے کہ ایسے ہضم سے ایسے اخلاط غیر جید الجوہر (ناقص) پیدا ہونگے کہ جن میں استعداد و عفونت موجود ہوگی۔ باوجود امور مذکورہ کے اور بہت سے فساد پیدا ہونیکا احتمال ہے۔ کہ جو اندک غور و فکر سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

غذا کی مقدار معتدل

غذا مقدار اعتدال کھانے کی بابت قول فیصل

قول فیصل امر غذا کا بحسب مقدار اعتدالی یہ ہے کہ اُس کے کھانے میں میانہ روی اختیار کی جائے۔ اور پیمانۂ اعتدال فی الغذا کا یہ ہے کہ مقداراً اِس قدر نہ کھائی جائے کہ معدہ میں گرانی۔ سانس میں تنگی۔ دونوں پہلوؤں میں کشش اور اُس کے بعد معدہ میں نفخ اور مُنہ کے ذائقہ میں تغیر اور طبیعت میں جولانی کی جگہ انقباض اعضا میں کسل محسوس ہو بلکہ ارادہ میں سبقت طبیعت میں جولانی ظاہر ہو یہ حالت جب میسر آسکتی ہے کہ اُسکے کھانے میں میانہ روی کے مسئلہ کی پوری نگہداشت رکھی جائے یعنے ایک چہارم بھوک باقی رہجائے پیٹ کھانیسے دست کشی اختیار کی جائے۔ گو ایسی صورت میں بھوک کا کسی قدر تقاضا محسوس ہوگا۔ مگر تھوڑے عرصہ میں زائل بھی ہو جائے گا۔ اِس لئے کہ جب معدہ غذا کو پکانا شروع کرے گا تب غذا میں

جوش آئیگا اور اس جوش کی وجہ سے چہارم حصۂ معدہ بھی پورے طور سے بھر جائیگا۔

تعلیم اول

فوراً کھانے کے بعد اور کھانے کے درمیان پانی پینے کی امتناع

بشرط امکان بعد کھانا کھانے کے تقریباً ایک گھنٹہ پانی پینے میں توقف کرنا قرین مصلحت ہے تاکہ اس عرصہ میں مابین اجزائے معدہ وغذا پانی حایل نہ ہو جائے اسلئے کہ غذا میں پانی کے حایل ہونے سے معدہ اپنے اجزائے غذا کو پورے طور سے متغیر کرنے پر قادر نہ ہوگا اور یہ امر باعث قصور ہضم ہوگا کیونکہ شروع ہضم کے وقت معدہ کو ہضم غذا میں نہایت ہی مجاہدہ اور کوشش کرنا پڑتی ہے مگر یہ امتناع کلی نہیں ہے کیونکہ جن لوگوں کو توقف مذکورہ سے تکلیف مالایُطاق (ناقابل برداشت) ہوتی ہے اور انکے ضبط واستقلال میں تزلزل واقع ہوتا ہو تو وہ لوگ توقف مذکورہ پر مجبور نہیں کئے جائینگے۔ اسلئے کہ العادۃ طبیعۃ ثانیۃ" (عادت دوسری طبیعت ہوجاتی ہے) کے مقولہ کے حکمائے سابق اور عقلائے زمانہ حال بھی قایل ہیں۔

علیٰ ہذہ القیاس درمیان غذا کے بھی پانی پینا نقصان مذکورہ میں داخل ہے۔ مگر جو لوگ درمیان غذا کے بھی پانی پینے کے عادی ہیں اور ترک عادت سے اُن کو حالت اضطراریہ کا خوف ہے تو وہ لوگ بھی قاعدہ مذکورہ سے مستثنےٰ ہیں۔ اِس سلئے کہ یہاں بھی العادۃ طبیعۃ ثانیۃ" کا مسئلہ عارض حال ہوتا ہے۔ کہ جو خلاف طبیعت ہوگا۔

تعلیم دوم

بعد غذا کے حرکات بدنیہ وحرکات نفسانیہ کا کم سے کم ایک گھنٹہ ترک ضروری ہے۔

سکون اور ترک حرکات بعد غذا ضروری ہے۔ سکون اور ترک حرکات سے ہماری مراد سکون حرکات اندرونی اور بیرونی مراد ہے۔ یعنے جوارح (اعضاء) کا سکون اور ارواح اور قوے کا سکون۔ اِسلئے کہ حرکات اعضاء سے حرارت عام

بدن میں منتشر ہوتی ہے اور ہضم جید کے لئے معدہ میں حرارت کا جمع ہونا ضروری ہے۔
علےٰ ہٰذہ القیاس حرکات اندرونی سے بھی اجتماع حرارت فی المعدہ نہیں ہوتا ہے جس کا جمع ہونا بغرض تکمیل ہضم ضروری ہے۔ اور حرکات اندرونی میں غم و غصہ و خوف و فکر و شرم و خجالت وغیرہ و دیگر عوارض نفسانیہ داخل ہیں جن سے کہ مضطربانہ طور سے حرارت اور خون میں اور ارواح میں حرکات غیر منتظم ہوتے رہتے ہیں۔ پس ان کے عدم تسکین سے معدہ کا فعل بھی مشوش اور مضطرب ہوگا۔ لہذا غذا میں ہضم کامل بھی نہ ہوگا۔ اور ہضم کامل نہ ہونے سے جو جو خرابیاں پیدا ہوں گی وہ محتاج شرح و بیان نہیں ہیں۔
عمدہ حالت حصول سکون کے لئے یہ ہے کہ انسان بعد غذا کھانے کے ملایم بستر پر سیدھا داہنی کروٹ پر آرام کرے ایک گھنٹہ بعد بائیں کروٹ پر استراحت کرے بعدہٗ جس وضع پر چاہے آرام کرنے کا مجاز ہے۔ مگر اوضاع مذکورہ پر بعد غذا آرام کرنا اسوقت ضروری نہیں ہے کہ جب کوئی امر مانع ہو یا بر سبیل عادت کسی ایسی وضع پر استراحت کرنے کی عادت ہو کہ جسکے ترک سے اسکو تکلیف پہونچے۔
بعض طبیبوں نے حرکات خفیفہ بدنی اور اندرونی بعد غذا کے مستحسن خیال کی ہے مگر یہ امر قیاساً و تجربتہً خلاف ہے۔ بجز اُن صورتوں کے کہ جب بوجہ عوارض لاحقہ فوراً بعد غذا کھانے کے حرکات کی ضرورت ہو۔ کیونکہ وہ صورتیں بھی مستثنیات میں داخل ہیں۔

تعلیم سوم

اُن غذاؤں کا بیان جن کا بالاجتماع کھانا مضر ہے۔

ایسی دو یا چند غذاؤں کا مجتمع کرکے کھانا مضر ہے کہ جو بعض اُن میں زود ہضم ہوں اور بعض دیر ہضم ہوں۔ مثلاً زردی بیضہ مرغ کہ جو نیم برشت ہو اور حلوان کا گوشت اور چوزہ مرغ کہ جو نہایت زود ہضم اغذیہ ہیں۔ گائے بھینس کے گوشت کے ساتھ اور مسور کی دال وغیرہ اغذیہ دیر ہضم کے ساتھ جمع نہ کرنا چاہئے۔ اور اگر مجبوراً ایسا اتفاق ہو جائے تو غذائے زود ہضم پہلے اور غذائے دیر ہضم بعد میں کھائی جائے۔

قاعدہ مذکورہ جو ہم نے بیان کیا یہ بطور قاعدہ کلیہ کے ہے مگر بعض اغذیہ جزئیہ ایسی بھی ہیں کہ جو بشہادت تجربہ وقیاس اُن کو کھانے میں جمع کرنا نہایت ہی خطرناک ہے۔ مثلاً دودھ کو تمام ترشیوں کے ساتھ کھانا۔

دیکھو خارج میں دودھ کو عموماً ترشیاں منجمد کر دیتی ہیں یا اُس کی امتزاجی حالت برہم کر دیتی ہیں بدیں وجہ داخل معدہ بھی دودھ کا ترشیوں سے بطریق مذکورہ متاثر ہونا قیاس کیا گیا۔ ہرگاہ کہ اس قیاس کی تائید تجربہ سے ہوگئی۔ تو امتناع کلی کی وجہ موجہ پائی گئی۔

علیٰ ہذہ القیاس دودھ اور اقسام اقسام کی مچھلیوں کا ایک کھانے میں اجتماع مخطور اور ممنوعات سے ہے۔ اس لئے کہ بشہادت تجربہ ثابت ہوا کہ اس اجتماع سے مرض برص جذام خارش۔ قولنج وغیرہ امراض پیدا ہوتے ہیں یعنی حسب صلاحیت حالت امراض مذکورہ سے کوئی سا مرض پیدا ہو جائے گا۔

اسی طرح سے زود ہضم لحوم (گوشت) اور دہی کو بالاجتماع نہ کھانا چاہئے۔ مگر لحوم مذکورہ میں دہی ڈال کر پکانا ممنوع نہیں ہے۔

بعض حریص بندہ شکم بہائم سیرت اجتماعات مذکورہ کی تاثیرات یعنے مضرات مذکورہ کو خیالی خیال کرتے ہیں اور عدم نقصان کے بہت سے نظائر اور بہت سے مواقعے کے نظائر پیش کرتے ہیں سو اُن کے مقالات بے سروپا پر کوئی عقلمند توجہ نہ کرے گا۔ اس لئے کہ مضرات کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ فوراً اُس کی تاثیرات ظاہر ہوں بلکہ بہ توقف زمانہ و انحطاط قوت بدن وضعف قوائے جسمانیہ بھی مضرت پہونچتی ہے۔

بایں ہمہ ممنوعات کے استعمال سے امراض کا پیدا ہونا ایک حالت امکانیہ ہے۔ پس یہ حالت امکانیہ امتناع کے لئے کافی ہے۔

تعلیم چہارم

ایک مزہ کی غذا دوام کھانیکے نقصانات اور مختلف مزہ غذا کھانے کے فواید	ایک ہی مزہ کی غذا کو ہمیشہ نہ کھانا چاہئے۔ فرض کرو اگر کوئی ہمیشہ نمکین غذا یا شیریں یا پھیکی غذا یا دیگر مزہ کی غذائے دائم

کھانے پر کفایت کرے تو یہ امر اس کی تندرستی کے لیئے خوفناک اور خطرناک ہوگا۔ اس لیئے کہ مختلف
اعضاء اور اجزائے بدن مختلف ذائقوں سے مستفید ہوتے ہیں کسی عضو بدن کو شیرینی زیادہ مرغوب
ہے۔ کوئی عضو نمکین غذا پر زیادہ مفتون ہے کوئی عضو تلخی سے استفادہ کرتا ہے کسی کو ترشی سے
نفع پہونچتا ہے۔ پس ایک ہی مزہ دار غذا کھانے پر اگر ہمیشہ اصرار کیا جائے تو اس مزہ کے مخالف
اعضاء کو اپنے مرغوبات سے محرومی رہے گی جس سے حفظ صحت نہیں ہو سکتی ہے۔

بایں ہمہ طبیعت انسان کو مختلف ذائقوں سے اور مختلف محسوسات سے لذت اور مسرت حاصل
ہوتی رہتی ہے پس اس کو ایک ہی مزہ کی غذا پہونچانا بالضرور اس کی نفرت کا باعث ہوگا۔ اور
جب طبیعت کمال رغبت ایسی ایک مزہ کی غذا پر توجہ تامہ نہیں کرے گی تو غذا میں اس کے
تمام تر تصرفات ناقص اور ضعیف ہو جائیں گے۔ اور ضعف تصرف فے الغذا سے جو جو
نقصانات بدن میں ظاہر ہوں گے وہ بدیہات سے ہیں محتاج تشریح نہیں ہیں۔ علی ہذا القیاس
ایک ہی مزہ کی غذا بدن کی بنیاد میں ایک اور نقصان عظیم پیدا کرتی ہے یعنے فرض کرو اگر ترش
غذا دوامًا استعمال کی جائے گی تو اس سے عام بدن میں خشکی اور دماغ و اعصاب میں غایت
درجہ ضعف پیدا ہوگا مع ہذا ترشی اور حرارت بدن کا اجتماع آگ اور پانی کا اجتماع ہے۔ جب کہ
حرارت غریزی بدن کمزور ہوگئی گویا بدن کے کارخانہ کا انجن ضعیف ہوگیا۔ پس نتیجہ سمجھ لو کہ کہاں
تک صحت انسان پر بد اثر پہونچ سکتا ہے۔ علاوہ اس کے ترشی سودا پیدا کرنے میں بہت
دست گستاخ ہے۔ اور اپنی ادائے دلربایانہ سے سودا کی ترقی میں نہایت درجہ اہتمام کرتی
ہے۔ اور سودا کے تسلط سے جو امراض پیدا ہوتے ہیں ان کا شر و فساد سودا زدہ لوگوں سے
پوچھو۔ شیریں غذا کے استعمال پر مداومت اور ہمیشگی کرنے والے بھی امراض کی بلاؤں
میں مبتلا رہتے ہیں۔ خواص کے لیئے تو کوئی شرح کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر عقلمندان راہ
تندرستی کے لیئے مختصر امر قوم ہوتا ہے۔ شیرینی بالکیفیت بھوک کو ضعیف کرتی ہے۔
عام بدن میں حرارت غریبی و حرارت غیر طبعی کو اشتعال دیتی ہے۔ اعتدال سے زیادہ
صفرا خون میں پیدا کرتی ہے۔ جبکہ خون صفراوی عام بدن میں منتشر ہوگا تو اس وجہ سے
مختلف امراض صحت کے ساتھ گرم پیکار اور مقابل ہونگے۔ اسی طرح سے ہر ذی علم ولمد
ر ایک مزہ کی غذا کو خیال کر لو۔

تعلیم پنجم

ہر موسم میں غذا کھانے کے اوقات

باعتبار اختلاف موسم اوقات غذا کا لحاظ رکھنا عشاق تندرستی کو ضروری ہے گو عوام وحوش سیرت بہائم خصال جن کا حاسہ اور ادراک ضعیف ہے امور مذکورہ کو ایک مضحکہ اور افسانہ جانتے ہیں مگر ہمارے مخاطب وہ افراد انسانی ہیں کہ جو اپنی عقل و ادراک کی وجہ سے اُن غول بیابانی سے ممتاز ہیں۔

پس ایسے انسانوں کو بتایا جاتا ہے کہ اصولاً بہترین وقت تناول غذا کا باعتبار حرارت برودت معتدل وقت ہے مثلاً شدت گرمی کے وقت جہانتک ممکن ہوسکے تکمیل حرارت آفتاب کے قبل کھانا کھانا چاہئے یعنے دوپہر دن کے قبل یا دوپہر دن کے بعد کے اجزائے بعیدہ میں کھانا مناسب ہوگا۔

اس موسم میں یہ بات بھی لحاظ رکھنے کے قابل ہے کہ جو غذا کھائی جائے وہ گرم گرم نہ کھائی جائے بلکہ اچھے طور سے سرد کرکے کھانا مناسب ہوگا۔

موسم سرما میں غذا کھانے کے اوقات وحالات اُس کے خلاف ہیں۔ کیا سنے جو غذا کھائی جائے وہ غذا گرم گرم کھائی جائے۔ اور جب سردی ہوا کی آفتاب کی حرارت کیوجہ سے کم ہوجائے تب غذا کھانے کا وقت مناسب اور بہتر ہوگا۔

جس مقام پر کھانا کھایا جائے وہ مختلف صنعتوں سے گرم یا سرد یعنے جیسی حاجت ہو بنا لیا جائے۔

مثلاً اگر گرمیوں کی فصل ہے تو خس و جوانسہ کی ٹٹیاں مکان میں لگائی جائیں اور اُن پر بہ کثرت سے پانی چھڑکا جائے۔ مگر شرط یہ ہے کہ پانی صاف وشیریں وسرد ہو۔ اور اگر ممکن ہوسکے تو پانی میں کسی قدر عرق گلاب یا عرق بید مشک یا عرق کیوڑہ یا عرق نیلوفر یا عرق بید سادہ یا عرق کیتکی شامل کرکے چھڑکنا چاہیئے۔

اور پانی میں صندل وکافور محلول کرکے پچکاریوں کے ذریعہ سے مکان کے در و دیوار پر چھڑکنا امور و اغراض مذکورہ کے لئے کافی ہوگا۔ اور فرشی پنکھا یا دستی پنکھا ہر وقت چلتا رہے اور اگر موسم سرد میں مکان کو گرم بنانے کی ضرورت ہو تو انگیٹھیوں میں اور آتش دانوں

میں آگ روشن کی جائے اور اس آگ میں عود ولوبان وبالچھڑ وسعد کوفی وغیرہ جلا کر مکان کی ہوا کو گرم کرنا چاہیئے۔

تعلیم ششم

ہر موسم کی مفید غذاؤں کا بیان

موسم گرما میں حتی الامکان گوشت وبیضہ واقسام حلوہ جات ترک کر دینا ضروری ہے اگر کسی وجہ سے ماکولات مذکورہ بالا کا ترک ممکن نہ ہو تو اس موسم کی سبز ترکاریاں یا ساگ کہ جو مزاج میں سرد ہوں گوشت میں شامل کر کے پکانا چاہیئے۔ مثلاً کھیا کدو بینی لوکی کدو کش میں کشیدہ کر کے یا ککڑی یا ساگ پالک یا ساگ خرفہ و برگ کشنیز سبز وتورئی وغیرہ قلیل وکثیر بقدر ضرورت ومناسبت طبیعت۔ اس موسم میں اگر شوربے میں یا کبابوں میں دہی زیادہ ڈالا جائے تو بلحاظ طبیعت موسم بہتر ہوگا۔

اکثر اقسام کی دالیں اور سبز ترکاریاں وساگ سرد اس موسم میں بالطبع انسان کے لئے نہایت فایدہ مند ہیں گویا حکیم مطلق نے اس موسم کے نقصان کے تدارک کی غرض سے اشیائے مذکورہ بالا اپنی قدرت کاملہ سے خلق فرمائی ہیں۔ بہترین غذا اس موسم کی خشکہ کہنہ اور باریک چاول کا ہے۔ خواہ شوربے کے ساتھ یا دال یا دودھ یا گھی وشکر وقند وغیرہ کے ساتھ بقدر حاجت ورغبت طبیعت کھایا جائے۔

اس موسم میں گرم مصالح ومرچ سرخ وہلدی نہایت درجہ کم بلکہ ترک کر دینا مناسب ہے۔

موسم برسات میں ہر قسم کے گوشت اور بیضہ وترکاریاں اور دودھ وخشکہ ترک یا کم کر دینا ضروری ہیں۔ اس موسم کے مزاج کی وجہ سے ہر ذی روح کے قوائے بدنی ضعیف ہو جاتے ہیں اور اخلاط میں استعداد فساد ہر وقت موجود رہتی ہے اور نمناک ہوا سے بدن کے مسامات بھی کشادہ رہتے ہیں اس لیئے باطن بدن میں علی وجہ الکمال اجتماع حرارت نہیں ہوتا ہے اور نیز بشہادت تجربہ وقیاس ثابت ہوا ہے کہ ہر ذی روح کا جسم کہ جو ہوا سے استفادہ کرتا ہے ایسے موسم میں معرض فساد میں ہوگا پس حیوان بھی ذی روح ہے اسکا جسم بھی معرض فساد میں ہوگا لہذا برسات میں ان کا گوشت نہ کھانا چاہیئے اسی اصل پر بیضہ اور دودھ اور دہی کے حالات کو قیاس کرو بلکہ دودھ کے جو ہر میں ایام برسات میں بیضہ اور گوشت میں زیادہ نقصان کی استعداد ہوتی ہے

لہذا آخر الذکر اشیاء کا ترک یا قلت ضروری ہے مگر شرط یہ ہے کہ اگر برسات زیادہ نمناک نہیں ہے تو اشیائے مذکورہ کے ترک کا اہتمام چنداں ضروری نہیں۔ باقی رہی برسات کی ترکاریاں سوائس کا بھی ترک یا قلت ضروری ہے اس لئے کہ اول تو یہ ترکاریاں اور بقولات برساتی بھی اُسی برسات کی ہوا سے اپنے نشو ونما و تکمیل و تخلیق وغیرہ میں مدد پاتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ زمین کی ماندگی متعفن رطوبتیں اُن میں سرایت کئے ہوئے ہیں پس تمامتر یہ اسباب اُن سے احتراز کے لئے وجہ کافی ہیں۔ اور اگر موسم مذکور میں مختلف بیماریوں کی کثرت یا وبا کی شکایت بلکہ اگر کسی قریب تر مقام پر ہیضہ کی شکایت بھی سنی جائے تو اُس وقت میں بے شک اشیاء مذکورہ سے قطعی پرہیز ضروری ہے۔ بہترین غذا اِس موسم میں دال مونگ یا چند دالیں مرکب یا گاہ گاہ گوشت بھنا ہوا جس طرح سے کہ ہمارے ملک میں بھنے ہوئے بلا شوربے کے گوشت کو رواج کھاتے ہیں خصوصاً پرندوں کا گوشت اِس موسم میں کھانا بہتر ہوگا۔ اور اگر ترکاریاں کبھی کبھی استعمال کی جائیں تو ہضم کی رعایت کے لحاظ سے دہی ڈال کر پکائی جائیں۔ اور غذا کے ساتھ آم کا مربہ یا نارنگی و کروندہ کا مربہ یا رب آم و رب امرود و رب آڑو وغیرہ یعنی ان چیزوں کی جیلی بقدر ضرورت استعمال کرنا چاہئے۔ اِس لئے کہ اشیائے مذکورہ میں ایک کیفیت جامع ترشی و شیرینی کی ہوتی ہے۔ کہ جو بلحاظ اختلاف حالات لیل و نہار موسم مذکور ہضم غذا پر بھی اعانت کرے گی۔ اور کسی خلط غالب کی جانب غذا کو مستحیل نہ ہونے دے گی۔

موسم سرما غذا کے لئے ایک عمدہ موسم ہے۔ اِس موسم میں اغذیہ مقویہ بلا شرط و قید استعمال کرنا چاہئے۔ ہر قسم کے حلوہ جات سادہ و لوز بادام وغیرہ کے استعمال کی ضرورت ہوتی ہے۔ اِس لئے کہ اِس موسم میں حرارت غریزی باطن میں محفوظ ہوتی ہے۔ بدیں وجہ ہضم بھی جید (کامل) ہوتا ہے۔ اور قوائے معدہ علی قدر مراتب عمر بالنسبت دونوں مذکورہ موسموں کے قوی ہوتے ہیں۔ اور بوجہ سردی مزاج ہوا کے انتشار عفونت ہوا میں بھی نہیں ہوتا۔ نباتی اور حیوانی اجسام کے جوہر میں فساد کا چنداں خوف بھی نہیں ہوتا ہے۔ مگر اِس فصل میں حتی الامکان ترشی سے احتراز کرنا چاہئے بدیں لئے کہ جملہ ترشیاں بارد ہیں اور اعصاب بدن کا مزاج بھی بارد و سرد ہے اور مبدء اعصاب یعنے دماغ کا مزاج بھی بارد ہے اور ہوا کے مزاج پر بھی طبعی حالت سے زیادہ سردی کا غلبہ ہوتا ہے پس ایسے زمانہ میں ترشیوں کے استعمال سے بہت سے امراض عصبانی پیدا ہونے کا خوف ہو سکتا ہے مگر بر سبیل ندرت یعنے کمتر حالتوں میں ممکن ہے کہ موسم سرما میں بعض مزاجوں کے لئے ترشی مضرت

بخش نہ ہو۔ ایسی حالت میں قیاس او تجربہ سے کام لینا چاہیئے۔

تعلیم ہفتم

جو غذا لذیذ و مرغوب طبیعت ہوگی وہ غذا نافع بھی ہوگی۔

نافع ترین غذا انسان کے لئے لذیذ غذا ہے اگر ایسی غذا میں اور بھی اوصاف پائے جائیں تو اُس غذا کے افضل ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے منجملہ اوصاف غذا کے اُس کا سریع الہضم ہونا اور زیادہ حصہ اُس کا جزو بدن ہونا۔ اُس سے نفیس اخلاط اور عمدہ خون پیدا ہونا وغیرہ اوصاف ہیں۔ مگر غذا کے لذیذ ایک اضافی امر ہے۔ جسکا تعین بلحاظ کھانے والے کے ہو سکتا ہے۔ کسی خاص غذا کو مستقل طور سے غذائے لذیذ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً ایک غذا کو اگر زید لذت سے کھاتا ہے تو اُسی غذا کو بکر نفرت سے کھاتا ہے۔ اور لذیذ غذا کے استعمال میں بھی اس قدر لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ مقدار مظہرہ تعلیم اول سے زیادہ نہ کھائی جائے۔ اسلئے کہ غذا کا مقدار مذکورہ سے زیادہ کھانا تمامتر منافع غذا کو ضائع کرتا ہے۔ بالجملہ غذائے لذیذ پر معدہ کے کل اجزا نہایت ہی شوق سے ہضم پر توجہ و تصرف کرتے ہیں۔ اِس لئے ہضم بھی جید ہوتا ہے۔ اور دیگر اعضا اِس غذا سے حصہ معقول بھی پاتے ہیں۔ مگر یہ خیال رہے کہ اگر غذائے لذیذ نقصان رساں ہو تو اُس سے منافع مذکورہ کی توقع نہ رکھنا چاہیئے۔

علیٰ ہذا القیاس باعتبار عادت و بسبب حالات موجودہ بعض اغذیہ بعض کو مضر اور بعض کو مفید ہوتی ہیں پس اس بارہ میں تجربہ اور قیاس سے عادت کا لحاظ کرکے کام لینا چاہیئے۔

تعلیم ہشتم

صحت کی حالت میں جملہ غذائیں اور ماکولات آزادانہ کھانا چاہیئے

ہر قسم کی غذائیں اور ہر قسم کے ماکولات مرغوبہ صحت کی حالت میں آزادانہ کھانا چاہیئے۔ اور اپنے آپ کو نعمائے فیاض مطلق سے محروم نہ رکھنا چاہیئے۔ بہترین غذا لذت یا دیگر صفات کے اعتبار سے معین کرنا دشوار کام ہے مگر تغلیباً عمدہ غذا گوشت اور پھلکہ گندم ہے۔ خصوصاً ہمارے ملک اور ہماری مزاجوں کے لحاظ سے۔ اب یا گوشت کی عمدگی کا مسئلہ سو اُس کی عمدگی دو وجہوں سے ہوتی ہے۔

ایک عمدگی باعتبار گوشت کے اقسام ذاتی کے دوسری عمدگی باعتبار اُس کے جوہر کے سو بہترین اقسام گوشت کا باعتبار اقسام ذاتی بکری یا بھیڑ نوجوان کا ہے۔ عام اس سے کہ نر ہو یا مادہ۔ یا فربہ مرغی جنھوں نے ہنوز بیضہ نہ دیئے ہوں۔ مگر بیضہ دینے کی قابلیت کا زمانہ آگیا ہو۔ یا مرغ جنھوں نے ہنوز بانگ نہ دی ہو۔

کم عمر ذبیحہ میں رطوبات فضلیہ کا غلبہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے اُن کا گوشت غیر جید الجوہر و ناقص الہوگا۔ زیادہ عمر والے حیوانات مذبوحہ کا گوشت زیادہ گرم و خشک ہوتا ہے۔ اِس لئے دیر ہضم ہوتا ہے۔

گوشت کی صلاحیت باعتبار اُس کے جوہر کے یہ ہے کہ حیوان مذبوح فربہ اور توانا اور جملہ عوارض بدنی سے پاک اور صاف ہو۔ زخم و ناسور وغیرہ سے اس کا جسم و جلد بالکل خالی ہو چنانچہ ایسے گوشت کا میسر آنا اُس وقت میں ممکن ہے کہ مذبوح کی نگہداشت کیجائے۔ اُس کے کھانے پینے کی نگرانی کی جائے۔ اور اُس کی صحت جسمانی کی حفاظت کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اسکو اُن حبوب و غلہ جات میں سے بھی برعایت فصل ایک حصہ غذا دیا جائے کہ جو انسان کے لئے مخصوص ہیں۔ اور سردی و گرمی کے لحاظ سے ان کے مساکن (جاہائے سکونت) میں حفاظت کیجائے۔ اُن آزادانہ اور خود مختارانہ چلنے پھرنے میں مزاحمت نہ کی جائے۔ اگر حیوانات ماکولہ کے ساتھ ایسی رعایت کی جائے گی تو اُن کا گوشت بلا شبہ اپنے جوہر میں نفیس اور کدورتوں سے پاک اور منافع میں اکمل اور لذت میں فوق العادت اور تقویت بدن میں ایک لطیفہ عجیبہ ہوگا۔ اور اگر حیوانات مذکورہ میں اوصاف مذکورہ نہ پائے جائیں تو اُن سے منافع مطلوبہ کی توقع نہ رکھنا چاہئے اگر ان میں ذرا سا بھی نشان جراحت یا زخم و ناسور یا کوئی شبہ مرض پایا جائے تو انکے کھانے سے سخت نفرت کرنا چاہیئے۔ ایسے لحوم کی تاثیرات کھانیوالے کے بدن میں وہی تاثیرات پیدا کریں گی کہ جس طرح سے وبائے مہلک کی تاثیر انسان کے بدن کو تہ و بالا کرتی ہے اور یہ امور وہی لوگ خوب سمجھتے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے دین عطا کی ہے۔

گائے کا گوشت

گائے کے گوشت کے نقصانات اور اُس کے دودھ کی عمدگی پر بحث مع دلایل

اگرچہ طبیبوں نے گوسالہ یعنے ایک سال کی گائے کے گوشت کو مضر سے خالی تصور کیا ہے۔ مگر میرے خیال میں گائے کا گوشت

عام اِس سے کہ کسی عمر میں ہو خالی از مضرت نہیں ہے جس کے دلایل بالتجربہ والقیاس ایک جداگانہ رسالہ میں بیان کیئے جائیں گے مگر یہاں بھی بر سبیل اختصار کچھ بیان کیے جاتے ہیں وہ یہ ہیں کہ باذن خالق مطلق گائے کے عمدہ رطوبات جسمانیہ کا استحالہ (تبدیل) اُس کے دودھ کی جانب ہوتا ہے اور ناقص رطوبات سے خلقت اُس کے گوشت کی ہوتی ہے پس اُس کے گوشت کا ردی ہونا اور اُس کے دودھ کی خوبی ظاہر ہے۔ اب رہا یہ شبہ کہ جب عمدہ رطوبات سے گائے کا دودھ بنتا ہے اور ناقص رطوبات سے اُس کے گوشت کی خلقت ہوتی ہے تو اُس گائے کے گوشت میں نقصان نہ ہونا چاہیئے کہ جو دودھ نہیں دیتی ہے یا بیل کے گوشت میں وہ نقصان معدوم ہونا چاہیئے کہ جو شیر دار گائے کے گوشت میں پایا جاتا ہے اِس لیئے کہ بیل کسی وقت میں دودھ نہیں دیسکتا ہے پس گائے بیل کا گوشت بجمیع الوجوہ ناقص نہیں ہوسکتا ہے۔

[اِس شبہ کا ازالہ ذرا سا غور کرنے پر ہوسکتا ہے جبکہ دودھ دینے والی گائے کی عمدہ رطوبات دودھ میں صرف ہوتی ہیں اور ناقص رطوبات گوشت بننے میں کام آتی ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ دودھ نہ دینے والی گاؤں اور بیلوں کے اجسام میں دونوں قسم کی عمدہ اور ناقص رطوبتیں صرف گوشت ہی بننے میں صرف ہوتی ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جس حالت میں عمدہ رطوبات کے ساتھ فاسد رطوبات بھی اُن کے گوشت میں موجود ہیں تو یقیناً فساد ایک سے دوسرے میں سرایت کر جائے گا۔ پس کسی قسم کی گائے یا بیل کا گوشت قابل خورش نہ ہوگا۔]

گائے کے گوشت و دودھ کے بارہ میں ہمارے مقالات کی تائید اس مقولہ طبیہ سے بھی ہوتی ہے کہ فی لحمہا داءٌ و فی لبنہا شفاءٌ یعنے گائے کے گوشت میں بیماری ہے اور اُسکے دودھ میں شفا ہے۔

منجملہ لحوم ماکولہ گوشت تیتر و بٹیر و لوہ و کبوتر صحرائی وغیرہ ہے۔ ان طیور کے گوشت میں بہ نسبت دیگر لحوم ماکولہ گرمی و خشکی زیادہ ہے اور یہی حال اُن طیور کا ہے کہ جو دریائی اور آبی ہیں مثلاً بط یا مرغابی وغیرہ۔ جاڑوں کے موسم میں گوشت طیور مذکورہ کا استعمال کرنا بہت ہی مفید ہے اِسلیئے کہ اِس موسم میں لحوم مذکورہ اکثر امراض عصبانی سے محفوظ رکھتے ہیں اور ہاضمہ کے قوی ہونے کی وجہ سے جلد ہضم بھی ہوجائینگے۔

ممانعت

صحت کی حالت میں ادویات کے استعمال کی امتناع پر دلائل بحث

جس طرح سے کہ حالت تندرستی میں ترک اقسام اغذیہ اور ماکولات خلاف طبیعت ہوتا ہے اِس سے زیادہ حالت صحت میں ہر قسم کی ادویہ مفردہ و مرکبہ کا ایصال فی البدن (بدن میں پہونچانا) طبیعت کی ضد اور خلاف ہوتا ہے۔ اور جو چیز طبیعت کی ضد اور خلاف ہوتی ہے وہ چیز انسان کی تندرستی کے لئے ایک قہر اور آفت ہو جاتی ہے۔ لہذا تندرستی کی حالت میں دوا کا استعمال کرنا وضع الشئے علے غیر محلہ (کسی شئے کا بے موقع رکھنا) ہے اکثر اشخاص خصوصًا ہمارے ملک کے امرا تندرستی کی حالت میں بخیال تقویت عام بدن یا بالطبع تقویت باہ وغیرہ انواع انواع دواؤں کے دلدادہ ہیں صدہا روپیہ جوارشات اور معجون وماء اللحم وغیرہ میں صرف کرتے ہیں جس کا نتیجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں ہوتا ہے کہ اُن کی تندرستی آہستہ آہستہ خراب ہوتی جاتی ہے اور اس بدعنوانی کی تاثیرات مختلف امراض کے قالب میں جلوہ گر ہوتی ہے جس سے نہ وہ خود پریشان ہوتے ہیں بلکہ طبیب کو حیرت اور پریشانی میں ڈالتے ہیں۔ اور یہ تحیر اور حیرت مریض و طبیب کا بوجہ قصور فہم و عدم ادراک سبب و علتہ مذکورہ (یعنے دواؤں کا بے محل استعمال کرنا) سے ہوتا ہے دوائیں عام ہیں خواہ وہ از قسم نباتات ہوں یا از قسم جواہرات وغیرہ سب کی سب اِس حکم میں داخل۔ ہمارا یہ مقولہ عمومًا ہر شخص کے لئے خصوصًا امرا کے لئے کہ جو عادی استعمال دوا بلا ضرورت کے ہیں خشتہر کرنیکے قابل ہے۔

تعلیم نہم

تداخل غذا یعنے غذا پر غذا کھانے کے نقصانات اور تداخل کی تعریف

غذاؤں کا تداخل تندرستی کے لئے بدترین چیز اور خطرناک امر ہے ایک غذا سے دوسری غذا میں کم سے کم چار گھنٹہ کا فصل ہونا ضروریات سے ہے اگر مابین مدت مذکورہ دوسری غذا کھائی جائیگی تو کہا جائے گا کہ غذا میں تداخل واقع ہوا۔

تداخل غذا کی وجہ سے معدہ و جگر و آنتوں کے افعال و قوتوں میں تشویش اور اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اُن کے حرکات و سکنات میں سخت برہمی اور بدنظمی واقع ہو جاتی ہے۔

فرض کرو زید نے دس بجے دن کے غذا کھائی اور ہنوز کم سے کم چار گھنٹے گزرنے نہ پائے تھے کہ اُس نے دوبارہ غذا کھائی تو اب جس غذا میں معدہ وجگر اور انتڑیاں جس قدر بالترتیب تصرفات کر رہے تھے یا اُن کے تصرفات باقی تھے۔ ان تصرفات سے اپنی ہمت قاصر کرکے یہ تینوں جہاز ہضم یعنے معدہ وانتڑیاں وجگر بہ ترتیب وصول زمانہ غذا فی محلہ (اپنے مقام پر) اس جدید غذا کی جانب اپنی قوت ہاضمہ کو مصروف کریں گے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ غذائے موصولہ سابق میں بھی اپنے محل پر منضج واحالہ ناقص ہوگا۔ اور غذائے وارد حال میں بھی ہضم وتغیر ناقص ہوگا۔ اور مقصود بالذات امر غذا کا فوت ہو جائے گا۔ اور جب مقصود غذا کا فوت ہوگا تو طبیعت کو عوارض خطرناک سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ پس ایسی حالت میں صحت کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

اس تقریر سے بعض نافہموں کو شاید یہ توہم ہو کہ معدہ وجگر وامعاء (انتڑیاں) کے افعال بذریعہ قوائے جداگانہ تکمیل پاتے ہیں۔ ایک کو دوسرے سے کوئی سروکار ومطلب نہیں ہے اندریں صورت اگر معدہ غذا سے خالی ہونے کے بعد کہ جو تقریباً ڈھائی گھنٹہ میں کیلوس (ہضم معدے) سے فارغ ہو جاتا ہے۔ دوسرے غذائے موصولہ میں اپنے تمامتر تصرفات کامل طور سے نافذ کرے اور جگر غذائے موصولہ سابق میں اپنے تصرفات شروع کر دے تو تداخل تداخل نہ رہا۔ سو اُن کا یہ توہم محض نادانی پر محمول ہے اسلئے کہ ہر عضو میں گو ہاضمہ و دافعہ وجاذبہ قوتیں جداگانہ ہیں مگر اُن کے باہمی اتصال کا تعلق قطع نہیں ہوتا ہے اور جبکہ اُن کا تعلق اتصالی قایم ہے تو ضرور ہے کہ زمانہ مذکورہ بالا سے کم مدت میں دوبار غذا کھانے سے تداخل کا وقوع ہو جائے گا۔ اور تداخل غذا یعنی دو غذاؤں کا ایک دوسری میں داخل ہونا، انسان کے بدن کے لئے ایک خوفناک حالت اور بلائے سخت ہے کہ جو نوع بنوع امراض پیدا کرے گا۔ اسی طرح سے اگر چند تداخل کا وقوع ہو گیا تو صحت کیلئے اور بھی خطرناک معاملہ ہو جائے گا۔

تعلیم دھم

سچی بھوک پر کھانا نہ کھانیکے نقصانات اور سچی بھوک کی تعریف	بشرط انتہائے صادق بھوک پر زیادہ ضبط وصبر نہ کرنا چاہئے اسلئے کہ معدہ طبعًا ہمیشہ متلاشی (تلاش کنندہ) کسی ایسی شئے کا رہتا ہے جس پر اپنا عملدرآمد

پکانے اور تقسیم کرنے کا جاری رکھے جب خلوئے معدہ ہوگا تو خلاء میں بالضرور حرارت مشتعل ہوگی۔
اور بدیہی امر ہے کہ معدہ بالذات اور بالطبع جاذب ہے اور حرارت جذاب (زیادہ جاذب) پس
ان دونوں جاذبوں کی قوت سے بالضرور رطوبات رقیقہ اعلائے بدن (بدن کے اوپر کے حصہ سے)
جذب ہوکر معدہ میں گریں گی خصوصاً صفرا کہ جو اپنی شوخی اور بیقراری کی وجہ سے انتقال و حرکت
میں نہایت سریع ہے۔

منجملہ ان وارد و صادر رطوبات سے بہت ہی خوف ناک امراض پیدا ہونے کا احتمال ہے
مثلاً قے یا پیچش یا سحج (آنتوں کا خراش) وغیرہ دیگر امراض کہ جو بر سبیل استقرا عمدہ طور سے
دریافت ہو سکتے ہیں+

تشریح

اشتہائے صادق سے وہ حالت مراد ہے کہ جسکے ذریعہ سے کل اعضا بدل مایتحلل یعنی
تحلیل شدہ رطوبات کا معاوضہ حاصل کرنے کے لئے کے بعد دیگرے غذا کا طلب و تقاضا کرتے
چلے آویں۔ یہانتک یہ طلب و تقاضا معدہ پر کہ جو مہتمم امر غذا ہے ختم ہو جائے۔ اگر اعضا کے
بعد دیگرے غذا کے متقاضی و طالب نہیں ہیں بلکہ خود معدہ کسی امر عارضی سے طلب غذا
کیلئے مجبور ہوا ہے پس ایسی حالت کو اشتہائے صادق نہیں کہیں گے۔ بلکہ اسکو اشتہائے
کاذب سے تعبیر کرنا چاہیئے۔ مثلاً فساد غذا یا بدتدبیری امر غذا وغیرہ یا سوء ہضم کہ ان اسباب سے غذا معدہ
میں اپنی طبعی حالت کو چھوڑ کے ترش ہوگئی ہے۔ اور اس عارضی ترشی نے معدہ کے دہانہ پر
دغدغہ پیدا کر کے معدہ کو آمادہ غذا کے تقاضے پر کیا ہے۔ جس طرح سے کہ خلط سوداکے فم معدہ
پر گرنے سے اور اسکے دغدغہ پیدا کرنے سے اشتہا معلوم ہوتی ہے جسکو اشتہائے صادق
کہتے ہیں۔ بالجملہ وقت اشتہائے صادق بھوک کا ضبط اور صبر نقصان رساں ہے۔

تجربہ

بعض مزاجوں میں ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ توقف غذا وقت اشتہائے صادق کے اولاً بھوک ساقط ہوگئی بعدہٗ خفیف غثیان (متلی) کے پیدا ہو کر امعاد آنتوں) میں	بھی بھوک کے ضبط کرنیکے نقصانات کا ثبوت بذریعہ تجربہ

قراقر وغیرہ محسوس ہوا من بعد پیچش شروع ہوئی۔ اور گاہے اسہال وقے صورت غضبناک میں ہنگامہ پرداز ہوئے تا اینکہ سقوط نبض وبرد اطراف (ہاتھ پیروں کا سرد ہو جانا) وغیرہ عوارض ہیضہ وبائی نمودار ہوئے۔ ان عوارض کا کلاً یا جزاً حادث ہونا بالقیاس یوں معلوم ہوتا ہے کہ جب معدہ غذا سے خالی ہوگا تو لزوماً اُس میں حرارت کا اشتعال ہوگا اور جب حرارت کمال درجہ مشتعل ہوگی تب رطوبات رقیقہ اور صفرا معدہ میں جذب ہونا شروع ہونگے۔ پس ان رطوبات وصفرا کے انجذاب سے عوارض مذکورہ مجموعۃً یا ایک یا دو پیدا ہونا ممکن ہے۔ چنانچہ بارہا ایسا مشاہدہ ہوا ہے۔

اب رہا یہ امر کہ عوارض مذکورہ کا شدت وضعف پس یہ امر باعتبار مقدار وکیفیت رطوبت وصفرا مجذوبہ کے ہوگا۔ یعنے اگر رطوبات مقدار میں زیادہ معدہ میں جذب ہوئی ہیں یا جوہر ان رطوبات مجذوبہ کا نہایت تند اور تیز ہے تو عوارض مذکورہ نہایت سخت اور خوفناک ہونگے۔

مشاہدہ عجیبہ

اکثر اوقات وبائے ہیضہ کے زمانہ میں مشاہدہ کیا گیا ہے کہ بعض خفقانی المزاج بوجہ توہم وہراس وبا، مذکور بخیال بالل احتیاط کے غذا کھانے میں نہایت توقف کرتے ہیں چنانچہ ان کی اس احتیاط کا نتیجہ بارہا عوارض مذکورہ سے شروع ہوکر ہیضہ وبائی کی جانب منتقل ہوا توجیہ اس کرشمہ کی سنئے۔ کہ زمانہ وبائی میں ہر انسان کے اخلاط ورطوبات جسمانی میں استعداد فساد موجود رہتی ہے۔ لہذا ہوائے وبائی ہر تحریک اندرونی وبیرونی سے امراض وبائی پیدا کرنیمیں سبب قریب وقوع مرض وبائی ہو جاتی ہے پس توقف یا تقلیل غذا سے جو محرکات مذکورہ بالا پیدا ہوتی ہیں وہ تو ایک طاقتور محرکات سے ہیں اور یہ محرکات امراض وبائی پیدا کرنے میں نہایت ہی مشاق ہیں+

تمباکو کھانا

تمباکو کھانے کی مضرتوں پر ایک مفصل اور بسیط تقریر

اِس موقع پر تمباکو کھانے کا قصہ گو نغمہ بے ہنگام معلوم ہوتا ہے۔ مگر چونکہ اِس زمانہ میں خصوصاً ملک ہندوستان میں تمباکو کھانا اس شدت سے شایع ہو گیا ہے کہ اُس سے کوئی گھر اور کسی قوم کے افراد کمتر خالی ہوں گے نہ کسی عمر وسن کی تخصیص ہے اور نہ مقتضائے وقت کی سے کہ بچے اور جوان اور بوڑھے سبھی ہیں

والہ وشیدا ہیں۔ بزم شادی ہو یا محفل غم تعزیت کے لیئے کسی ماتم کدہ میں نزول ہو یا تہنیت کے لیئے اعزہ واحباب کا جلسہ ہو۔ دلچسپی کا مجمع ہو یا وحشت زدوں کا ہجوم سفر ہو یا حضر بزم مقدس میلاد شریف ہو یا مجلس ہتبرک غرض کوئی مکان اور کوئی زمان اس سے خالی نہیں ہے۔ اور غذا سے زیادہ اس کے فریفتہ وشیفتہ ہیں لہذا اس وجہ سے اس کا بیان کرنا بے موقع نہیں ہے اور نیز اس لئے بھی غذاؤں کے سلسلہ میں اُس کا بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح سے غذا کی بابت اطلاق ہوتا ہے (بولا جاتا ہے) کہ وہ کھائی گئی۔ اسی طرح سے تمباکو کو بھی کہتے ہیں کہ وہ کھائی گئی۔ پس اُس کا قصہ سنئے۔ تمباکو کی ماہیت اور اس کے خواص و منافع کسی خاص زمانہ میں اور کسی خاص فایدہ کے لئے بے شک دریافت ہوئے ہیں جس کے افسانہ مشہور ہیں جن کی تشریح کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ اُن حکایات سے بطور مضمون مشترک یہ بات تو بے شک قابل تسلیم ہے کہ تمباکو میں اگر فواید جزئیہ کسی خاص زمانہ وحالت کے اقتضا کے موافق ہوں تو عجب نہیں ہے مگر بلا ضرورت استعمال سے جو تباہی وبربادی صحت کی ہوتی ہے اُس کا تدارک سخت دشوار ہو جاتا ہے۔ پس اب اُس کی نقصان رسانی کی شرح سنئے۔ انسان کی روح کے مزاج کے لئے تمباکو بالکل ضد اور خلاف ہے لہذا اُس کا ورود علے البدن (بدن پر وارد ہوتا) ہونا بھی زندگی کے خلاف اور حیات کے منافی ہے۔ اس کے نقصان عاجل یعنی فوری نقصان کا اثر ضرر دماغ وضرر قلب ومعدہ ہے جو بہت صاف طور سے معلوم ہوتا ہے۔ دیکھو جب باریک اجزا تمباکو کے ہوا میں مخلوط ہو کر دماغ میں پہونچتے ہیں تو دماغ کو اُس کی ملاقات سے کس درجہ تکلیف مالا یطاق (ناقابل برداشت) پہونچتی ہے اُس ایذا وتکلیف کی وجہ سے متواتر چھینکیں آنے لگتی ہیں پس اسی طور سے داخلی حالت کو خیال کرنا چاہئے کہ جب تمباکو کھائی جائے گی تو نظام دماغ کو بالضرور غیر منتظم کر دے گی خصوصاً جبکہ اس کے استعمال کی اس قدر کثرت کی جائے جیسا کہ آج کل رائج ہے۔

باتباع دماغ بصارت پر بھی اُس کا خوف ناک اثر پہونچتا ہے۔ کچھ تو آنکھ کی رطوبات کی پاکیزگی اور صفائی اپنے جوہر کی رداءت (خرابی) کی وجہ سے مکدر کر دیتی ہے۔ اور کچھ اپنی حدت وحرارت کی وجہ سے روح باصرہ (دیکھنے والی طاقت) کی لطافت میں کدورت پیدا کرتی ہے عام دماغ میں سوء مزاج حار یعنی حرارت مستحکم ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے حافظہ اور خیال اور حس مشترک ووہم حواس خمسہ باطنیہ کے انتظام میں بھی

نقصان واقع ہوتا ہے۔ لہذا انسان کی حفظ صُوَر (یادداشت) اور ادراک معانی و مطالبہ علمیہ و
عملیہ کے استخراج کی قوت ناقص ہوجاتی ہے علے ہذہ القیاس مقدمات کی ترتیب سے اور مقدمہ
کے اجزاء کے تحفظ سے بھی قاصر رہتا ہے لہذا معاملات اور علوم میں صحیح نتیجہ نکالنے پر قادر نہیں
رہتا ہے۔ اس کا اضرار (نقصان رسانی) قلب اور پھیپھڑہ کو بھی نہایت قوی اور بدیہی ہے
اس لئے کہ جوہر تمباکو کا جوہر قلب کو مضر ہے۔ اس ہمارے دعوے کی تصدیق اس طور سے
ثابت ہے کہ جب غیر معتاد یعنی جو تمباکو کھانے کا عادی نہ ہو تمباکو کھاتا ہے تو اُس پر ایک کیفیت
خفقانیت اور وسواس کی بشدت تمام یورش کرتی ہے اور قلب جلد جلد حرکت کرنے لگتا ہے۔
اور ایک کیفیت حزن و اندوہ و ملال کی بلا سبب حزن ظاہر ہوتی ہے۔ پس تاوقتیکہ دل
کسی موذی کی اذیت سے متاذی نہ ہوگا۔ کیفیات مذکورہ اُس کو عارض نہ ہوں گی۔ پس ثابت
ہوا کہ یہاں تمباکو ہی ایذا دہندہ قلب ہے۔ قس علے ہذا پھیپھڑے کا نقصان بھی۔ پھیپھڑہ
بالطبع ایک جسم متخلخل (کثیر المسامات) اور نہایت ملایم ہے۔ تمباکو کھانے والے کا پھیپھڑہ
خشن اور سخت ہوجاتا ہے اور اُسکے مسامات تنگ ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے ہوائے
صاف کافی اور پورے طور پر قلب کو اور حرارت بدنی کو نہیں پہونچتی ہے ان جملہ نقصانات
کا کہ جو بالذات یا باتباع نقصان پھیپھڑہ قلب کو پہونچے گی۔ یہ اثر ہوگا کہ انسان میں استقلال اور
جرأت اور شجاعت باقی نہیں رہنے کی یا غایت درجہ کم ہوجائے گی۔ یہ شخص اپنے ارادوں
میں مستحکم نہیں رہے گا۔ اور اہم امور میں بہت جلد ہوش باختہ ہوجائے گا۔ یہ نقصانات
تو بطور نمونہ بتلائے گئے ہیں۔ مگر عاقل اس سے اور بہت سے نقصان معلوم کرسکتا ہے۔
اب معدہ کی نقصان رسانی کی شرح کی جاتی ہے۔ جو لوگ تمباکو کھانے کے خوگرفتار ہیں اُن کے
معدہ پر انواع انواع مصائب کا حملہ ہوتا ہے۔ معدہ میں طرح طرح کی حرکات اضطراری
ظاہر ہوتی ہیں۔ گاہے تشنگی کا غلبہ اور یورش ہوتی ہے۔ بالجملہ یہ تمام عوارض جزئیہ
اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ معدہ پر تمباکو کھانے سے نہایت ہی سخت حملہ اور
پر شغب ہنگامہ برپا ہورہا ہے۔ غرضکہ جو لوگ تمباکو کھانا شروع کرتے ہیں ان کو عوارض
مذکورہ بالا متعلق دماغ و قلب و معدہ و پھیپھڑہ ابتداءً شروع ہوتے ہیں۔ لیکن جب
طبیعت اس کے خطرات اور نقصان وہی پر معتاد ہوجاتی ہے۔ تب بظاہر عوارض مذکورہ
محسوس نہیں ہوتے ہیں مگر اس سکون جبری اور قہری سے یہ نہ سمجھو کہ تمباکو کے نقصانات کا

اثر معدوم ہوگیا ہے۔ بلکہ تمباکو کا ضرر اور نقصان مستحکم ہوگیا ہے اور بتدریج اپنا کام کر رہا ہے اور طبیعت اُس کی مضرت کی خوگرفتہ ہوگئی ہے۔ دیکھو تپ دق مزاج انسان میں کیسی ملایمت اور حلم سے پیش لاتی ہے مگر آخر کار جان بری میں کیسی چالاک ثابت ہوتی ہے۔ تمباکو نوش کے دماغ و قلب و ریہ (پھیپھڑہ) و معدہ کو اگر کھول کر دیکھو تو یقیناً اس کی ایسی حالت پاؤ گے کہ گویا نازک ثمرے درختوں پر باد صرصر (لو) کے صدمہ سے پژمردہ ہوگئے ہیں۔ ناوانوں کو خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ تمباکو کھانے والے چلتے پھرتے اور تمام دنیا کے کاروبار کرتے نظر آتے ہیں اُن کی تندرستی میں ظاہرا کوئی کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا ہے۔ سو یہ خیال اُن کے ادراک کے قصور کی وجہ سے ہے۔

ممکن نہیں ہے کہ تمباکو کھائی جائے اور اعضائے مذکورہ میں سے ایک یا چند اعضاء متضرر نہ ہوں اور اُن کے افعال مسطورہ بالا مشوش نہ ہوں۔ مگر یہ کہئے کہ تمباکو کھانا ہمارے زمانہ میں چونکہ ایک معمولی بات ہوگئی ہے اور ایک عام طریقہ عمل ہوگیا ہے۔ لہذا تمباکو کھانے والے اُن نقصانات کو کہ جو تمباکو سے اُن کو پہونچتے ہیں اور اسباب نقصان پر محمول کرتے ہیں۔ بلکہ اس ملک میں طبیبوں اور معالجوں کو بھی تمباکو کی نقصان دہی کا شعور نہیں ہوتا ہے اور نہ اُن کا تمباکو کے نقصان رسانی کی جانب ذہن منتقل ہوتا ہے بالخصوص تمباکو کی گولیاں کہ جو اجزائے حارہ مثل جوز و جوتری و قرنفل و مسک و زعفران وغیرہ سے ترتیب دے کر استعمال میں لائی جاتی ہیں اور پان میں کھائی جاتی ہیں اعضائے مذکورہ و افعال اعضائے مسطورہ کے لئے نقصان پہونچانے میں ایک قوی خطرناک ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ چند روز تم جبر گوارا کر کے تمباکو کھانا ترک کر دینے چار پانچ مہینہ پھر دیکھو تمہارے دماغ کے افعال میں نورانیت اور ارادوں میں استحکام خیالات میں جولانی حواس میں اشراقیت ظاہر ہوتی ہے یا نہیں بشرطیکہ اس کی جگہ تم نے کوئی اور مضر چیز تو نہیں اختیار کر لی۔ مثلاً مرچ سرخ وغیرہ جو عموماً ہمارے ملک میں کھانوں میں کثرت سے استعمال کی جاتی ہے۔ یہ بدترین چیز بھی کسی طرح سے تمباکو سے نقصان پہونچانے میں کم نہیں ہے۔ بلکہ مع شئے زائد (کچھ زیادتی کے ساتھ) افسوس ہے کہ ہمارے ملک کے باشندوں کی صحت تمباکو و مرچ سرخ کے قہر سے نہایت ہی پرخطر ہے اور زیادہ افسوس کی یہ بات کہ ارباب ملک کو ان مخاطرات کی جانب توجہ نہیں ہے +

کھانیکے ظروف

کھانا کھلانے اور پکانے کے ظروف کی عمدگی باعتبار حفظ صحت

چونکہ ظروف کھانا پکانے اور کھانا رکھنے کی تاثیرات مظروف (جو چیز ظروف میں رکھی جائے) میں ضرور پڑتی ہے۔ بدیں لحاظ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جن ظروف میں کھانا پکانا یا رکھنا چاہئیے۔ اُس کی تفصیل کی جائے اور جن ظروف میں کھانا پکانا یا رکھنا مضر ہے اس کی تشریح ہوجائے لہذا ان مراتب کی تفصیل کی جاتی ہے۔

بہترین ظروف کھانے پکانے اور رکھنے کے لئے مٹی کے ظروف ہیں اس لئے کہ مٹی ایک ایسی شے ہے کہ جو خود بھی پاک ہے اور اپنے مظروف (جو چیز اُس میں رکھی جائے) کو پاک اور صاف کر دیتی ہے۔ مگر اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ مٹی کے ظروف صرف ایک ہی بار کھانا پکانے یا کھانا رکھنے کے لئے غرض مذکورہ کے لئے کافی ہوسکتے ہیں۔ جب ایک بار مستعمل ہوگئے تو اُس کی لطافت مسلوبہ ہوجاتی ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ مٹی کا جسم فی حد ذاتہ بگڑ گیا ہے بلکہ خراب ہوجانے کی دوسری وجہ موجود ہے۔ یعنی مٹی کے ظروف میں بہ نسبت اور ظروف کے مسامات وسیع ہوتے ہیں۔ پس ان مسامات میں غذا کے اجزا بالضرور باقی رہ جاتے ہیں جن میں تعفن آجانا ضروری ہے۔ پس ایسے ظروف میں مکرر کھانا پکانے یا رکھنے سے احتمال قوی فساد کا ہے۔ بعد ظروف مذکورہ کے عمدگی کی صلاحیت ظروف سنگی میں ہے۔ مگر یہ ظروف چار یا پانچ بار غذا پکانے اور کھلانے کی باحسن وجہ صلاحیت رکھتے ہیں۔ بعد اُسی عارضہ میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ کہ جس میں ظروف گلی۔ چونکہ ظروف سنگی میں بہ نسبت ظروف گلی مسامات تنگ ہوتے ہیں لہذا اُن میں اجزائے غذا نافذ تو ہوتی ہیں مگر چار پانچ مرتبہ میں۔ بعد ظروف گلی و سنگی سونے و چاندی کے ظروف ہیں۔ اور اگر قوت قلب کا لحاظ رکھا جائے اور دماغ کی تقویت کا خیال ہو تو یہ ظروف اپنے علو شان میں سب سے بڑھ جائینگے۔

اِن کے بعد عمدگی میں رتبہ ظروف آہنی کا ہے بشرطیکہ زنگ آلودہ نہ ہوں اور اُنکے صاف کرنے میں حد سے زیادہ مبالغہ کیا جائے۔ اور اگر ظروف آہنی پر قلعی کیجائے تو کھانے کے استعمال کی اغراض کیلئے نہایت عمدہ ہوجائینگے

ظروف آہنی میں کھانا پکانا یا رکھنا اُس وقت بہت زیادہ مناسب ہوگا جبکہ اعصاب اور مثانہ اور معدہ اور باہ کی تقویت مطلوب ہو اس واسطے کہ اجزائے حدید (لوہے کے اجزا) اپنی مماثلت (ہمشکل ہونے) کیوجہ سے اعضائے مذکورہ میں نہایت درجہ تقویت پہونچاتے ہیں۔ آخر مرتبہ ظروف کا واسطے کھانا کھانے اور پکانے کے لئے ظروف پیتل و تانبے کے ہیں، یہ ظروف کھانا کھانے اور پکانے کے لئے سب سے زیادہ ناقص ہیں خصوصاً جبکہ ظروف مذکورہ میں غذائے ترش پکائی یا رکھی جائے۔ ہاں اگر ظروف مذکورہ کی جلد جلد قلعی ہوتی رہے تو البتہ اُن کے جوہر کی رداءت (خرابی) کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اطبائے متقدمین نے ظروف گلی و سنگی کا بشرائط مذکورہ مرتبہ جملہ ظروف سے بعد میں رکھا ہے۔ مگر مجھکو اُن کی اس ترتیب سے اتفاق نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس بارہ خاص میں میرے مشاہدہ اور تجربہ نے مجھکو اطبائے موصوف کی رائے سے اختلاف کرنے پر آمادہ کیا۔

کھانا پکانے کے متعلق ضروری احتیاط۔ اثنائے کھانا پکانے میں اور بعد کھانا پک چکنے کے اس بات کی کوشش کرنا چاہئے کہ بخارات شئے مطبوخ نکلتے رہیں ورنہ اُن بخارات کے اپنی جگہ واپس آنے میں ممکن ہے کہ ایک کیفیت سمیہ کھانے میں پیدا ہو جائے۔ بخارات کا نکلنا چلنی وغیرہ سرپوش سوراخدار کے ڈھک دینے سے ممکن ہو سکتا ہے۔

حتی الامکان کھانا اوپلہ و کنڈہ و حیوانات کی لید سے نہ پکانا چاہئے اور ایسے سوختہ (ایندھن) سے کھانا پکانے میں نہایت احتراز ضروری ہے کہ جو درخت سمیہ کا سوختہ ہو یا ہمشکل درخت سمیہ سے ہو اور اُس سوختہ سے بھی احتراز مناسب ہے کہ جس میں بالذات دھواں کثرت سے ہوتا ہے یا بوجہ تری اُس کے جوہر کے دھواں اُس سے زیادہ اٹھتا ہو اس لئے کہ دھواں بالذات اغذیہ کو بد ذائقہ بھی کر دیتا ہے اور اُس میں مضرت بھی پیدا کر دیتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جملہ اغذیہ و اشیا ماکولہ جو پکائی جاتی ہیں وہ کوئلوں کی آنچ سے پکائی جائیں تاکہ لذیذ بھی ہو۔ اور دھوئیں کے نقصانات سے پاک اور صاف بھی ہو مگر کوئلے بھی اون درختوں کے نہ ہونا چاہئے کہ جن میں سمیت کا کچھ بھی اثر اور نشان ہو۔

پانی کے احکام

انسان کے تمام اجزائے بدن کا بقاء نشو و نما زندگی کے لیئے پانی کی ضرورت پر ایک جامع و مدلل تقریر

غذا سے ہوتا ہے اور طبیعت ہر عضو کو باعتبار قوام اُس کے لایق غذا پہونچاتی ہے حتی کہ بال و ناخن اور رگیں و اعصاب و استخوان وغیرہ بھی اپنے قابل غذا طبیعت کے فیضان سے پلتے ہیں۔ جسکو مبدء فیاض نے اپنی حکمت کاملہ سے بغرض تدبیر بدن ہر ذی روح کے جسم میں مسلط کر دیا ہے جبکہ مختلف اعضاء کی وضع و قطع و ساخت مختلف ہیں تو اُن کے لئے غذا کا مختلف قوام ہونا ضروری ہے۔ کیا معنے بلحاظ اعضاء بعض حصہ غذا کو رقیق القوام اور بعض حصہ غذا کو غلیظ القوام اور بعض کو متوسط القوام ہونا ضروری ہے۔ جسم انسان کے ایسے بھی اجزا ہیں کہ جن کے منافذ نہایت ہی باریک اور تنگ ہیں اور بعض رگیں ایسی ہیں کہ اپنی نزاکت میں بال کو شرمندہ کرتی ہیں پس ان اجزا کے لئے ضروری ہوا کہ ایسی لطیف و رقیق القوام غذا پہونچائی جائے کہ جو ان کے منافذ میں بے تکلف پہونچ جائے اور نیز غذا میں ایک ایسی حالت پیدا کر دے کہ جس سے قوت ہاضمہ کو اپنے کام کرنے میں آسانی ہو پس بدیں ضرورت طبیعت حرارت کو برانگیختہ کرتی ہے تا اینکہ حرارت کی قوت سے اعضا یکے بعد دیگرے پانی کا تقاضا و طلب کرتے چلے آتیں حتی کہ یہ طلب و تقاضا معدہ پر ختم ہوتا ہے۔ اور معدہ کو پانی کی طلب کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس ان مقدمات سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ پانی غذا کے رقیق القوام کرنے کیلئے ضروری ہے +

تشنگی کے اقسام

> تشنگی کی تقسیم میں اطبائے سلف سے مصنف اختلاف

متقدمین اور متاخرین (اگلے پچھلے) طبیبوں نے تشنگی کو دو قسموں پر حصر کیا ہے۔ ایک تشنگی صادق دوسری تشنگی کاذب۔ مگر میری رائے میں اُن کا یہ حصر ٹھیک نہیں ہے۔ اقسام تشنگی کا تین قسموں پر حصر ٹھیک ہوگا۔ ایک تشنگی طبعی۔ دوسری تشنگی غیر طبعی۔ تیسری تشنگی کاذب۔ چونکہ اس کتاب سے ہمارا مقصود فایدہ وہی عوام کا ہے۔ لہذا یہ بحث کہ اطبا مذکور کی تقسیم کیوں ناکافی ہے۔ اور ہماری تقسیم کیوں کافی ہے۔ اس مقام پر متروک کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم اپنی تقسیم کے لحاظ سے اول تشنگی طبعی کی ماہیت بیان کرتے ہیں +

تشنگی طبعی

تشنگی طبعی کی ماہیت واقعی

چونکہ طبیعت کو بہت باریک اور تنگ مسامات کے اعضاء میں غذا کو رقیق کرکے پہونچانے کی ضرورت ہوتی ہے اور تیز غذا میں استعداد قبول فعل ہاضمہ کی بھی حاجت ہوتی ہے لہذا طبیعت کی تحریک سے معدہ پانی کا طالب و متقاضی ہوتا ہے پس بدیں وجہ اگر پانی کا تقاضا عمل میں آتا ہے تو اُس کو تشنگی طبعی سے تعبیر کرنا مناسب ہے۔

تشنگی غیر طبعی

تشنگی غیر طبعی کی ماہیت اور اُس کی تمثیلات

اور اگر طلب و تقاضا پانی کا بغرض مذکورہ عمل میں نہیں آیا ہے بلکہ اور اسباب خارجی کی وجہ سے پانی کا تقاضا ہوا ہے تو اُس کو تشنگی غیر طبعی کہنا چاہئے۔ اسباب خارجی کی تمثیلات حسب تفصیل ہیں۔

(الف) زید نے تیز تنباکو کھائی یا بذریعہ حقہ و چرٹ وغیرہ اُسکو پیا جس کی وجہ سے غیر معمولی گرمی معدہ میں پیدا ہوئی اس غیر معمولی گرمی کے دفعیہ کے لئے پانی کا طلب و تقاضا عمل میں آیا تو یہ تشنگی غیر طبعی ہے۔

(ب) خالد نے کسی طرح کی مشقت سخت کی جس کی وجہ سے حرارت بدن میں مشتعل ہوئی اور رطوبات بدن کے تحلیل ہوئے۔ اس کی تلافی کے لئے طبیعت بہ توسط معدہ پانی کی طالب ہوئی پس یہ حالت تشنگی غیر طبعی کی ہے۔

(ج) عمرو کے جسم سے کسی صدمہ ناگہانی کی وجہ سے زیادہ خون خارج ہوا جس کے باعث سے تمام بدن میں خشکی کا غلبہ ہوا۔ اور اُسکے تدارک کے لئے طبیعت نے بطریقہ مذکورہ پانی کا تقاضا کیا پس یہ فعل غیر طبعی ہے۔

(د) بکر نے گرم حمام میں غسل کیا یا زیادہ قیام کیا جسکی وجہ سے رطوبات جسمانیہ تحلیل ہوگئے اس نقصان کے تدارک کے لئے طبیعت نے پانی مانگا تو یہ تشنگی غیر طبعی ہے۔

(ہ) ولید نے متواتر مجامعت کی جس کی وجہ سے غیر طبعی حرارت مشتعل ہوئی اور اصلی

رطوبت میں نقصان واقع اس کے معاوضہ کی غرض سے طبیعت نے پانی مانگا پس یہ تشنگی غیر طبعی ہے۔ علی ہذہ القیاس اور بہت سے اسباب جزئیہ باعث تشنگی غیر طبعی بر سبیل استقرا و تلاش معلوم ہو سکتے ہیں عوارض نفسانی مثل خوف و غم و غصہ وغیرہ سے بھی تشنگی غیر طبعی کا حادث (پیدا) ہونا ایک امکانی حالت ہے

جھوٹی تشنگی

جھوٹی تشنگی کی حقیقت واقعی و نفس الامری

اگر تشنگی یعنی پانی کا تقاضا بوجہ کسی اسباب داخلی مثلاً مادہ نمکین و شور وغیرہ واقع فی المعدہ (معدہ میں آنے والا) یا اعضائے مابعد المعدہ (جو معدہ کے بعد ہیں) پیدا ہوا ہے تو ایسی طلب و تقاضے کو تشنگی کاذب سے تعبیر کرنا چاہیئے۔ تشنگی کاذب میں طبیعت کا پانی کو متلاشی ہونا بوجہ ضرورت غسل او صاف کرنے سطح اُس عضو کے ہوتا ہے کہ جس میں مواد بصفت مذکورہ بالا چسپاں ہے یا وہ مادہ اس عضو کے جوہر میں سمایا ہوا ہے پس آخر الذکر صورت میں پانی کا طلب و تقاضا بوجہ رفع کرنے حدت مادہ متداخلہ مذکورہ ہوگا۔

[پانی کے احکام اور پانی کے آداب کو ہم دس تفہیمات میں بیان کرتے ہیں]

تفہیم اول

غذا کھانے کے بعد فوراً یا غذا کے درمیان میں پانی پینے کے نقصانات

تناول غذا کے ایک گھنٹہ بعد پانی پینا مصلحت ہے اس عرصہ میں طبیعت بکمال اطمینان غذا کے ہضم میں اپنے تصرفات شروع کر دیتی ہے ایسے وقت میں کسی قدر پانی پینا ضروری ہے تاکہ پانی کی مدد سے قوت ہاضمہ ہضم غذا پر اپنے تصرفات کرنے پر عمدہ طور سے قادر ہو۔ اور اگر شئے ماکولہ کوئی شئے ذی رطوبت ہو تو خواہ مخواہ پانی پینا ضروری نہیں ہے۔ بعض اشخاص جن کے معدہ کا مزاج گرم و خشک ہے اگر قبل غذا کھانے کے کسی قدر سرد پانی گھونٹ گھونٹ پی لیں تو انکی اشتہا میں ترقی اور ہضم میں تقویت ہو جاتی ہے علے ہذہ القیاس ارباب گرم معدہ کو بنظر ضرورت بہتر ہے کہ درمیان غذا اور بعد غذا گھونٹ گھونٹ سرد پانی پیتے رہیں اس لئے کہ گرم معدہ والوں کی اشتہا عموماً ضعیف ہوتی ہے پس سرد پانی کے

ورود سے یقین ہے کہ ان کے معدوں میں ایک انقباضی حالت پیدا ہو کر انکی اشتہائے طعام قوی ہو جائے۔

تقسیم دویم

نہار منہ اور خلوئے معدہ میں پانی پینے کی امتناع معہ دلایل

نہار منہ پانی پینا خوفناک امر ہے اسلئے کہ بعد النوم (نیند کے بعد) اکثر حالت میں معدہ خالی ہوتا ہے لہذا ممکن ہے کہ پانی بغیر زوال برودت (سردی) بلا توقف سریع الغور اعضائے رئیسہ میں نافذ ہو۔ پس اگر ایسا پانی وفعتہً قلب میں نافذ ہوگا تو کچھ شک نہیں ہے کہ حرارت غریزی کے لئے ایک قہر اور آفت ناگہانی ہوگا۔ جس کی انتہائی مضرت مرگ مفاجات (فوری موت) کی حد تک پہونچ سکتی ہے۔ اور اگر ایسا پانی جگر میں پہونچے گا تو وہاں بھی شور و شر برپا کرے گا یعنی حرارت غریزی (اصلی حرارت) بدن کے لئے ایک صاعقہ (بجلی) ہوگا۔ اور جگر کی حرارت ضعیف ہو جانے سے تمام بدن کی کلیں بگڑ جائیں گی۔ علٰے ہذہ القیاس اعصاب بدن کو اور جس قدر اجزائے بدن عصبانی الجوہر (پٹھوں کے بنے ہوئے) ہیں اُن کو نہار منہ پانی پینا نہایت مضرت بخش ہے اعضائے عصبانی الجوہر کا مزاج بارد ہے۔ اور پانی کا مزاج بھی بارد (سرد) ہے پس شئے بارد کا ورود بارد (سرد) پر نہایت درجہ شورش ہوگا۔

استثناء

جن ملکوں میں یا جن اوقات میں موسم نہایت گرم ہوتا ہے اور لوہ کی بھی گرم بازاری ہوگی یا امراض وبائیہ کا شیوع ہے یا جنکے معدہ و جگر و انتڑیاں سخت گرم ہوں وہ لوگ تاکید مذکورہ بالا سے مستثنٰے ہیں اُن کو نہار منہ پانی کی اجازت ہے مگر بہت احتیاط کے ساتھ آہستہ آہستہ بتوقف پانی پینا چاہیے بعد سخت ورزش یا بعد کشتی اور محنت شاقہ خصوصاً بعد الجماع سرد پانی پینا سخت جہالت اور نادانی ہے اسلئے کہ ریاضت شاقہ و جماع سے رطوبتوں کا تحلیل اور حرارت کا استعمال ہوتا ہے اور حرارت ایک طاقتور جاذب ہے پس سرد سرد پانی فوراً جملہ اعضائے بدن میں حرارت کیوجہ سے کھنچ جاتا ہے ایسے پانی کی ملاقات سے جن جن اعضا کو جلد سے مضرت پہونچتی ہے اسکا ذکر ابھی

گزر چکا ہے۔ خاصۃً سرد پانی کا استعمال بعد جماع بہت خوفناک ہے اسلئے کہ جماع جملہ حرکات سے ایک قوی حرکت ہے اِس میں رطوبات ہی تحلیل نہیں ہوتیں بلکہ روح کا استفراغ بھی ہوتا ہے اور عمدہ رطوبات خارج ہوتی ہیں لہذا علت ممانعت کی یہاں بہت قوی ہے۔

بعد الحمام و بعد المسہل بھی ٹھنڈا پانی پینا ممنوعات سے ہے اِسلئے کہ حمام کی ہوائے گرم سے بدن کے مسامات کشادہ ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے کسی قدر رطوبات بدن تحلیل ہوتے ہیں اور بوجہ حرارت غریزی بدن میں ضعف پیدا ہوتا ہے پس سرد پانی کا ورود ایسی حالت میں سخت خوفناک ہے علی ہذہ القیاس مسہل سے بھی رطوبات کا استفراغ ہوتا ہے پس بوجوہ مذکورہ سرد پانی کا ورود ایسی حالت میں بھی سخت خوفناک ہے۔

تجربہ اور قیاس

مجبوری تشنگی اور سچی تشنگی اور تشنگی غیر طبعی کی حالتیں پانی پینے کا قول فیصل

میرے نزدیک تجربۃً وقیاساً بجز صورت بعد المسہل جملہ صورتوں مذکورہ بالا میں وقت تشنگی بجائے سرد پانی کے بقدر ضرورت دودھ گائے کا تازہ تازہ یا بدرجہ مجبوری جیسا بہم پہونچ سکے پینا مناسب ہوگا اسلئے کہ دودھ مذکور بوجہ اپنی لطافت کے بدل ما یتحلل (تحلیل شدہ رطوبات کا قایم مقایم) ہونیکے بھی عمدہ صلاحیت رکھتا ہے اور تشنگی کو بھی زایل کر دیگا۔ اور اگر اوقات ممنوعہ میں کوئی ایسی حالت اضطرابیہ تشنگی سے پیدا ہو جائے یا بیقراری حد درجہ بڑھ جائے تو اولاً غرغرہ و مضمضہ (کلی غرارہ) پر ٹالیں اگر کام نہ چلے تو چوس چوس کر بتوقف پانی پینا چاہئے یا کسیقدر غذا کھا کر یا پانی میں کوئی چیز مثل ستو جو یا ستو مر مرونکے یا مثل اسکے کوئی اور چیز مخلوط کرکے رفع غلبہ تشنگی کر لینا چاہئیے۔ تربوز اور کھیرہ و ککڑی وغیرہ سرد تر قواکہ کے بعد پانی پینا نہایت درجہ مضر ہے اسلئے کہ بارد رطب چیزیں معدہ کیلئے نہایت طاقتور دشمن ہیں پس معدہ کو دو بلا دو شمن کا مقابلہ کرنا بہت ہی دشوار ہوگا۔ اور معدہ کے عاجز ہونیسے نہایت شر و فساد کا احتمال ہے۔ فوراً بعد بیداری بھی پانی پینا نہایت مضر ہے اسلئے کہ ایسے وقتیں آرمیدہ دماغ کو پانی سے نہایت درجہ صدمہ پہنچتا ہے مگر یہاں بھی محرور المزاج و گرم مزاج والے اس امتناع سے مستثنےٰ ہیں +

تفہیم سوم

مختلف قسم کے پانی پینے کی ممانعت و دلایل

دو مختلف قسم کے پانی کو جمع کرکے پینا ممنوع ہے۔ مثلاً کنوئیں کا پانی اور

دریائے رواں کا پانی یا بارش کا پانی بالاجتماع چند شوریدہ سر مجنون ایک جگہ جمع کرتا ہے اور اس امتناع کی علت ظاہرا پانی کی مختلف خاصیتوں کی وجہ معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ کنوئیں کا پانی بوجہ سکون کے ثقیل اور سنگین ہو جاتا ہے۔ اور آب باران بشرطیکہ کدورت سے صاف ہو کنوئیں کے پانی سے خفیف اور بہتر ہوتا ہے۔ پس اگر آب رواں اور آب چاہ مجتمعاً پیا جائیگا تو اجتماع خفیف اور ثقیل کا لازم آئیگا۔ اور یہ اجتماع ردی ہے جس طرح سے غذائے سریع الہضم (زود ہضم) اور بطی الہضم (دیر ہضم) کا اجتماع ممنوع ہے اسی اصل پر مختلف اقسام کے پانی کے اجتماع کو خیال کرو۔

تشریح

جس شخص نے ایک قسم کا پانی پیا اور ہنوز یہ پانی معدہ سے نہیں گزرنے پایا تھا کہ اُس نے دوسرے قسم کا پانی پیا تو کہا جائے گا کہ اس نے دو پانی کا اجتماع کیا۔

تفہیم چہارم

پانی کی سردی اور گرمی کے حدود اور اُس کے استعمال کی علامات

حس لمس سے پانی میں صرف تین کیفیتیں محسوس ہوتی ہیں گرم۔ سرد۔ نیمگرم۔ پھر گرم و سرد پانی کے مختلف مراتب ہوتے ہیں پس معتدل المزاج انسان کے لئے معتدل البرد (بیچ کے درجہ کا سرد) پانی مناسب ہوتا ہے۔ چونکہ سردی کے درجات فرض کئے گئے ہیں لہذا اُن درجات مفروضہ کا وسط حقیقی معتدل البرد خیال کرنا چاہئے۔ آخر زمانہ سرما میں یعنے ماہ مارچ کے عشرہ اخیرہ میں جو پانی ظروف گلی میں شب کو رکھا جائے تو صبح کو اُس میں کیفیت اعتدال مذکور کی پیدا ہو جائے گی۔ مگر موسم مذکور میں پانی کا بمقدار مذکور سرد ہو جانا ہمارے ملک کے اکثر قطعات سے مختص ہے نہ کل برٹش انڈیا سے یعنے ملک ہندوستان سے جہاں جہاں اسوقت انگریزی عملداری ہے یہ پیمانہ مذکورہ متعلق نہیں ہو سکتا ہے۔ مثلاً کمشنری میرٹھ و کمشنری بریلی و کمشنری دہلی کے کل معموروں میں ماہ مارچ کے عشرہ اخیرہ میں پانی معتدل البرد بطور مرقومہ ملیگا۔ اور اور کمشنری آگرہ و کمشنری لکھنو و کمشنری فیض آباد و بنارس و الہ آباد کے اکثر معموروں (آبادیوں) میں بھی پانی مذکورہ زمانہ مرقومہ میں دستیاب ہو سکتا ہے۔ صفراوی المزاج کو سرد پانی سے زیادہ نفع ہوتا ہے مگر زیادہ کثرت سے سرد پانی اُن کو بھی مضر ہے اسلئے کہ صفرا اگرچہ سوزندہ

مادہ ہے۔ مگر چونکہ صفراوی المزاج ضعیف البدن اور قلیل اللحم ہوتے ہیں لہذا سرد پانی جلد تر ان میں
نفوذ کرتا ہے۔ اسلئے اُن کو نقصان پہونچنے کا ظن غالب ہے۔ بیشک دموی المزاج چونکہ قوی الجثہ اور
کثیر اللحم ہوتے ہیں بایں ہمہ اُن کا مزاج بھی گرم ہوتا ہے بدیں سبب وہ سرد پانی کے متحمل ہو جاتے
ہیں۔ سرد مزاج کو قلیل البرد پانی کا استعمال مناسب ہے بشرطیکہ ہوا سکے گرم نہ ہو یا معمورہ (آبادی)
گرم میں شخص مذکور سکونت پذیر نہ ہو یا کوئی اور اسباب عارضی ایسے پیدا نہ ہو جائیں کہ جس کی
وجہ سے معتدل البرد دینا مناسب ہو۔ اِس تقریر سے معلوم ہوا کہ ہر انسان بالطبع سرد پانی چاہتا ہے
اور اُس کو سرد پانی کی ضرورت ہے اگرچہ وہ سرد مزاج کا انسان ہو غایت ما فی الباب (ماحصل یہ کہ)
قلت اور کثرت پانی کی سردی کے پینے والے کے مزاج کی حالت پر چھوڑا جائے اور واضح رہے
کہ تشنگی صادق میں جس کو ہم نے تشنگی طبعی سے تعبیر کیا ہے بجز سرد پانی کے تسکین غیر ممکن ہے
اور نیز سرد پانی چونکہ اجزا کو جمع کرتا ہے لہذا اس اصل کی بنا پر معدہ کے اجزا بھی جمع ہونگے۔ اور اجزائے
معدہ کی جمعیت سے اجتماع حرارت فی المعدہ ہونا ضروری ہے اور اجتماع حرارت فی المعدہ باعث تقویت
معدہ ہے۔ اِس بنا پر سرد پانی دل کو بھی تقویت دیتا ہے اور اکثر اعضا کے بخارات کو دل سے
واپس لاتا ہے۔ گرم پانی اور نیمگرم پانی پینا جایز نہیں ہے۔ مگر بطور علاج گاہے ضرورت ہو سکتی ہے
مثلاً اگر قے کرنیکی ضرورت ہو تو قے آور دوائیں پانی میں مخلوط کر کے نیمگرم پانی پلانا چاہیئے اسلئے
کہ آب نیم گرم خود بھی قے آور ہے لہذا قے آور ادویہ کی قے کے لانے میں ضرور استمداد کرے گا۔
اور جبکہ معدہ کا غسل اور تلیین منظور ہو تو گرم پانی استعمال کیا جائیگا۔ جس طرح سے کہ حبوب و سفوف
مسہلہ کا بدرقہ اسی غرض سے آب گرم تجویز کیا گیا ہے۔ اور گرم پانی گاہے تشنگی کاذب بھی
دفع کرتا ہے۔ اسلئے کہ مادہ ذی لزوجیت (چپکتے ہوئے مادہ) سے گرم پانی اعضا کو صاف
کر سکتا ہے۔ مگر کسی حال میں گرم پانی بجز ضرورت مذکورہ یا دیگر ضرورت پینا جایز نہیں ہے اسلئے کہ
گرم پانی سے اجزائے معدہ ڈھیلے اور سست ہو جاتے ہیں اور یہ حالت مستلزم انتشار حرارت معدہ ہے
اور انتشار حرارت معدہ مستلزم ضعف معدہ ہے جس طرح سے کہ سرد پانی جامع حرارت معدہ و مشتہی ہے اور معدہ
کو تقویت دیتا ہے اسی طرح سے گرم پانی کو بجمیع جہات اُسکے خلاف اور برعکس سمجھو۔

تذکرہ

معتدل البرد پانی جیسا کہ اسکی حد بیان کی گئی ہے یا تو بالطبع معتدل البرد ہو یا برف وغیرہ سے

معتدل البرد کیا ہو۔ برف سے پانی کو معتدل البرد بنانے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ پانی کو کسی ظرف میں رکھکر اُس ظرف کو برف میں لگایا جائے نہ یہ کہ پانی میں برف ڈال کر پانی سرد کیا جائے۔ اس لیئے کہ برف کا پانی میں ڈال کر استعمال نہایت ہی مضر ہے۔ خاصتہً وہ برف کہ جس کا مادہ ردی اور خراب پانی ہو یا اُس میں اجزائے تیزاب مخلوط ہوں جیسا کہ آج کل ہمارے زمانہ میں کلوں کے ذریعہ سے برف کثرت سے بنتا ہے اور بکتا ہے۔ اسی اصل پر برف گداختہ کا پینا بھی نہایت ہی خطرناک ہے کیونکہ برف کی سردی بالضرور دماغ اور اعصاب اور اعضائے تنفس کو اور نیز معدہ و جگر و انتڑیوں کو سخت مضر ہے اسی طرح سے بہت زیادہ سرد پانی بھی اعضائے مذکورہ کو غایت درجہ نقصان رساں ہے۔

شبہ

اس مقام پر ایک شبہ پیدا ہو سکتا ہے وہ شبہ یہ ہے کہ اعضائے مذکورہ کے ضرر کی علت سردی ہے پس کیا فرق ہوا سرد پانی میں اور برف گداختہ میں کہ جو پانی بن جاتا ہے پس یہ شبہ یوں دفع ہو سکتا ہے کہ برف گداختہ ہو کر گو پانی بن جاتا ہے مگر تاہم اُس میں بہ نسبت پانی کے قوت باقی رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ فاعل کا اثر منفعل (مثلاً اعضا) میں دیر تک قیام رکھنے سے زیادہ اور قوی ہوتا ہے۔

تفہیم پنجم

تشنگی طبعی کی حالت میں ضبط تشنگی کی ممانعت اور دوسری قسم کی تشنگی میں پانی پینے کا قانون

تشنگی طبعی کیوقت تو پیاس روکنا مناسب نہیں ہاں ہی تشنگی غیر طبعی سو اُس حالت میں بجائے پانی کے تازہ گائے کا دودھ اور اگر تازہ دودھ نہ ہو تو جیسا ہو پینا چاہیئے۔ اور اگر گائے کا دودھ بہم نہ پہنچ سکے تو عام دودھ پینا مناسب ہے اور اگر یہ بھی میسر نہ آوے تو پانی میں کوئی شے شامل کرنا مناسب ہے کہ جس میں غذائیت ہو مثلاً جو اور مرمرے کے ستو یا آشجو وغیرہ اغذیہ سایلہ رقیقہ یا کسی قدر اول کھا کر بعدہٗ آہستہ آہستہ بتدریج پانی پیا جائے۔ اگر ان چیزوں میں کوئی چیز بھی وقت پر بہم نہ پہنچے تو مجبوراً چوس چوس کر آہستہ آہستہ گھونٹ گھونٹ پانی پی کر رفع اضطراب تشنگی کرنا مناسب حال ہے۔ البتہ تشنگی کاذب کا ابتلاع پانی پینے میں نہ کرنا چاہیئے اس لئے کہ یہ تشنگی سرد پانی پینے سے زیادہ مشتعل

اور شوریدہ ہو جاتی ہے۔ اگر تشنگی ضبط کیجائے یا تشنگی مذکور پر نیند آجائے تو غالباً یہ تشنگی جلد زایل ہو جاتی ہے۔ اسلئے کہ نیند کیوجہ سے حرارت باطن میں آرمیدہ ہوتی ہے اور ضبط تشنگی سے باطن میں حرارت مشتعل ہوتی ہے پس عجب نہیں ہے کہ یہ دونوں حالتیں مادہ تشنگی کاذب کو تحلیل کردیں۔ چونکہ طبیعت بعد غذا کے ہضم پر توجہ کرتی ہے لہذا گاہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ باوجود کافی پانی پینے کے طبیعت کو پانی سے سیری حاصل نہیں ہوتی ہے پس یہ خیال رکھنا چاہئے کہ یہ حالت بھی تشنگی کاذب کی شرارت ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مچھلی یا کلہ پایہ وغیرہ اغذیہ لزجہ (چپکتی ہوئی غذائیں) کھانیسے افراط سے تشنگی کا غلبہ ہوتا ہے اسلئے کہ یہ غذائیں آلات ہضم میں چسپان ہو جاتی ہیں لہذا قوت ہاضمہ کو بضرورت رقیق کرنیکے اور صاف کرنیکے بار بار پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس یہ حالت بھی تشنگی غیر طبعی کی ہے اس بیان پر بادی النظر میں ماہرین فن طب کو شبہات چند در چند پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور فیہ نظر ؐ اور فیہ خطر ؐ کی بوچھاڑیں آسکتی ہیں۔ مگر چونکہ اس کتاب سے ہمارا مقصود افادہ عوام ہے لہذا قال واقول سے ترک تعلق کیا گیا۔ بالجملہ اس حالت تشنگی کا عمدہ علاج یہ ہے کہ سکنجبین سرکہ یا سکنجبین لیمو بقدر مناسب چاٹ لیں یا اور کوئی لطیف ترشی بقدر ضرورت استعمال کریں اسلئے کہ اشیائے مذکورہ سے قطع وغسل لزوجیت (چپکاہٹ) غذائے مذکور ممکن ہے +

تفہیم ششم

پانی کے اقسام باعتبار اوصاف ونقصانات

سب سے اعلے درجہ کا پانی باعتبار منافع ومقصود آب باران ہے بشرطیکہ کسی مقام سنگی یا ظرف سنگی میں جمع ہوا ہو اس لئے کہ پتھر کے اجزاء بوجہ سنگیت کے پانی میں مخلوط نہیں ہو سکتے ہیں اسی وجہ سے اگر چینی یا سونے وچاندی کے برتنوں میں آب باران لیا جائے گا تو وہ نہایت عمدہ اور اجزائے ناقصہ سے خالی ہوگا۔ خاصتہً وہ آب باران نہایت پاک اور لطیف ہوگا جبکہ اسپر آفتاب کی شعاع اور باد شمال کا مرور (گذر) ہوگا۔ بارش کے پانی کی عمدگی کے نشان یہ ہیں کہ یہ پانی اپنے ذائقہ میں شیریں اور خوش مزہ وزن میں سبک معدہ سے گزر جانے میں مستعجل اغذیہ کے پکانے میں زیادہ قادر اور قوی ہوتا ہے چنانچہ یہی شان عمدہ اور لطیف پانی کی ہے۔ اور اس کی نفاست کی قیاسی دلیل یہ ہے کہ آب باران کا حصول دو طریقہ سے ہوتا ہے

یا تو حرارت آفتاب کی وجہ سے زمین سے بخارات اٹھکر پانی ہوکر برستا ہے یا ہوا کا پانی کی جانب انقلاب ہوکر بارش ہوتی ہے یہ دونوں حالتیں آب باراں کے لئے باعث لطافت ہیں اس لیئے کہ آفتاب کی حرارت سے زمین کے مسامات سے اجزائے لطیف ہی صعود کریں گی جس میں کثافت اور بھاری پن کا نشان بھی نہیں ہوگا باین ہمہ صعود و ہبوط (چڑھنا اور گرنا) کی حرکات سے اس پانی میں اور بھی لطافت آجاتی ہے علے ہذہ القیاس ہوا کے وہی اجزا پانی کی شکل تبدیل کرتے ہیں کہ جو نہایت ہی لطیف ہیں۔ اجزائے کثیفہ میں صلاحیت صعود و تبدیل صورت نہیں ہے۔ پس آب باران کے اوصاف کی جامعیت میں کیا شک رہا۔ مگر افضل ترین آب باران وہ پانی ہے کہ جو ایسے ابر سے نازل ہو کہ جس میں کڑک اور گرج زیادہ ہو بشرطیکہ کڑک اور گرج کے ساتھ ہوائے تند و تیز نہ ہو۔ اور ایسے مقامات کی بارش کا پانی نہ ہو کہ جو مقامات دریائے شور یا دریائے نمکین کے سواحل پر ہو یعنے دریائے مذکورہ کے کناروں پر۔

زمین کے پانیوں کے اقسام و مدارج نفاست در روات

بعد آب باران کے نفاست میں وہ پانی ہے کہ جو زمین سے اوبلکر بطور چشمہ جاری ہو مگر اس پانی کی عمدگی جب ہی کامل ہوگی کہ جب اس کا منبع اور مجری (جائے گزر) زمین خالص ہو اور اُس زمین کے قرب وجوار میں گندھک وغیرہ معدنیات ردیہ کی کان نہ ہو بلکہ اُسکے مجاری یعنے مقامات گزر عمدہ زمین یا سنگلاخ زمین ہو اسلئے کہ پتھریلی زمین سے ایسے اجزا جدا نہیں ہوتے ہیں کہ جن میں استعداد عفونت کی ہو مگر ایسا پانی پھر بھی اُس پانی سے بہتر نہیں ہوتا ہے کہ جس کی جائے مرور خالص زمین ہو گو زمین خالص سے پانی میں اجزا بہ نسبت زمین سنگلاخ زیادہ مخلوط ہوتے ہیں۔ مگر جب وہ اجزائے ارضی پانی میں تہ نشین ہوجاتے ہیں تب پانی کی لطافت زیادہ ہوجاتی ہے چنانچہ دریائے نیل کے پانی میں یہ جملہ اوصاف موجود ہیں لہذا اُس کا پانی بھی نفیس ہے۔

دوسری عمدگی ایسے چشمہ جاری کی یہ ہے کہ اس کا بہاؤ جنوب سے جانب شمال یا مغرب سے جانب مشرق ہو اسلئے کہ مغرب و شمال کی ہوا بالطبع عمدہ ہیں۔ جب اُن کا مقابلہ جاری پانی سے ہوگا تو پانی کی اصلاح کا ایک قوی باعث ہوگا۔

تیسری نفاست چشمہ جاری کی یہ ہے کہ وہ بلند مقام سے پست مقام پر گرتا ہے اسلئے پانی عند النزول (گرتے وقت) سریع الحرکت ہوتا ہے اور سرعت حرکت پانی کے جوہر میں مزید لطافت پیدا کر دیتی ہے۔

چوتھے نفاست اس پانی کی یہ ہے کہ یہ پانی اپنے مخرج سے بعید ہو یعنے جسقدر اپنے مخرج سے بعید اور فاصلہ پر ہوگا نفاست اور سبکی میں بہتر ہوگا۔

پانچویں نفاست اُس کا شیریں اور صاف ہونا ہے۔

چھٹے نشانی اس کی لطافت کی یہ ہے کہ اگر قلیل المقدار اُس پانی سے کثیر المقدار سرکہ میں مخلوط کریں تو سرکہ کی حدت اور تیزی کو ضعیف کرے۔

ساتویں لطافت ایسے پانی کی یہ ہے کہ سرچشمہ اُس کا وسیع اور فراخ ہو تاکہ پانی کی کثرت کیوجہ سے مختلف چیزیں واجزائے ناقصہ مخلوطہ اُسکو اور اُسکے جوہر کو خراب نہ کریں۔

آٹھویں لطافت اُس کی یہ ہے کہ سردی میں جلد سرد ہو جائے اور گرمی میں جلد گرم ہو جائے۔

نویں اُس کی لطافت یہ ہے کہ بہت تیز جاری ہو اسلئے کہ قوت اور سرعت حرکت باعث ازدیاد لطافت اور موجب صفائی ہو جاتی ہے۔

دسویں اُس کی لطافت یہ ہے کہ فم معدہ سے جلد گزر جائے اور پسلیوں میں کشش وغیرہ پیدا نہ کرے۔

گیارھویں لطافت اُس کی یہ ہے کہ جو چیز اُس میں پکائی جائے وہ جلد پک جائے۔

بارھویں لطافت اُس کی یہ ہے کہ یہ چشمہ کھلا ہوا ہو تاکہ آفتاب کی شعاعیں اُس میں پہونچتی رہیں +

گنگا جل

گنگا کے پانی کے اوصاف مع دلایل

ہندوستان میں جامع اوصاف مذکورہ بالا گنگا کا پانی ہے۔ اس پانی کو مبدء فیاض نے اپنی رحمت کاملہ سے انسانوں کے لئے ایک نعمت عظمےٰ پیدا کیا ہے۔ اِس پانی کی عمدگی اور نفاست اور خالص ہونا اس بات سے ظاہر ہے کہ اگر مدت مدید تک اس کو ایک ظرف میں محفوظ رکھیں تو اُس کے اوصاف یعنے رنگ و بو ومزہ میں تغیر نہیں آتا ہے۔ خفت اور حلاوت اُس کی ظاہر ہے کہ جو محتاج بیان نہیں ہے اُس کا ہاضم اور سریع الانحدار (معدہ سے جلد گزرنا) ہونا محتاج دلیل نہیں ہے چونکہ قدرتی طور سے اس دریائے رحمت ایزدی کا جولانگاہ ایسے ایسے مقامات پر ہوتا چلا گیا ہے کہ جہاں کی

زمین کے اجزا صحت بخش ہیں لہٰذا جمیع صفات اس کا پانی اُن برکات سے لبریز ہے کہ جو پانی کے لئے ہونا چاہیئے۔

حکایت

گنگا کے پانی کے عمدہ ہونے پر ایک حکایت

ایک زمانہ میں راقم ننگ انام کی اشتہائے طعام دفعتہً ساقط ہوگئی۔ ظاہراً کوئی وجہ دریافت نہیں ہوتی تھی حسن اتفاق سے خاکسار بابو شیو سہائے صاحب منصف منصفی کیرانہ ضلع سہارنپور حال ایڈیشنل سب جج گورکھپور کے مکان پر شاید ان کے یا اُن کے لڑکے کے معالجہ کیغرض سے گیا۔ بابو صاحب موصوف گنگا جل پینے کے عادی تھے تذکرۃً میں نے بھی اُن کو گنگا جل پینے کی تاکید مزید کی۔ گو اُس وقت مجھکو پیاس کا تقاضا نہ تھا مگر تفریحاً اُن کے یہاں سے گنگا جل منگوا کر پیا۔ تھوڑے عرصہ میں مجھکو اشتہا معلوم ہوئی۔ بعدہٗ ساعتاً فساعتاً بھوک کا غلبہ ہوتا رہا تا اینکہ بھوک سے بیتاب ہو کر مکان پر آیا و خلاف وقت میں نے زیادہ مقدار کھانا کھایا۔ تب میں سمجھا کہ کچہری کے قریب کا کنواں جس کا پانی اوقات کچہری میں پیا جاتا تھا۔ ذی الجوہر ہے اور سقوط اشتہائے طعام اُس پانی کے خواص سے تھا۔ اور اشتہا کا اپنی اصلی حالت پر آجانا گنگا کے پانی کی تاثیر تھی۔ حالانکہ موثر حقیقی اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ ہے۔

بجز آبہائے مذکورہ کے اور جملہ اقسام کے پانی ناقص ہیں۔ اگرچہ چند صنعتوں سے جن کا ذکر من بعد کیا جائے گا۔ اُن کی اصلاح ہوسکتی ہے۔

تفہیم ہفتم

زمین میں پانی موجود ہونے کی تفصیل۔

عوام کی واقفیت کیغرض سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ مدبر حقیقی کی قدرت کاملہ سے پانی زمین میں اِس طرح سے پیدا ہوتا ہے کہ حرارت اور بعض ستاروں کی تاثیر سے زمین کے بخارات اور سطح بیرونی زمین کا پانی بوجہ خلا کے زمین کے مسامات میں داخل اور جذب ہوتے ہیں۔ چونکہ بخارات میں اجزائے ناری بھی

ہوتے ہیں لہذا یہ بخارات خود اور پانی مجذوبہ کو اپنے ہمراہ لے کر زمین سے باہر نکلنے کا قصد کرتے ہیں پس جس جگہ ان کے سینگ سماتے ہیں اُسی جانب اُن کا رجحان ہوتا ہے۔ تھوڑے عرصہ تک اس رجحان کی حرکت اضطراریہ ان کو لاحق رہتی ہے۔ بالآخر زمین کی سردی اُس کی ناریت کو زایل کر دیتی ہے اور اُس کا استحالہ پانی کی جانب ہو جاتا ہے اور جب اس پانی کو بخارات مذکورہ کی لطریق مذکورہ مدد پہونچتی رہتی ہے تو کسی مقام کی زمین کہ جس میں صلاحیت شق ہو جانے کی موجود ہوتی ہے شق ہو جاتی ہے اور پانی نمایاں ہو جاتا ہے۔ پس اگر ہجوم بخارات کثیرہ کی وجہ سے یہ مدد متواتر پہونچتی رہے گی۔ تو بسبب شدت یا ضعف ہجوم بخارات مایلہ بانی شدت یا ضعف سے جاری رہے گا۔ جسکو چشمہ جاری کہتے ہیں۔ اور اگر جاری ہونے کی حد تک نہیں پہونچا ہے بلکہ ایک بار خارج ہوا اور پست مقام پر ٹھیر گیا۔ پھر جب وہاں سے وہ پانی نکالا گیا اُسی قدر یا اُس سے کم و بیش پھر آگیا۔ یعنی بجما بجما حصہ حصہ بقدر صرف آتا رہا تو یہ پانی ساکن کہلاتا ہے۔

یہ اقسام پانی کے جو بیان کئے گئے ہیں یہ قدرتی پانی کے اقسام ہیں کہ جو بغیر صنعت انسان کے جاری ہو جاتے ہیں۔ مگر چند قسم کے پانی اور بھی ہیں کہ جو انسان کی صنعت سے جاری ہوتے ہیں۔

منجملہ اُن کے ایک قسم کاریز کی ہے۔ اُسکے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ جاری چشموں کے قریب ایک گڈھا کھودا جاتا ہے۔ اور اُس میں ایک خاص قسم کے آلہ سے سوراخ کیا جاتا ہے۔ اِس سوراخ کے ذریعہ سے پانی نکلنا شروع ہوتا ہے۔ جب گڈھا پانی سے لبریز ہو جاتا ہے تب وہ جاری ہو جاتا ہے۔

منجملہ مصنوعات مذکورہ کے کنواں بھی ہے جسکے بنانے کے طریقہ کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔

کنوؤں کا پانی ایک قسم کا نہیں ہوتا ہے بلکہ باختلاف مقامات عمدگی و نفاست و شیرینی وغیرہ اوصاف مختلف ہوتے ہیں۔ غرضکہ ساکن پانی ایک تو بوجہ سکون اور آمیزش اجزائے ارضیہ فی نفسہ ردی اور ناقص ہوتا ہے۔ دوسرے عوام کی بے احتیاطی سے اُسکے ردارت (خرابی) میں ترقی ہو جاتی ہے۔ مثلاً کنوئیں کے قرب وجوار میں غلاظت

کا ہونا کثیف الطبع آدمیوں کا میلے کچیلے ظروف آب کشی کے لئے استعمال ہیں بالانحصار نمّا ناپاک اور کثیف آدمیوں کا کنوئیں پہ غسل کرنا یہ امور کنوؤں کے پانی کو غایت درجہ مخالف صحت اور منافیر تندرستی کر دیتے ہیں۔ اسی قیاس پر حالات تالاب وحوض وغیرہ کے پانی کو خیال کرلو اور اکثر تالاب وحوض وغیرہ کے پانی میں مختلف قسم کے نباتات بھی روئیدہ ہیں جیساکہ اکثر ہوتے ہیں تو ایسے پانی کے شدید الرداءت (سخت خراب) ہونے میں کچھ شک نہیں ہے۔

علےٰ ہٰذہ القیاس اُن مقامات کا پانی بھی نہایت ردی ہوتا ہے جہاں معدنیات ہوں۔ مگر چاندی اور سونے اور لوہے کی کان کی جگہ کا پانی بہ نسبت دیگر معدنیات کے رداءت میں کم درجہ ہے۔

برف گداختہ ہوکر جو پانی بن جاتا ہے وہ بھی رداءت سے خالی نہیں ہے۔ مگر اس کی رداءت بہ نسبت دیگر آبہائے ردی کم درجہ پر ہے خصوصاً جبکہ اس پانی کو ایک بار جوش دیکر سرد کرلیں تو اُس کی رداءت نہایت درجہ کم ہوجاتی ہے بشرطیکہ برف ردی اور ناقص پانی سے نہ جمایا گیا ہو۔ یا مادہ برف ہوائے گرد آلود سے اور ہوائے فاسد سے نہ ہو یا اُس کا نزول کثیف مقام پر نہ ہوا ہو۔ اسلئے کہ ایسی برف گداختہ کی اصلاح نہایت ہی دشوار ہوجاتی ہے بلکہ اگر اصلاح بھی کی جائے تو حسب خاطر خواہ اصلاح ہونا محالات سے ہے۔ خصوصاً یہ برف مروجہ کہ جو آج کل ہمارے زمانہ میں بذریعہ مشین (کل) بنایا جاتا ہے نہایت ردی ہے لہذا اس کا پانی گداختہ بھی نہایت درجہ ردی ہوگا۔ فاتقوا بہ یعنے بچاؤ تم اپنے آپ کو اُس سے۔

تفہیم ہشتم

عمدہ پانی کے استعمال کی ہدایت اور ناقص پانی کی اصلاح کے طریقے

جس کنوئیں کا پانی شیریں اور صاف ہو اور وزن میں ہلکا ہو اور اس کے حدود اربعہ میں کم سے کم بیس بیس گز نجاست وغلاظت کا نشان واثر نہ ہو اور اُس کے حدود مقدار مذکورہ میں نباتات و عمارات و درخت وغیرہ کا نشان بھی نہ ہو اور اُس کے جوار میں عادتاً اشخاص نہاتے اور غسل بھی نہ کرتے ہوں اور اُس میں ظروف آب کشی کے کثیف بھی نہ ڈالے جاتے ہوں

تو ایسے کنوئیں کا پانی قابل استعمال اور غیر مخوف (بے ضرر) ہوتا ہے۔ اسی پر اور ساکن پانیوں کو خیال کر لو۔ مثلاً تالاب یا حوض وغیرہ کو کیا معنے پانی کی صفائی اور شیرینی اور سبکی اور اس کا مغشوشات (ملاوٹوں) مذکورہ سے و نجاست سے بری ہونا۔ حافظ تندرستی کو لازم اور فرض ہے کہ مسامحت اور سہل انگاری کو دخل نہ دے۔ اور حتی الامکان اُن اقسام کے پانی ضرورتاً استعمال کرتا رہا کہ جن کے اوصاف بالتصریح بیان کئے گئے ہیں یعنی آب باران یا آب روان اور اگر ممکن نہ ہوسکے تو آبہائے ساکن سے جو میسر آسکے۔ مگر اُن میں اوصاف مذکورہ کے لحاظ سے ایک دوسرے پر بلحاظ نفاست ترجیح دے۔ اور اگر ایسے پانی جہات مذکورہ و مصرحہ بالا کے اعتبار سے ناقص ہوں تو اُن کی اصلاح کر کے استعمال میں لاویں۔ اس لئے کہ اصلاح پانی بجمیع الوجوہ نفع سے خالی نہیں ہے۔ کیا معنے ردی اور خراب پانی تو نفیس ہو جائے گا۔ اور نفیس پانی کی نفاست بڑھ جائے گی۔ چنانچہ ہم بالتصریح پانی کی اصلاح کی ترکیبیں تحریر کرتے ہیں۔ بعض اُن میں سے ایسی ہیں کہ اوسط درجہ حیثیت کا آدمی بلکہ غریب آدمی بے تکلف و تکلیف اُس سے نفع اٹھا سکتا ہے بشرطیکہ اُس میں انسانیت اور نفع و نقصان کی تمیز و ادراک ہو۔ کسل و ناعاقبت اندیشی کا کوئی تو کوئی علاج نہیں ہے۔

ایک سہل طریقہ پانی کی اصلاح تقطیر ہے۔ یعنی پانی کو مقطر کرنا کہ جو مشہور طریقہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک بلند تپائی چوبی کہ جو ارتفاع میں دو گز کی ہو اس میں تین ٹھکانے نیچے اوپر گھڑے رکھنے کے بنائے جائیں۔ اول ٹھکانے میں گھڑا کورا پر آب جس کی تہ میں باریک سوراخ ہو رکھا جائے۔ اُس کے تحتانی (نچلے) ٹھکانے میں ایک گھڑا کورہ جس میں کسی قدر پاک و صاف بالو ہو اور تہ میں سوراخ مناسب ہو رکھا جائے مگر اُس دوسرے گھڑے میں سوراخ کر کے پارچہ صاف رکھیں تب اُس میں بالو ڈالیں۔ وگرنہ تمام بالو سوراخ سے خارج ہو جائے گی۔ اس دوسرے گھڑے کے بعد تیسرے ٹھکانے میں تیسرا گھڑا رکھا جائے گا۔ الغرض اول گھڑے پر آب سے براہ سوراخ دوسرے گھڑے میں کہ جس میں بالو ہے پانی ٹپکے گا۔ بعدہ اس گھڑے کا پانی مقطر ہو کر جب تیسرے گھڑے میں آجائے تب اُس کو استعمال کرے اور واضح رہے کہ بالو ہر دفع تبدیل کرنا ضروری ہے۔ اور حتے الامکان گھڑے بھی جلد جلد تبدیل کرنا بہتر ہوگا +

دوسرا طریقہ پانی کے صاف کرنے کا یہ ہے کہ جس معمورہ (آبادی) میں نوشندہ آب ملتا ہے وہاں کی اچھی صاف مٹی بقدر مناسب پانی میں حل کرکے اور پانی کو اپنے حال پر چھوڑیں تاآنکہ یہ مٹی تہ نشین ہو جائے اور پانی مصفے رہجائے اور اگر چند بار ایسا کیا جائے گا تو پانی کی لطافت اور نفاست زیادہ ہو جائے گی۔

تیسرا طریقہ پانی کو صاف اور لذیذ بنانیکا یہ ہے کہ نل بھبکہ یا بذریعہ قرع انبیق وغیرہ جس طرح عرقیات کی کشید ہوتی ہے کشید کیا جائے گویا یوں خیال کرنا چاہئے کہ پانی کا عرق کشید کیا گیا پس ایسے پانی کو ضرورتاً استعمال کریں اس طریقہ سے پانی کی اصلاح کو طبیبوں کی اصطلاح میں تصعید کہتے ہیں۔ اس طریقہ میں اس بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ اگر دس سیر پانی دیگچہ میں رکھا جائے تو اس سے دو سیر انتہا درجہ تین سیر سے زاید پانی کشید نہ کیا جائے۔

ایک طریقہ اور بھی پانی کی تصعید کا ہے کہ جو بقراط کے اختراعات سے منسوب کیا گیا ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ قلعی دار دیگچہ میں بقدر ضرورت پانی ڈالیں اور اس دیگچہ کے منہ پر چند صاف لکڑیاں رکھیں اور ان لکڑیوں پر اون ندف زدہ (یعنے دھنکی ہوئی اون) رکھیں حتیٰ کہ تمام منہ دیگچہ کا اون سے پوشیدہ ہو جائے اب اس دیگچہ کے نیچے آگ جلائیں پس پانی سے بخارات اٹھنے لگیں گے اور اون میں جذب ہو کے پانی بنیں گے۔ تب اس اون کو کسی صاف برتن میں نچوڑلیں اسیطور سے جسقدر پانی حاصل کرنا چاہیں بذریعہ اون کے حاصل کرلیں۔ مگر جب دو تین بار اون کو نچوڑلیں تب پانی کو تبدیل کردیں بشرطیکہ ایسا مقام نہ ہو کہ جہاں پانی کمیاب ہو اور عجب نہیں ہے کہ اس طریقہ کے عمل کرنیسے شور پانی شیریں بھی ہو جائے بالجملہ یہ طریقہ اصلاح پانی کا جمیع مدارج سب سے لایق و فایق ہے۔

ایک طریقہ اصلاح پانی کا یہ ہے کہ اس کو جوش دیں تاآنکہ ایک چہارم حصہ پانی کا فنا ہو جائے تب سرد کرکے اسکو استعمال کریں اس طریقہ سے پانی کی اصلاح کو تطبیخ کہتے ہیں اور اس طرح کے پانی کی اصلاح کے متعلق طبیبوں میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک پانی کی اصلاح کا یہ طریقہ بہتر ہے۔ اور بعض کے نزدیک بہتر نہیں ہے مگر راقم کے نزدیک اس طریقہ سے پانی کے عمدہ اور صالح ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

اور طریقے تصفیہ مکدر پانی کا مختلف طور سے طبیبوں کے نزدیک معمول ہے بعض بذریعہ پھٹکری کے صاف کرنا بہتر جانتے ہیں بعض بذریعہ گل ارمنی وگیرہ کے پانی کا تصفیہ عمدہ

خیال کرتے ہیں اور بعض چوب انگور و چوب نیب کے انگاروں سے پانی کا کدورت سے خالی ہوجانا
یقین کرتے ہیں یعنی پھٹکری یا گل ارمنی باریک پیس کر پانی میں شامل کرکے پانی کو جوش دیں
ہرگاہ کہ پانی میں جوش آجائے تب اُس پانی کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں تاکہ پھٹکری یا گل ارمنی
تہ نشین ہوجائے اور پانی سرد ہوجائے اور چوب انگور و چوب نیب کے چند انگارے پانی میں
بجھالیں اور پانی کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں تاکہ صاف و سرد ہوجائے +

تفہیم نہم

> شراب کے نقصانات کا ثبوت معہ دلایل اور اُس کے فوائد محسوسہ کے عارضی ہونے کا اثبات مع دلایل قویہ

چونکہ شراب باعتبار سیلان اور مائیت کے پانی کے مشابہ ہوتی ہے اور عرف
عام میں جس طور سے پانی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ پانی پیا گیا ایسا ہی شراب
کی نسبت بھی بولا جاتا ہے کہ وہ پی گئی لہذا پانی کی ذیل میں اُس کا بیان کرنا
یقین ہے کہ بے موقع نہ ہوگا اسلئے اُس کی تشریح کیجاتی اور اُس کے حالات پر ایک بسیط اور مدلل بحث کیجاتی ہے
واضح ہو کہ شراب میں مطلقاً غذائیت نہیں ہے یعنی جزو بدن نہیں ہوتی ہے خواہ شراب دیسی
ہو یا انگریزی یا کسی اور ولایت کی۔

شراب کے شر سے دو قسم کے امراض پیدا ہوتے ہیں ایک امراض روحانی۔ دوسرے امراض
جسمانی۔ امراض روحانی کی معروض روح انسانی ہے کہ جس میں ہر طرح کے کمالات حاصل کرنیکا
ملکہ موجود ہے اور امراض جسمانیہ کا معروض یہی کالبد خاکی یعنی جسم انسانی ہے کہ جو فسادات اور امراض
کا مبدء ہے حکیم مطلق نے اس اپنے مظہر اتم قدرت کاملہ (انسان) کے روحانی و جسمانی امراض
کے لئے ایسے انسان مخلوق فرمائے ہیں کہ جن میں دونوں قسم کے امراض کے علاج کی استعدادیں
موجود ہیں۔ روح کے صحت حاصلہ کی بقا اور صحت زائلہ کے استرداد کے قانون دان انبیا علیہم السلام
اور علما، اور صوفیائے کرام ہیں۔ جسمانی علاج کے قانون شناس اطبائے زماں ہیں۔ چنانچہ روحانی
طبیب تقریباً ہر مذہب کے اِس خانہ خراب کی ممانعت پر کیسے کیسے تاکیدی احکام نافذ فرماتے ہیں خصوصاً
مذہب اسلام نے اس کی ممانعت میں کیسے کیسے احکام سخت نافذ فرمائے ہیں اور جس اہتمام سے اِس
ناپاک کی خرابی بیان کی ہے اُس سے زیادہ بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ قرآن مجید کو ملاحظہ کرو احادیث
نبوی کو دیکھو کہ اس فتنہ گر کی شرارتوں کو کس شد و مد سے جامع الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ
الخمر جماع الاثم (شراب گناہوں کی بہت بڑی جامع ہے) ایک ایسا عمدہ ارشاد ہے کہ جو شراب کے جملہ امراض روحانیہ

کے پیدا کرنے پر دلالت کرتا ہے غرضکہ امراض روحانی کی توضیح و تشریح کی تو یہاں کچھ ضرورت نہیں ہے کیونکہ موضوع علم طب کا بدن انسان ہے باعتبار صحت و مرض نہ روح انسانی پس ضروری البیان یہ ہے کہ شراب کی کارگزاریوں سے جو تباہی اور بیخ کنی انسان کے بدن کی ہوتی ہے اُن کی تشریح کی جائے پس اب بوجہ احسن اِس طور سے اُس کی تشریح کی جاتی ہے۔ کہ اسوقت تک ہمارے کسی پیشرو نے نہیں کی۔ یہ بات ظاہر ہے کہ مبدء (سرچشمہ) قوی و ارواح حیوانی و نفسانی و طبعی و حرارت غریزی و حرکات ارادی وغیرہ دل و دماغ و جگر ہیں۔ جن کی صحت سے تمام تر بدن کا کارخانہ منتظم اور مربوط ہے۔ پس اے شراب خوار و تم یقین کرو کہ تم شراب خواری سے اِن تینوں اعضا پر محشر برپا کر رہے ہو۔ چنانچہ معدہ و گردہ و پھیپھڑہ وغیرہ بھی بالذات یا بالغرض اِس خونخوار سے نہایت درجہ مضرت یاب ہوتے ہیں۔

شراب سے سرور اور چہرہ گلگون ہونیکی وجہ

معدہ میں پہونچتے ہی شراب سے بر سبیل تبخیر (بھاپ بن کر) ایسے لطیف و حار اجزا دل کو موصول ہوتے ہیں کہ جن کی تحریک سے حرارت اور روح قلبی کا دل سے باہر نکلنے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ پس ایسی حرارت اور روح کے خروج سے قلب میں ایک ہیئت انبساط (کشادگی) کی پیدا ہوگی۔ اور قلب کو ہیئت مذکورہ سے ایک حالت سرور و نشاط کی محسوس ہوگی۔ چونکہ حرارت اور روح مذکور کے ساتھ خون لطیف بھی مصاحبت کرتا ہے یعنے خون موصوف بھی ساتھ دیتا ہے۔ لہذا بیشتر شرابیوں کا چہرہ ارغوانی (گلگون) ہوتا ہے۔

شراب سے مدہوش اور بیخود ہونے کی وجہ

اجزائے لطیفہ شراب کے بر سبیل تبخیر (بھاپ بن کر) جب دماغ میں پہونچتے ہیں تب وہ اپنے جودت اور تیزی کی وجہ سے حواس خمسہ باطنہ یعنے حس مشترک۔ خیال۔ متصرفہ۔ وہم۔ حافظہ۔ کے افعال کے انتظام میں برہمی پیدا کرتے ہیں اسوجہ سے صُوَر (صورتیں) محسوسہ حواس ظاہرہ کا حفظ اور معانی جزئیہ و کلیہ کا فہم ضعیف یا باطل ہو جاتا ہے۔ اور حواس خمسہ باطنہ مذکورہ کے نقصان یا قصور سے علے قدر مراتب ضعف عقل یا مدہوشی یا از خود رفتگی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ اکثر اوقات شرابخوار بے خود ہو جاتے ہیں۔

شراب سے شجاعت اور دلیری پیدا ہونیکی وجہ

چونکہ ہم ثابت کر آئے ہیں کہ شراب کے اجزائے لطیف حرارت اور روح و خون کو اپنے داخلی مرکز سے دفعتہً خارج کی جانب نہایت ہی سریع الحرکت کر دیتے ہیں۔ لہذا دشمن کے مقابلہ میں پورے طور سے اقدام اور ثبات

کی قدرت رہتی ہے اسی وجہ سے شجاع کا موذی کے مقابلہ میں چہرہ ارغوانی (سُرخ) اور تابندہ رہتا ہے۔ بخلاف بزدل آدمی کے کہ اُس کا چہرہ دشمن سے مقابلے کے ارادے میں یا مقابلہ کے وقت زعفرانی (زرد) ہوگا کیونکہ دشمن کے خوف سے ان کی حرارت اور روح و خون خارج سے داخل قلب کی جانب رجوع ہوتے ہیں +

شراب سے قوت باہ بڑھ جانے کا سبب

چونکہ شراب عام بدن میں سخونت (گرمی) پیدا کرتی ہے لہذا تمام اعصاب اور منی میں جودت اور خفت اور روح وریح وخون میں ہلکی پیدا کرکے ان سب کو سریع الحرکت کردیتی ہے اور یہی امور تکمیل امر باہ کے لئے ضروری۔ امور مذکورہ کے علاوہ اور بھی آثار جو بادی النظر میں عمدہ معلوم ہوتے ہیں شراب خواروں کو شراب پینے سے حاصل ہوتے ہیں

ثبوت اس امر کا کہ فواید مذکورہ جو شراب سے ظاہر ہوتے ہیں وہ سب عارضی ہیں۔

اب میں ثابت کرتا ہوں کہ سرور وشجاعت وتقویت باہ وغیرہ آثار حسنہ جو شراب پینے سے ظاہر ہوتے ہیں اُنمیں سے ایک بھی بروجہ طبعی نہیں ہوتا بلکہ قاہر کے قہر سے یا جابر کے جبر سے یا ظالم کے ظلم سے ان آثار کا ظہور ہوتا ہے اسلئے کہ طبعی سرور وشجاعت وقوت وغیرہ کے لئے اسباب طبعی کیفیات مذکورہ کا موجود ہونا ضروری ہے عام اس سے کہ اُن اسباب کا وجود فی الخارج ہو یا وجود ذہنی مثلاً بعض تصورات وتخیلات جو طبعی حالت میں سرور پیدا کرتے ہیں پس بدیہیات سے ہے۔ کہ نشہ شراب سے جو کیفیت سرور حاصل ہوتی ہے اُس کا سبب نہ خارج میں موجود ہے اور نہ ذہن میں خارج میں نہ موجود ہونا تو ظاہر ہی ہوتا ہے رہا وجود ذہنی سو اسباب سرور فی الذہن وہ نتایج ہیں کہ بعض مقدمات کو دماغ میں مرتب کرنے سے پیدا ہوتے ہیں اور ترتیب ونظم مقدمات کے آلات وہی حواس خمسہ باطنہ ہیں کہ جن کا تذکرہ کیا گیا یعنے حس مشترک۔ خیال۔ متصرفہ۔ وہم۔ حافظہ۔ اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ پانچوں حواس شراب کے عمل شروع ہوتے ہی مختل یا ضعیف یا غیر منتظم ہو جاتے ہیں جس طرح سے کہ مجنون اور سرسام والے کی مسرت اور خوشی حقیقی مسرت اور خوشی نہیں ہوتی ہے چنانچہ ارباب سرسام یا مجنون کو سرور وخوشی غیر طبعی ومضر نفع نہیں پہونچا سکتی ہے کہ جو طبعی سرور انسان کے قوائے بدنی کو اور جسم کو فایدہ پہونچاتا ہے۔ پس اس تقریر سے ثابت ہوا کہ شراب سے جو سرور وقوت وشجاعت وغیرہ آثار ظاہر ہوتے ہیں وہ قہر قاہر کی وجہ سے ہیں یعنے شراب کی کیفیات کی قہر سے دفعتہً یا بتدریج حرارت اور روح اپنے مرکز سے خارج میں حرکت کرنا شروع کرتی ہے اور ایک زمانہ غیر معین

تک اُس کا اثر قایم رہتا ہے لہذا آثار مذکورہ بطور نقل کے ظاہر ہوتے ہیں نہ بطور اصل کے اور اصل و نقل میں فرق معلوم۔

شراب خوار کی سرعت موت اور اُس کے امراض مہلکہ میں گرفتار ہونے کا باعث

اگر شراب خوار طبعاً گرم و خشک مزاج اور لاغر اندام ہے تو اُس کی موت کے لیئے زیادہ زمانہ درکار نہیں ہے۔ بلکہ چند روز میں اُسکے جسم کی قلیل رطوبتوں کو شراب فنا کر دے گی۔ پس یا تو وہ مرگ مفاجات سے ملاقی ہوگا یا اُس کو معمولی امراض فنا کر دیں گے۔ کہ اگر وہ شراب خوار نہ ہوتا تو معمولی امراض اُس کے لیئے ایک سرسری امراض ہوتے۔ مثلاً صفراوی تپ یا نزلہ حار یا اکثر جگہوں کے درد کہ جو معمولاً انسان کو لاحق ہوتے ہیں۔ مگر شراب خواروں کو اگر لاحق ہونگے تو غالباً وہ متحمل نہیں ہونگے۔ اور اُس کا نتیجہ مرگ عاجل ہوگا علے ہذا القیاس سرسام جنون مالیخولیا۔ تپ صفراوی۔ یرقان۔ ذیابطیس۔ ضعف جگر۔ استسقا۔ سوء القنیہ۔ بواسیر۔ ذات الریہ ذات الجنب۔ ذات العرض۔ مالیخولیائے مراقی وغیرہ امراض کا ظہور اور حدوث نہایت قریب اور سہل ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ و من شرہ۔

اور اگر شراب خوار بالطبع سرد و خشک مزاج ہے تو اُس کی ہلاکت بھی بہت قریب ہو جاتی ہے۔ اِس لیئے کہ اُس میں وہ مادہ کم ہے کہ جو امراض کا سپر ہو۔ یعنے حرارت و رطوبت غریزی (حرارت و رطوبت اصلی) اور شراب کا جوہر حرارت اور رطوبت مذکور کا قاہر اور ہالک ہے۔ ایسے مزاج کے انسان کی جانب ایسے امراض مہلکہ سرعت کرتے ہیں کہ جن کا باعث یبس ہوتا ہے۔ مثلاً تشنج یبسی و کزاز یبسی و فالج یبسی و صرع و رعشہ یبسی و سکتہ یا لبس وغیرہ امراض متعلقہ اعصاب کہ جن سے تجربتاً و قیاساً جانبر ہونا محال ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

ممکن ہے کہ دونوں مزاج کا آدمی شراب کے شر سے ایک ایسے درد سر میں مبتلا ہو کہ جس سے نجات ممکن نہ ہو۔

اگر شراب خوار گرم تر مزاج ہے تو بے شک چند روز اُس کے بدن کے افعال تیزی کے ساتھ چلتے رہیں گے۔ بالآخر تندرستی میں زوال آنا شروع ہوگا۔ انجام کار وہ بھی ایسے وقت میں مر جائیگا کہ شراب نہ پیتا تو بھی نہ مرتا۔ ایسے شخص کو غالب امر میں ضعف معدہ اور سوء ہضم اور استسقا و استرخا و جذام و بواسیر خونی و مالیخولیائے مراقی و تپ دموی وغیرہ

امراض پیدا ہو جانا ممکن بلکہ احتمال قوی ہے اور سرد و تر مزاج یعنے بلغمی مزاج کے انسان کہ بے تحاشا شراب بشرائط خاص نفع کرتی ہے۔ الا اگر اُن شرائط کا لحاظ نہ کیا جائے تو اُن اشخاص کو بھی اکثر امراض مہلکہ پیدا ہوں گے۔ مثلاً اکثر امراض عصبانیہ مثل صرع و تشنج و کزاز و رعشہ رطوبی و ضعف ہضم و استسقا و نزلہ و زکام وغیرہ۔

علی الخصوص نقصانات مذکورہ اُن معموروں (آبادیاں) میں شراب خواروں کو جلد پیدا ہو جاتے ہیں کہ جہاں کی ہوا گرم ہے۔ مثلاً ہندوستان میں باستثنائے چند تعلقات کل مقامات گرم ہیں۔ گرم معموروں (بستیان) کے باشندگان کی قوت بالطبع ضعیف ہوتی ہے۔ پس شراب خواری کی حالت میں اُن کو دو دشمنوں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے ایک حرارت مقام سکونت دوسری حرارت شراب سے۔ کبھی شراب خوار حالت بیخودی میں یا بے احتیاطی کی وجہ سے بکثرت شراب پیتا چلا جاتا ہے۔ تا اینکہ شراب کی شرارت سے حرارت غریزی (اصلی حرارت) بدن دفعتہً سرد اور منطفی (بجھہ) ہو جاتی ہے۔ اور مرگ مفاجات (دفعتہً موت) کا سامنا ہوتا ہے۔ بالجملہ جس عضو میں استعداد قبولیت نقصان کی ہوتی ہے وہ عضو شراب خواری سے بہت جلد متضرر ہوتا ہے۔

اِس میں کچھ شک نہیں ہے کہ دربارہ نقصانات شراب خواری جو ایک تقریر بسیط کی گئی ہے۔ شراب خواروں اور عام لوگوں کو بہت سے خدشات پیدا ہوں گے۔ منجملہ اُن خدشات کے چند خدشے یہ بھی پیدا ہو سکتے ہیں کہ ہرگاہ شراب میں ایسے خطرات ہیں تو پھر روئے زمین کے حکما اکثر مقامات اور حالات میں استعمال کی کیوں ہدایت کرتے ہیں۔ اور نیز یہ کہ تمام ممالک یوروپ میں شراب خواری کا اس درجہ کثرت سے رواج ہے کہ جس کی کوئی حد و پایاں نہیں ہے۔ بایں ہمہ وہاں کے لوگ نہایت قوی اور تندرست ہیں اور اُن کی دماغی اور قلبی قوت بھی مسلم ہے پس بطور مفہوم کلی کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ شراب مضر ہے۔ بدیں وجہ شراب کی برائیوں میں مبالغہ کیا گیا۔

پس اِن خدشات معلومہ و دیگر خدشات کے دفع کی غرض سے ہم تحریر کرتے ہیں کہ شراب میں جو واقعی منافع موجود ہیں وہ منافع اُس سے مسلوب نہیں ہو سکتے ہیں۔ اور نہ ہم کوئی جدید بات دربارہ نقصانات شراب تسلیم کرانا چاہتے ہیں کہ جو حکما کے قول کے صریحاً مخالف ہو بلکہ جو جو نقصانات و مضر بیان کئے گئے ہیں وہ شراب کے متعلق حکمائے

سابق و حال کے اصول مسلمہ کے فروعات سے ہیں۔
پس اب پھر سمجھ لو کہ شراب میں غذائیت نہیں ہے یعنے شراب میں بدل ما تحلل (فنا شدہ رطوبات بدن کے قائم مقام) یا جزو بدن ہونے کی صلاحیت نہیں ہے بلکہ شراب دوائے محض ہے اور ہر دوائے محض کی شان یہ ہے کہ وہ صرف بدن کی تاثیرات سے اثر پذیر ہو کر بحسب اپنی تاثیرات کے بدن میں تغیرات پیدا کرے یعنے جیسی دوا کی تاثیر ہوگی خواہ گرم یا سرد یا تر یا خشک ویسے ہی بدن میں اُس کے اثر کا ظہور ہوگا۔ قصہ مختصر شراب بھی دوا ہے جس میں جزو بدن ہونے کی صلاحیت نہیں ہے اور ہر دوا کا ورود فی البدن (بدن میں داخل ہونا) بلا ضرورت طبیعت کے خلاف ہوتا ہے اور جو امور مخالف طبیعت ہیں وہ مضر صحت ہونگے۔ پس شراب کا استعمال بلا ضرورت مضر صحت ہوگا۔ یہ مقدمہ کہ دوا کا ورود فی البدن (بدن میں وارد ہونا) بلا ضرورت مخالف طبیعت ہے۔ ماہرین فن طب کے لئے محتاج ثبوت نہیں ہے بلکہ مسلمہ ہے۔
ماحصل تقریر یہ ہے کہ شراب اگر نفع پہونچاتی ہے تو بہ تقاضائے وقت و بحسب الضرورت جس کی ضرورت کا وقت اور استعمال کا پیمانہ طبیب یا ڈاکٹر مقرر کر سکتا ہے نہ عام اشخاص پس شراب کے استعمال کے بارہ میں ثقہ طبیب یا ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہئے یا اُسکے مشورہ پر عمل کرنا چاہئے۔ بعض اشخاص جو شراب پینے سے تندرست اور توانا و قوی ہو جاتے اُسکی وجہ یہ ہے کہ اُنکے مزاجوں اور طبیعتوں میں ایسے حوائج (حاجتیں) اور ضرورتیں موجود رہتی ہیں کہ جو شراب یا اُس کی مثل دواؤں کے طلبگار ہوں گو ایسے اشخاص شراب پیتے وقت اس ضرورت کو محسوس اور ادراک کرتے ہوں یا نہ کرتے ہوں۔ عام اس سے کہ انھوں نے شراب کو ضرورتاً جانکر استعمال کیا یا اتفاقی طور سے۔ اب رہا یہ امر کہ ممالک یورپ میں بہت زیادہ شراب خوار ہیں۔ اور اُن کی تندرستی عمدہ اور قوت قوی ہے۔ سو یہ خیال اور گمان فاسد سمجھ کے قصور یا ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ اس لئے کہ ہم بالتصریح بیان کر چکے ہیں کہ شراب امراض روحانی اور امراض جسمانی پیدا کرنے میں سخت دست گستاخ ہے۔ پس خیال کرنے کا موقع ہے کہ ممالک یورپ میں اس شراب خواری کی وجہ سے جسقدر امراض روحانی یعنے فسق و فجور و زنا و کفر و الحاد کا شیوع ہے کسی اور ملک مہذب اور شائستہ میں نہیں ہے ممالک یورپ میں احکام عیسوی کی اسقدر بھی وقعت نہیں کی جاتی ہے کہ جیسے ایک درجہ امنے ناصح کی نصیحت ممکر گزار مل سے سنی جاتی ہے

ممالک مذکورہ میں شراب کا عام رواج پانا کوئی وجہ نہیں ہے کہ اُس کے نقصانات کو سلب کرے۔ اور نہ کوئی یہ ملکی رواج ہے کہ جو حکم قانون میں داخل ہو جائے یہ طبیعت (نیچر) کا قانون ہے کہ جو کسی طرح سے نہیں بدل سکتا ہے۔

ممالک مذکورہ کے باشندوں کی تندرستی اور دیگر اوصاف جسمانی وغیرہ کو شراب خواری کے منافع پر محمول نہ کرو۔ بلکہ اُن کے ممالک کی آب وہوا اُن کے اُصول حکیمانہ حفظ تندرستی کے بارہ میں موثر ہیں۔ بلکہ ان اشخاص سے جو لوگ شراب نوش نہ ہوں گے اُن کی صحت اور اخلاقی و دماغی حالت اُن اشخاص سے بہتر اور برتر ہوگی کہ جو شراب خوار ہیں۔ اب رہا یہ امر کہ امراض مصرحہ صدر شراب خواری بلا ضرورت سے پیدا ہونے لازمی امر نہیں ہے۔ سو میں کہتا ہوں کہ امراض مذکورہ پیدا ہو جانا اور حالات مسطورہ سے کوئی حالت نقصان ظہور پذیر ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ مگر شراب خواروں کو اُس کا ادراک و شعور نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً معمولی تپ صفراوی کسی شرابی کو لاحق ہو گئی اور وہ اُس سے ہلاک ہو گیا ہے تو عام اشخاص یہی کہیں گے کہ فلاں شخص تپ سے فوت ہوا۔ یہ نہ خیال کریں گے کہ شراب نے اُس کو ایسا کر دیا تھا کہ تپ کے حملہ کی برداشت کے ناقابل ہو گیا تھا حالانکہ عاقل سمجھ جائے گا کہ یہ معمولی تپ اس وجہ سے باعث موت ہوئی کہ شراب کے نقصانات نے اُس کے اعضاء خصوصاً اعضائے رئیسہ میں ایسا تسلط کر دیا تھا کہ جس کی وجہ سے طبیعت دفع تپ صفراوی پر قادر نہیں ہوئی اور کہ اگر شراب کی نقصان رسانی اُس کے اعضاء میں مستحکم نہ ہوتی تو ایسا نہ ہوتا۔ یا مثلاً شراب کے نقصان نے اُن اعصاب نقصان پہنچایا ہے کہ جس سے قوۃ محرکہ کو تعلق ہے چونکہ ایسا نقصان غالباً دفعۃً ظاہر نہیں ہوتا ہے بلکہ زماناً بعد زمانٍ اعضا میں انتعاشی حالت ترقی کرتی جاتی ہے لہٰذا شراب خوار بالوجہ غفلت یا بوجہ عدم شعور اس حالت کو ابتداءً محسوس نہیں کرتا ہے حتیٰ کہ بعد استحکام مرض بھی بعض شراب خوار اُسے نتیجہ شراب خوری خیال نہیں کرتے بلکہ اور اسباب پر محمول کرتے ہیں دیگر امراض و حالات کا پیدا ہونا بھی اسی طرح سے خیال کرنا چاہئے۔

مثلث

شراب کے منافع مثلث کے پیرایہ میں۔	چونکہ ہماری شریعت نے شراب کو قطعی حرام کر دیا ہے بلکہ اُس کو بحکم النص صریح ناپاک ارشاد فرمایا۔ اس لیے مجھ کو جرأت نہیں ہوتی ہے کہ میں

اس کے منافع کو منافع سمجھ کر تصریح کروں الا چونکہ شلث کے منافع شراب کے قریب ہیں
اور ہمارے علماء نے شلث کے جواز پر بھی فتوے دیا ہے لہذا یہاں شلث کے احکام و فوائد
کی تصریح کی جاتی ہے اور اس خاص بحث میں ہم نے مولانا محمد اکبر ارزانی رحمۃ اللہ علیہ
کی تقلید کی ہے کہ اونہوں نے مفرح القلوب میں شراب کے منافع کو شلث کی تصویر
میں دکھایا ہے۔

شلث آب انگور ستیریں کے جوشاندہ کو کہتے ہیں کہ جو ایک حد خاص تک جوش دیا
جائے کہ جس کی تشریح مفرح القلوب وغیرہ کتابوں میں درج ہے یہاں اوس کی تفصیل کی
ضرورت نہیں ہے بہرحال یہ بات قابل تجربہ ہے کہ شلث کے منافع قریب شراب کے نفع کی ہیں
اور شلث کا آداب استعمال اور تدارک نقصان اور شراب کا آداب استعمال و تدارک نقصان
بھی قریب قریب ہیں لہذا ایک کی حالت اکثر جہات سے دوسرے پر قیاس ہو سکتی ہے۔

پس معلوم کرنا چاہیئے کہ شلث مذکور نورانی اور صاف خون کے تولید میں طبیعت کی بہت
عمدہ اور قوی مددگار ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان کے خیالات صاف اور پر نور ہو جاینگے۔
عام بدن میں اشراقیت (چمک) اور سرخی ظاہر ہوگی اعصاب کے جوہر کو تقویت ہوگی
روح لطیف اور سریع الحرکت ہوگی بدیں وجہ عام بدن میں وخصوصاً قوت باہ میں ایک
عجیب قوت پیدا ہوگی مگر تاہم محرور المزاج کو نقصان رسانی سے باز نہیں رہتا ہے۔ اگر
گرم مزاج انسان کو طبیب کی راے میں کسی وجہ سے استعمال کرنا ضروری معلوم ہو تو بقدر
ضرورت عرق بید سادہ یا عرق کاسنی یا عرق نیلوفر یا عرق گلاب یا عرق بہار وغیرہ عرقیات
بارد میں شامل کرکے دینا مناسب ہوگا۔

شراب سے ستم رسیدہ اعضاء کی اصلاح

چونکہ بعض اعضاے انسان کو شراب سے ایک مضرت خاص پہونچتی
ہے لہذا اون کا تذکرہ اور اون کے تدارک کی تشریح کی جاتی ہے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شراب کی حدت سے حلق اور فم معدہ میں سوزش اور التہاب
پیدا ہوتی ہے اس وجہ سے ایک طرح کا قلق اور بے چینی طبیعت کو لاحق ہوتی ہے اس کا
علاج دانہ انار ترش (کھٹ مٹھا انار) کے چوسنے سے یا شربت فالسہ ترش یا شربت
غورہ (دیسی انگور) یا شربت لیمو وغیرہ سے یا زرشک یا شربت زرشک یا شربت نارنج سے
ممکن ہے۔ شربت مذکورہ چوس چوس کر معدے میں پہونچائے جائیں تاکہ اون کا گزر

سکونی حالت سے معدے میں ہوتا رہے اور شربت مذکورہ سے مراد وہ شربت ہے کہ جو مقدر
شکر کے ساتھ قوام کئے جائیں کہ جس سے ترشی اور شیرینی (بحس ذائقہ و چکھنے میں) بدرجہ
مساوی محسوس ہو یا شربت مذکورہ سے وہ شربت مراد ہے کہ جو قند یا مصری یا شکر کو پانی
سرد میں محلول کر کے کسی قسم کی ترشی مذکورہ بالا شامل کر کے بنایا جائے۔

اگر شراب اتفاقاً زیادہ پی گئی ہے تو اُس کو فوراً بذریعہ قے خارج کر دینا چاہیئے۔
اگر معمولی تحریک سے قے نہ ہو تو آب کثیر المقدار پی کر قے کر دینا چاہیئے اُس کے بعد آدھ پاؤ
عرق گلاب قسم اول میں دو تولہ شربت مذکورہ سے جو بہم پہنچ سکے مخلوط کر کے پلایا جاوے
بعدہ فوراً بقصد نیند آرام کرنا چاہیئے تاکہ نیند آ جائے اس لئے کہ بقیہ اجزاے شراب
نیند آ جانے سے ہضم ہو جائیں گے۔ اگر بغرض حصول نیند مغز تخم کدو و تخم کاہو پانی میں
پیس کر بالاے دماغ نیم گرم ضماد کریں یا ککڑی و کدو و گھیا و کھیرا تازہ کے قطعات سونگھے
جائیں تو نیند جلد آ سکتی ہے۔

اگر شراب پینے سے حالت سکر اور بے ہوشی کے پیدا ہو جائے تو ہشیاری اور رفع
سکر کی تدبیریں بہت جلد کرنی چاہیئے اس لئے کہ بیہوشی عام اس سے کہ سکر (نشہ) کی
وجہ سے ہو یا دیگر اسباب سے روح اور حرارت غریزی (اصلی حرارت) کو سخت نقصان
رساں ہے۔ بیہوشی سے افاقہ میں لانے کی تدبیرات مفصلہ ذیل نہایت سریع الاثر
ہیں +

گلاب قسم اول میں ثلث یعنے تین حصہ سرکہ خالص ایک حصہ باہم مخلوط کر کے پارچہ
دبیز تر کر کے بالاے دماغ رکھا جائے اور یہ پارچہ دس دس منٹ کے بعد تبدیل ہوتا
رہے یعنے ایک پارچہ تر کردہ دس منٹ بعد سر سے اوتار کر بجاے اُس کے جدید پارچہ
تر کردہ دماغ پر رکھیں یا عرق گلاب یا عرق بیدمشک یا عرق بید سادہ۔ یا عرق نیلوفر۔
آدھ پاؤ میں دو تولہ شربت مذکورہ بالا میں سے کوئی شربت جو بہم پہونچ جائے مخلوط
کر کے برف سے سرد کر کے پلانا مناسب ہے اور شیرینی بقدر مناسب شامل کر کے پلانا چاہیئے
اور اگر برف یا شربت موجود نہ ہو تو سرد پانی شیریں کر کے پلانا چاہیئے۔ یا کشنیز خشک
و تخم کاہو اور برادہ صندل سپید و گل سرخ تازہ و تخم کاسنی آب خورہ گلی آب نارسیدہ
میں یا کسی شیشی میں ڈال کر اس پر بقدر مناسب عرق گلاب و سرکہ ڈال کر لخلخہ بنا کر

سونگھنا چاہیئے اور کف دست و کف پا میں قطعات کھیرا یا لکڑی یا لدو دراز کی مالش کی جائے۔ یا پاشویہ آب گرم سے کیا جائے یا شاخیں کھچوائی جائیں اور بازو و پنڈلیاں خوب کس کر باندھی جاویں اور عطر حنا و عطر گلاب و عطر کیوڑہ وغیرہ سونگھایا جاوے۔ الجملہ تدبیرات مذکورہ میں سے جو ممکن ہو فوراً عمل میں لائی جائیں یا سب کے سب تدابیر مذکورہ کی جائیں علاوہ ان کے اور بہت سی تدبیرات افاقہ طبیب معالج کی رائے سے بحسب حالات مستخرج ہوسکتی ہیں اجزائے لطیف شراب سے اوڑکر اعلائے بدن (بدن کے اوپر کے حصہ میں) میں پہونچتے ہیں کہ جو باعث سرور و نشاط ہوتے ہیں اور کثیف اجزا معدے میں غیر منہضم باقی رہ جاتے ہیں جب کہ معدہ اپنے عصیان (قصور) سے اوس کے ہضم کرنے میں قاصر ہوگا پس ایسی حالت میں اون اجزائے کثیفہ سے جو بخارات کثیفہ اوٹھیں گے اور دماغ و دل کی جانب صعود کریں گے تو ضرور ہے کہ اُس سے گرانی تمام اعضا و دردسر و غثیان و تقے و درد عام بدن وغیرہ ہم آثار پیدا ہوں گے اور اسی حالت کو کہ جو بعد نشہ و سرور کے پیدا ہوتے ہیں خمار سے تعبیر کرتے ہیں۔ چونکہ شراب کے اجزائے کثیفہ سے بخارات اوٹھ کر دل میں پہونچتے ہیں اور وہاں سے بذریعہ شرائین تمام بدن میں منتشر ہوتے ہیں اور عام جسم میں سرایت کرتے ہیں لہذا حالت خمار میں یہ امر باعث درد و گرانی عام بدن بھی ہوتا ہے اور کچھ دماغ کے ایذا پانے سے عام بدن کے اعصاب میں استرخا (ڈھیلا پن) ہوجاتا ہے جس کی وجہ عمل اعضاء اعصاب سے بآسانی نہیں ہوتا ہے پس یہ دونوں سبب گرانی اور درد عام بدن کے ہوسکتے ہیں۔ اس کا عمدہ علاج یہ ہے کہ جب ایسی کیفیات محسوس ہوں تو آب نیم گرم میں سکنجبین سرکہ شامل کرکے ایک بار یا دو بار قے کرادیں اور اگر قے سے اعراض خمار کا زوال نہ ہو تو یقین کرنا چاہیئے کہ اجزائے غیر منہضم سے [illegible] طور سے معدہ پاک نہیں ہوا ہے اور قوت دافعہ کا عمل اجزائے باقی ماندہ شراب پر [illegible] طور سے نہیں ہوسکتا ہے پس ایسی حالت میں اوس کو کسی قدر غذا کھلائی جائے تاکہ اجزائے شراب غذا میں مخلوط ہوا کرتے میں [illegible] [illegible] جائے۔ بعد [illegible] معدہ کو قوت دی جائے تاکہ [illegible] [illegible] ہو بعد تقویت حاصل ہو [illegible] کے بعد شربت [illegible] یا شربت [illegible] [illegible] بھی [illegible] [illegible] [illegible]

اور اگر کیفیت خماری سے دردسر کی شکایت ہو تو اس کے لئے تدابیر مناسبہ عمل میں لانا چاہئے مثلاً پاشویہ آب گرم سے و دیگر تدبیرات کہ جو بے ہوشی سے افاقہ میں لانے کی بیان کی گئی۔

تفہیم دہم

حقہ و چرٹ وسگرٹ سگار کے استعمال کے آفات مع دلائل بسیط

چونکہ حقہ و چرٹ وسگار کی نسبت عرف عام میں بولا جاتا ہے کہ حقہ یا چرٹ یا سگار پیا گیا جس طرح سے کہ پانی کو کہا جاتا ہے کہ وہ پیا گیا لہذا اس کی بحث کو ہم پانی کے احکام کے ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

حقہ و چرٹ وسگار کی تقریباً ایک ہی اصلیت ہے یعنے بذریعہ آگ ہر ایک کی ان میں سے اجزاء سے تماکو منفصل (جدا) ہوتے ہیں۔ پس جس طرح سے کہ تماکو کھانے کے نقصانات بیان ہوگئے ہیں کہ جو فی الواقع قیاساً و تجربتہً اُن کا وقوع میں آنا ہر انسان کے اعضاء پر یقینی ہے اس سے سوئے زائد کچھ زیادتی کے ساتھ حقہ و چرٹ وسگار سے تباہی اعضاء نفیسہ بدن انسان کی یقینی ہے۔ قبل اس کے کہ نقصانات کی تشریح کی جائے ایک مقدمہ کا بیان ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس سے مابعد کے مضامین بہت عمدہ طور سے ہر شخص کے ذہن نشین ہو جائیں گے۔

مقدمہ

بغرض اظہار آفات مذکورہ ایک مقدمہ بطور تمہید

واضح ہو کہ قلب ہر حیوان وانسان کا بالطبع اور نیز بالضرورت ہمیشہ اس بات کا مشتاق رہتا ہے کہ اوس کو عمدہ وصاف و خنک ہوا پہونچتی رہے تاکہ وہ خود بھی راحت پائے اور جملہ اعضائے بدنی کی حرارت کو بھی اُس ہوائے حاصلہ کے ذریعے سے ٹھنڈک پہونچائے جب یہ ہوا دل اور اعضا کو ٹھنڈک پہونچا کے خود گرم ہو جاتی تب یہ ہوائے گرم باہر واپس آتی ہے بالجملہ ملوام الحیات (جب تک زندگی ہے) یہی سلسلہ آمد و شد ہوا کا قایم رہتا ہے۔ چنانچہ حکیم مطلق نے بہ کمال دانائی قلب کے لئے دو اسفنجی پردے اسی غرض سے عنایت کئے ہیں تاکہ ہوا

اول اُن دونوں سراپردوں میں نافذ ہوکر اپنی کثافتوں سے پاک وصاف ہو کر قلب کو پہنچے۔ اور قلب بہ توسط شرائین اور اعضاء کو پہونچائے ان دو اسفنجی پردوں سے مراد ہماری دونوں پھیپھڑے ہیں۔ پس اس تقریر سے آپ کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ قلب اور اعضائے بدن بذریعہ قلب بغرض ترویح (ٹھنڈک پہونچانے) حرارت بدن کے بہت صاف اور لطیف اور سرد ہوا کے جذب کے شائق ہیں۔ اور دماغ بھی بالطبع ہوائے غیر صاف وبدبو سے متنفر اور خوشبو سے لذت یاب ہوتا ہے۔ پس اب قیاس کرلو کہ تماکو بجمیع الوجوہ اپنی ماہیت میں قلب اور دماغ کے منافی ہے یا نہیں۔

ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ جن اعضا کی حیات اور تفریح ہوائے صاف وسرد اور خنک سے ہوتی ہو اُن اعضا کو پہونچے دخان (دھواں) اور دخان بھی کیسا تماکو کا دخان کہ جو حقہ وچرٹ وسگار کے پینے کے وقت علےٰ سبیلِ التعاقب (آگے پیچھے) دماغ وریہ و قلب ومعدہ وغیرہ پر گزرتا چلا جاتا ہے اور قلب سے بذریعہ شرائین تمام بدن اور دماغ سے تمام اعصاب بدن اس سے متاثر ہوتے چلے آتے ہیں پس نسیم بارد وصاف اور دخان تماکو کی ماہیت کا مقابلہ کرلو کہ تماکو کا دھواں کس قدر مخالف نسیم بارد ومصفے کے ہے پس جو صحت اور استراحت نسیم بارد ومصفے سے ہوگی بالیقین تماکو کا دھواں اوس کے خلاف کوشش کرے گا اور جو منافع ہوائے سرد ولطیف سے حاصل ہوتے ہیں اون کو سلب کرے گا۔

نقصانات مذکورہ جو بطور اصل کلی بیان کئے گئے ہیں عاقل کو تو کفایت کرتے ہیں مگر نافہموں کے لئے اُن کے نقصان کی توضیح مزید کی جاتی ہے تاکہ اوس کے مضرات میں کسی کے لئے کوئی خفا اور پوشیدگی باقی نہ رہے۔

پس خیال کرو کہ جوہر تماکو بالخاصہ والکیفیۃ قلب ودماغ ومعدہ کو مضر ہے اُس کے اعضاء مذکورہ کے اضرار (نقصان رسانی) کی بدیہی دلیل یہ ہے کہ اگر تماکو کے اجزا ہوا کے ذریعہ سے دماغ میں پہونچتے ہیں تو پےدرپے چھینکیں آنے لگتی ہیں اور ناک و آنکھ سے اور دماغ سے پانی آنے لگتا ہے۔ اور اگر معدے میں اجزائے تماکو پہونچتے ہیں تو غثیان اور قے وہچکی وغیرہ یورش کرتی ہے اور قلب بھی معمولی حرکت سے زیادہ سریع الحرکت ہو جاتا ہے بلکہ قلب (دل) میں ایک اختلاجی حرکت پیدا ہوتی ہے خاصۃً

حالات مذکورہ اعضائے مذکورہ میں اُس وقت کمزوری پیدا ہو گئے جب کہ ایسا شخص تماکو کھانے یا پینے کا یا سونگھنے کا معتاد (خوگرفتہ) نہو پس معدہ و دماغ و قلب میں ایسے حالات کا پیدا ہونا اور حرکات غیر ارادیہ یعنے قے و غثیان و ہچکی و چھینک و خفقانیت و اختلاج وغیرہ اعضاے مذکورہ سے سرزد ہونا ایک شے موذی کے دفع کی غرض سے ہوتا ہے۔ اوریہاں شے موذی وہی تماکو کے اجزا ہیں کہ جو خان کے اجزا ہیں۔ یہ مضرتیں تماکو کی اولاً اولاً محسوس ہوتی ہیں مگر جب چند روز متواتر حقہ و چرٹ یا سگار کے پینے سے یہ مظلوم اعضا، نقصانات کی برداشت کرتے کرتے مجبور ہو جاتے ہیں اور اون کا احساس (حس کرنا) ضعیف ہو جاتا ہے تب اُن میں اس قدر شور وشغب تو موقوف ہو جاتا ہے مگر اُس سے زیادہ خوفناک خطرات بتدریج پیدا ہونے لگتے ہیں۔ دماغ پر تماکو کے دھوئیں کا عام اثر یہ ہے کہ اوس کی نظارت (تر و تازگی) میں نقصان واقع ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے تمام افعال دماغ مشوش (پراگندہ) ہو جاتے ہیں۔

نقصانات

خصوصاً قوۃ حافظہ کے فعل پر سخت برہمی اور تشویش پیدا ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قوۃ حافظہ کو حفظ صور محسوسہ (جو صورتیں حواس ظاہرہ سے محسوس ہوتی ہیں) اور معانی جزئیہ کی عمدہ طور سے ترتیب کی قدرت نہیں رہے گی اس لئے بہت سے دنیوی معاملات میں اور اکثر علمی مباحث میں بہوت رہ جاتا ہے اور زک اُٹھاتا ہے علے ہذا القیاس حس مشترک خیال متصرفہ۔ وہم۔ کی پراگندگی سے مفہومات جزئیہ کی ترتیب بھی ٹھیک طور سے دماغ میں نہیں ہو سکتی ہے کہ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باوجود ذہانت و ذکاوت طبعی کے اکثر علوم دقیقہ مثل منطق و ریاضی وغیرہ کے مفہومات پر فہم کی قدرت تامہ حاصل نہیں ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ باتباع دماغ باستقل طور سے خاص بصارت کو بھی بہت سا نقصان پہونچے اس لئے کہ تماکو کا دخان آنکھوں کی رطوبات اور اوس کے طبقات میں جفاف (خشکی) پیدا کر سکتا ہے اور نیز روح باصرہ (دیکھنے کی قوت) کی نورانیت میں بھی ظلمت پیدا کرنے کے مواد اس میں موجود ہیں چنانچہ چند مواقع پر یہ قیاس بہت صحیح پایا گیا۔

تماکو کے دخان کا اثر بد قلب پر بھی بہت جلد پیدا ہوتا ہے قلب کے جوہر کی شادابی میں کمی آجاتی ہے اس لئے کہ جو عضو بالطبع بھی نسیم بارد و لطیف کا طالب ہو اور اعضا کو

بھی ایسی انیم کے پہونچانے کا متکفل و ذمہ دار ہو اوس کو اور اوس کے اتباع اور لواحق کو ایسا دخان پہونچے
کہ جو بجمیع جہات اوس نسیم کے اوصاف ذاتی کے مخالف ہو تو فرمایئے کہ اوس کے لئے قیامت ہے کہ نہیں۔
بالجملہ دُخان (دھواں) تمباکو کا حرارت قلبی اور عام بدن اور نیز رطوبات بدنی اور نیز اُن رطوبات کے لئے کہ جو مثل
شبنم بدن میں موجود رہتی ہیں۔ وہ کام کرے گا کہ جو باد سموم (لوہ) پھول وغیرہ درختوں کے لئے سامان تباہی
و بربادی مہیا کرتی ہے۔

معدہ بھی اس کے روح فرسا جھونکوں سے سخت اذیت اٹھاتا ہے۔ اگر انسان میں تھوڑا سا بھی ادراک ہو
تو وہ تمیز کر سکتا ہے کہ اشتہائے طعام کی حالت میں اگر حقہ یا چرٹ و سگار پیا جائے تو ضرور ہے کہ مقدار سے
کم کھایا جائیگا۔ بہ نسبت اُس صورت کے کہ قبل غذا ایک دو گھنٹہ تمباکو نہ پیا گیا ہوتا۔ اس لئے کہ تمباکو کا دُخان
فوراً معدہ میں سخونت یعنے گرمی پیدا کرتا ہے اور گرمی بھوک کو زائل یا کم کر دیتی ہے۔ حقہ پینے کے بعد اکثر پیاس
معلوم ہوتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ حرارت تمباکو کے دھوئیں کی معدہ میں اثر کرتی ہے اور اُس کی رطوبات
کو تحلیل کرتی ہے خصوصاً خلوئے معدہ میں اور بعد الافطار یعنے روزہ کے افطار کے بعد قبل غذا حقہ یا چرٹ و سگار
نہایت مضرت رساں ہے اس لئے کہ ایسی حالت میں اول تو خلا کے اندر حرارت موجود رہتی ہے۔ دوم خلائے
بدن کی وجہ سے تمام تمباکو کا دھواں عام بدن میں فی الفور سرایت کر جاتا ہے اور رطوبات کو کہ جو مثل شبنم بدن
میں چھپے ہوئے ہیں نقصان دیتا ہوا چلا جاتا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ حقہ و چرٹ و سگار ان لوگوں کو جلد اور زیادہ نقصان رسان ہے کہ جن کے
دماغ و دل و معدہ کا مزاج گرم و خشک ہے۔ باقی اور مزاج والے بھی اس سے مضرت اٹھاتے ہیں مگر کسی قدر
تاخیر سے یا کم نقصان پاتے ہیں۔

عوام بہایم سیرت نقصانات مذکورہ بالا کو بھی ایک فسانہ یا توہم پر محمول کرتے ہیں۔ سو اُن کے لئے جواب اُن
تقریرات سے نکل آئیگا کہ جو نقصان شرابی کے اعتراض کے ... میں بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ اس کے ایک تمثیل
دی جاتی ہے کہ جس سے شاید ایسے اشخاص کا شبہ رفع ہو جائے۔ فرض کرو کہ آم کا درخت بار آور ہو اگر اُس موسم
کی ہوا میں معمولی حرارت سے زیادہ حرارت ہے۔ تو یہ گرم ہوا جس کو لوہ کہتے ہیں اُس درخت کے پھلوں کو ضرور نقصان
پہونچائے گی۔ بعض ثمروں میں بہت نقصان مشاہدہ ہوگا یعنے خشک ہو جائیں گے اور بعض میں کم نقصان ظاہر
ہوگا۔ مثلاً داغدار ہو جائیں گے۔ بعض ظاہراً تو تندرست معلوم ہونگے مگر باطن اُن کا بھی نقصان سے خالی نہ ہوگا
کیا معنے قوام و ذایقہ میں ضرور فرق آجائیگا۔ اور تھوڑی مدت میں پختہ ہو کر مگر غیر طبعی حالت سے پختہ ہو کر درختوں سے
گر جائیں گے۔ پس تمثیل ہذا میں بدن کو ایک شجر خیال کرو۔ اور اُس کے اندرونی اعضا کو درخت کا ثمرہ خیال کرو

لوہ کا جھونکا حقہ و سگار و چرٹ کا دھواں سمجھو۔ جس طرح سے بسبب شدت و ضعف ثمرہ متضرر نقصان یاب ہوتا ہے۔ ایسا ہی اس دخان سے اندرونی اعضا متم زدہ ہوتے ہیں جیسا کہ ثمردں میں نقصان کی شکلیں مختلف ہیں اسی طرح سے اعضاء کا نقصان بھی مختلف قالبوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ یعنے جن اعضا میں جس قسم اور جس مقدار نقصان قبول کرنیکی استعداد و وجہ د ہوتی ہے اُن کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں مگر حقہ نوش ان نقصانات کی علت کو حقہ نوشی نہیں سمجھتے بلکہ اکثر لوگ حقہ و چرٹ و سگار کو ایک معمولی اور روزانہ شے خیال کرتے ہیں اور اُن کا نقصان پہونچانا اُن کے وہم و گمان میں بھی نہیں آتا ہے۔ پس ایسے اشخاص کو ہمارے اس داستان سرائی سے عبرت اور خوف پکڑنا چاہیے۔

ہمارے ملک میں اکثر لوگ بنظر پیار و محبت چھوٹے چھوٹے بچوں کو حقہ و چرٹ و سگار پینے سے ممانعت نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ اُن کی دلداری اور دلجوئی کی وجہ سے اُن کے لئے جملہ سامان مذکورہ مہیا کر دیتے ہیں سو اُن کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ بچوں کے لئے حقہ۔ چرٹ و سگار و غیرہ تمباکو کے مواد ایک قہر اور غضب ہے۔ اُن کی قوت نامیہ کا فعل اس بلا کے سبب دریاں کے فعل سے ضعیف ہو جاتا ہے۔ اُنکے ذہن و حافظہ و قوت مفکرہ میں ایک اختلال عظیم پیدا ہو جاتا ہے۔ اُن کے قلب کی استقامت اور ثبات اور عزم بالجزم میں بالآخر نقصان آجاتا ہے۔ چونکہ اُن اطفال کے بزرگوار بھی بیشتر حقہ نوش ہوتے ہیں لہذا حقہ نوشی کی وجہ سے اُن کی قوت مدرکہ ضعیف ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اپنے بچوں کو حقہ نوشی کی اعانت سے خطرہ میں ڈال دیتے ہیں پس ابنائے جنس سے عموماً اور اپنے اہل ملک سے خصوصاً التماس ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور نیز اولاد کو شراب و تمباکو و دیگر منشیات سے محفوظ رکھیں۔ عند الضرورت ان چیزوں کے استعمال کو کسی ثقہ دلایق و خدا ترس معالج کی رائے پر موقوف رکھیں۔ وگرنہ اس شیشے کی پری کا شراب بادہ کا نے دیوانہ کو بے بہا ہے

منشیات عامہ

ہر نشہ والی چیز طبیعت کی ضد اور زندگی کے خلاف ہے

عموماً جملہ اشیائے منشیہ طبیعت کی ضد ہیں لہذا اُن کے سرور اور نشاط پر مغتون اور دلدادہ نہ ہو۔ اُن کا ہنگامہ نشاط ایک غیر طبعی حالت نشاط ہے اور جو غیر طبعی حالت ہو گی۔ طبیعت اُس سے غایت درجہ مغلوب اور مقہور ہو گی۔ بعض طبائع اور مزاج انسانی میں اگر کسی وجہ اتفاقی سے عارضی یا دائمی نفع اشیائے مذکورہ سے دیکھا گیا ہے تو اُس کا نفع خاص اس کی حالت تک محدود رہا ہے ایسے ایک یا چند اشخاص کی حالت پر تمام اشخاص کے لئے نفع کا قیاس ایک قیاس مع الفارق ہے جا قیاس ہے

پانی اور اُس کے متعلقات کے بارے میں جس قدر بحث کی ضرورت تھی اُس کو ختم کر کے اب اللہ کے فضل کے اعتماد پر سونے و جاگنے کی حالت کو اور اُس کے قوانین و احکام کو مفصلاً بیان کرتا ہوں۔

سونے اور جاگنے کے احکام

طبعی نیند کی حقیقت نفس الامریہ کی بحث اور غیر طبعی نیند کی ماہیت

نیند طبعی اس حالت انسانی کا نام ہے کہ جس کی وجہ سے نفس ناطقہ حواس سے خدمات لینا طبعی طور پر ترک کرے پس اس تعریف سے نیند غیر طبعی کی بھی تعریف معلوم ہو گئی یعنے غیر طبعی نیند وہ حالت انسانی ہے کہ نفس ناطقہ بوجہ کسی غیر طبعی حالت کے حواس سے خدمات لینا ترک کرے۔

چونکہ مقصود اصلی اس مجموعہ کی ترتیب سے عام لوگوں کی نفع رسانی ہے لہذا مباحث دقیقہ مثلاً حقیقت نفس ناطقہ وکیفیت ادراک حواس ظاہرہ و باطنہ کی توضیح کی یہاں ضرورت نہیں ہے اور جن امور کا بیان ضروری ہے اس کی عمدہ طور سے تفصیل ہو گی۔

طبعی نیند کی ضروریات پر ایک مفصل اور پر معنے تقریر

یہ بات تو ظاہر ہے کہ حرکات بدنی سے کہ جو امر معیشت اور جذب نفع و دفع ضرر کے لئے ضروری ہے کوئی انسان خالی نہیں ہے۔ فرق اس قدر ہے کہ بعض لوگ مفلوک الحال مزدوری پیشہ یا ارباب ریاضت و صنعت کو مثلاً بڑھئی و لوہار و حمالی و پہلوان و چابک سوار وغیرہ یا بعض اہل خدمات مثلاً جو اشخاص کہ ملازمت فوجی پر مامور ہیں اور اُن کو بموجب قوانین فوجی روزمرہ قواعد جنگی کے مشق کرنا پڑتی ہے۔ یا چٹھی رسان کہ جو خطوط کے تقسیم پر مامور ہے یا انجن ڈرایور (ریل گاڑی کا چلانے والا) کو سخت حرکات برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ بخلاف اُن لوگوں کے جو بوجہ تنعم و تموّل یا کسی اور وجہ سے امر معاش وغیرہ سے فارغ ہیں کہ اُن کو حرکات قویّہ کا اتفاق تو نہیں ہوتا ہے۔ گر حرکات بوجہ ما (کسی وجہ کے) سے وہ بھی خالی نہیں ہے۔ بالجملہ جس قدر حرکات قوی اور سخت ہونگی؛ اُسی قدر مام بدن میں حرارت کا اشتعال ہوگا اور حرارت کے اشتعال سے روح کے بیرونی جانب حرکات ہوتی رہیں گی اس وجہ سے روح اور رطوبات بدنی کو صدمہ پہنچتا رہے گا پس بدیں غرض حکیم مطلق نے انسان پر حالت نیند مسلّط کر دی ہے تاکہ حرکات بدنی و نفسانی ایک مدت معینہ تک معطل رہیں تاکہ اس عرصے میں طبیعت بوجہ سکون روح و قوائے نفسانی غذا سے تدارک اُن فناشدہ ارواح و رطوبات کا کرے کہ جو عالم بیداری میں روح و رطوبت بدنی کو حرکات کے قہر سے حاصل ہوا ہے۔

دیکھو مزدور و ارباب ریاضت شاقہ (سخت دشوار) میں چونکہ تحلیل روح و رطوبت بدن کی

زیادہ ہوتی ہے لہذا طبیعت اُن کے لئے بغرض تکمیل روح و رطوبات خواب گراں و طویل اُن پر مسلط کرتی ہے۔ کیا سنتے وہ لوگ اپنے کام سے فارغ ہوکر اور کھانے کھا کے ایسے بے خبر سوتے ہیں کہ جیسے اُن کو سانپ سونگھ گیا ہے۔ بخلاف آرام طلب اور امراء کے کہ اُنکے رات کا اکثر حصہ اختر شماری میں اُن کی آنکھوں میں گزرتا ہے اور نیند لانے کے لیئے طرح طرح کی حیلہ سازی مثل قصہ خوانی و نغمات دلربا، کا جھگڑا کیا جاتا ہے۔ اور اگر ایسے امراء اور آسایش پسند لوگوں کو نیند کا غلبہ ہوگا تو میرے نزدیک اُن کی نیند طبعی نہیں ہوگی بلکہ اُن کو یہ نیند غیر طبعی ہوگی جس کی ماہیت آگے چل کر معلوم ہوگی اور جس کو ہم بہت تشریح کے ساتھ بیان کریں گے۔

نیند طبعی پیدا ہوجانے کے اسباب کی شرح

چونکہ حسب تقریر سابق طبعی نیند طبیعت کی نزدیک نہایت درجہ اہم اور ضروری ہے لہذا عند الضرورت طبیعت بعض رطوبات لائقہ سے معتدل بخارات اُڑاتی ہے اور یہ بخارات سباتی رگوں میں ہوکر دماغ میں پہونچتے ہیں اور دماغ میں پہونچ کر بخاری حالت بدل کر بہت لطیف صورت رطوبت کی پیدا کر لیتے ہیں پس یہ رطوبت حاصلہ فے الدماغ اعصاب بدن کو ڈھیلا اور اُن کے منافذ میں تنگی کا باعث ہوتی ہے اور روح نفسانی میں فے الجملہ غلظت بھی پیدا کر دیتی ہے بدیں وجوہ روح نفسانی کا نفوذ اور سیر اعصاب میں نہیں ہوسکتا ہے اور دماغ ہی میں اُس کو سکون رہتا ہے چونکہ حواس و قوی کی روح محرک ہے لہذا حواس اور قوئے بھی دفعتہً سکونی حالت میں آجاتے ہیں اور حرکات میں اور حواس کے ادراک میں سکوت ہو جاتا ہے۔ مگر فے الجملہ قوۃ محرکہ کا فعل چلتا رہتا ہے تاکہ تنفس و نمو و ہضم وغیرہ کا کام جو بقاے حیات کے لئے ضروری ہے چلتا رہے۔

عجیب لطیفہ

طبیعت کے اقتضا کو جانچ کر تدبیر بدن میں مصروف ہونا چاہیئے

بامر حکیم مطلق بدن کے کارخانہ کا انتظام تمام تر طبیعت کے اہتمام پر چلتا ہے پس یہ تمام خواہشات انسانی اور حرکت و سکون خواب و بیداری طلب و تقاضا، دفع و قرار وغیرہ یا تو طبیعت کا اقتضاو تحریک ہے یا اور اسباب غیر طبعی اُن امور کے محرک ہیں۔ پس اگر طبیعت کی تحریک سے امور مذکورہ کی تعمیل ہوگی۔ تو

انسان کی تندرستی کا عمدہ وسیلہ ہوگا اور اگر غیر طبعی اسباب اُن امور کے محرک ہونگے ۔ تو اُن کی تعمیل مضر صحت یا غیر مفید صحت ہوگی۔ طبعی اور غیر طبعی طلب و تقاضا میں امتیاز کرنا معمولی آدمیوں کا کام نہیں ہے ۔ طبیعت کے اقتضا کے دریافت کے لئے غایت درجہ کی فہم و فراست چاہیئے ۔ اگر کسی معالج کو امر علاج میں اللہ تعالے ایسی بصیرت عطا فرماتا ہے تو اُس سے علاج کے بارے میں ایسے ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں کہ عوام تو خرق عادت یا کرامت خیال کرتے ہیں مگر معمولی طبیب بھی اُن کے معالجات میں نہایت متحیر ہو جاتے ہیں جب کہ وہ معالجہ طبیعت کے اقتضا کا پہچاننے والے معالج سے ظہور میں آتا ہے ایسا معالج پھر نہ قال الشیخ (شیخ نے کہا) کا پابند ہوگا اور نہ قال القرشی کا (قرشی نے کہا) اور نہ مقولہ کل معالج یعالج بالضد کا (ہر ایک علاج کرنے والا ضد کے ساتھ علاج کرتا ہے) غرضیکہ امر علاج میں طبیعت کے تقاضے کا دیکھنا ایک امر مہتم بالشان ہے ۔

نیند غیر طبعی کن کن وجوہ سے پیدا ہوتی ہے

طبعی نیند تو طبیعت کی تدبیر سے پیدا ہوتی ہے مگر غیر طبعی نیند طبیعت کی مجبوری سے ظہور پذیر ہوتی ہے ۔ طبعی نیند ۔کی حالت پیدا ہو جانے کے وجوہات بالتصریح بیان کئے ہیں اُس بیان کو اس تقریر مفصلہ ذیل سے ملا کر پڑھنا چاہیئے ۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دماغ پر برودت (سردی) اصلی حالت سے زیادہ غالب ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے روح نفسانی کی اصلی رفتار سست ہو جائے گی چونکہ اس روح کا مستقر (قرار گاہ) دماغ ہی ہے لہذا سست رفتار ہونے کی صورت میں اپنے مقام یعنے دماغ سے اعضاء کے جانب سیر کرنے اور روانہ ہونے میں اُس کو بہت ہی کسل عارض ہوگا پس حتے الامکان اُس کو اپنے قیام گاہ سے یعنے دماغ سے باہر جانا گوارا نہ ہوگا ۔ جس طرح سے سست رفتار گھوڑا دشواری سے قطع سفر اور سستی سے منزلوں کو طے کرتا ہے اسی طرح سے یہاں بھی خیال کرو۔ سردی کی وجہ سے روح کی رفتار کا ضعیف ہو جانا کچھ بعید نہیں ہے اس لئے کہ سردی طبعاً جامد و مغلظ (جمانے والی و غلیظ کرنے والی) ہے پس روح میں کہ جو خون کا لطیف بخار ہے کثافت کا آجانا ضرور ہے ۔

گاہے بوجہ استعمال ادویہ شدیدۃ البرودت (نہایت سرد) یا ادویہ مخدرہ (سست کرنے والی) مثلاً بھنگ دافیون و دھتورہ وغیرہ بھی بوجوہ مذکورہ بالا غیر طبعی نیند پیدا

ہوتی ہے۔ اسیطرح سے منجملہ اسباب نیند غیر طبعی دماغ پر رطوبت کا غالب ہونا بھی ایک سبب غیر طبعی نیند کا ہو جاتا ہے کیا معنے جس طرح سے سردی روح کو سست رفتار کر دیتی ہے۔ اسی طرح سے رطوبت بھی جوہر روح کو مکدّر اور بلید کر دیتی ہے بایں ہمہ اعصاب کے جوہر میں رخاوت (ڈھیلاپن) پیدا ہو جاتی ہے پس ایسی حالت میں روح کو کہ جو قوے کی محرک ہے بدن کے کونچوں میں گشت کرنا سخت دشوار ہو جائے گا۔ اس دقت کی وجہ سے روح اور قوے کو اپنے گدام یعنے دماغ میں ہی ٹھکانا پسند ہوگا اور روح نفسانی کا دماغ میں قیام کرنا یہی نیند ہے۔

گاہے بوجہ صعود بخارات اعضاے تحت الدماغ (جو اعضاء دماغ کے نیچے ہیں) سے بھی نیند غیر طبعی پیدا ہوتی ہے۔ اعضاے مذکورہ میں جب کہ بعض مواد ناقص جمع ہوتے ہیں تب طبیعت بقصد تحلیل حرارت کو متوجہ کرتی ہے بدیں وجہ اس مادہ سے اجزاے لطیف بخاری صورت حاصل کر کے صعود کریں گے اور دماغ میں پہونچ کر لطیف رطوبت بن کر بطریق مصرحہ صدر غیر طبعی نیند پیدا کریں گے چنانچہ اسی طور سے نیند غیر طبعی اس صورت میں پیدا ہوگی۔

ایک طور کی غیر طبعی نیند اور بھی کثیر الوقوع ہے اس غیر طبعی نیند کے معالجہ میں اکثر نافہم اطباء دھوکا کھا کر مریض کو ہلاک کرتے ہیں۔ اس نیند غیر طبعی کی صورت یہ ہے کہ اکثر اوقات بوجہ ضعف دل و دماغ یا بوجہ افراط رنج و غم و حزن و تاسف یا بوجہ امراض طویل المدۃ یا بوجہ خفقان یا حرارت قلب و دماغ روح نفسانی و حیوانی ضعیف ہو جاتی ہے کیا معنے روح مذکور اپنے متانت طبعی سے بہت ہی خفیف بخار کے مثل ہو جاتی ہے پس ایسی حالت میں ارواح مذکورہ کا جوہر متحمل انبساط (پھیلاؤ) کا فی نہوگا اندریں صورت ارواح مذکورہ اعضاء کی جانب روانگی میں بطی السیر و سست رفتار ہونگے لہذا ایسے آدمیوں کی بیداری بھی نیم خواب ہوگی۔ ممکن ہے کہ اُن میں مشی و خرام (چلنے پھرنے) کی قوت بھی اچھی طرح سے ہو مگر جب اُن کو حرکات سے سکون ہوگا تو اُن کی روح بوجہ قلیل الانبساط ہونے کے پھر اپنے مقام پر عود کرے گی کیا معنے نیند آجائے گی۔

اکثر اطباء اس نیند غیر طبعی کا سبب ابخرہ اخلاط و مواد مختلف حاصلہ فے الدماغ

یا عام بدن خیال کرتے ہیں اور بذریعہ استفراغ یعنے بذریعہ مسہلات یا قے یا فصد اس بیچارے پر محشر برپا کرتے ہیں۔ فعلیکم ایہا المعالجون فیہ و فی مثل ہذا الامر بالاستقراء۔ یعنے اے طبیبو۔ اس حالت میں اور مثل میں ان حالات کے علاج کے بارے میں تلاش اور جستجو سے سبب مرض کی تلاش کا طریقہ اختیار کرو۔ ارباب صناعات شدیدہ و سخت کام کے کاریگر یا مزدوروں کو جو گہری نیند آتی ہے وہ بھی ایک شاخ نیند غیر طبعی کی ہے۔ کیا معنے دن بھر کی مشقت اور حرکات سے اُن کی روح تحلیل ہوتی ہے شام کو جب کھانا کھا کے پڑتے ہیں تو فوراً اُن کے ارواح اپنے مبدء کی جانب یعنے دماغ میں مجتمع ہو جاتے ہیں اور سکونی حالت کی وجہ سے طبیعت بدل مایتحلل یعنے فنا شدہ رطوبات کی تلافی میں اہتمام کرتی ہے۔

علاوہ اقسام نیند غیر طبعی کہ جو بطور نمونہ کے بیان کی گئیں اور بہت سے اقسام خواب غیر طبعی کے ہیں کہ جو بالاستقراء (تلاش) دریافت ہو سکتے ہیں ذی فہم کے لئے یہ تھوڑے کافی ہیں۔

تنبیہ

جس روح سے طبیب بحث کرتے ہیں اُس روح کی ماہیت کا بیان

اس کتاب میں عموماً اور نیند کے بحث میں خصوصاً جا بجا لفظ روح یا ارواح کا آیا ہے سو اُس سے مراد وہ روح نہیں ہے کہ جس سے علماء متکلمین بحث کرتے ہیں اور جس کے آثار و لطائف امکاناً عالم قدس تک پہونچ سکتے ہیں بلکہ مبحوث عنہ (جس سے بحث کی جائے) ہماری وہ روح ہے کہ جو لطیف اخلاط کے بخار سے وقتاً فوقتاً پیدا ہوتی رہتی ہے اور حرکات جسمانیہ وغیرہ سے فنا ہوتی رہتی ہے۔ غرضکہ روح مابہ البحث (جس سے بحث ہو رہی ہے) کا مادہ غذا ہے۔ اور روح اول الذکر کا مبدء امر ربی ہے۔

بالجملہ یہ تمام تشریحات نیند طبعی اور غیر طبعی کی جو بیاں کی گئی ہیں تھوڑے غور و فکر کے بعد اس کے خلاف حالت یعنے بیداری کی ماہیت بھی معلوم ہو جائے گی مگر تاہم بالاختصار بیداری کی ماہیت آئندہ تحریر ہو گی۔ اور یہ بات بھی مجملاً بیان کر دینے کے قابل ہے کہ کثرت حرکات و محنت شاقہ بالکلیہ بیداری کے مشابہ ہے۔

نیند سے کیا آثار ظاہر ہوتے ہیں

قبل اس کے ثابت ہو چکا ہے کہ نیند کی حالت میں جملہ

جملہ قوے وارواح اپنے آشیانوں میں ساکن وآرمیدہ ہو جاتے ہیں پس ارواح وقوے کے سکون سے اور اُن کے آرمیدہ ہونے سے یقیناً خون کی حرکت الی الخارج یعنے خون کی روانی خارج بدن کی جانب بھی کم ہو جائے گی پس حالت مصرحہ کا نتیجہ لازمی یہ ہے کہ حالت نیند میں ظاہر بدن سرد ہو جاتا ہے اور داخل بدن گرم ہو جائے گا۔ اور زمانہ قلیل خواب یعنے نیند کا باطن میں تری پیدا کرے گا۔ قلیل کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر زمانہ نیند کا بہت دراز ہوگا تو باطن میں سردی وخشکی کا اثر ظاہر ہوگا۔ اس لئے کہ زمانہ خواب دراز جب کہ ہضم غذا سے فارغ ہو جاتا ہے تب رطوبات بدنی کو تحلیل کرنا شروع کرتا ہے لہذا حرارت بدن وروح کی بھی تحلیل شروع ہو جاتی ہے حتے کہ جس قدر نیند طویل ہوگی اُسی قدر حرارت ورطوبات کی تحلیل ہوتی رہے گی۔ اور حرارت ورطوبات اصلیہ بدن کا تحلیل ہونا مستلزم خشکی اور عجفات بدن ہے۔ جس طرح سے کثرت حرکات اور مشقت شاقہ سے بدن میں خشکی اور لاغری پیدا ہوتی ہے +

کون سی نیند مضر صحت ہے اور کون سی نیند مفید صحت ہے

صحت بخش وہ نیند ہے کہ جو ایک گھنٹہ غذا کھانے کے بعد حاصل کی جائے اس عرصے میں غالباً غذا فم معدہ سے وسط معدہ میں اوتر آئے گی اُس کا مستقر مقام مذکور ہوگا جس کی وجہ سے معدہ کے اجزا عمدہ طور سے غذا پر حاوی ہونگے اور ہضم میں آسانی ہوگی وگرنہ شاید بوجہ عدم شمول اجزاے معدہ ہضم کامل نہ ہوگا اور نفخ وغیرہ آثار قصور ہضم ظاہر ہونگے اور معدہ میں ریاح کے انتشار کی وجہ سے قلق ہوگا اور ابخرہ غذائی کی وجہ سے نیند میں تشویش ہوگی۔

علے ہذہ القیاس باعتبار زمانہ کے بھی نیند معتدل المقدار ہونا چاہئے یعنے کم سے کم چھ گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ دس گھنٹہ۔ اس سے کم زیادہ مدت کی نیند غیر معتدل نیند ہے۔ بالجملہ شرائط مذکورہ بالا کی نیند صحت بخش ہے کہ جو قوۃ کو اُس کے افعال پر قادر کرتی ہے اور جوہر روح میں انبساط (پھیلاؤ) پیدا کرتی ہے جس کے نتائج عاقل خود سمجھ سکتا ہے کہ تندرستی پر کیسی عمدہ اور خوشتر آثار پیدا کریں گے اور قواے بدنی کو ایک عجیب تقویت اور قلب کو عجیب انبساط ہوگا۔ بھوک اور خلوے معدہ کے وقت

نیند نہایت بدتر ہے۔ اس لئے کہ قبل اِس کے ثابت ہو چکا ہے کہ اگر نیند کو ہضم غذا کا شغل نہ ملے گا تو ضرور ہے کہ حرارت و رطوبت و روح کی تحلیل پر اُس کو متوجہ ہونا پڑے گا اور تحلیل رطوبات بدنی و روح و حرارت علت تامہ (پورا سبب) ضعف قوت و لاغری بدن کی ہے۔

علٰے ہذہ القیاس دن کی نیند طویل المدت (زمانہ دراز) نہایت ہی مضر ہے خصوصًا دماغ کو نہایت ہی مضرت پہونچتی ہے اور طرح طرح کے امراض دماغی مثل نزلہ و زکام و درد سر وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ دن کی نورانیت اور حرارت پر بالطبع ارواح و قوئے دماغ انسان کی فریفتہ و شیدا ہیں اور اپنے اپنے مبادی (مقامات) سے اعضاء کی جانب سیر اور روانگی میں نہایت ہی سبک سیر اور شائق ہیں اور نیند میں اون کو خلاف شوق جانب باطن کے رجوع کرنا پڑتا ہے جس سے اون کو بھی اور دماغ کو بھی صدمہ پہونچتا ہے۔ بخلاف تاریکی کے کہ شب کی تاریکی میں بالطبع ارواح و قوئے اپنے اپنے مقام کا قیام پسند کرتے ہیں بدیں وجوہات کا وقت نیند کے لئے مناسب وقت ہے۔

مگر اِس قاعدے سے وہ لوگ مستثنےٰ ہیں کہ جو بر سبیل عادت دن کے سونے کے عادی ہیں ایسے اشخاص کو ضرور ہے کہ بتدریج عادت کو ترک کریں دفعتًا ترک عادت سے طبیعت کو نہایت ہی پریشانی ہوتی ہے اور جب طبیعت کو صدمہ پریشانی سے اضمحلال ہوگا تو اُسکی تدبیر اور تصرف میں فرق آئے گا مگر رات کے نہ سونے کا معاوضہ دن کی نیند سے حاصل کرنا مضر صحت نہیں ہے بلکہ مفید ہے اس لئے ضرور معاوضہ حاصل کرنا چاہئے۔

کس وضع کی نیند مفید صحت ہے

بشرطیکہ کسی خاص وضع پر سونے کا سخت درجہ عادی نہ ہو یا کوئی اور امر مانع نہو تو غذا کھاکر داہنے پہلو یعنے داہنے کروٹ پر آرام کرنا مناسب ہے مگر اس کروٹ پر سونا نچاہئے۔ تخمینًا ایک گھنٹہ بعد بائیں کروٹ پر نیند حاصل کرنا چاہئے اور جب کہ غذا کامل طور سے ہضم ہو جائے تو پھر داہنے کروٹ پر رجوع ہونا چاہئے یعنے تخمینًا چار گھنٹہ بعد۔

حتے الامکان بعد فراغت پاخانہ و پیشاب کے سونا چاہئے۔ اور پیٹ کے بل کی نیند نہایت ہی مضر ہے اس لئے اس وضع کی نیند سے احتراز چاہئے۔ علٰے ہذہ القیاس پشت پر سونا جسکو چت لیٹنا کہتے ہیں سخت مضرت بخش ہے۔ اس لئے کہ اس ہیئت کی نیند سے دماغ سے رطوبات طبعی اور غیر طبعی راستوں سے اعضاء پر گرنے شروع ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے

امراض خوفناک پیدا ہونے کا احتمال قوی ہوتا ہے چنانچہ بارہا ایسا مشاہدہ بھی ہوا ہے خصوصاً موسم خریف میں ایسی وضع پر سونا سخت مضر ہے۔

بوڑھوں کو زیادہ نیند کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔

چونکہ بڑھاپے میں رطوبت و حرارت غریزی یعنے حرارت و رطوبت اصلی کم ہوتی جاتی ہے اور رطوبت اور حرارت غیر طبعی کی رفتار زیادہ تیز ہوتی جاتی ہے لہذا کثرت نیند بوڑھوں کے لئے نہایت ضروری ہے میں خیال کرتا ہوں کہ اگر بوڑھے نیند کی کثرت کریں تو اُن کی صحت و تندرستی کے لئے اس سے بہتر کوئی اور تدبیر نہیں ہے میرے اس خیال کی تائید جالینوس کے قول سے بھی ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ انی الآن حریصٌ علے النوم یعنے میں اب عالم پیری میں نیند پر حریص ہوں۔ بوڑھوں کو اپنی نیند بڑھانا اُن تدبیرات سے کہ جن کو ہم اجمالی طور سے ابھی آگے چل کر بیان کریں گے امر حفظ صحت کے لئے نہایت ہی ضروری ہے ؛

حد سے زیادہ بیداری کے نقصانات

بیداری انسان کے لئے ایک طبعی حالت ہے کہ جس میں انسان و حیوان آلات یعنے اوزار حس و حرکت کو بذریعہ روح نفسانی استعمال میں لائے۔ اس لئے کہ اجراء اکثر حوائج زندگی کا حرکات پر موقوف ہے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تمام حواس و قوائے نفسانیہ کا آشیانہ دماغ ہے اور قوائے مذکورہ کی محرک روح نفسانی ہے اور اُنکا جولانگاہ عصاب کی سڑک پس جب کہ روح نفسانی اور قوائے نفسانی دماغ سے باہر نکل کے اعصاب کی سڑکوں پر اِدھر اُدھر اجزائے جسم میں جاری و ساری ہونگے تو ایسی حالت کو بیداری سے تعبیر کریں گے۔

چونکہ یہ امر معلوم ہو چکا ہے کہ قوائے نفسانیہ اور روح نفسانی حالت بیداری میں اپنے آرام گاہ سے باہر نکل کر بدن کے کوچوں میں اور اعصاب کی سڑکوں پر خراماں ہوتے ہیں اور یہ بھی اوپر بیان ہو چکا ہے کہ بیداری میں رطوبات بدنی اور حرارت غریزی کا تحلل یعنے فنا ہونا ضروری ہے پس اگر حد سے زیادہ یہ عالم انسان اپنے اوپر قایم رہنے دے گا تو ضرور ہے کہ عام بدن میں لاغری کا ظہور بہت صاف طور سے ظاہر ہوگا اور دماغ کی انتظامی حالت میں برہمی ہوگی اور اگر حالت بیداری اس پر بھی زیادہ ہوگی تو اور بھی بہت سی آفات دماغی وغیرہ کا پیدا ہو جانا یقینی ہوگا۔ مثلاً مالیخولیا و جنون و صداع و خفقان و ضعف بصارت بلکہ اگر کوئی استعداد موجود ہے تو عجب نہیں ہے کہ کثرت بیداری سے کسی قسم کی تپ شروع

ہو کر تپ دق پر ختم ہو۔

نیند لانیکی اجمالی تدبیرات

نیند لانے کی تدبیروں کا بیان بظاہر ہمارے مقصود کے خلاف ہے اس لئے کہ اس حصہ مجموعہ میں جہاں تک ہمارا بیان محدود ہے اور جہاں تک ہم کو بیان کرنا مقصود ہے اُس کی انتہا موجودہ صحت کے قایم رکھنے کی تدبیروں تک ہے اس حصہ میں یہ بیان کرنا مقصود نہیں ہے کہ اگر صحت موجودہ زائل ہو جائے تو کون سی تدبیریں عمل میں لانا چاہئے الا نیند آور تدبیرات چونکہ بوڑھوں کی صحت قایم رکھنے کی غرض سے ضروری ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اس لئے نیند آور تدبیرات کا بیان بے موقع نہیں ہے۔

نیند لانے کے بارے میں یونانی طبیبوں کا طریقہ عمل

یونانی طبیب جو تدبیرات منومہ (نیند لانے والی) استعمال کراتے وہ اصولاً واخلاً و خارجاً ایسی دوائیں استعمال کراتے ہیں کہ جس سے وہ رطوبت دماغ میں پیدا ہو یا اُن سے اُس رطوبت حاصلہ فی الدماغ کو مدد پہنچے کہ جو نیند کا باعث ہوتی ہیں اور جن کی تشریح اوپر گزر چکی ہے اور اگر یہ تدبیریں کافی نہیں ہوتی ہیں اور کوئی اضطراری حالت تقاضا کر رہی ہے تب ادویہ مخدرہ خفیفہ و قویہ سے حسب حرارت تنویم کام نکالتے ہیں مگر ادویہ مخدرہ کی اصلاح کا لحاظ ہر وقت پیش نظر رہتا ہے چنانچہ حسب استقراء جہاں تک میں اس وقت خیال کر رہا ہوں۔ طریقہ تنویم (نیند لانے کا) یونانی طبیبوں کے نزدیک طریقہ ہائے مفصلہ ذیل سے معلوم ہوتا ہے۔

تنطیل دماغ۔ مناسب دواؤں کو پانی میں جوش دے کر اُس پانی کو دماغ پر تریڑا کرنا۔

تشمیم۔ تر یا خشک خواب آور دواؤں کا سونگھنا۔

دلک اطراف۔ ہاتھ پیروں کی مالش پارچہ خشن (کھردرا) سے یا دواؤں سے۔

تبدیل ہوائے مسکن۔ جس مکان میں مریض کی آرام گاہ ہے اُس کی ہوا کی تبدیلی کرنا۔

طلائے دماغ۔ دماغ پر رقیق چیزوں کی مالش مثلاً آب برگ کاسنی سبز یا آب کدو۔

تدہین۔ دماغ یا ناف یا مقعد کا روغن مرطبہ سے چرب کرنا۔

تعلیق۔ بعض چیزوں کا مریض کے گلے میں آویزاں کرنا کہ جو بالخاصہ خواب آور ہیں۔

سعوط۔ تر چیزوں کا اوپر کے سانس کے ذریعہ سے دماغ میں چڑھانا۔

قطور۔ ناک یا کان میں تر و رقیق چیز کا ٹپکانا۔

ترنم۔ ملایم آواز کے ذریعہ سے بعض راگ گانا۔

تقصص - نرم آواز سے قصہ خوانی کرنا۔
تزمیر - بعض باجے ملائم آواز کے بجانا۔
تغریق دماغ - سر کے گرد خمیر وغیرہ سے حلقہ کر کے اشیاء رقیقہ منومہ پر کرنا۔
تدہین اطراف - بعض روغن منومہ (خواب آور) کی ہاتھ کی ہتھیلیوں اور تلووں میں مالش کرنا۔
تظلیم مسکن - مریض کی خواب گاہ کو تاریک کرنا۔
تضمید اطراف - ہاتھ پیروں پر بعض ادویہ منومہ سے لیپ کرنا۔
لخلخہ - منوم (خواب آور) دواؤں کو شیشی یا کسی اور ظرف میں رکھ کر اس میں عرق گلاب یا عرق بید مشک یا عرق بید ساده یا عرق نیلوفر وغیرہ ڈال کر سونگھنا۔
تصویت - یعنے ایسی بعض آوازیں سنائی جائیں کہ جو خواب آور ہیں مثلاً بعض اشخاص چکی کی آواز سے سو جاتے ہیں۔
حمام رطب - شیریں اور نیم گرم پانی سے غسل کرنا۔
آبزن - نیم گرم پانی سے جو شیریں ہو یا اس پانی میں مناسب دواؤں کو جوش دے کر کسی ظرف وسیع میں پر کر کے اس میں جلوس کرنا مگر کھارے پانی میں آبزن بیداری کا باعث ہوگا۔

یہ جملہ تدبیریں خارجی جو بہ غرض نیند پیدا کرنے کے بیان کی گئی ہیں کچھ انہیں میں ان کا حصر نہیں ہے بلکہ طبیب دانا بحسب وقت و حاجت اور بہت سی تدبیرات کرنے پر قادر ہو سکتا ہے با ایں ہمہ ماکولات و مشروبات (کھانے پینے) اشیاء منومہ کو ہم نے ذکر نہیں کیا ہے اسلئے کہ یہ موقع اون کے ذکر کا نہیں ہے مگر عاقل و فہمیدہ ان تدبیرات منومہ مذکورہ سے بہت سے امور کہ جو نیند لانے کے لئے اصولاً مفید ہونگے استخراج کر سکتا ہے۔

اس لئے کہ ادویہ و اغذیہ منومہ جو کھانے میں استعمال کرائی جاتی ہیں ان میں بھی یہی اصول ملحوظ رکھے جاتے ہیں کہ جو اوپر بیان کئے گئے یعنے ایسی ادویہ و اغذیہ استعمال کرائی جاتی ہیں کہ جو مادہ تولید رطوبات مذکورہ ہوں یا مخدرہ ہوں یا بالخاصہ خواب آور ہوں - تدبیرات خواب آور مذکورہ کو میں بطور نمونہ پیش کر کے ظاہر کرتا ہوں کہ طبیب یونانی کے پاس بشرطیکہ وہ رموز و خواص فن طب سے پوری واقفیت رکھتا ہو اور ساتھ ہی اس کے انتقال ذہنی بھی اسکو حاصل ہو ہر امراض کے لئے بہت سی وسیع تدبیرات موجود ہیں۔

یونانی طبابت کو تنزل نصیب کیوں ہوا؟ یونانی طبابت کا تنزل کی حالت میں آجانا بالکل کچھ اس

وجہ سے نہیں ہے کہ اولے الامر یعنے حکمران ہمارے اس طریقے علاج پر نہیں چلتے ہیں بلکہ دوسرے اسباب تنزل کچھ اس سے بھی زیادہ قوی ہیں اگر انکے دور کرنے کی فکر اور کوشش کی جاتی اور چند وجودی امور اپنے زمانے کے حالات کے لحاظ سے اپنے رقیبوں کو دیکھ کر اور ان کی علمی اور عملی کارروائی پر استفادۃً نظر ڈال کر اور کچھ استقراء وتمثیل سے مدد لے کر امر علاج طریقہ یونانی میں ترقی حاصل کرتے تو یہ امر ترقئ فن مذکور کے لئے ایک قوی سبب ہو جاتا اور کہیں کہیں بجائے استدلال قال الشیخ (شیخ نے کہا) قال القرشی (قرشی نے کہا) صرح بہ جالینوس (جالینوس نے تصریح کی) ان بزرگواروں کے قول سے اگر استبراء (علیحدگی) کیا جاتا تو فن طبابت مذکور کا اچھا زمانہ ہو جاتا۔ بالجملہ یہ قصہ کوتاہ کر کے میں اپنی داستان کی جانب رجوع کرتا ہوں۔

چونکہ یہاں نیند اور بیداری کے بیان کا سلسلہ ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حالات مکاشفہ اور خواب کہ جس کو رویا بھی کہتے ہیں اور یہ دونوں حالتیں نیند و بیداری کے لطائف میں بیان کئے جائیں لہذا اس موقع پر ان کا بیان کیا جاتا ہے۔

مکاشفہ اور اس سے وقائع آئندہ کا معلوم ہو جانا

ہر چیز بالطبع اپنی حیز اور مبادی یعنے مقامات ابتدائی کی جانب کلی اتصال کی خواہاں ہوتی ہے بشرطیکہ کوئی مجبوری اس کو اپنے ابتدائی مقام پر بازگشت کرنے سے مانع نہ ہو مگر مجبوری کی حالت میں بھی اس کو تعلق (وجہ تا کسی حد تک) یعنے فی الجملہ یا میلان اپنے مبداء کی جانب رہے گا چنانچہ یہ مسئلہ حکماء کا ہے اسی بناء پر نفس ناطقہ یعنے نفس انسانی کو بھی تعلق بوجہ تا اپنے مبداء یعنے ابتدائی مقام سے جس کو عالم برزخ یا عالم ارواح یا عالم مثال سے تعبیر کیجئے ہونا ضرور ہے گو بالفعل جبر جابر کی وجہ سے یعنے بوجہ تعلقات جسمانیہ و ملکات رویہ جس کو اخلاق ذمیمہ کہتے ہیں اس کے اور عالم موصوف کے درمیان میں بہت سے حجاب واقع ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے اس کو اپنے مقام سے جدائی ہو جاتی ہے لیکن گاہے بوجہ ریاضت و مجاہدہ اس کو صفائی حاصل ہو جاتی ہے لہذا وہ اس عالم میں باریاب ہو جاتا ہے کہ جہاں سے وہ مجبور ہو کے اس قالب خاکی میں مقید ہوا ہے چنانچہ یہ حالت باریابی بندگان صالح و پاک و مرتاضین (اہلِ ریاضت) کو اور نفوس قدسی انبیاء کو بیداری میں نصیب ہو جاتی ہے کیا معنے کہ ان کے نفوس پاک اس عالم میں باریاب ہو کر ان چیزوں کو کہ جو آئندہ ہونے والی ہیں یا ان کا وقوع ہو گیا ہے اور وہ چیزیں بصورت

خاص اُس عالم میں متمثل ہیں دریافت کر لیتے ہیں اور اُن کی اطلاع دیتے ہیں لیکن امور مذکورہ کا ادراک اُن کی قدرت اور اختیار میں نہیں ہے یعنے یہ بات نہیں ہے کہ جب چاہیں وہ اپنے ارادی اختیارات سے غائبات کا ادراک کر لیں بلکہ اُن کے نفوس میں اس قسم کے ملکات اور استعدادیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ گاہے بغیر اُن کے ارادے و اختیارات کے اُن پر انکشاف وقائع گزشتہ اور آئندہ کا ہو جاتا ہے دیکھو ہمارے پیغمبر رحمۃ اللہ للعالمین کو زہر دیا گیا درحالیکہ آپ اُس زہر آمیز کھانے کو تناول فرمانے کے وقت بے خبر تھے باوجود اس کے آپ کو بہت سے آئندہ و وقائع گزشتہ کا علم دیا گیا تھا۔

یا حضرت یعقوب شہر کنعان میں بے خبر رہے حالانکہ حضرت یوسف اُسی شہر کے جنگل میں کنوئیں میں ڈالے گئے جو کنعان سے چند میل کے فاصلے پر تھا لیکن بالآخر آپ نے مصر سے جو کنعان سے صدہا میل کے فاصلے پر ہے پیرہن یوسفی کی بو سونگھی اور اپنے گم شدہ فرزند یعنے حضرت یوسف کی زندگی کی خبر دی چنانچہ شیخ سعدی نے اس مفہوم کو اشعار ذیل میں بہت ہی خوب ادا کیا ہے۔

یکے پرسید زاں گم کردہ فرزند	کہ اے روشن گہر پیر خردمند
ز مصرش بوے پیراہن شنیدی	چرا در چاہ کنعانش نہ دیدی
بگفت احوال ما برقِ جہان ست	دمے پیدا و دیگر دم نہان ست
اگر درویش بر حالے بماندے	سر دست از دو عالم بر فشاندے

رویاے صادقہ

سچے خواب کی حقیقت اور اُس سے وقائع آئندہ کا معلوم ہو جانا

اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نفس ناطقہ (نفس انسانی) کو بوجہ تعطّل و بیکاری حواس ظاہرہ کے یعنی نیند کی حالت میں ۔۔۔ عالم مادی سے خلاصی اور آزادی حاصل ہوتی ہے اور اُس کا دوسرے عالم سے جس کا اوپر مذکور ہوا ہے اتصال اور قرب ہوتا ہے لہذا بعض وقائع اور امور کہ جو عالم مذکور میں محفوظ اور ثابت ہیں اطلاع پا کر قوۃ تخیلہ کو اُن امور سے آگاہ کرتا ہے چنانچہ قوۃ مذکورہ فوراً اُن کو کسی صورت میں متصور یا کسی مثال کے قالب میں سے متمثل کر لیتی ہے پس یہ صورت یا مثال وہاں سے حس مشترک میں آتی ہے بعدہ حس مشترک اپنے میگزین یعنے خیال میں محفوظ رکھتی

ہے چنانچہ خیال اُس کی حفاظت کرتا ہے اور بیداری کی حالت میں اُس صورت محفوظہ کو یاد دلاتا ہے پس اگر اُس صورت یا مثال حاصلہ فی حس مشترک (جو حس مشترک میں آگئی ہے) اور محفوظ نے الخیال (جو خیال میں محفوظ ہے) میں اور دنیا کی صورتوں میں مماثلت تامہ (پوری پوری ہمرنگی) ہے تو ایسے خواب کی تعبیر کی ضرورت نہیں ہوتی ہے وہ مثال بعینہ اپنے مماثل واقعہ سے متمثل ہوکر بیداری کی حالت میں ظاہر ہو جاتی ہے۔

اور اگر اُس صورت یا مثال حاصلہ فی حس مشترک (جو حس مشترک میں آگئی ہے) اور محفوظ نے الخیال (جو خیال میں محفوظ ہے) ہیں اور دنیا کی چیزوں میں مناسبت کامل نہیں ہے تو اُس وقت اُس کی تعبیر کی ضرورت ہوگی مثلاً سانپ اگر خواب میں دیکھا جائے تو معبّر (تعبیر کرنے والا) مال کے ساتھ تعبیر کرے گا اس لئے کہ مال اور سانپ میں فی الجملہ مناسبت موجود ہے یعنے جیسے سانپ آدمی کا قاتل ہے ایسا ہی مال بھی اکثر اوقات انسان کا مہلک ہو جاتا ہے۔ علے ہذاالقیاس دودھ کو علم کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اس لئے کہ جس طرح سے دودھ انسان کے جسم کی پرورش کرتا ہے اسی طرح سے علم سے روح کو فائدہ پہونچتا ہے۔

بالجملہ اس قسم کے خواب یعنے جن کی تشریح اوپر ہو چکی ہے سچے ہوتے ہیں اور رویائے صادقہ کہلاتے ہیں۔ اس خواب کے خواص سے ہے کہ اول جس شخص سے بیان کیا جائے اور وہ شخص جو تعبیر کردے تو غالباً وہی ظہور ہو جاتا ہے۔ اس لئے حدیث شریف میں منع فرمایا ہے کہ نادان اور جاہل سے کہ جو رموز اور اسرار تعبیر سے واقف نہو خواب کے حالات بیان نہ کئے جائیں۔

خیالی خواب

خیالی خواب اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بوجہ مباشرت اعمال و افعال حالت بیداری کسی عمل یا فعل کی تصویر خیال میں مرتسم ہو جاتی ہے بعدہ وہی صورت خواب کی حالت میں حس مشترک مشاہدہ کرتی ہے۔

یا کوئی معنے معانی جزئیہ سے قوۃ حافظہ میں جاگزین ہو جاتے ہیں پس قوۃ متخیلہ اس کو کسی شکل کی تصویر میں مصور کرکے حس مشترک کے روبرو پیش کرتی ہے پس یہ خواب خیالی خواب کے اقسام سے ہے۔

بدنی خواب

خواب متعلق عوارض بدن کی اصلیت

گاہے ایسا ہوتا ہے کہ بعض اسباب خواب دیکھنے کے بدن میں موجود رہتے ہیں جس کی وجہ سے مختلف خواب دیکھے جاتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی شخص کے مزاج میں حرارت سادہ کا غلبہ ہے تو اُس حرارت حاصلہ سے روح میں اشتعال پیدا ہوگا اور قوۃ متخیلہ روح مذکور کو بوجہ مناسبت کسی چیز گرم سے کہ جو بیداری کی حالت میں وجود خارجی رکھتی ہے متمثل کر لیتی ہے مثلاً کوہ آتش فشاں یا شعلہ یا آتشکدہ وغیرہ۔

یا اگر خواب دیکھنے والے کے بدن میں سردی کا غلبہ ہے تو بوجہ سردی روح میں سستی آجائیگی پس قوۃ متخیلہ روح مذکور کو بوجہ مناسبت فوراً کسی ایسی سرد چیز کے ساتھ متمثل کرے گی کہ جو بیداری میں خارجاً دیکھی جاتی مثلاً برف یا اولا یا پالا وغیرہ۔

اور اگر بدن میں حرارت مادی کی یورش ہے پس اگر یہ حرارت مادی صفراوی ہے پس لا محالہ اس مادی حرارت سے روح مشتعل ہوگی اور اُس سے بخارات زرد رنگ اٹھینگے۔ پس قوۃ متخیلہ روح کو کسی صورت مناسب سے مصور کر کے حس مشترک کے آگے پیش کرے گی لہذا خواب میں گرمی و زردی و آتش بازی وغیرہ معلوم ہوگی۔ اور اگر حرارت مادی خون کی ترقی کی وجہ سے ہے تو بہ طریق مذکورہ بالا قتل اور خونریزی اور اشکال سرخ خواب میں نظر آئیں گے۔

اور اگر خواب کے دیکھنے والے کے بدن میں برودت کا غلبہ ہے پس اگر بلغم کا غلبہ ہے تو بہ نظر تشریح مذکورہ بالا آب سرد و موسم سرد و برف و باران و دریا سے امواج و سپیدی وغیرہ کیفیات خواب میں دیکھی جائے گی اور اگر مادہ سودا کا بدن میں ہجوم ہے تو سیاہی و تیرگی و پارچہ سیاہ و کمبل سیاہ وغیرہ و خوف و دہشت کا غلبہ خواب کے عالم میں ہوگا۔

سچے خواب کی حکایت

مولوی ظہور الحسن صاحب سب رجسٹرار تحصیل کیرانہ کو ایک واقعہ اہم پیش آیا جس کی وجہ سے اُن کو نہایت پریشانی تھی چنانچہ انھوں نے حافظ عبد الرحیم صاحب ساکن کیرانہ سے دعا کی استدعا کی حافظ صاحب موصوف ایک عابد اور تارک الدنیا شخص ہیں کہ جو ایک مسجد کے حجرے

ہیں چالیس سال سے تعلقات دنیا سے آزادانہ زندگی بسر کرتے ہیں غرضکہ حافظ صاحب موصوف نے بعد نماز عشا واقعہ مذکورہ کے لئے استخارہ کیا چنانچہ اسی شب کو انھوں نے خواب کے عالم میں دیکھا کہ جناب مستطاب حضرت قاضی مولوی حافظ محمد خلیل الدین صاحب مرحوم والد بزرگوار راقم جن کو رحلت فرمائے ہوئے تقریباً ایک سال کا عرصہ گذرا تھا ایک مجلس ابرار و اخیار میں موجود ہیں اور نہایت سپید و تابندہ لباس پہنے ہوئے ہیں اور ایک عجیب حالت فرحت و سرور میں ہیں۔ حافظ صاحب نے پوچھا کہ یا حضرت آپ اس مقام رحمت میں کیسے تشریف لائے ہیں اور یہ مجمع کیسا ہے اور کس لئے ہے قاضی صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے مجھے اپنے مخصوص بندوں میں داخل فرمایا اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائی اور یہ صالحین کی جماعت حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام کے انتظار میں ہے۔ حافظ صاحب نے التماس کیا کہ یا حضرت کچھ آپ مولوی ظہور الحسن کے واقعہ کے متعلق بھی مدد کر سکتے ہیں جناب غفران مآب نے فرمایا کہ میری اس مقام پر باریابی اول مرتبہ کی ہے اور انوار جمال محمدی سے پہلے ہی مرتبہ مشرف ہونگا لہذا میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ مجھ سے کیونکر مدد ہو سکتی ہے۔ حافظ عبد الرحیم صاحب نے صبح کی نماز کے بعد یہ واقعہ خواب کا مولوی ظہور الحسن سے بیان کیا۔

اسی شب کو قاضی حکیم نصیر الدین احمد میرے چھوٹے بھائی نے بھی خواب کی حالت میں والد بزرگوار یعنے قاضی صاحب ممدوح کو اسی سپید و تابندہ لباس میں نہایت شاد و مسرور جماعت صالحین میں دیکھا۔ چنانچہ انھوں نے یہ واقعہ صبح کی نماز کے بعد مجھ سے بیان کیا اس کے بعد یہ خاکسار اور عزیز قاضی نصیر الدین احمد مولوی ظہور الحسن کی ملاقات کے لئے ان کے مکان پر گئے مولوی صاحب نے ہم دونوں کو دیکھتے ہی کہا کہ میں آپ صاحبان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ قاضی صاحب مرحوم کی اللہ تعالے نے مغفرت فرمائی چنانچہ انھوں نے حافظ صاحب کا واقعہ بیان کیا حالانکہ جب میرے بھائی نے مجھ سے ماجرائے خواب شبینہ بیان کیا تھا بجز میرے اور ان کے کوئی تیسرا آدمی موجود نہ تھا جس سے شبہ ہوتا کہ واقعہ خواب ایک کا دوسرے پر ظاہر کیا گیا ہے۔

حافظ صاحب کے خوش اوقات ہونے کا حال تو پہلے بیان ہوا اب حضرت والد ماجد مرحوم کے مختصر حالات زندگی گزارش کرتا ہوں۔

حضرت ممدوح علوم عربی کے ماہر تھے۔ علم الفرائض یعنے علم میراث میں وعلوم ہئیت وہندسہ وعلم ریاضی میں ایک محققانہ درجہ رکھتے تھے حضرت ممدوح نے کتب عربیہ اپنے خاندان کے علماء سے حاصل کی تھی بعدہ علوم مذکورہ کو خدمت میں مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی مہاجر مکہ سے سبقاً سبقاً تجدید کیا اور مولانا ممدوح کا علماً وفضلاً مرتبہ علمائے زمانہ میں مسلمہ ہے۔ کلام پاک قاضی صاحب ممدوح کو ایسا حفظ تھا کہ حافظوں کو حیرت ہوتی تھی۔ مدۃ العمر تک ایک منزل قرآن مجید کی بجز شاذ ونادر صورتوں کے ناغہ نہیں ہوتی تھی۔ صوم وصلوۃ کے نہ محض پابند تھے بلکہ نہایت ارتباط واخلاص سے بجا لاتے تھے۔ شش عید کے روزے بھی شاید کسی سال ناغہ ہوئے ہوں۔ خدام اور عزیزوں پر اور ہمسایہ پر نہایت شفیق ومہربان تھے اور ایک ایسا دردمند دل پایا تھا کہ کسی کی مصیبت اور تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے اور حتے الامکان ہمدردی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے تھے۔ حقوق عباد میں نہایت محتاط تھے۔ عزیزوں کے ساتھ میں محض اللہ کے واسطے سلوک کرتے تھے ان لوگوں کی ناشکرگذاری سے رنجیدہ وملول نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ اُن سے بڑی بڑی اذیتیں اٹھائیں مگر کبھی آزردہ نہیں ہوتے تھے۔ اہل ہنود اس قدسی صفات کو دیوتا صفت اور مسلمان فرشتہ خصال جانتے تھے۔ علے ہذہ القیاس میرے چھوٹے بھائی حکیم نصیر الدین احمد بہ مقتضائے الولد سر لابیہ (بیٹا اپنے باپ کا رازدار ہوتا ہے) اکثر اوصاف مذکورہ سے موصوف ہیں اُن کے اکثر خواب بلا کم وکاست مطابق واقعات نفس الامریہ ظاہر ہوتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حکایت مذکورہ درباب سچے خواب کے غافلین کے نزدیک تو ایک تمثیل ناتمام معلوم ہوگی اس لئے کہ کسی شخص کی منفرت ایسا واقعہ نہیں ہے کہ جو اس عالم مادی میں بیداری کی حالت میں کسی حواس سے محسوس ہو لیکن عاقلوں کے نزدیک اس حکایت کا مفہوم ایک مرتبہ حق الیقین کا رکھیگا۔

غرضکہ بہت سے وقائع گزشتہ وآیندہ کا انکشاف بذریعہ خواب مذکور ہوجاتا ہے جس کی شہادت تجربہ انسانی ہے اور جس میں کسی کو انکار کی گنجائش نہیں ہے گو منکرین ایسے خوابوں کی اصلیت میں تاویلات کرتے ہیں اس مقام پر جوش دلی اس امر کا تقاضا کر رہا ہے کہ میں منکرین کو یقین دلاؤں کہ اُس شہنشاہ حقیقی کی قدرت کا ملہ ایسی فراخ و وسیع ہے کہ اُس نے اپنی قدرت واختیارات سے بہت سے اور ایسے عالم پیدا کئے ہیں۔

کہ جس کی وسعت کے مقابلے میں یہ عالم مادی کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا ہے اور جس کی ماہیت تفصیلی ہمارے حواسوں کے ادراک سے باہر ہے مگر اُن کے موجود ہونے کے دلائل ہمارے پاس موجود ہیں چنانچہ منجملہ اُن دلائل کے ایک رویائے صادقہ یعنے سچے خواب کا واقعہ بھی ہے مگر اس معاملہ میں کلام کو طول دینا اور اس مرحلہ کو طے کرنا ہماری اس کتاب کے مطالب سے بہت بعید اور فاصلہ پر ہے الغرض اس حکایت سے عاقلوں کے لئے استنباطاً جو امور یقینیہ پیدا ہونگے وہ حسب تفصیل ذیل ہیں۔

اوّل یہ کہ نیکوکاری اور پرہیزگاری باعث نجات ابدی ہے۔

دوم یہ کہ اس عالم مادی کے علاوہ اور بھی عالم ہے کہ جو نفس الواقع جزا و سزا کا مظہر ہے۔

سوم یہ کہ صالحین کے خواب اکثر رویائے صادقہ یعنے سچے خواب ہوتے ہیں۔

جب کہ نوم و بیداری کی ضروریات اور اُن کے احکام کی تشریح ہو چکی تو اب حرکت و سکون کے احکام اور اس کی ضرورت کی تشریح کی جاتی ہے۔

حرکات و سکون کے احکام

حرکات بدن کی ضرورت کی بحث

چونکہ حرارت غریزی (اصلی حرارت) بدن انسان کا یہ کام ہے کہ جو چیز بدن انسان میں از قسم اغذیہ وغیرہ خارج سے یا از قسم رطوبات و مواد و اخلاط داخل بدن سے کسی بے محل جگہ یا غیر طبعی حالت سے کسی جزو بدن میں وارد ہو۔ اُس میں اپنا فعل کرتی رہے چونکہ اس دوام فعل سے اور دوام محنت سے حرارت مذکور کو کسل اور ضعف پیدا ہو جانا یقینی امر ہے اور ضعف و کسل وغیرہ انفعالات کے لاحق ہونے سے اُس کو فضلات کی تحلیل سے عجز و قصور ہوگا بدیں وجہ تھوڑا تھوڑا فضلہ مجتمع ہو کر ایک تعداد کافی ہو کر حرارت غریزی کو مغلوب کرے گا بدیں وجہ حرکات کی جانب احتیاج ضروری ہوئی تاکہ حرکت سے ایک دوسری گرمی پیدا ہو اور اُس حرارت حاصلہ کی مدد سے طبیعت بقیہ فضلات کو تحلیل کر دے۔ گویہ فضلات قے اور اسہال کے ذریعہ سے بھی خارج ہو سکتے ہیں مگر اس طریقے سے اُن کا اخراج ایک خوف ناک امر ہے جس کی تشریح استفراغ سے احتراز کرنے کے بارے میں آئندہ بہت تفصیل کے ساتھ بیان کی جائے گی۔

حرکات کی قسمیں اور حرکت کی تعریف

حرکت کی دو قسمیں ہیں ایک حرکت بدنی دوسرے حرکت نفسانی حرکت بدنی سے مراد ہے کل یا جزو بدن کا انتقال ایک جگہ یا مکان سے دوسری

جگہ یا دوسرے مکان پر۔ سکون کی تعریف حرکت کے خلاف ہے یعنے قیام کل وجزو بدن کا ایک مقام پر۔

حرکات نفسانی سے حرکات قویٰ وارواح کے مراد ہیں۔

سکون نفسانی سے قوے وارواح کا سکون مراد ہے۔

حرکات نفسانی کے اسباب اکثر عوارض وکیفیات جو بوسیلہ قوے نفس کو لاحق ہوتے ہیں وہ دو حال سے خالی نہیں ہیں یا تو وہ عوارض وکیفیات نفس کے لیئے نافع اور لذیذ ہونگے یا اوس کے لئے مضر اور ناگوار ہونگے پس جو عوارض وکیفیات اُسکے لیئے نافع وبہتر ہونگے اُن کا وہ طالب ہوگا اور جو کیفیت اُس کے لئے مضر اور ایذا دہندہ ہونگی اُن سے وہ مفرور ہوگا پس اُس کو اُس طلب یا فرار کی وجہ سے بالضرور حرکات ہوتے رہیں گے۔ اور کیفیات اور عوارض مذکورہ کی عدمی حالت کا نام سکون نفسانی ہے۔ گو بالذات نفس کو حرکت نہیں ہوتی ہے بلکہ ابتداءً حرکات قوے کو لاحق ہوتی ہے اور قوے کے حرکات بھی بذریعہ ارواح ظہور پذیر ہوتے ہیں اس لئے کہ قوے متحرک (حرکت دئے گئے) ہیں اور ارواح محرک (حرکت دینے والے) ہیں مگر ارواح کو حرکت بالذات نہیں ہوتی ہے بلکہ باقتضاے وارادہ قواے بدنی وفیضان (نفس ناطقہ) ہوتی ہے۔ جس طرح سے انجن یا باشکل خود بخود متحرک نہیں ہوتا ہے تاوقتیکہ کوئی اُس کا حرکت دہندہ نہ ہو۔ مگر اس مقام پر مجازاً ان حرکات کو روح نفسانی کی جانب منسوب کیا ہے یعنے حرکات نفسانی کہا گیا ہے۔

تنبیہ

لفظ نفس کا مفہوم اس مقام پر نفس سے مراد نفس انسانی ہے جس کو نفس ناطقہ کہتے ہیں اور جسکا تعلق اور ارتباط کلی انسان کے قلب سے ہے اور جو معانی جزئیہ اور معقولات کلیہ کو بذریعہ مختلف قوتہاے انسانی ادراک کرتا ہے اور بعد فناے بدن با ہیئت شخصی باقی رہتا ہے اور جب وہ مادہ سے یعنے انسان کے جسمانی تعلقات سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے تو عالم مجردات میں رہتا ہے پھر اس عالم مادی میں بازگشت نہیں کرتا تا ایں کہ خداوند عالم اُس کو عالم آخرت میں کسی خاص طرح کے جسم سے متعلق کرے۔

حرکت بدن کی قسمیں
حرکت بدن کے دو صنف ہیں ایک صنف ریاضت دوسری صنف ولک یعنے مالش بدن۔

ریاضت کی تعریف
ریاضت انسان کی ایک حرکت اختیاری کا نام ہے کہ جو بدن میں حرارت کو مشتعل کرتی ہے اور اس اشتعال حرارت کی وجہ سے انسان کو تنفس عظیم یا متواتر لینے لینے یا پے در پے سانس لینے کی ضرورت ہو جاتی ہے۔

ریاضت کے فوائد اجمالیہ کا بیان
بشرطیکہ کوئی امر مانع نہ ہو اور اعتدال سے زیادہ نہ ہو اور شرائط مفصلہ آئندہ کا لحاظ رکھا جائے تو ریاضت اُن امراض کو دفع کرتی ہے یا اُن سے محفوظ رکھتی ہے کہ جو مختلف اخلاط اور مادوں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اور نیز یہ کہ حرارت غریزی (اصلی حرارت) کو رطوبات اور فضلات سے پاک کر کے صاف و مصفے کرتی ہے اور اعصاب بدن اور مفاصل کو مستحکم اور مسامات بدن کو کشادہ اور فراخ کرتی ہے۔

ریاضت کے فوائد تفصیلیہ کا بیان
بشرطیکہ کوئی امر مانع نہ ہو وبہ رعایت شرائط مفصلہ آئندہ ریاضت فضلات کو تحلیل کرتی ہے اور اکثر اُن امراض کو زائل کرتی ہے کہ جو اخلاط ردیہ کے منگاسہ آرائی سے پیدا ہوتے ہیں لہذا اکثر اوقات استفراغ یعنے مسہل و قئے و فصد وغیرہ سے امر علاج میں استغنائی اور بے نیازی ہوتی ہے اور استفراغ سے انسان کا محفوظ رہنا اُس کی تندرستی اور طوالت عمر و بقائے قوت جملہ قواے بدنی کے لئے ایک لطیفہ عجیبہ ہے جس کی صراحت ایک تقریر بسیط میں کی جائے گی۔

جب حرارت غریزی بدن کی رطوبات فضلیہ (زائدہ) سے صاف ہو گی تو ظاہر ہے کہ تمام قواے کی حرکات بھی بہت سریع ہونگے جس کی وجہ سے عام بدن میں قوت ہو گی اور اشتہاے طعام بھی زائد اور ہضم بھی جید اور کامل ہوگا۔ اعصاب اور مفاصل بدن فضلوں کے رطوبات سے محفوظ رہیں گے لہذا اعصاب و مفاصل میں بھی نہایت ہی تقویت پیدا ہو جائے گی جس کی وجہ سے انسان کو کسی کام کرنے میں کسل و اضمحلال نہ ہوگا۔

نفع کی طلب اور ضرر و نقصان کے دفع میں چست و چالاک ہوگا۔ اور ترک ریاضت کی صورت میں چونکہ اعصاب و مفاصل بدن رطوبات فضلیہ کی وجہ سے نرناک یعنے پُر رطوبت ہوتے ہیں لہذا اوصاف مذکورہ بالا کی عدمی حالت خیال کرلو۔

علےٰ ہذا القیاس ریاضت سے مسامات بدن میں کشادگی ہوتی ہے لہذا اجزاء ناقصہ

کرجو اکثر اوقات اخلاط ردیہ سے طبیعت بر سبیل تبخیر (بھاپ بنا کر) دفع کرتی جاتی ہے عمدہ طور سے دفع ہوں گے۔ اور اگر تنقیح مسامات بخوبی نہ ہوگی تو بخارات مذکورہ بدن میں واپس جائیں گے پس اس رجعت قہقری (اولٹے واپس جانا) سے نقصان بدن کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

ریاضت کے اقسام کے تفصیلی بیانات | ریاضت کی دو قسمیں ہیں ایک عام بدن کی ریاضت ہے اور دوسری خاص عضو کی ریاضت ہے۔

تشریح

اوّل درجہ کی ریاضت عام بدن کے لئے کشتی یعنے لڑنت ہے اگرچہ اس ریاضت کو ثقہ لوگ کچھ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں مگر فی الواقع اگر بہ نظر حفظ تندرستی و اغراض مطلوبہ خوش عنوانی سے اور ہنرمندانہ طریقے سے کی جائے تو اس سے بہتر کوئی اور ریاضت نہیں ہے اس لئے کہ کشتی کی ریاضت میں جملہ اغراض ریاضت کا ایفا کافی اور قوی طور سے ممکن ہے بلکہ یقینی ہے بشرطیکہ ریاضت معتدلہ کے دائرے اعتدال سے باہر نہ ہو۔

دوم درجہ ریاضت عام بدن کی دوڑنا یا گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑا دوڑانا ہے۔

سوم درجہ ریاضت عام بدن کی گیند یا کرکٹ یا فٹ بال کھیلنا۔

چہارم درجہ ریاضت عام بدن جلد جلد چلنا یعنے نہ دوڑنا اور نہ آہستہ چلنا یا گھوڑے کو بطریق مذکورہ چلانا۔

پانچویں درجہ ریاضت عام بدن مشی و خرام ہے یعنے آہستہ آہستہ پیادہ پا چلنا یا گھوڑے پر سوار ہو کر آہستہ آہستہ چلنا۔

چھٹیں۔ درجہ ریاضت عام بدن فٹن یا ٹم ٹم یا کسی اور سواری پر سوار ہو کر چلنا۔

ساتویں۔ درجہ ریاضت عام بدن مختلف طریقوں سے جھولا جھولنا۔

آٹھویں۔ درجہ ریاضت عام بدن کشتی کے ذریعے سے پانی میں سیر کرنا۔

مدارج ریاضت

ریاضت مذکورہ کے مدارج بلحاظ سن و سال بشرطیکہ جمیع شرائط ریاضت موجود ہوں اور موانع مذکورہ

آئندہ مفقود ہوں تو ریاضت درجہ اول و دوم اُن اشخاص کی انتہائے ریاضت ہے کہ جو ضعیف الخلقت نہ ہوں اور عمر میں بارہ سال سے کم اور چالیس سال سے زیادہ نہ ہوں۔ ضعیف الخلقت سے مراد وہ اشخاص ہیں کہ جن کے قوائے ضعیف ہوں ورنہ بعض اشخاص کو ضعیف الجثہ (لاغر اندام) ہوتے ہیں مگر قوائے اون کے خلقتہً قوی ہوتے ہیں۔ بالجملہ ایسی ریاضت اشخاص مذکورہ کو بعد اجتماع شرائط (تمام شرائط کا موجود ہونا) و ارتفاع موانع (رکاوٹوں کا رفع ہونا) مذکورہ نہایت ہی مفید ہوگی۔ اس لئے کہ وہی فضلات مجتمعہ (جمع شدہ) جو باعث امراض مختلف ہوتے ہیں تحلیل ہونگے جس کی وجہ سے حرارت اصلی کدورتوں سے صاف ہوگی ہضم جیّد اور اعصاب و مفاصل میں قوت اور تصلیب (سختی) پیدا ہوگی اور امور مذکورہ سے کمال تندرستی کا ہوتا ہے۔

کم سے کم بارہ سال کی عمر کی قید اس غرض سے لگائی گئی ہے کہ یہ سن مُراہق یعنے بالغ ہونے کے قریب کا ہے اس سن میں اعصاب و مفاصل بدن میں سختی اور استواری آنا شروع ہوجاتی ہے۔ اس عمر کے ماقبل کا زمانہ اس قابل نہیں ہوتا ہے کہ ریاضت قسم اول و دوم کا طبعی طور سے متحمل ہو سکے اس لئے کہ بارہ سال سے کم عمر میں تو رطوبات کا غلبہ ہوتا ہے۔ اعصاب و مفاصل وغیرہ میں تصلیب (سختی) کامل نہیں ہوتی ہے۔ چالیس سال کے مابعد کی عمر میں رطوبت غریزیہ کی (اصلی رطوبات) بدن میں کمی شروع ہوجاتی ہے لہذا جملہ اعضاء میں ضعف آنا شروع ہوجاتا ہے اس وجہ سے ریاضت مذکورہ سے ایسے وقت میں رطوبات اصلیہ میں نقصان پیدا ہوگا۔

تیسرے درجہ کی ریاضت بارہ سے کم عمر بغایت پانچ سال اور چالیس سال سے زائد بغایت ساٹھ سال کی عمر والوں کے لئے انتہائے ریاضت ہے مگر اُن کے لئے مابقے دیگر درجات ماتحت کے (جو اس سے نیچے کے درجے باقی ہیں) ریاضت بھی مفید ہوگی۔

چوتھے درجہ کی ریاضت آٹھویں درجہ تک پانچ سال سے کم عمر اور ساٹھ سال سے زائد عمر کے لئے مناسب ہے مگر اوروں کے لئے بھی اس کی ممانعت نہیں ہے۔

تبدیل ریاضت

ریاضت مذکورہ کی تبدیلی بلحاظ ضرورت وقت	نوعیت ریاضت جو باعتبار عمر بیان کی گئی ہے وہ باعتبار قلت وکثرت رطوبات اصلیہ بدن و صلابت و عدم صلابت اعصاب و مفاصل

و تقسیم حصص عمر بیان کی گئی ہے۔ یعنے سن طفولیت و سن صبا و سن نمو و سن کہولت و سن شیخوخت۔ لیکن گاہے باعتبار قوت و ضعف و دیگر عوارض بدنی قطع نظر لحاظ عمر ریاضت معینہ مذکورہ کو تبدیل کرنا مناسب ہوتا ہے مثلاً زید کی عمر اگرچہ بارہ سال سے زائد اور چالیس سال سے کم ہے مگر اس کو بلحاظ ضعف و دیگر عوارض بدنی یا عوارض نفسانی یا دیگر اسباب خارجی ریاضت قسم اول و دوم کا عمل میں لانا مناسب نہیں ہے تو اس کے لئے دیگر اقسام مذکورہ میں سے کوئی ریاضت ادنےٰ درجہ کی مناسب حال تجویز کرنا چاہیئے۔ علے ہذا القیاس اور عمر والوں کی ریاضت مخصوصہ کو اسباب مذکورہ کے پیدا ہو جانے سے تبدیل کر دینا ضروری ہے مگر کسی حالت میں ایسی تبدیلی نہ ہونی چاہیئے کہ جو انتہاے ریاضت عمر کی نسبت سے تجویز ہو چکی ہے اس سے بڑھ جائے مثلاً بارہ برس سے کم اور چالیس سال سے زائد عمر والوں کی ریاضت کو قسم اول اور دوم کی ریاضت سے کسی حالت میں تبدیل نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ تبدیلی ریاضت جب ہو گی تو درجات ماتحت کی جانب ہو گی اس لئے کہ ممکن ہے کہ بوجہ موانع کے ایک نوجوان انسان کے لئے کہ جو ریاضت درجہ اول عمل میں لا سکتا ہے ریاضت درجہ ادنےٰ تجویز کیا جائے۔

عجیب حکمت

پروردگار کی عجیب حکمتوں میں سے ایک یہ بھی حکمت ہے کہ بضرورت بدن انسان کے لئے ایک تحریک پیدا کی ہے مثلاً غذا کے لئے بھوک۔ پانی کے لئے پیاس۔ نیند کے لئے غنودگی (اونگھ) چونکہ انسان کی طبیعت تجدید پسند ہے لہذا ماکولات و مشروبات و مسکن وغیرہ کی تجدید و تبدیلی کی ضرورت کے لئے حرکت پیدا کی گئی۔ پس اگر یہ محرکات پیدا نہ کئے جاتے تو اکثر اوقات انسان اپنی مطلوبات ضروریہ مذکورہ سے غافل ہوتا جس کا نتیجہ لازمی یہ تھا کہ امر بدن کا مختل (خلل پذیر) ہو کر ہلاکت کی نوبت پہونچتی۔ جس طرح سے امر علاج میں غفلت کرنے سے بعض اوقات مرجاتا ہے۔

لہ طفل و صبی ۱۲ سال تک سمجھا جاتا ہے اور سن نمو ۲۰ سال و شباب ۳۵ تک اس کے بعد ساٹھ تک کہولت ہے پھر شیخوخت۔

خاص اعضا کی ریاضت کی تشریح

منجملہ خاص اعضاء کی ریاضت کے موگدر ہلانا یا لیزم کھینچنا یا کمان سخت کھینچنا یا بھاری چیز کو اوٹھانا ہے۔ پس یہ ریاضتیں دونوں ہاتھوں کو شانوں تک اور سینہ و پشت کو نہایت درجہ قوی کرتی ہے اور ان خاص اعضاء میں وہی نفع دیتی ہے کہ جو عام ریاضت عام بدن میں

ڈنڑ اور بیٹھک کی ریاضت کا اثر

ڈنڑ اور بیٹھک بھی خاص اعضا کی ریاضت ہیں یہ دونوں ریاضت عام طور سے مشہور ہیں اُن کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ ڈنڑ کا اثر صدر پر زیادہ ہوتا ہے کیا معنے اجزائے صدر فضول سے پاک ہوکر غذا کا حصہ زیادہ ہضم کرنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے سینہ وسیع اور خوب صورت ہو جاتا ہے۔

بیٹھک کا اثر ساقین (دونو پنڈلیاں) پر بہت قوی ہوتا ہے یعنے پنڈلیوں کے اجزا غذا کو زیادہ جذب کرکے ہضم کرنے لگتے ہیں حتے کہ پنڈلیاں مضبوط اور قوی ہو جاتی ہیں۔

جو ریاضت خاص اعضاء کے لئے بیان کی گئی ہے اُس سے عام اعضا کو بھی نفع پہونچتا ہے مگر فرق اس قدر ہے کہ اعضاء خاص زیادہ منتفع (فائدہ پذیر) ہوتے ہیں۔

جماع من وجہ (ایک صورت سے) عام بدن کی ریاضت ہے اور من وجہ (ایک صورت سے) خاص عضو کی۔ بہرحال یہ ریاضت ریاضت قوی سے خالی نہیں ہے اس کے احکام وتفاصیل انشاءاللہ تعالے بطور مستقل بہت تفریح کے ساتھ آئندہ موقع پر بیان ہونگے۔

بلند آواز سے پڑھنا مقوی دماغ ہے

بلند آواز سے پڑھنا دماغ کو رطوبات غیر ضروری سے پاک کرتا ہے اور جو عضو رطوبات غیر ضروری سے پاک و صاف ہوگا اُس میں غذا کا حصہ زیادہ پہنچے گا لہذا وہ عضو قوی ہوگا پس دماغ بھی قوی ہوگا۔

قوۃ باصرہ و قوۃ سامعہ کی ریاضت

باریک خطوط گاہ گاہ پڑھنا یا اشیاے باریک پر باصرہ کو کام میں لانا قوۃ باصرہ کے فعل کو قوی کرتا ہے مگر ہمیشہ خطوط باریک یا اشیاء باریک پر باصرہ کو کام میں لانا باعث ضعف بصر ہے اس لئے کہ ایسی حالت میں روح باصرہ تحلیل ہوکر خفیف ہو جائے گی۔ علے ہذا القیاس اشیاء جمیلہ عام اس سے کہ صورت انسانی ہو یا پیکر حیوانی یا نباتی اشیاے مصنوعی باصرہ کی تقویت میں اعانت کرینگے۔

قوۃ سامعہ کو نغمہاے لذیذہ اور بعض مزامیر (باجے) خوش آئند سے تقویت حاصل ہوتی

ہے۔

کلیہ

بشرطیکہ دائرہ اعتدال سے خارج نہ ہو تو ہر عضو اور ہر قوۃ بوجہ ریاضت مخصوصہ اوس قوۃ یا عضو سے قوی ہوتا ہے چنانچہ مکثرین جماع (جماع کی کثرت کرنے والے) اور مرضعہ (دودھ پلانی) کی قوۃ مولدہ منی اور قوت مولدہ شیر قوی ہوتی ہے اس لئے کہ طبیعت کو اُس چیز کی ترقی میں نہایت اہتمام ہوتا ہے کہ جو زیادہ صرف ہوتی رہتی ہے۔

قوۃ حافظہ قوۃ مفکرہ قوۃ متخیلہ کی ریاضت

اگر کوئی شخص اپنے قوۃ حافظہ سے زیادہ کام لے گا یعنے اکثر معالات و مکالمات و علوم وغیرہ کو اپنے حافظہ میں محفوظ رکھنے کی کوشش کرے گا تو ضرور ہے کہ اُس کی قوت حافظہ میں ترقی ہوگی۔ علےٰ ہذہ القیاس جو علوم دقیقہ میں زیادہ غور و فکر کرے گا یا معاملات میں زیادہ خوض کی عادات ڈالے گا تو لامحالہ اُس کی قوۃ مفکرہ میں تقویت اور ترقی ہوگی اس لئے کہ قواے باطن کو تکرار فعل سے اُس فعل میں قوی ملکہ ہوجاتا ہے۔

ریاضت کے احکام عامہ

ریاضت کا تبادلہ بوجہ امور عارضی

اگر کوئی فصل امراض وبائیہ کے تحت حکومت ہو یعنے وباے ہیضہ یا طاعون وغیرہ اُس فصل میں جاری ہوں یا اور امراض کا فصل مذکور میں عام حدوث اور ظہور ہو تو ایسے اوقات میں ریاضت ترک کردینا چاہئے یا درجات مذکورہ ریاضت میں تنزل کرکے کوئی ادنےٰ درجہ کی ریاضت اختیار کی جائے۔

اندرونی یا بیرونی اعضاء میں اگر ورم وغیرہ لاحق ہیں تو اُس وقت میں بھی ریاضت سخت مضر ہوگی اور سکون نہایت بہتر ہوگا۔

جملہ اقسام صداع (دردسر) میں ترک ریاضت مناسب ہوگا یعنے سکون مفید ہوگا۔ جو لوگ بوجہ قہر امراض یا بوجہ استفراغات بے محل یعنے مسہلات و قے و فصد وغیرہ یا بوجہ کثرت جماع یا بوجہ کثرت عزوج خون ضعیف ہوگئے ہیں اُن کو بھی ریاضت مضر ہوگی مگر رفتہ رفتہ تاوقت حصول قوۃ ایک درجہ ریاضت سے دوسرے درجہ پر ترقی کرنا مناسب ہوگا۔

درجات ماتحت سے کسی درجے کی ریاضت عمل میں لانے کے بعد اُس سے اعلےٰ درجے کی ریاضت ہرگز عمل میں نہ لانا چاہئے۔

روزمرہ کے حالات تندرستی وضعف وقوۃ بدن وغیرہ کے ملاحظہ سے اور نیز بہ لحاظ حالات فصل وملک ہر شخص اپنے لئے درجات ریاضت میں سے کوئی درجہ ریاضت مقرر کرسکتا ہے۔

فرض کرو زید باعتبار عمر اسبات کی صلاحیت رکھتا ہے کہ وہ درجہ اوّل کی ریاضت کو عمل میں لاوے مگر وہ ایسے مقام پر ہے کہ جہاں کی ہوا نہایت گرم ہے تو اُس کو لازم ہے کہ وہ درجات ماتحت سے کوئی ریاضت مناسب اپنے لئے تجویز کرے۔

یا بکر باعتبار عمر اسبات کی استعداد رکھتا ہے کہ وہ درجہ اوّل کی ریاضت کو عمل میں لاوے۔ مگر ضعف بدن جو کسی وجہ سے اُس کو پیدا ہوگیا ہے اسبات کی اجازت نہیں دیتا ہے کہ وہ درجہ اول کی ریاضت عمل میں لاوے تو اُس کو اختیار ہے کہ وہ درجات ماتحت سے کوئی ریاضت مناسب اپنے حال کے تجویز کرے۔

یا خالد درجہ اوّل کی ریاضت بہ اعتبار سن وسال کرنے کا مستحق ہے مگر سختی فصل گرمی یا فصل برسات کے روادات (خرابی) کہ جو بالطبع محلّل قوت ہے اوس کو درجہ اوّل کی ریاضت کے کرنے سے مانع ہے تو اُس کو اختیار ہے کہ وہ درجات ماتحت سے کسی درجہ کی ریاضت کو اختیار کرلے۔

حتے الامکان مقام ریاضت وہ جگہ ہونا چاہئے کہ جس مقام کی ہوا کدورتوں سے صاف ہو اور آدمیوں کا ہجوم وکثافت وغیرہ لوازم مخرب ہوا نہوں ؛

حرکات نفسانی کی ضرورت

حرکات نفسانی کی ضرورت اور اوس کے جذبات

محال عقلی ہے کہ نفوس انسان کو اس عالم میں امر معاش یا فکر اولاد یا حبیب کے وصل یا محبوب کے ہجر یا موذی کے خوف یا قاہر کے قہر یا دشمن سے نفرت یا مرغوبات سے رغبت وغیرہ کیفیات وعوارض سے انفعالات عارض نہوں چنانچہ یہی تقاضاے نفسانی انسان کی ضروریات کے حصول کی غرض سے باعث حرکت بدن ہوتے ہیں۔ ہرگاہ عوارض مذکورہ کا عارض ہونا ضروری ہے تو نفس انسان بالضرور کسی کیفیات مذکورہ سے متاثر ہوگا اور روح قلبی کو تحریک کرے گا اور روح قلبی حرکت نہیں کریگی۔

تدارک کرتے کہ اپنے حامی اور مددگار کو اپنے ہمراہ نہ لے گی۔ اُس کا حامی و مددگار وہ خون لطیف اور نورانی ہے جس کی وجہ سے روح میں روانی ہی محض پیدا نہیں ہوتی ہے بلکہ حرکت کی وجہ سے جس قدر تحلیل ہوتی ہے اُس تحلیل شدہ روح کا وہ خون لطیف و نورانی تدارک بھی کرتا جاتا ہے۔ دیکھو غم و غصہ و خوشی و خجالت وغیرہ عوارض نفسانی کے لاحق ہونے سے بدن انسان کا خصوصاً چہرے کا رنگ کیسا مختلف ہوجاتا ہے۔ یعنے گاہے سرخ و گاہے سپید و زرد وغیرہ۔ پس یہ اختلاف رنگ چہرہ خون مذکور کے حرکات اندرونی اور بیرونی سے ہوتا ہے کہ جس کی تفصیل تحریر کی جاتی ہے۔

حرکات نفسانی کی تفصیل

حرکات نفس حسب طریقہ مفصلہ ذیل ہونگی۔

بعض عوارض نفسانی روح و خون کو دفعتاً خارج بدن یعنے جلد بدن کے نیچے متحرک کر دیتے ہیں جس طرح سے کہ خوشی اور غصے کی حالت میں ہوتا ہے۔

بعض عوارض نفسانی روح و خون کو آہستہ آہستہ داخل بدن سے خارج بدن کی جانب حرکت دیتے ہیں جس طرح سے کہ لذت کی حالت میں عام اس سے کہ لذت متعلق کسی حس کے ہو یعنے آنکھ کے متعلق مثلاً اشیاے جمیلہ کے دیکھنے کی لذت یا کان کے متعلق مثلاً نغمات و زمزمہ و راگ اور بینے یا اخبار خوشی کی لذت و مسرت یا ناک کے متعلق مثلاً پاکیزہ و خوشبودار اشیا کا سونگھنا۔ یا لامسہ کے متعلق جیسے کہ شے مرغوب کا مس (چھونا) یا جماع کی لذت۔

بعض عوارض نفسانیہ روح و خون کو داخل بدن کی جانب دفعتاً متحرک کر دیتے ہیں مثلاً خوف و ہراس کی حالت میں۔

بعض عوارض نفسانی روح و خون کو گاہے داخل بدن اور گاہے خارج بدن کی جانب بلا انتظام متحرک کر دیتے ہیں جس طرح سے حالت غصہ میں جب کہ غصہ کسی قدر خوف کے ساتھ ہو۔

غصے کی حقیقت

غصہ ایک کیفیت نفسانی ہے کہ اس کے ساتھ روح بہت جلد خارج بدن کی جانب موذی سے معاوضہ لینے کی غرض سے حرکت کرتی ہے بشرطیکہ غصے کی کیفیت قوی ہو ورنہ آہستہ آہستہ روح کا بہ تدریج ابھرآنا شروع ہوگا۔ چونکہ حسب تقریر سابق غصہ کی حالت

میں بھی روح کے ساتھ خون ہوگا اسی وجہ سے غصہ کے وقت بدن اور بالخصوص چہرہ غصہ ور کا سرخ ہوجاتا ہے۔

خوشی کی حقیقت خوشی اُس کیفیت نفسانی کا نام ہے کہ جس کی تحریک سے روح بہ غرض وصل شے مرغوب قلب سے خارج بدن کے جانب اندک اندک متحرک ہو جاتی ہے بشرطیکہ بے انتہا خوشی کی کیفیت نہ ہو کہ اس صورت میں بہت جلد ایک دم سے روح خارج بدن کی جانب آجاتی ہے۔ چونکہ روح کے ساتھ حسب قاعدہ مذکورہ بالا خون بھی ہوتا ہے لہذا خوشی کی حالت میں بھی تمام بدن خصوصاً چہرہ کا رنگ سرخ ہوجاتا ہے۔

خوف کی کیفیت خوف اُس کیفیت نفسانی کا نام ہے کہ روح قلبی و خون لطیف و نورانی بہ اتباع کیفیت خوف کے موذی کے مقابلے سے ناامید ہوکر خارج بدن سے داخل بدن یعنے قلب کی جانب بازگشت کرتی ہے یہ وجہ ہے کہ چہرہ خوف کے وقت زعفرانی (زرد) ہوتا ہے۔

غم کی حقیقت غم اُس کیفیت نفسانی کا نام ہے کہ روح و خون بہ اتباع کیفیت غم کے موذی پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے داخل بدن میں یعنے دل کی جانب اندک اندک حرکت کرتی ہے لہذا غم میں بھی چہرہ بتدریج یعنے آہستہ آہستہ زرد ہو جاتا ہے۔

خجالت کی حقیقت خجالت یعنے شرمندگی اُس کیفیت نفسانی کا نام ہے کہ جو بوجہ امر خجالت کے روح و خون گاہے داخل بدن میں اور گاہے خارج بدن میں غیر منتظم طور سے آتا جاتا ہے۔ گویا خجالت مرکب ہے کیفیت غم اور کیفیت خوشی سے۔ کیا معنے خجالت زدہ کی روح و خون گاہے امر خجالت سے خائف ہوکر داخل بدن میں متوجہ ہوتی ہے اور گاہے خجالت زدہ کو اُس کی عقل شے مخجل (خجالت دہندہ) کی حقارت کرکے اُس کو شجاع کرتی ہے لہذا اُس کو اس کیفیت آخرالذکر سے خوشی حاصل ہوتی ہے پس روح و خون اس خوشی کی کیفیت سے خارج بدن کی جانب حرکت کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ خجالت زدہ کا چہرہ گاہے زرد گاہے سرخ ہوجاتا ہے یعنے ایک رنگ آتا ہے اور ایک رنگ جاتا ہے جیسا کہ خجالت زدہ کے چہرے کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے۔

کیفیات نفسانیہ کی حوادث

شادی مرگ غصہ مرگ و مرگ غم واقع ہو جانے کی وجہ

اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ روح کی حرکت خواہ بدن یعنے قلب کی جانب ہو یا خارج بدن اُس کے ساتھ ہی خون صاف و لطیف و لہذا نی بھی حرکت کرے گا اور جس جانب روح کو حرکت ہو گی اُس جانب حرارت کو بھی حرکت ہو گی اور جس جانب روح و خون و حرارت کو حرکت ہو گی اُسکی خلاف جانب برودت کا غلبہ ہوگا۔ بہر حال بے انتہا حرکت روح کی عام اس سے کہ داخل کی جانب ہو یا خارج کی جانب مُہلک ہے۔

لیکن خارج کی طرف روح کی بے انتہا حرکت کرنے سے جیسا کہ خوشی کی حالت میں ہوتی ہے ہلاکت اس وجہ سے وقوع میں آتی ہے کہ جب اکثر حصہ روح کا بیرونی جانب متوجہ ہوگا تو اندک مقدار حصۂ روح اندرونی جانب باقی رہ جائے گا پس وہ تھوڑا حصہ بھی بضرورت رفع خلا باطن میں پھیلے گا اس لئے وہ حصہ قلیل روح کو جو بضرورت پھیل گیا ہے بھانپ سے خفیف ہو جائے گا لہذا نہایت ہی ضعیف اور کم طاقت ہوگا اور اپنے ضعف و کم طاقت ہونے کی وجہ سے باطن بدن کی تدبیر میں عاصی اور قاصر ہوگا پس لامحالہ باطن بدن سرد ہو جائے گا اور جس قدر روح خارج بدن میں حرکت کرکے آیا ہے وہ حصہ حرارت مزاج کی وجہ سے تحلیل ہو جائے گا چونکہ بوجوہ مذکورہ بالا باطن بدن سے اس بیرونی حصہ روح کی مدد قطع اور موقوف ہو جاتی ہے پس ظاہر بدن میں بھی برودت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اس واقعہ سے یا تو غشی پیدا ہو گی یا موت۔ جس طرح سے افراطِ خوشی میں شادی مرگ واقع ہو جاتی ہے۔

گاہے افراط غصہ بھی باعث موت ہو سکتا ہے مگر بر سبیل قلت (یعنے ایسے واقعہ کم ہوتے ہیں) اس لئے کہ افراط غصہ کی حالت میں روح کو خارج بدن کی جانب حرکت تو ہوتی ہے مگر خون کا جوش بوجہ طلب انتقام بغیر حصول قوۃ ممکن نہیں ہے اور جب کہ قوۃ کافی ہے تو غشی اور موت کا وقوع نہایت ہی نادر بلکہ بعید معلوم ہوتا ہے الا ماشاء اللہ تعالے۔

جس طرح سے روح کا خارج کی جانب افراط سے حرکت کرنا باعث ہلاکت و موت ہوتا ہے اسی طرح سے روح کا خارج سے داخل بدن کی جانب افراط سے حرکت کرنے سے بھی موت کا

حاوثہ پیدا ہو جانے ممکن ہے۔ اسی لئے کہ جب روح وخون باطن کے جانب بہ شدت متوجہ ہوں گے تا ایں کہ مجاری (مقامات سیر) روح بوجہ اجتماع روح وخون گھٹ جائے گی پس اس حالت میں بالضرور حرارت غریزی (اصلی حرارت) بجھ جائے گی اور حرارت غریزی کا بجھ جانا بھی موت ہے۔

سکون نفسانی کی تشریح

اس تمام حرکات نفسانی کے بیان سے بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے کہ سکون نفسانی کس حالت کا نام ہے۔ یعنے حرکات نفسانی مذکورہ کی عدمی حالت کو سکون نفسانی کہتے ہیں جس طرح سے افراط حرکات نفسانی طرح طرح کے بلاؤں میں مبتلا کرتے ہیں تا ایں کہ ہلاکت کی نوبت پہونچاتی ہے اسی طور سے افراط سکون نفسانی سے بھی نقصان پہونچتا ہے اس لئے کہ افراط سکون نفسانی عام بدن میں برودت اور ذہن میں بلاوت اور عقل میں ظلمت پیدا کرتا ہے پس اس تقریر سے ثابت ہوا کہ حرکات نفسانی بھی صحت کے لئے ضروری ہیں جیسا کہ حرکات بدنی تندرستی کے لیے ضرور ہیں ؛

مالش بدن

حرکت کی دوسری صنف (قسم) دلک ہے یعنے مالش کرنا۔ عام اس سے کہ مالش کل بدن کی ہو یا کسی عضو خاص کی اور عام اس سے کہ ہاتھوں سے ہو یا پارچہ ملائم وخشن (کھردرے) سے اور عام اس سے کہ خشک ادویہ سائیدہ سے ہو یا اقسام روغن سے غرض جس طرح سے ہو۔ اس عمل کے فوائد بھی مثل ریاضت کے فوائد کے ہیں بلکہ بعض اوقات وحالات میں دلک (مالش) سے بہ نسبت ریاضت زیادہ فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

دلک یعنے مالش بدن کے فوائد عام

دلک کے دو قسم ہیں ایک دلک سخت (سخت مالش) دوسرے دلک نرم (ملایم مالش) چنانچہ مالش شدت اور سختی سے کرنا بوجہ تحلیل رطوبات زائدہ جس کا تذکرہ حرکت وریاضت کے بیان میں کیا گیا ہے عضو کو قوی اور سخت کرتی ہے۔ دوسرے قسم کی دلک یعنے دلک ملایم اعضا کو سست کرتی ہے اس لئے کہ اس مالش سے عضو مدلوک (مالش کیا گیا) میں رطوبات جذب ہوتے ہیں۔

بہت دیر تک کسی عضو کا دلک کرنا اُس عضو کو لاغر کرتا ہے اس لئے کہ کسی عضو کا دلک

یعنے مالش مدت دراز کی اس عضو کے عمدہ رطوبات بھی تحلیل کرتی ہے کہ جو سرسبزی جسم کے باعث ہیں۔

مگر معتدل مالش بدن کو بالضرورۃ فربہ کرتی ہے اس لئے کہ معتدل دلک سے خون بھی جذب ہوگا اور تحلیل بھی نہیں ہوگا۔

خشن پارچہ (کھر کھرے کپڑا) سے مالش کرنا خون کو جذب کرتا ہے بشرطیکہ یہ مالش دیر تک نہ ہوتی رہے کیونکہ دیر تک مالش ہونے سے رطوبات مجذوبہ کا تحلیل شروع ہوگا۔ ملائم کف دست یا ملائم پارچہ سے مالش کرنا خون کو جذب کرتا ہے اور حبس خون بھی اس مقام پر ہوتا ہے کہ جہاں جذب ہوکر آیا ہے۔

دلک یعنے مالش بدن کے فوائد خاص

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دلک قدمین (دونوں پیروں کی مالش) اور دلک کفین (دونو ہتیلیوں کی مالش) بہت سے امراض دماغی کو نفع کرتی ہے عام اس سے کہ امراض مادی ہوں یا متعلق بخارات مادی۔ خواہ بخارات مادہ حاصلہ نے الدماغ (دماغ میں پہنچے ہوئے) یا مادون الدماغ (دماغ سے علاوہ) سے ہوں یعنے اور اعضا کے مواد مجتمعہ کے بخارات اُٹھ کر دماغ میں پہونچتے ہوں۔ علے ہذا القیاس قلب کو بھی دلک قدمین اور ساقین سے اور دلک کفین سے نہایت درجہ راحت پہنچیگی۔

میرے نزدیک اگر بغیر ضرورت بھی تلووں اور کف دست کی بالمرہ (روزانہ) مالش کرائی جائے تو یہ عمل تحفظ بصارت و حفظ دیگر افعال دماغی کے لئے نہایت ہی مناسب ہوگا۔ اور قلب کو بھی نہایت ہی اطمینان اور تفریح ہوگی۔ اس لئے کہ مالش اعضاے مذکورہ سے بخارات ناقص کہ جن سے عادتاً کسی انسان کا معدہ و جگر یا انتڑیاں وغیرہ خالی نہیں ہوسکتے دماغ و قلب وغیرہ کے جانب سے قدمین اور کفین کی جانب آنا شروع ہوتی ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ بخارات اپنی کیفیت سے قلب و دماغ وغیرہ اعضاے رئیسہ و شریفہ کو سخت تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ علے ہذ القیاس اگر نفس دماغ میں کوئی مرض مادی ہوگا تو عمل دلک یعنے مالش سے مادہ مرض بھی جذب ہونا شروع ہوگا۔

اس بنا پر جملہ اقسام صداع (دردسر) و سرسام و مالیخولیا و عشق و دیگر امراض دماغی کو دلک مذکور بہت ہی نفع دے گی۔

بعض اوقات غذاے ردی بدہضمی اور بے اعتدالی کی وجہ سے معدہ میں نفخ و قراقر

وغیرہ لاحق ہوتا ہے ایسے وقت میں سطح شکم پر مالش کرنے سے فوائد ظاہر طور سے محسوس ہوتے ہیں ۔

اگر کسی خاص عضو میں کوئی مادہ غلیظ یا چکیلا ہوا قایم ہوگیا ہے اور اس کا اخراج ظاہراً اور طور سے دشوار معلوم ہوتا ہے تو ایسے موقع پر دلک یعنے مالش اس دشواری کی تکمیل ہوگی ۔

اگر کوئی عضو خاص بہ نسبت دیگر اعضاء کے خلقتہً لاغر اور کوتاہ پیدا ہوا ہے یا کسی عارضے کی وجہ سے لاغر یا ضعیف ہوگیا ہے تو اس کو فربہ و توانا کرنے کی تدبیر دلک سے بہتر اور کوئی نہیں ہے اس لئے کہ عام بدن یا کسی خاص عضو کی فربہی اور درسازی ممکن نہیں ہے تا وقتیکہ اس عضو میں غذا عمدہ ذریعہ سے آزادانہ نافذ نہ ہو اور نفوذ کامل غذا کا نہ ہوگا تا وقتیکہ حرارت کو اس عضو میں پوری جگہ نہ ملے کیونکہ تغذیہ (غذا پہونچانے) کی مہتمم حرارت ہے اور حرارت کو وسیع جگہ ملنا بدن یا عضو کے مجاری (جانا ہے گذر) کی وسعت سے ہوتا ہے پس حرارت کو وسیع جگہ ملنا دلک یعنے مالش کے ذریعہ سے ہوتا ہے ۔ محض حرکت بلا دلک اس کام کی تکمیل نہیں کرسکتی ہے ۔ بالجملہ جس عضو کو فربہ کرنے کی ضرورت ہو اولاً اس میں سخت دلک سے کام لیں بعدہٗ اس پر گرم پانی کا نطول (ترپڑا) کریں بعد دیگر لائق تدبیریں عمل میں لاویں تاکہ رطوبات مجذوبہ اپنی جگہ پر قایم رہیں ۔ اگر کسی عضو میں مادہ ریحی یا سردی کا غالب ہو تو اس مقام پر بھی دلک سے بہت اچھا کام نکلتا ہے ۔

اگر کسی فوقانی (بالائی) حصہ بدن سے کسی مادہ کا جذب کرنا منظور ہو اور ایسے وقت میں اور تدبیرات جذب مادہ کی دشوار ہوں تو یہاں عمل دلک نہایت کافی ہوگا ۔

فائدہ عظیمہ

چونکہ قبل اس کے بہت تشریح کے ساتھ بیان ہوچکا ہے کہ عند الریاضت (ریاضت کے وقت) روح وخون وحرارت کو حرکات ہوتے رہتے ہیں لہذا قبل ریاضت کے دلک (مالش) بدن نہایت ہی مناسب ہوگا تاکہ دلک اعضاء کو آمادہ ومستعد ریاضت کے حرکات پر کردے ۔ قبل ریاضت جو دلک کی جاتی وہ ابتداءً بملایمت ہونا چاہئے بعدہ بتدریج ریاضت کے شروع

کے وقت تک سختی کی جانب بڑھائی جائے۔

علے ہذو القیاس بعد ختم ریاضت بھی دلک بدن بہ ملائمت ضروری ہے اس لئے کہ یہ دلک انسان کے تھکے ہوئے اعضا کو راحت پہونچاتی ہے اور رطوبات بدن کے تحلیل کو مانع ہو گی۔ اور روح وخون کو اعضاء کے جانب جذب کرے گی اور نیز روح وخون مجذوبہ کی حفاظت بھی کرے گی اور اُن مواد ناقصہ کو تحلیل کرے گی کہ جو بعد ریاضت عضلات واعصاب میں کسی قدر باقی رہ گئے ہیں۔

غسل اور حمام کے احکام

غسل وحمام کے ضروری ہونے پر ایک لطیف تقریر

جس طرح سے ریاضت ودلک انسان کی تندرستی کے لئے ضروری ہے اسی طرح سے غسل وحمام بھی انسان کی بقاے صحت کے لئے ضروری ہے بلکہ اکثر مواقع پر صحت زائلہ کو واپس لاتا ہے۔

حکیم مطلق نے اپنی حکمت کاملہ سے بدن انسان میں مختلف طرق (راستے) مناسب واسطے دفع فضول ناقصہ مقرر فرمائے ہیں عوام کی فہم کے غرض سے ہم اُن کو مشروحاً بیان کرتے ہیں سب سے بڑا فضلہ معدہ کے تصرفات سے ہوتا ہے جس کو براز اور ہمارے محاورے میں مجازاً پاخانہ کہتے ہیں۔ کیا معنے معدہ شئے ماکول (کھائی ہوئی چیز) کی دو تفریق کرتا ہے۔ ایک حصہ کہ جس میں صلاحیت تغذیہ (غذا دینے کی) ہے جگر کی قوۃ جاذبہ سے جگر میں جذب ہو جاتا ہے دوسرا حصہ کہ جو غذا سے خالی ہو جاتا ہے بذریعہ قوۃ جاذبہ امعاء (آنتیں) میں جذب ہو جاتا ہے یہاں اُس کو اِس قدر توقف ہوتا ہے کہ قدرے قلیل بقیہ اجزاے اغذیہ جگر اپنی قوۃ جاذبہ سے جذب کرلے پس اب یہ فضلہ بجمیع الوجوہ بیکار ہو جاتا ہے لہذا طبیعت باستمداد صفرا جو مرارہ (پتے) سے قطرہ قطرہ ٹپکتا ہے اُس فضلہ کو پیچیدہ انتڑیوں سے بہ خط مستقیم معاے مستقیم کی سڑک پر لاکر مبرزہ یا پاخانہ کا مقام سے دفع کرتی ہے۔ چونکہ یہ فضلہ مقداراً جملہ فضلات سے زیادہ ہوتا ہے اور دیگر فضلات سے گاڑھا اور سنگین بھی ہوتا ہے لہذا اُس کے لئے مخرج (جاے خروج) بھی بہ نسبت دیگر فضلات کے وسیع بنایا گیا ہے

اب وہ حصہ غذا جو جگر میں گیا ہے اُس میں جگر بھی اپنے تصرفات اور فرائض اداکر کے دو تفریق کرے گا ایک حصہ سے اخلاط تیار ہونگے اور بدن کی عمارت کی ترمیم کرتے رہینگے دوسرا حصہ

گردہ کی قوۃ جاذبہ سے جذب ہوکر گردے میں آئے گا جس میں سے گردہ اپنے قابل اجزاء اپنی غذا کے لئے حاصل کرکے بذریعہ اُس کی قوۃ دافعہ یا بوسیلہ قوۃ جاذبہ مثانہ کے مثانہ میں آوے گا یہاں اس فضلہ کو اس قدر توقف ہوگا کہ مثانہ اپنے مزاج کے موافق اس میں سے اجزاے غذائیہ حاصل کرے جب مثانہ اپنی غذا لے لے گا تب وہ حصہ مجذوبہ بالکل اجزاے غذائیہ سے خالی ہو جائے گا اُس وقت مثانہ کی قوۃ دافعہ براہ احلیل (سوراخ ذکر) اُس کو دفع کردیگی۔ جس کو پیشاب کہتے ہیں۔ چونکہ یہ فضلہ بہ نسبت فضلہ اول الذکر کے مقداراً کم اور قواماً رقیق ہوتا ہے لہذا اوس کا مخرج (نکلنے کا راستہ) بہ نسبت مخرج فضلہ مذکورۃ الصدر تنگ اور بہ نسبت دیگر مخارج وسیع بنایا گیا ہے۔ اب اس غذا میں سے جس کو جگر نے اپنی نالیوں کے ذریعے سے جنہیں طبیب وریدین کہتے ہیں بدن کے چمن کی آب پاشی کی ہے بغرض پرورش بدن میں آئے گا جس سے کل بدن کی جلد بھی غذا حاصل کرے گی جب کہ جلد غذا حاصل کرے گی تو اُس فضلہ کو کہ جس میں صلاحیت تغذیہ نہیں رہی ہے دفع ہونا ضروری ہے لہذا طبیعت اُس فضلے کو بخارات (بھاپ) بناکر مسامات بدن کے راستے سے باہر نکالتی ہے کہ جو فوراً ہوا کے ملاقات سے پانی کی شکل بدل کر بدن پر بہ نکلتا ہے جس کو پسینہ یا عرق کہتے ہیں۔ پس غور کرو کہ اگر مجاری (گزرگاہیں) بول و براز کی کسی وقت بند ہو جائیں یا بول و براز (پاخانہ و پیشاب) کے راستے ناہموار اور غیر مصفٰے ہو جائیں جس کی وجہ سے بول و براز کا آنا بند ہو جائے۔ یا بول و براز کے خارج ہونے میں دشواری ہو تو انسان پر کیسی ناگفتہ بہ بلائیں اور مصیبتیں پیدا ہونگی۔ پس اسی حالت پر قیاس کرلو پسینہ یا عرق کی حالت کو کہ وہ بھی ایک قسم کا فضلہ ہے اور اُس کے مخارج مسامات جلد بدن ہیں اور جلد بدن چونکہ ہر وقت خارجی ہوا سے کہ جو غبار سے خالی نہیں ہوتی ہے ملاقات کرتی رہتی ہے اور اکثر اوقات بخارات ردیہ خارجیہ کا بدن سے اتصال رہتا ہے بدیں وجہ جلد بدن منفعل ہو کر اُس کے مسامات مسدود یا ناصاف ہو جاتے ہیں۔ یا مسامات کے قعر (گہرائی) میں رطوبات متعفنہ مجتمع ہو جاتی ہے اور فضلات مذکورہ کا اخراج موقوف ہو جاتا ہے۔ یا اُس کے خارج ہونے میں کمی آجاتی ہے لہذا بیرونی ہوا کہ جو ترویح (ٹھنڈک پہونچانے) حرارت غریزی کے لئے مسامات کے ذریعہ سے داخل بدن میں پہونچتی ہے آزادانہ نہیں پہونچ سکتی اور نیز دیگر اغراض کی وجہ سے بھی تفتیح مسامات جلد کی اشد ضرورت ہوتی ہے لہذا یہ جملہ ضروریات غسل اور حمام سے تکمیل پاتے

ہیں ۔

بعد غسل و حمام طبیعت میں تفریح کیوں پیدا ہوتی ہے۔

غور کرو کہ بعد الغسل والحمام (حمام اور غسل کے بعد) طبیعت میں نہایت درجہ تفریح ہوتی ہے اور طبیعت کا انقباض دفع ہو جاتا ہے عام اس سے کہ انقباض طبیعت بوجہ عوارض نفسانیہ یعنے غم والم و فکر وغیرہ ہو یا بوجہ عوارض بدنی۔

اس تفریح و انبساط کی وجہ یہ ہے کہ غسل سے مسامات بدن اندرونی اور بیرونی کثافتوں سے پاک ہو جاتے ہیں نسیم بارد قلب و حرارت غریزی کو خود مختار انہ بلا مزاحمت کثافت محتبۃ فے المسامات (جو مسامات میں جمع ہو گئی ہے) کے پہونچنے لگتی ہے جس کی وجہ سے قلب میں اور روح حیوانی میں انبساط (کشادگی) ہوتا ہے اور رنج و غم والم و حزن میں قلب کو حالت انقباضی لاحق ہوتی ہے اور حالت انبساطی قلب کے انقباضی حالت کے خلاف ہے۔ پس اگر ٹھنڈے پانی سے غسل کیا جائے تو سرد پانی بالذات ترویح حرارت غریزی (حرارت اصلی کو ہوا پہونچانا) اور قلب کے انبساط میں چارہ گر ہوگا اور آب گرم یا نیم گرم سے غسل کیا جائے گا تو مسامات جلد بدن کی تفتیح (کشادگی) کی وجہ سے نتیجہ کے طور پر وہی بات حاصل ہوگی کہ جو آب سرد میں۔

غسل کے فوائد و تشریحات مفیدہ

بشرطیکہ کوئی امر عارضی مانع موجود نہو تو کم سے کم روزمرہ ایک بار غسل کرنا مناسب ہے اور بہترین وقت غسل صبح کا وقت ہے اس لئے کہ تمام دن اور تمام رات کے فضلات جو مسامات میں جمع ہیں یا اجزاے ادویہ خارجیہ فوق الجلد (جلد کے باہر جو چرک یا میل وغیرہ ہوتی ہے) کا تصفیہ بخوبی ہو جائے گا۔

اور محل و مقام غسل کوئی ایسا مقام پاک و صاف اور محفوظ ہو کہ جہاں سرد ہوا کا گزر نہو اور مقام غسل نجاست و کثافت سے صاف اور مصفے ہو۔

جس پانی سے غسل کیا جاے وہ پانی بھی اون عیوب اور نقصانات سے پاک ہو کہ جن کا تذکرہ پانی کے احکام میں گزر چکا ہے اور حتے الامکان غسل کا پانی شیرین اور صاف و سبک ہو کھاری اور مکدر پانی سے غسل کرنا باعث مضرت ہوگا۔

جس پارچہ سے مثلاً تولیہ وغیرہ سے بعد غسل بدن پونچھا جائے وہ پارچہ صاف و مصفے ہونا بہت ضرور ہے ورنہ پارچہ کثیف کی کثافت سے پھر مسامات جلد کثیف

ہوجائیں گے اور امر مطلوب فوت ہوجائے گا۔

حتے الامکان بعد غسل کثیف لباس بھی نہ پہننا چاہئے اس لئے کہ ایسے لباس سے منافع غسل بہت کم ہو جاتے ہیں۔

تاوقتیکہ غسل کرنے والے کا جسم بالکل خشک نہ ہو جائے اس وقت تک سرد ہوا سے عام بدن خصوصاً سر کی حفاظت بہت ہی ضروری ہے اس بنا پر سر کے بالوں کو خشک کرنے میں بہت جلدی اور مبالغہ کیا جائے اس لئے کہ پانی کی برودت سے دماغ کو سخت نقصان پہونچتا ہے بشرطیکہ کوئی اور وجہ سرد پانی سے نفع پانے کے دماغ کے لئے موجود نہ ہو غسل کے وقت حتے الامکان عام بدن خصوصاً زیر بغل اور کنج ران وغیرہ کی مالش میں زیادہ سرگرمی کرنا چاہئے تاکہ مع دیگر فوائد ولکھن کا (مالش بدن) بھی فائدہ ہو کہ جس کی صراحت قبل اس کے کی گئی۔

جاڑوں کے غسل کی ہدایت بلحاظ اصول مذکورہ بالا جاڑوں کے فصل میں عموماً تندرست ہر عمر والے کو گرم پانی سے غسل کرنا چاہئے اس لئے کہ اس موسم میں مسامات جلد بدن خارجی سردی کی وجہ سے بند رہتے ہیں اور گرم پانی سے مسامات جلد بدن کشادہ ہوجاتے ہیں گرم پانی سے ایسا تیز گرم پانی مراد نہیں ہے کہ اس کی حرارت کی برداشت مشکل سے ہو اس لئے کہ ایسا تیز گرم پانی بھی مسامات کو بند کر دیتا ہے اور رطوبات بدن کو خشک کرتا ہے۔

گرمیوں کے غسل کی ہدایت جب تک بارش کا اثر عام طور سے ہوا زمین وغیرہ میں محسوس نہ ہو اس وقت تک برعایت اصول مذکورہ بالا بارہ برس سے زیادہ اور چالیس برس سے کم عمر والوں کو تازہ پانی میں غسل مناسب ہے اس سے کم یا زیادہ عمر والوں کو نیم گرم پانی سے غسل بہتر ہوگا۔

برسات کا غسل جب بارش ہوجائے اور رطوبات وتری کا زمین وہوا وغیرہ میں اثر محسوس ہو تو اس وقت میں ہر عمر کے اعتبار سے آب نیم گرم سے غسل مناسب ہوگا اس لئے کہ اس موسم میں ہوا کی کیفیات یکساں نہیں رہتے ہیں گاہے گرمی کی کیفیت غالب ہوتی ہے اور گاہے سردی کے لہذا دونوں حالتوں کے لحاظ سے آب نیم گرم بہتر ہوگا۔

جنابت (ناپاکی) کے غسل کی ضرورت جنابت کا غسل خواہ بذریعہ احتلام (حالت خواب میں انزال منی)

واقع ہوئی تو یا بذریعہ مجامعت وغیرہ۔ اس حالت کا غسل قطع نظر احکام تاکیدی ہر مذہب
خصوصاً مذہب اسلام کے عقلی طور سے بھی نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ دلیل عقلی ضرورت
غسل مختصر طور سے بیان کی جاتی ہے غالباً ارباب فہم ہماری اس دلیل کو تسلیم کرینگے۔

یہ امر تو محققین اور ماہرین فن طب کے نزدیک قریب بدیہات کی ہے کہ انزال
جماع سے ہو یا احتلام سے بلکہ محض جماع بغیر حرکات بدنی و نفسانی نہیں ہو سکتی
ہے اور ہر حرکت قوی حرارت بدن اور اخلاط و رطوبات بدن کی مشتعل (جوش دہندہ)
ہیں پس انزال بلکہ جماع میں دو قوی حرکتیں موجود ہیں یعنے حرکات بدنی و حرکت
نفسانی پس دونوں حرکتیں بدرجہ اولے مشتعل (جوش دہندہ) اخلاط و رطوبات ہونگی
جب کہ اخلاط و رطوبات میں بہ توسط حرارت جوش اور تلاطم عظیم برپا ہوگا تو ضرور ہے
کہ یہ رطوبات و اخلاط بدن کے اوپر کے طرف رجوع ہوں گے اور وقت انزال چونکہ
دفعۃً مسامات بدن کشادہ ہو جاتی ہیں لہذا بوجہ قرب و اتصال رطوبات و اخلاط جوشندہ
میں سے کسی قدر (فتح مسامات و مسامات کے کھلنے) کی وجہ سے مسامات کی گہرائی میں خارج
جلد پر رہ جائیں گی پس اگر یہ رطوبات بذریعہ غسل صاف نہ کی جائیں گی تو بالضرور غیر
مقام میں ہونے کی وجہ سے متعفن ہو جائیں گی اور باعث نقصان تندرستی ہونگی۔
دیکھو جب تک غسل جنابت کا نہیں کیا جاتا ہے طبیعت میں کیسا انقباض رہتا ہے۔
اس کی علت بجز اس کے اور کوئی نہیں معلوم ہوتی ہے کہ مسامات بدن کے راہ سے
جو ہوا (ترویح حرارت و قلب (اصلی حرارت اور دل کے ٹھنڈک) پہونچانے کے لئے
جاتی ہے وہ انہیں رطوبات متعفنہ سے ملاقات کرتے ہوئی اور اُن کی کیفیات ردیہ
سے متاثر ہوتے ہوئی بدن میں جاتی ہے لہذا ایسی ہوا سے حرارت غریزی اور دل کو
ایذا پہونچتی ہے بدیں وجہ دل میں کماینبغی انبساط نہیں ہوتا ہے اور انبساط ضروری
کے عدمی حالت انقباضی حالت ہے مگر اُن امور کا ادراک اون لوگوں کو ہوتا ہے۔
جن پر لفظ انسانیت صادق آسکتا ہے نہ بہایم سیرت اور کثیف طبع انسانوں پر۔

توضیح

بہ لحاظ اقسام حرکت کے خواب میں بھی تصورات جماع سے بدن میں حرکت ہوتی رہتی

ہے اور خواب کی حالت میں بھی تصورات وہمیہ باعث حرکات نفسانی ہو سکتے ہیں اس مسئلے کی تشریح اہل علم کے نزدیک تو مخفی نہیں ہے اور عام اشخاص کو اس کے تشریح کی حاجت نہیں ہے۔

حمّام

حمام کی مختصر ماہیت اور اسکے غسل کے مختصر احکام

حمام اُس مکان کا نام ہے کہ جو واسطے غسل کے بنایا جاوے عام اس سے کہ غسل تندرستی کی حفاظت کی غرض سے کیا جائے یا تندرستی کی واپسی کی غرض سے کیا جاے۔ حمام عموماً چار درجہ کا ہوتا ہے۔ اول درجہ جامہ خانہ کے نام سے موسوم ہوتا ہے یہ وہ درجہ ہے کہ جس مقام پر غسل کرنے والوں کو بغرض غسل اپنا لباس اوتارنا چاہیئے اس درجہ میں گرمی و سردی اُسی حالت پر ہوتی ہے کہ جیسی عام مکانات میں ہو گی۔

اس کے بعد دوسرا درجہ ہوتا ہے اس درجے میں گرمی عمدہ طور سے محسوس ہونے لگتی ہے اس کے بعد تیسرا درجہ ہے اس درجے میں گرمی دوسری درجہ سے بھی زیادہ محسوس ہو گی اس کے بعد چوتھا درجہ ہے کہ جو آتش خانہ کی سطح بالائی اور اوس کی زمین ہے یہ مقام نہایت گرم ہوتا ہے حتے کہ اگر زیادہ توقف ہو تو عجب نہیں ہے کہ غشی وغیرہ آثار ضعف قوۃ کی نوبت پہونچے۔ اس لئے کہ کچھ تو رطوبت بدن کا اس مقام میں تحلل ہوتا ہے اور کچھ اس درجہ آخرین حمام کی ہوا سے گرم سے قلب کو ایذا پہونچتی ہے۔ بالجملہ اس چوتھے درجے میں غسل دمشت مال وغیرہ کی جاتی ہے۔

حاصل مقصود یہ ہے کہ حمام کی تاثیرات انسان کے بدن میں ایک قوی موثرات ہیں۔ اور حمام بعض بعض امراض کو نہایت ہی حیرت ناک نفع دیتا ہے اور بدن میں بہت صاف اور آشکارا طور سے تغیرات اور آثار پیدا کرتا ہے۔

حمام کی عمدگی کی تفاصیل اور اس کے غسل کے آداب و احکام بالتفصیل کتب طبیہ میں درج ہیں لہذا مجھ کو اُن کی تشریح اور ترسیم کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس مجموعہ میں اون امور کے بیان کا زیادہ اہتمام کیا گیا ہے کہ جو اور کتب طبیہ میں مشروح نہیں ہیں۔ یا فروگذاشت ہو گئے ہیں باایں ہمہ ملک ہند کے چند شہروں کے سوا اور کسی مقام پر حمام

نہیں ہیں لہذا عوام لوگ حمام کی ماہیت سے بھی واقف نہیں ہیں۔ ہمارے ملک میں اوجڑے ہوتے دیار دہلی شاہ جہان آباد کے حمام اپنی قدامت اور پاکیزگی عمارت وتکلفات وغیرہ کے اعتبار سے اب تک شاہان مغلیہ کی یادگار ہیں۔

تبدیل فصل کے احکام

انسان کا ایک فصل سے دوسر فصل میں آنا

چونکہ تغیرات فصل وموسم کے انسان کی حالت بدن کے لئے قوی تغیرات ہیں اور ہر تغیر فصل بالطبع کھانے وپینے ومکانات سکونت ولباس وغیرہ کے تغیرات کا مقتضی ہے لہذا تغیرات فصل کے احکام عام فہم بیان کرنا ضروری ہیں ۔ ان کی تشریح مناسب معلوم ہوتی ہے۔

موسموں کی تقسیم میں کسی قدر اطباے سلف کی تقسیم سے اختلاف کیا جاتا ہے مگر اس تقسیم میں وہ جملہ احکام شامل ہو جاویں گے کہ جو اطباے سلف کی تقسیم پر حاوی ہو کر چاروں فصلوں کو ایک دوسرے سے تمیز دے دیں گے۔

تقسیم پارینہ سے جو یہاں گریز کیا گیا ہے اوس کی وجہ یہ ہے کہ اطبا سے موصوف نے موسموں کو چار فصلوں پر تقسیم کیا ہے اور اس تقسیم کے اعتبار سے اونھوں نے ہر موسم کی تدبیر بتائی ہے۔ مگر چونکہ اکثر معمورے (آبادیاں) باعتبار خط استوا مختلف اقلیموں میں واقع ہیں لہذا باعتبار حرارت وبرودت (گرمی وسردی) ہر مقام کے فصلوں میں نہایت ہی اختلاف ہوتا ہے اور چاروں فصل کا تحقق جملہ آبادیوں میں یکساں نہیں ہوتا ہے۔ پس جس طور سے کہ خاکسار موسموں کی تفصیل کرتا ہے۔ غالباً اس سے اس قدر بالضرور مدلل ہے کہ ہر زمانہ موسم ہر معمورہ کا دریافت ہو جاتے اگر کسی معمورہ میں موسم کی ایک ہی حالت رہتی۔ اور دوسرے موسم کی بہت ہی خفیف کیفیت محسوس ہوتی ہے یا اوس دوسرے موسم کا زمانہ بہت ہی کوتاہ ہے تاہم اس تقسیم سے پتہ مل سکتا ہے۔

فصل کی تعریف

ہوا کے مختلف تغیر طبعی اور اوس کی مختلف تاثیرات فے البدن (بدن کے اندر الگ الگ اثروں) کی تمیز ہونے سے فصل کی تعریف حاصل ہوتی ہے۔ اگر ہوا کے تغیرات مختلفہ کا لحاظ نہ کیا جائے۔ اور بدن کے تغیرات متنوعہ (رنگارنگ) کا اعتبار ملحوظ نہ ہو تو موسم لاوجود لہ (جس کا کوئی وجود نہ ہو) میں شمار ہوگا۔

فصل یا موسم طبعی کے حدود بشرطیکہ کوئی امراض من قبیل اسباب (اسباب کی قسم میں سے) ارضی وسماوی یا پہاڑ وغیرہ کی قربت نہ ہو تو ہوا پر ایک زمانہ خاص میں اگر کیفیت حرارت وبرودت ورطوبت کا یکساں اور برابر مسلط رہے گا تو اوس زمانے کو فصل ربیع (بہار) سے تعبیر کرینگے۔

اور اگر ہوا میں کیفیات حرارت وخشکی نہایت درجہ غالب ہے تو اُس زمانے کو فصل صیف (گرمیان) یا گرما یا کھرسا کے زمانہ سے تعبیر کریں گے۔ اور اگر ہوا کے کیفیات غیر منتظم ہونگے یعنے کسی وقت گرمی کا اور کسی وقت سردی اور کبھی کسی وقت سردی وتری کا اور کسی وقت گرمی وتری کا بارات کو سردی دن کو گرمی کا غلبہ ہے جس طرح سے برسات کے زمانے کی لیل ونہار ہوتی ہے تو ایسے موسم کو موسم خریف کہیں گے جس کو ہماری زبان میں برسات کہتے ہیں +

فصل ربیع کے لوازم بشرطیکہ آئندہ موسموں میں خوف واحتمال حدوث مختلف امراض کا نہو تو ربیع کی موسم جملہ استفراغات کے لئے مناسب ہے۔ یعنے فصد یا اسہال یا قے وغیرہ کے لئے۔ اس لئے کہ مزاج اس فصل کا گرم وتر ہے لہذا وہ اخلاط ومواد کہ جو اس کے ماقبل زمانے میں یعنے سردی کے زمانے میں سردی کے غلبے سے نے الجملہ غلظ پذیر (گاڑھاپن قبول کرنے والے) ہوگئے تھے اب اون میں اس فصل کے مزاج کی تاثیر سے سیلان ہوتا ہے لہذا طبیعت کو اچھے اخلاط کے روکنے اور ناقص اخلاط کو دفع کرنے کا عمدہ موقع اور عمدہ قدرت ملتی ہے۔ اور ہر استفراغ سے یہی بات مطلوب ہوتی ہے۔

غذا اس موسم کے بلحاظ ضدیت مزاج موسم سبزترکاریاں اور ساگ وغیرہ جو مزاج میں زیادہ سرد نہ ہوں بلکہ حتے الامکان گوشت میں سبزترکاریاں وساگ مذکورہ شامل کرکے پکاکر کھانا چاہئے اور اُن اشیا کے کھانے سے سخت پرہیز کرنا چاہئے کہ جو مزاج میں گرم ہیں۔ غالباً دال مسور ومونگ اس موسم میں ایک غذاے صالح اور مناسب طبیعت ہوگی۔ اور کچنال کی کلیاں موسم ربیع میں ایک نہایت مفید اور لذیذ ترکاری ہے۔

اس موسم میں اقسام ریاضت سے وہی ریاضت بہتر ہوگی کہ جو درجہ اعتدال کی ہو۔

لباس اِس موسم کا ہلکا اُونی پارچہ کا یا بہت ہی خفیف پنبہ دار مناسب حال ہوگا۔

فصل صیف یعنے موسم گرما کے لوازم فصل گرما بعد ختم زمانہ ربیع شروع ہوتی ہے اور گرمی کی یوماً فیوماً ترقی ہوتی جاتی ہے حتے کہ تندرست انسان کو کسی وقت میں سردی کے دفع کے لئے

لباس سرمائی کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ اس موسم میں اکثر ہمارے ملک کے معموروں میں لو چلتی ہے بلکہ بعض مقامات پر تو اس شدت کے ساتھ لو چلتی ہے کہ بعض اوقات انسان اور حیوان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اس فصل کا مزاج گرم وخشک ہے لہذا ایسے امراض پیدا ہوتے ہیں کہ جو غایت درجہ حاد (ادر تیز) اور گرم ہیں مثلاً سرسام وتپ صفراوی وذات الصدر (سینہ کا درد) وذات الریہ (پھیپھڑے کا درد) وغیرہ)

اس موسم میں چونکہ فصل کی تاثیرات سے بدن انسان میں حرارت ویبوست کا غلبہ ہوتا ہے لہذا جملہ قوائے بدن ضعیف ہو جاتے ہیں اس بنا پر غذا میں بھی قلت کرنا چاہئے اور ریاضت وجماع میں بھی نہایت تقلیل ضروری ہے اور ایسے مکانات میں سکونت ضروری ہے کہ جہاں آفتاب کی تمازت کا اثر نہو یا ایسی تدبیریں کرنا چاہئے کہ جس سے ہوائے گرم کی قربت واتصال بدن میں نہ ہونے پاوے۔ اس زمانے میں خس وجوالسہ کی ٹٹیاں مکانات کے دروازوں پر لگائی جاویں اور ان پر صاف وسرد وشیریں پانی کی بوچھاڑ متواتر کرنا چاہئے۔

حتے الامکان در ودیوار اندرونی مکانات پر سرد وشیریں پانی کی آب پاشی ہوتی رہے۔ اور اگر خوف نزلہ وزکام نہو تو پانی میں صندل سپید وکافور محلول کرکے آب پاشی کی جاوے سبز ترکاریاں وسبز ساگ برگ کیلا وگلہائے تر وغیرہ اشیائے بارد کی سلیقہ کے ساتھ گلدستہ مرتب کرکے طاقوں اور میزوں وغیرہ پر چنے جاویں۔

برسبیل تفریح شربت نارنج وشربت فالسہ یا شربت لیمو یا شربت انار ترش یا شربت انگور خام یا شربت آلوے بخارا یا شربت املی سرد پانی میں محلول کرکے عرق بید سادہ یا عرق نیلوفر یا عرق کاسنی یا عرق بہار یا عرق بیدمشک یا عرق کیوڑہ یا عرق گلاب شامل کرکے پینا چاہئے۔ جملہ اقسام کے دودھ خصوصاً گائے کا دودھ وخشکہ وبرنج کمنہ حسب رغبت طبیعت زیادہ استعمال کیا جائے۔ سبز ترکاریاں وساگ سرد تنہا یا گوشت میں ڈال کر زیادہ کھائی جاویں۔ مرچ سرخ اس موسم میں ترک یا نہایت درجہ کم کر دینا چاہئے۔

لباس اس موسم میں ایسا پہننا چاہئے کہ جس سے لو وہوائے گرم سے تحفظ ہو مثلاً سوتی دبیز کپڑا۔ اس موسم میں حتے الامکان فصد واسہال سے بوجوہ مذکورہ بالا نہایت ہی احتراز چاہئے مگر عندالضرورت تے کرنے میں چنداں حرج نہیں ہے باقی دیگر استفراغ سخت ضرورت کے وقت مجبوراً مباح ہو سکتے ہیں۔

مجبوراً مباح ہو سکتے ہیں۔

فصل خریف یعنے موسم برسات کے لوازم

بشرطیکہ کوئی امر عارضی نہ ہو تو موسم برسات میں ہر تندرست کو لازم ہے کہ کثرت ریاضت و مشقت شاقہ و حرکات نفسانی اور جماع وغیرہ جن امور سے رطوبات بدنی تحلیل ہوتے ہیں احتراز کرے اس لئے کہ یہ موسم گو بظاہر موسم رطوبی معلوم ہوتا ہے مگر اختلافات گرمی و سردی لیل و نہار کے اعتبار سے اور کثرت تفتیح بدن کی وجہ سے یہ موسم انسان کے مزاج میں تجفیف (خشکی) پیدا کرتا ہے لہذا قوائے بدن بھی اس موسم میں بہ نسبت دیگر موسموں کے ضعیف ہو جاتے ہیں۔

اس موسم میں برف سے سرد کیا ہوا پانی خصوصاً برف ڈال کر پانی پینا نہایت مضر ہے اس لئے کہ بوجوہ متذکرہ بالا شمول عام بدن کے ساتھ دماغ و آلات صدر بھی موسم مذکور میں ضعیف ہوتے ہیں لہذا اعضائے مذکورہ کو ایسے پانی سے یقیناً صدمہ پہونچیگا حتی القدور موسم مذکور میں خوابگاہ ایسے مقام پر رہنا چاہئے کہ جہاں کی آب و ہوا اور زمین و در و دیوار نمناک نہ ہوں یعنے وہاں تری کا غلبہ نہ ہو۔ اگر اس فصل میں نشست برخاست کی جگہ اور مقام خوابگاہ کو ایک بار عود یا لوبان یا ایلچھڑ یا سعد کوفی (نا گرموتھا) یا دیگر اشیاء خوشبو کی بذریعہ آگ دھونی دیجائے تو ایسا مکان تندرستی کے لئے اس موسم میں ایک عمدہ امن کی جگہ ہو جائیگا۔

اس موسم میں دن کی گرمی اور رات کی سردی سے نہایت درجہ پرہیز کرنا چاہئے اسلئے کہ گرمی سے سردی کی جانب فوراً تغیر ہونا طبیعت کو نہایت درجہ پریشان اور حیران کرتے ہیں لہذا طبیعت اطمینان کے ساتھ امر تدبیر بدن کا انتظام نہیں کر سکتی ہے۔

اس موسم کی شبنم سے نہایت ہی گریز چاہئے حتی الامکان شبنم کی رات میں سایہ میں سونا چاہئے کہ شبنمی تان کر تحت آسمان سونے سے کلی تحفظ شبنم سے نہیں ہو سکتا ہے۔

چونکہ برسات کی شبنم کا مادہ وہی بخارات ہیں کہ جو موسم برسات میں زمین کے ظاہر و باطن سے رطوبات متعفنہ سے صعود کرکے (یعنی بلند ہو کر) شبنم ہو کر رات کو نازل ہوتے ہیں۔ لہذا ایسی شبنم کے نقصان رسانی میں کیا شک باقی رہا۔

اس موسم میں بقدر امکان ترکاریوں اور فواکہ موجودہ فصل (موسمی میووں) کو بھی بہت ہی قلت کے ساتھ کھانا چاہئے اس لئے کہ فصل مذکور میں چونکہ عام طور سے حرارت غریزی بدن کی ضعیف اور قاصر ہو جاتی ہے لہذا حرارت قاصرہ ماکولات رطوبی کے ہضم سے قاصر ہوگی جس نہ محض معدہ ہی کی صورت تکلیف) کا احتمال ہے بلکہ ان چیزوں کے کھانے سے بدن میں اکثر مواد ناقص پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ جس کی وجہ سے عجیب عجیب امراض کی ہنگامہ پردازی کا خوف ہے۔

اس موسم میں لباس و پوشاک مختلف اوقات میں مختلف ہونا چاہئے یعنے جبکہ ہوائے گرم و نمناک چلے تو اس وقت لباس لطیف و باریک و ڈھیلا پہننا چاہئے اور ہرگاہ کہ ہوائے سرد چلے تو اس وقت صدر وغیرہ اعضا کے تحفظ کے لئے دبیز کپڑا پہننا چاہئے۔

اس موسم میں غسل اور پاکیزگی لباس اور اقسام عطریات کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہئے اس لئے کہ انسان اور ہر جاندار اس فصل کی ہوا سے ایک مخطوط و خوفناک حالت میں ہوتا ہے۔ عطریات میں عطر خس و کیوڑہ و گلاب و عطر مٹی کا استعمال سب سے بہتر ہوگا۔ اگر دماغ متحمل ہو یعنی نوازل و زکام وغیرہ سے امن ہو سکتا ہو تو کرتہ صندل سپید و کافور سے رنگ کر اکثر اوقات پہننا مفید ہوگا۔ اور اکثر امور نقصان آب و ہوا سے ایک سپر ہوگا۔

احکام مذکورہ اس وقت میں زیادہ تاکیدی ہو جائیں گے جبکہ برسات میں کسی قسم کا مرض وبائی یا دیگر امراض کی کثرت ہو۔

اس موسم میں ایک مقام پر زیادہ انسان یا حیوان کا مجمع ہونا ایک خوفناک امر ہے اسلئے کہ ہر جسم ذی روح کے موسم برسات میں مسامات کشادہ رہتے ہیں جس کی راہ سے فضلات ردیہ بشکل بخارات آزادانہ نکلتے رہتے ہیں۔ اور یہ فضلات ردیہ ہوا میں مخلوط ہو جائیں گے اور ہوا کا جوہر بھی فی حد ذاتہ (اپنے آپ میں) اس موسم میں خراب رہتا ہے پس تندرستی کے لئے ایسا مجمع اس موسم میں مجمع ناجائز ہو جائے گا۔ اور نہایت شر بڑھ جائے گا۔ بدیں لحاظ فصل برسات میں مجالس وغیرہ یا شادی کی محفل یا دیگر ہجوم سے حتی الامکان پرہیز ضروری ہے۔

کم سے کم دن میں ایک بار غسل کیا جائے تو بہت ہی مناسب ہوگا اس لئے کہ فضلات بدن مسامات کی تفتیح (کھلنے) سے جلد جلد ظاہر بدن پر آتے رہتے ہیں لہذا فضلات مذکورہ سے بدن کا صاف ہونا ضروری ہے۔

اس موسم میں اگر ممکن ہو سکے تو چوب صندل سپید پانی میں سائیدہ کر کے بالائے شکم و پشت و زیر بغل صبح کے غسل کے بعد ضماد (لیپ) کر لینا چاہئے۔

اس موسم میں فصد و مسہل و قے وغیرہ استفراغات سے اپنے آپ کو خطرہ میں نہ ڈالنا چاہئے اگر کوئی ضرورت مسہل وغیرہ خیال کی جائے تو کسی دانا طبیب سے عرض حال کرے تاکہ طبیب موصوف مسہل یا فصد وغیرہ سے بچنے کے لئے اور تدبیر مناسب نکالدے۔

فصل جاڑوں کے ضروری لوازم

اس موسم میں جملہ حرکات بدنی مثل ریاضت و جماع اور نیز غذا کی کثرت بہ نسبت دیگر موسموں کے بہت ہی مناسب ہے اسلئے کہ جاڑوں کے موسم میں سردی کی وجہ سے اخلاط بدن میں دیگر موسموں کی نسبت انجماد ہوتا ہے اور جب اخلاط میں انجماد ہوگا تو ضرور ہے کہ ان کا حجم بھی کم ہو جائیگا اور جب ان کا حجم کم ہوگا تو بالضرور بدن کے عروق میں کچھ خلا بھی ہوگا یعنے عروق اور فضائے بدن اخلاط سے

لبریز نہ ہونگے۔ اور یہ امر باعث اضطراب و انتشار طبیعت کا ہوگا پس بریں ضرورت اس موسم میں غذا زیادہ کھانا چاہیئے تاکہ اُس خلا کا تدارک ہوتا رہے کہ جو جاڑوں کی سردی کی وجہ سے رگوں میں پیدا ہوا ہے۔ بایں ہمہ اس موسم میں بوجہ اجتماع حرارت فی الباطن (اندر گرمی کا جمع ہونا) جملہ قوائے بدن کے افعال بھی قوی ہوتے ہیں۔ لہذا ہضم بھی جیّد ہوگا جبکہ جاڑوں کے فصل میں غذا کی زیادتی کی ضرورت ثابت ہوئی تو ریاضت کی بھی کثرت کی ضرورت اس سے ثابت ہوتی ہے کیا معنے جاڑوں میں چونکہ حسب تصریح صدر اخلاط و رطوبات میں انجماد ہوتا ہے لہذا ریاضت سے اُن میں سیلان مطلوب پیدا ہوگا کہ جو خلا کو بھر سکتا ہے۔

اِس موسم میں اگر غذائیں مقویہ مثلاً اقسام گوشت چرندہ و پرندہ و مرغ و تیتر و لوہ وٹیرو اقسام حلوہ جات یعنی حلوائے سادہ و حلوائے لوزیات (مغز بادام وغیرہ) و پولاؤ و بریانی زیادہ مناسب ہیں اس لئے کہ ان چیزوں کے ہضم کرنیکے لئے اِس موسم میں قوت ہاضمہ میں کافی قوت موجود ہوتی ہے۔

اس موسم میں ہر قسم کی مجالس وغیرہ جہاں آدمیوں کا ہجوم ہوتا ہے صحت کے لیئے چنداں مضر نہیں ہیں اس لیئے کہ ہوا میں سردی کی وجہ سے استعداد نقصان قبول کرلینے کی نہیں ہوتی ہے اور نہ انسان کے رطوبات و اخلاط میں قابلیت فساد موجود ہوتی ہے۔

اِس موسم میں مکانات سکونت کی ہوا کو سردی کے وقت گرم رکھنا مناسب ہے جس طریقہ سے کہ برسات کے موسم میں مکانات کو بذریعہ تبخیر عود و لوبان و بالچھڑ وغیرہ خشک رکھنا بیان کیا گیا ہے اسلئے کہ جاڑوں میں ہوا کی سردی اعصاب اور دماغ اور صدر کو مضرت پہونچاتی ہے لہذا امراض عصبانیہ (پٹھوں) پیدا ہونیکا خطرہ ہوتا ہے۔ باوجود اس کے ہوائے مسکن کے گرم رکھنے سے انجماد اخلاط میں کسی قدر اصلاح بھی ہوگی۔ اور عود و لوبان و بالچھڑ وغیرہ کی تبخیر سے ہوا میں ایک قسم کی ایسی تاثیر پیدا ہوجائیگی کہ جو اعصاب کی تقویت کا باعث ہوگی۔

اِس موسم میں سردی سے بذریعہ لباس پشمینہ یا پنبہ دار عام بدن کا تحفظ بہت ہی ضروری ہے اِسلئے کہ اعضائے مذکورہ گرم رکھنے سے نوازل وغیرہ کا انصباب (گرنا) حلق اور صدر پر نہیں ہوتا ہے۔ اور اعضائے مذکورہ پر نوازل کے گرنے سے امراض خوفناک پیدا ہوتے ہیں

اس موسم میں چائے پینا خصوصاً اوقات زیادتی سردی میں تقریباً ہر ایک انسان کو نافع ہوگی اِسلئے کہ چائے مسخن (گرم کنندہ) اعصاب بھی ہے۔ اور مقوی روح قلبی بھی بایں ہمہ اخلاط و رطوبات بدن میں اپنی حرارت و لطافت کیوجہ سے اُس قدر سیلان بھی پیدا کرتی ہے کہ جس کی جاڑوں میں ضرورت ہوتی ہے اور اپنی عطریت (خوشبو) کیوجہ سے قلب اور دماغ کو بھی قوی کرتی ہے اور خون و روح میں نورانیت اور اشراق (چمک) و روانی کا باعث ہوتی ہے۔ چائے پینے کے بعد بدن میں چستی اور عزائم میں صفت عزم

واندوہ میں قلت ماندگی و خستگی کا زوال وغیرہ امور جو صاف طور سے ظاہر ہوتے ہیں یہ جملہ امور قوت قلب و نورانیت روح و خون کے آثار ہیں حتیٰ کہ چائے کے خواص کا اثر جب تک بدن میں قائم رہتا ہے اُس وقت تک غم و رنج وغیرہ عوارض نفسانیہ کا اثر بہت کم محسوس ہوتا ہے چونکہ چائے کے استعمال سے روح و خون میں جودت پیدا ہو جاتی ہے اسلئے روح خارج بدن کی جانب روانی میں سریع الحرکت (جلد حرکت کرنیوالی) ہو جاتی ہے۔ لہذا نیند بھی کم آتی ہے اور اس طور سے نیند کا کم آنا مضر صحت نہیں ہو سکتا ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کو بوجہ امور مسرت و خوشی نیند نہ آئے تو اُس کو اس حالت کی بیداری نقصان نہیں پہونچا سکتی ہے۔

بالجملہ چائے کے منافع تغلیباً ہر مزاج کے انسان کو پہونچ سکتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ مگر اس بات کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے کہ چائے کا استعمال خلوے معدہ میں نہ ہونے پاوے اِس لئے کہ خلوے معدہ کی حالت میں چائے کے پینے سے استرخاء (ڈھیلا پن) پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اشتہائے طعام کم ہو جاتی ہے بعض مزاج میں چائے سادہ بلا دودھ خشکی و حرارت پیدا کرتی ہے پس ایسی صورت میں دودھ کے ملانے سے خشکی کا تدارک کر لینا چاہئے۔

مگر حد سے زاید چائے کا استعمال بالآخر حرارت و یبس (خشکی) کا باعث ہو کر خطرناک امراض میں گرفتار کرتا ہے لہذا اُس کے استعمال میں ایک معقول سبیل طبیعت کے حالات کو دیکھ کر اختیار کرنا چاہیئے۔

قاعدہ کلیہ دربارہ لوازم ہر چہار فصل

چاروں فصلوں کے متعلق جو امور بالتصریح بیان کئے گئے ہیں وہ اُسی وقت تک وائی حد تک کارآمد ہونگے جبکہ چاروں فصل اپنی حالت طبعی سے متغیر نہ ہونگی اور اگر کوئی فصل اپنے مزاج طبعی سے کسی اسباب ارضی و سماوی وغیرہ کی وجہ سے تغیر پذیر ہے تو اُس وقت میں یہ جملہ تدابیر مذکورہ فصول اربعہ (چاروں موسم) انسان کے مزاج پر پوری پوری حاوی نہ ہونگی۔ بلکہ ایسے وقت میں حافظ صحت کو چاہئے کہ طبیب عاقل سے مشورہ حاصل کر کے تدبیرات حفظ صحت کا کاربند ہو۔

سفر کے احکام

انسان کا ایک مقام سے دوسرے مقام پر سفر کرنا

جس طرح سے بوجہ تغیر فصل انسان کے مزاج میں ایک تغیر قوی اور تبدیلی عظیم واقع ہوتی ہے اسیطرح سے اکثر ایک مقام سے دوسرے مقام پر سفر کرنیسے بوجہ تبدیل آب و ہوا و اختلاف غذا وغیرہ انسان کے جسم میں ایک انقلاب پیدا ہوتا ہے۔

پس اگر یہ سفر کسی ایسے مقام پر ختم ہوا ہے کہ جو مسافر کے مسکن سے باعتبار آب و ہوا مماثل و مشاکل ہے۔ تو اُس حالتمیں بھی تغیر بوجہ ہادکسی طرح کا) سفر کرنے والے کی حالت میں پیدا ہوگا گو وہ تغیر محسوس ہو یا نہ ہو۔ ہاں اگر

سفر کنندہ کا سفر کسی ایسے مقام پر ختم ہو کہ جو بوجہ بُعد کثیر و اختلاف فصول و تبعثر پہاڑ و دریا و ریگستان وغیرہ سفر کنندہ کے مقام سکونت سے مختلف ہے تو ایسی حالت میں انسان کے بدن میں ایک تغیر عظیم آجانا ممکن بلکہ یقینی ہے۔

چونکہ ہمارے زمانہ میں طے سفر کے وسایل آسان اور غیر مخطور ہو گئے۔ اور اگلے زمانہ کے سفر کے صعوبات (تکالیف) مفقود ہو گئے ہیں کیلمنے ریلوے و دخانی جہاز قطع سفر بحر و بر کے لئے تقریباً ہر جگہ موجود ہیں لہذا بلحاظ وسایل مذکورہ مسافر کی حفظ صحت کی تدبیریں بکمال صراحت بیان کی جاتی ہیں۔

ریلوے سفر کی تدبیرات

اگر قطع سفر بذریعہ ریلوے کیا جائے تو مسافر کو چاہیئے کہ حتی الامکان مختلف اسٹیشنوں پر پانی نہ پیوے علےٰ ہذہ القیاس پکی ہوئی اشیاء ماکولہ جو اسٹیشنوں پر عموماً بکتی ہیں نہ کھائے اور بہتر امر یہ ہے کہ صراحیوں میں یا کسی اور ظرف میں پانی اُس مقام کا کہ جہاں وہ رہتا ہے یا کسی اور مقام کا کہ جہاں پانی کی عمدگی کا یقین ہو ریل کے سفر میں اپنے ہمراہ رکھے۔ اسیطرح سے ناشتہ و دیگر کھانے کی چیزوں میں اہتمام ضروری ہے۔ ان امور کی پابندی اُس وقت بہت ضروری ہوگی جبکہ موسم کے بگڑ جانے کیوجہ سے جا بجا امراض شروع ہوں۔ موسم برسات کا بھی ان احتیاط کے لئے زیادہ تر مخصوص ہے۔

سفر کرنے کی حالت میں صفائی اور پاکیزگی لباس و بدن کی اور عمدگی غذا کی جانب زیادہ اہتمام کی ضرورت ہوتی ہے۔ کثیف لباس اور نیز کثیف بدن مسافرت کی حالت میں نہ ہونا چاہیئے علےٰ ہذا القیاس ردّی غذائیں اور ردی و بطی الہضم (دیر ہضم) اشیاء سے بھی سفر میں پرہیز کرنا چاہیئے۔

جہاں تک ممکن ہو سکے ایسے کلاس (درجہ) ریلوے میں سفر کرنا مناسب نہیں ہے کہ جس میں مسافروں کی کثرت اور ایسے مسافر ہوں کہ جن کے لباس و بدن کثیف ہوں یا کوئی اُن میں سے مریض ہو اس لئے کہ ریل کی سرعت حرکت کی وجہ سے مسافروں کے اخلاط و رطوبات بدن میں ایک قسم کا ثوران (جوش) ہوتا ہے۔ اور معمولی حالت سے زیادہ اُن کے اخلاط و رطوبات بدن سے بخارات اٹھتے رہتے ہیں اور مسامات بدن سے بخارات مذکورہ کا سلسلہ خروج (نکلنے کا سلسلہ) جاری رہتا ہے پس خیال کرنے کی بات ہے کہ ایسی حالت میں مسافروں کی کثرت سے یا بیماری مسافر کی قربت سے یا اُن کی کثافت جسم و لباس سے صحیح آدمیوں کو کہاں تک نقصان پہونچنے کا احتمال ہے۔

چونکہ ریل کی حرکت و قیام مسافروں کی مرضی کے تابع نہیں ہے لہذا حوائج ضروریہ یعنے پاخانہ و پیشاب سے فارغ ہو کر ریل پر سوار ہونا چاہیئے یا کسی ایسے کلاس (درجہ) میں بیٹھنا چاہیئے کہ جس میں حوائج مذکورہ کے لئے جگہ بنی ہوئی ہو یا اثنائے راہ میں اطمینانی حالت سے کسی اسٹیشن پر حوائج مذکورہ سے فراغت حاصل کرلے اس لیئے کہ حبس بول و براز (پاخانہ و پیشاب کا بند کرنا) نہایت ہی مضر اور باعث امراض مکلفہ (تکلیف دہ) ہوجاتا ہے

اگر اثنائے راہ میں کسی ایسے مقام پر ریلوے کا توقف ہو کہ جہاں امراض وبائیہ شروع ہوں تو پلیٹ فارم (چبوترہ متصل ریلوے) پر ہرگز نہ اُترے۔ بلکہ اپنے مقام پر بیٹھا رہے اسلئے کہ اثنائے سفر میں ہوائے ناقص قبول کرنیکی استعداد بدن انسان میں زیادہ موجود رہتی ہے لہذا امراض وبائیہ سے جلد متاثر ہونیکا اندیشہ قوی ہے۔

گرمیوں میں اگر ریلوے کے ذریعے سے سفر کا اتفاق ہو تو بلحاظ قواعد مذکورہ اپنے ہمراہ لیمو یا نارنگی یا اور کوئی چیز لطیف ترش و عرق کیوڑہ و عرق گلاب و بیدمشک و عرق بید سادہ و قند مصری و شکر رکھنا ضروری ہے تاکہ عند الضرورت شربت مرتب کرکے پیتا رہے اس لئے کہ ایسے شربت کہ جس میں ترشی و عرق و خوشبو وغیرہ داخل ہوں حالت سفر میں مختلف مقامات کی ردی ہواؤں سے سفر کرنے والے کو محفوظ رکھتے ہیں۔

اور اگر تحریک نوازل یا دیگر کوئی اندیشہ نہ ہو تو کوئی لباس مثلاً کرتہ یا قمیص وغیرہ صندل و کافور سے رنگین کرکے پہننا چاہئے اسلئے کہ ایسا پیراہن باذن خالق مطلق مختلف مقامات کی ردی ہواؤں سے محفوظ رکھیگا۔

حتے الامکان موسم گرم میں اُن اوقات میں سفر کرنا نہ چاہئے کہ جو اوقات ہوائے گرم و لو کے ہوں۔

جاڑوں میں بحالت سفر ایسے لباس کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے کہ جاڑے کے صدمے سے حفاظت کرے خصوصاً سر و رقبہ یعنے گردن و صدر و پشت جاڑے سے حفاظت کی زیادہ مستحق ہے اور اس موسم میں بحالت سفر بجائے شربت چائے کا پینا جملہ اغراض صحت کیلئے سخت مفید ہوگا۔

برسات کا زمانہ سفر کے لئے زیادہ اہتمام طلب ہے اس موسم میں بحالت سفر صفائی اور پاکیزگی لباس و عطریات وغیرہ کا ہمراہ رکھنا نہایت ہی ضروری ہے اور لیمو وغیرہ اشیائے ترش کا بھی ساتھ رکھنا بہت ہی ضروری ہے اور بحالت امکان پیراہن کرتہ یا قمیص صندل و کافور سے رنگ کر پہننا بہت ضروری ہے۔
کثیف لباس و کثیف جسم یا کثرت مسافروں کے ساتھ سفر کرنا خاصۃً موسم برسات میں نہایت درجہ خوفناک امر ہے۔

عام سفر کی تدبیرات مسافروں کو فی زماننا قطع سفر کا بذریعہ ریلوے زیادہ اتفاق پڑتا ہے اور غالباً بانقضائے مدت کوئی شاذ و نادر کمبخت ایسا مقام باقی رہ جائیگا جہاں ریل کا گذر نہ ہو لہذا کسی قدر صراحت کے ساتھ قواعد سفر ریلوے تحریر ہوئے۔

عام سفر کے قواعد بلحاظ فصل و موسم تشریح مذکورہ بالا سے مستنبط ہو سکتے ہیں یعنے بلحاظ سردی و گرمی و اغذیہ وغیرہ جس طرح سے کہ اوپر تشریح ہو چکی ہے یہاں بھی اس کا لحاظ رکھنا چاہئے اور اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ سفر کیسا ہی آرام کا ہو مگر اختلاط (گھٹانا)، قوت و تحلیل روح سے خالی نہیں ہوتا ہے اسلئے بعد ختم سفر حالت قیام میں ایک معقول زمانہ تک وہ تدبیریں عمل میں لانا چاہئیں کہ جن کی وجہ سے اعضاء و قوائے بدن میں

تعب (ماندگی) سفر سے تسکین حاصل ہو۔ اور جس قدر رطوبات بدن میں سفر کی صعوبتوں کی وجہ سے تحلیل واقع ہوئی ہے اُس کا بوجہ احسن تدارک ہو جائے۔

مقام مقصود بالسفر (جہاں پہونچنا مقصود ہو) میں پہونچکر کیا کرنا چاہیے۔

مقام مقصود پر پہونچکر اس بات کو دریافت کرنا چاہیے کہ آیا اُس مقام کے باشندے باعتبار صحت و مرض کس حالت میں ہیں آیا وہاں کے باشندوں میں کوئی علامات مرض بادی النظر میں عموماً پائی جاتی ہیں یا نہیں مثلاً فتق و فیل پایہ یا عرق مدنی جس کو رشتہ اور نارو یا نہروا کہتے ہیں یا ضعف باہ وغیرہ یا اس مقام کے وارد و صادر (آنے جانے والے) انسان کو کسی خاص مرض سے مقابلہ ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر یہ امور پائے جائیں تو پھر اُن امراض کے اسباب کو وہاں کے حالات سے مقابلہ کر کے استقراءً تلاش کرنا چاہیے۔ آیا باعث امراض مذکورہ وہاں کا پانی ہے یا ہوا یا وہاں کے باشندوں کی اغذیہ یا وہاں کے فواکہ (پھل) و ترکاریاں وغیرہ یا وہاں کے لوگوں کی بے اعتدالیاں ہیں۔ بالجملہ امراض مذکورہ کے اسباب بفراست یا تجربہ یا قیاس یا اُس مقام کے عقلاء اور دانشمندوں سے دریافت کر کے واقفیت حاصل کرے۔ اسوقت اُن اسباب مرض سے کلیتہً حفاظت کی تدبیر کرے اور جن قسموں کی اغذیہ یا ادویہ اور جس قسم کی اصلاحات اور جس نوع کی ریاضت اُن امراض سے بچاؤ کے لیے ضروری ہوں اُسے اختیار کرے اسلئے کہ تندرستی کو کہ جو اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت ہے رائیگان اور ضائع کرنا سُفہا (بیوقوفوں) کا کام ہے۔ اور حفظ تندرستی عُقلاء کی شان سے ہے۔

حکایت

راقم سنہ ۱۸۹۶ء میں تفریحاً بطور سیر مقام ریاست بھوپال حفظہا من الشر والنکال (خدا اُسے شر و مصیبت سے محفوظ رکھے) گیا تھا وہاں پہونچ کر خاکسار کو بوجہ علالت و علاج قاضی نورالدین علی خان صاحب بہادر مرحوم نایب وزیر ریاست توقف کرنا پڑا۔ اثنائے قیام میں دفعتہً مجھکو قلاع (منہ کا آجانا) عارض ہوا چنانچہ اس مرض کی نکایت (سختی) یہاں تک بڑھ گئی کہ تمام زبان اور سطح دہان وغیرہ میں سخت ورم پیدا ہو گیا حتے کہ تکلم (کلام کرنا) وغیرہ بھی دشوار ہو گیا۔ قصہ مختصر ثابت ہوا کہ پانی وہاں کا باعث مرض تھا۔ آخر کار اُسکی اصلاح عمل میں لائی گئی تب مرض مذکور بلا علاج دفع ہو گیا حالانکہ جبتک پانی کی اصلاح نہیں کیگئی تھی کوئی دوا و تدبیر زیادہ سودمند نہیں ہوئی تھی

تبدیل مکان کے احکام

انسان کا ایک مکان سے دوسرے مکان میں تبدیل مقام کرنا

جس طرح سے ایک شہر سے دوسرے شہر یا ایک مقام سے

دوسرے مقام پر سفر کرنے سے انسان کے جسم پر باعتبار صحت و مرض تغیرات پیدا ہوتے ہیں اور جس طرح سے ایک شہر یا ایک عمودہ کی آب و ہوا وغیرہ مختلف ہوتی ہے اسی طرح سے ایک ہی عمودے میں ایک مکان سے دوسرے مکان میں تبدیل سکونت کرنا بلکہ ایک ہی احاطہ کے مکانات میں سے کسی مکان میں تبدیل سکونت کرنا بوجہ اختلاف مٹی و ہوا کے انسان کی صحت و مرض پر اثر معتد بہ (پورا) پیدا ہو سکتا ہے۔

عمدگی مکانات سکونت کی باعتبار صحت جسمانی ہمارے ملک میں عموماً دو طریقوں سے مکانات سکونت کے استعمال میں آتے ہیں یا دو طریقوں سے بنائے جاتے ہیں ایک قسم کے مکانات بغرض سکونت دائمی اپنے اور اپنے اہل و عیال کے بنائے جاتے ہیں۔ دوسری قسم کے مکانات تفریحاً عارضی قیام کے لئے بنائے جاتے ہیں جس طرح سے کہ باغات یا صحرا یا لب دریا یا ندی و تالاب وغیرہ کے مکانات محض تفریح و انبساط یا قیام عارضی مقصود ہوتا ہے بالجملہ اول قسم کے مکانات صحت کیلئے ایسے مکانات ہونے چاہئیں کہ جن کی زمین کی مٹی خالص ہو یعنی وہاں کی مٹی شور یا پتھریلی یا ریتلی نہ ہو اور اسباب عارضی کی وجہ سے وہ زمین نمناک بھی نہ ہو۔ اور اس کی سطح بھی ہموار ہو اور حتی المقدور بلند ہو اور اس کے قرب و جوار میں گندہ اور متعفن پانی کا مجمع بھی نہ ہو۔ اور اس کے ہمسایہ میں ردی پیشہ ور اپنا پیشہ بھی نہ کرتے ہوں مثلاً دباغ ڈھال ڈھلنے والا چمار قسائی موچی خاکروب رنگساز اور وہاں مویشی اور ناپاک و کثیف جانور بھی نہ رہتے ہوں۔ اور اس کے قرب و جوار میں بڑے بڑے درخت اور طویل القامت زراعت (قریباً پیاز کا کھیت) بھی نہ ہو۔ مگر چھوٹے درخت اقسام گل و ریاحین یا بعض چھوٹے درخت میوہ دار یا پست قامت زراعت کا موجود ہونا باعث نقصان تندرستی نہیں ہے علی ہذہ القیاس حوض و تالاب کا جس میں پانی مصفے بھرا ہوا ہو مکانات کے اندر یا اس کے قرب و جوار میں موجود ہونا کچھ نقصان کا باعث نہیں ہو سکتا ہے بلکہ تفریح و انبساط قلب کا سبب ہوگا۔ غرضکہ انہو مصرحہ صدر کی تاکید و ممانعت اس غرض سے کی گئی ہے کہ اس مکان کی ہوا اپنی اعتدالی حالت پر رہے اور ہوا کا اعتدال پر رہنا لہ صحت کا کفیل ہے۔ جہانتک ممکن ہو سکے جس مکان میں کہ سکونت دائمی ہو اس کا صحن وسیع ہو پس اگر باوجود وسعت کے تنگ (جو کونہ) بھی ہو تو نہایت عمدہ بات ہے ورنہ محض وسعت پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ صحن کے گرد چاروں سمتوں میں کمرے یا دالان وغیرہ بنوائے جائیں تاکہ بلحاظ حالات ہر موسم و اقسام امراض مختلف سمتوں کی سکونت کی احتیاج رفع ہو۔ اور اگر ممکن نہ ہو سکے تو شمال رویہ اور شرق رویہ مکان ضرور ہونا چاہئے اور ان جملہ مراتب مذکورہ بالا و آئندہ کا لحاظ ان مکانات کے بارہ میں بھی رکھنا چاہئے کہ جو مکانات زمین کی سطح بالائی کے اوپر بنائے جائیں۔

دالان اور کمروں کی چھتیں اور دروازے بلند ہونا چاہئیں اور جسقدر دروازے دالان یا کمروں میں زیادہ ہونگے۔ اسیقدر اس مکان کی ہوا صحت کے لیے عمدہ اور بہتر ہوگی پاخانہ و پیشاب خانہ وغیرہ حوائج ضروریہ کے مکانات ایک گوشہ میں ہونے چاہئیں کہ جو آرامگاہ سے بعید ہوں۔ اور چہ خانہ بھی مکانات آرامگاہ اور پاخانے سے بعید جگہ

ہونا چاہئے۔ کم سے کم سال میں دو بار مکانات مسکونہ پر چونہ کی قلعی پھیرنا ضرور ہے اور اگر قلعی بہم نہ پہونچے۔ یا مکانات اس قسم کے ہوں کہ جس میں چونہ و قلعی پھیرنا ممکن نہ ہو تو ایکماہ میں ایکبار بہت صاف مٹی سے لیپنا ضروری ہے
پائیخانہ یا بدرچینانہ کی اصلاح اور صفائی کا بہت ہی خیال رکھنا ضروری ہے کہ جو عموماً ہمارے ملک میں صفائی سے نظرانداز کئے جاتے ہیں
پائخانہ کے قدمچے جن پر پاؤں رکھکر بیٹھتے ہیں حتی الامکان قلعی و چونہ سے بنے ہوئے ہوں اور اسکی در و دیوار و زمین بشرط امکان بالکل پختہ ہونا ضروری ہے اور قدمچوں کے درمیان میں کونڈہ چینی یا آہنی یا کونڈہ گلی رکھیں۔ تاکہ بول و براز و آبدست اُن میں گرتا رہے اور سطح زمین کو چشمہ عفونت و پلیدی کا نہ بنا دیں اور اگر ممکن ہوسکے تو فوراً کونڈہ کو بول و براز و آبدست سے صاف کرایا جائے ورنہ اُس پر راکھ اور چونہ وغیرہ ڈالدیا جائے تاکہ اسکی بدبو ہوا میں منتشر نہ ہو۔ جو لوگ نہایت درجہ افلاس میں ہیں اگرچہ اُن کو انتظام مذکورہ کا انصرام دشوار ہے مگر تاہم وہ مراتب احتیاط مذکورۃ الصدر متعلق مکانات سے بقدر استطاعت کوئی نہ کوئی مرتبہ احتیاط اختیار کرسکتے ہیں۔
بدرچینانہ کا پانی تمام صحن مکان میں سایل نہ ہونا چاہئے۔ بالتخصیص ایسی نالی بنائی جائیں کہ جس کی راہ سے پانی باہر نکلجائے اور اگر پانی کا باہر نکالنا ممکن نہ ہو تو ایسے پانی کے لئے ایک مجمع بنایا جائے یعنی ایک چہ بچہ کو جو پختہ ریختہ اور اُس پر تختہ وغیرہ سے سرپوش ڈھکا ہوا ہو اور روزمرہ اُس سے پانی نکالکر صاف کیا جاوے۔
مراتب مذکورہ بالا کی پابندی اُس وقت میں تو اشد ضروری ہوجائیگی جبکہ موسم برسات ہو یا وبائے عام شروع ہو اسلئے کہ ایسے اوقات میں ہر انسان میں استعداد قبولیت امراض زیادہ ہوتی ہے۔
جن مکانات کی تعمیر اینٹ چونہ سے ہوگی وہ مکانات صحت میں بہتر ہونگے بہ نسبت اُن مکانات کے جنکی تعمیر مٹی سے ہوگی اور مکانات پختہ کی ہوا وغیرہ مکانات خام سے بہتر ہوگی۔ مکانات کی چھتیں کہ جو پختہ ریختہ سے بنائی جائیں اُن چھتوں سے صحت کے بارہ میں افضل ہونگی کہ جو چوبی کڑی کی ہوں۔
حتی الامکان مکانات آرام و نشست و برخاست میں اسباب خانہ داری یا جنس ضروری وغیرہ رکھی جائے بلکہ اُن چیزوں کے لئے کوئی علیحدہ مکان فاصلہ سے معین ہونا چاہئے چھوٹے بچوں کے بول و براز کے لئے ایک علیحدہ جگہ مکانات سکونت سے فاصلہ پر مقرر کرنا چاہئے اور اس مقام کو قدمچہ وغیرہ سے اسی طرح سے مکمل کرنا چاہئے کہ جو پائخانہ کیلئے لکھا گیا اور اگر بچے حوائج ضروریہ کی فراغت سے بوجہ صغرسنی از خود قادر نہیں ہیں تو اُن کا بول و براز و آبدست مکانات سکونت سے علیحدہ کونڈہ میں لینا چاہیئے اور فوراً راکھ یا چونہ ڈالا جائے۔

استفراغ کے احکام

استفراغ کی لفظ کن کن چیزوں پر حاوی ہے

طبیبوں کی اصطلاح میں لفظ استفراغ سے اُن چیزوں کا بدن انسان سے

خارج کرنا مراد ہے کہ اگر وہ چیزیں باقی رہ جائیں تو بدن میں طرح طرح کے فساد پیدا ہو کر افعال انسانی سلیم طور سے صادر نہ ہوں اور مفہوم استفراغ کا اعمال حسب ذیل سے تکمیل پاتا ہے۔

(الف) مسہل بذریعہ دست آور دوائوں کے ناقص اخلاط و مواد کا انسان کے بدن سے خارج کرنا اور اُسکی دو قسمیں ہیں۔
۱- بذریعہ ادویہ مشروبہ یعنی کھانے پینے کے دواؤں کے ذریعہ سے۔ ۲- بذریعہ حقنہ جسکو احتقان اور عمل اور عمل طایر بھی کہتے ہیں۔

(ب) فصد بذریعہ شگاف رگ مخصوص خون فاسد یا مادہ یا اخلاط ناقص بدن سے نکالنا

(ج) قے نیمگرم پانی کے ذریعہ سے یا قے آور ادویہ کے جوشاندہ پلانے سے مُنہ کے راہ سے اخلاط و مواد بدن کا خارج کرنا۔

(د) حجامت باریک نشتر سے بدن کے کسی مقام پر خفیف خفیف پچھنے دیکر خون یا مادہ یا اخلاط و مواد بدن کا خارج کرنا۔

(ہ) تعریق حمام یا انکباب (بہپارہ) و دیگر اعمال کے ذریعہ سے براہ مسامات بدن پسینہ کیساتھ بدن سے اخلاط و مواد کا خارج کرنا۔

(و) تعلیق علق- جونکوں کے لگانے کے ذریعہ بدن انسان سے خون یا مادہ ناقصہ نکالنا۔

(ط) انزال- بذریعہ جماع فضلات کو بدن سے خارج کرنا۔

استفراغ کی ضرورت پر ایک دلچسپ تقریر

اگرچہ مدبر حقیقی نے طبیعت کو امر بدن کا مہتمم اور منصرم مقرر کرکے اُسکو تدبیر اور اہتمام بدن کا عہدہ مرحمت فرمایا ہے۔ لہذا حتے الامکان وہ مناسب راستوں سے فضلات مذکورہ کے دفع پر ہمیشہ سرگرم رہتی ہے لیکن بعض اوقات اُس کو ایسے موانع پیش آجاتے ہیں کہ اُس کو فضلات کے دفع پر قصور و عصیان (کمی و کوتاہی) ہو جاتا ہے۔ مثلاً قوت ماسکہ کی سرکشی کہ وہ فضلات کو نہیں چھوڑتی ہے یا قوت دافع کا ضعف کہ وہ فضلات کے دفع کرنے سے مجبور ہے یا فضلہ مذکورہ مقداراً اس قدر زیادہ ہے کہ جس کے دفع کرنے پر طبیعت قادر نہیں ہوسکتی ہے یا اُس عضو کی حس ضعیف ہوگئی ہے جس میں وہ فضلہ موجود ہے بدیں وجہ طبیعت اس کے دفع پر توجہ نہیں کرتی ہے یا خود طبیعت کسی امر اہم بدنی کی جانب متوجہ ہے اور فضلات کے دفع سے غافل ہوگئی ہے پس ان موانع سے اگر فضلات طبیعت کے اہتمام سے دفع نہیں ہونگے۔ تو بدن کی کلوں کا بگڑنا شروع ہو جائیگا۔ لہذا ایسے موقع پر استفراغ کی ضرورت ہوتی ہے

مسہل کے بارہ میں ایک بسیط تقریر

میں مسہل کے بارہ میں ایک بڑی مدلل و بسیط تقریر کرونگا اسلئے کہ میرے نزدیک تجربۃً و قیاساً جملہ استفراغات سے مسہل ایک قوی اور پُرخطر استفراغ ہے جسکو ہمارے زمانہ کے اکثر طبیبوں اور ڈاکٹروں نے ایک سہل طریقہ معالجہ کا خیال کر لیا ہے اور علاجہا اخراجہا (یعنی اس کا نکالنا ہی علاج ہے) کا مقولہ اُن کی زبان پر جاری ہے اور اُن کے لئے یہی سہل سبیل معالجہ ہے حالانکہ اُن کو یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا کوئی شئے قابل اخراج بھی ہے یا نہیں یا بجز اخراج اُسکے اور طرح سے بھی تدبیر ہوسکتی ہے یا نہیں اور نیز یہ کہ مسہل سے ردی مادہ کے ساتھ میں لطیف اور پاکیزہ رطوبات کسقدر نکلتی ہیں اور نیز یہ کہ دماغ و قلب جگر

ومعدہ وامعاء کو کیسی کیسی آفات اور مصائب اٹھانا پڑتے ہیں اور اُن کے افعال دوام کے لیئے کس قدر نقصان
پذیر ہو جاتے ہیں اور نیز عام بدن کی قوتوں میں کس طرح سے اضمحلال آجاتا ہے۔ میری یہ غرض نہیں کہ مسہل کوئی معالجہ
نہیں ہے بلکہ وہ ضروری ایک معالجہ ہے اور ہونا چاہیئے مگر اُس کے محل اور مواقع دیکھکر۔ اور جب کسی اور طور سے حصول
صحت ممکن الوقوع معلوم نہ ہو تو جمیع شرائط مذکورہ آیندہ کی تکمیل کرکے امر علاج میں مسہلات سے مدد لینا چاہیئے نہ یہ کہ
اگر کسی کو قبض عارض ہو عام اس سے کہ اُس کا کوئی سبب ہو مسہل دیا جائے یا کسی کو تپ عارض ہوئی اور مسہل کا قدح
دیا گیا یا درد مفاصل یا ورم طحال یا اقسام صداع (درد سر) و نوازل و دوران سر پیدا ہوا کہ مسہل کا جام نوش کرایا گیا۔
یا ریاح باسوریہ (بواسیری) یا دخان مراق وغیرہ سے کسی شخص کو وحشت یا مراقیت معلوم ہوئی کہ مسہل کا حکم دیا گیا۔ یا ذات الجنب
یا ذات الریہ یا ذات الصدر یا سرسام حقیقی یا غیر حقیقی یا اختناق الرحم کے عوارض کا ہجوم ہوا اور مسہل دیا گیا یا خارش یا یبس
بدن پر ظاہر ہوئے کہ مسہل تجویز کیا گیا علی ہذہ القیاس بہت سے امراض ایسے ہیں کہ جو ہمارے زمانہ کے اکثر معالجین انکو
مسہلات کے محکوم اور تابع کر دیتے ہیں حالانکہ امراض مذکورہ کے معالجہ میں شاذ و نادر حالات میں واقعی ضرورت مسہل
کی ہوتی ہے پس جملہ حالات امراض مذکورہ میں معالجین مذکورین کا حکم مسہل دینا محض اُن کے قصور فہم کا باعث ہوتا ہے
کیونکہ وہ لوگ اسباب جزئیہ مرض پر ہرگز نظر نہیں کرتے ہیں اور نہ اُن کا ذہن اسباب جزئیہ مرض پر منتقل ہوتا ہے لہذا
جب اُنکے روبرو ایسے امراض کا مریض ہوتا ہے تب سہل طریقہ یہ ہے مسہل اس کیلئے تجویز کیا جاتا ہے مگر جو عقیل طبیب و ڈاکٹر
ہیں وہ علل و اسباب مرض کے مطابق امر معالجہ میں مبادرت کرینگے اور مسہلات سے انکو نہایت درجہ وحشت ہوگی۔

اب میں اس بات کو ثابت کرتا ہوں کہ مسہل جملہ استفراغات سے سخت اور خوفناک استفراغ ہے اور ہمیشہ کیلیئے
مضعف (ضعیف کنندہ) قوت عام بدن ہے۔ یہ امر تو ظاہر ہے کہ امر اسہال کا تمام نہیں ہوتا ہے تاوقتیکہ دوائیں
نہایت درجہ تیز اور حاد و سمی الجوہر (زہریلی طبیعت والی) نہ ہوں مثلاً عصارہ ریوند یا جلاپہ یا سقمونیا۔ شحم حنظل۔ غاریقون۔ تربد
حب النیل۔ حب السلاطین (جمالگوٹہ) قنطوریون دقیق وکبیر و روغن بیدانجیر و برگ سنا وغیرہ اور بعض دوائیں مضعف قوۃ
معدہ وامعاء (انتڑیاں) مثل املتاس و املی وغیرہ یا انتہا درجہ کی یابس مثلاً ہلیلہ جات و بہیڑہ وغیرہ۔ اور یہ دوائیں حار و تیز تو یہ
جوہر قلب و روح وحرارت و رطوبت اصلی کی تحلیل کے لیئے ایک شعلہ جوالہ ہیں یا اُن سے روح و رطوبت غریزی کا تحلیل ہونا
لازمی ہے اور جب قلب کی قوت ضعیف اور روح وحرارت و رطوبت غریزی (اصلی) تحلیل ہوگئی اور جوہر قلب و عام
بدن میں ادویہ حادہ کیوجہ سے ایک نوع کا سوء مزاج (مزاج کا بگڑ جانا) مستحکم ہوگیا تو اُسکا تدارک نہایت ہی دشوار ہوگا میں
تسلیم کرتا ہوں کہ مسہلات کیوجہ سے مرض زایل بھی ہو جائیگا۔ مگر اُس کے ساتھ ہی بدن کی اور کلیں بگڑ جائینگی جن کی وجہ سے
اور اعضاء اندک اندک اسباب سے مستعد امراض ہو جاتے ہیں۔ دیکھو سنکھیا اگر کسی مرض کے دفع کیوجہ سے کھلایا جائے تو ممکن ہے
کہ وہ مرض زایل ہو جائے مگر چونکہ روح وحرارت و رطوبت غریزی اور حیات کی ضد ہے لہذا اُسکے آثار اور اضرار یعنی نقصان رسانی کے

آثار مختلف صورتوں میں اور مختلف فصلوں اور مختلف عضوؤں کے قالب میں ظاہر ہیں۔ علی ہذہ القیاس دیگر سمیات کا حال بھی خیال کرنا چاہیئے۔
اگرچہ سمیات کھانیوالے اور ادویہ مسہلہ استعمال کرنیوالوں کی حالت میں تشبیہ تامہ نہیں ہے کیونکہ سمیات بجمیع جہات (ہر طرح سے) منافی روح وضد حیات ہیں لیکن ادویہ مسہلہ اس درجہ ضد حیات نہیں ہیں مگر تشبیہ کیلئے فی الجملہ مشابہت بھی کافی ہے چنانچہ یہاں ایسی مناسبت موجود ہے۔ مسہل دیگر وجوہ سے بھی خوفناک ہے مثلاً اگر بوجہ سوء تدبیری تہسل یعنی اسہال جاری ہونے کیلئے ادویہ مسہلہ نے عمل نہیں کیا یا عمل ناقص کیا یا بوجہ افراط سردی گرمی موسم یا بوجہ بے تدبیری اور بے احتیاطی تیاری ادویہ مسہلہ کے ادویہ مسہلہ کا عمل باطل یا ناقص ہو گیا یا کوئی اور امور بدنی یا غیر بدنی مانع اسہال یا باعث کمی اسہال ہو گئی یا ادویہ مسہلہ نے اس شدت سے اپنا عمل کیا کہ کثرت سے رطوبات اصلیہ بھی خارج ہونے لگیں تو ایسے اوقات میں اضطراری حالت اور ابہام اور خوف عظیم ہو جائیگا۔ مسہل اس وجہ سے بھی مخطور ہے کہ وہ ایک استفراغ غیر اختیاری ہے بخلاف دیگر استفراغ کے کہ اس کے اختیار کی باگ اپنے ہاتھ میں رہتی ہے مثلاً فصاد کو اگر معلوم ہو جائیگا کہ فصد سے استفراغ خون وماده صالح کا ہو رہا ہے تو فوراً اس کے روک دینے پر قادر ہوگا۔ علی ہذہ القیاس دیگر قسم کے استفراغ کو بھی خیال کر لو۔ بالجملہ مسہل بدن انسان کے لئے ایک زلزلہ عظیم ہے کیا معنے جس طرح سے طبیعت زمین کی بخارات ودخان زمین کے دفع کیلئے زمین میں زلزلہ پیدا کر کے اسکے بخارات اور دخان دفع تو کرتی ہے مگر ساتھ ہی اس کے زلزلہ اور دخان کیوجہ سے اکثر اوقات جا بجا سے زمین شق ہو جاتی ہے اور گاہے زمین کے شق ہو جانے سے اس میں چشمے پانی کے جاری ہو جاتے ہیں اور کبھی کسی مقام پر زمین دھنس جانا ہو جاتی ہے۔ اور کبھی دخان مذکور آگ کا شعلہ جوالہ بن کر اجسام کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتا ہے۔ یا اجسام کو نقصان پہونچاتا ہے اور کبھی نیکا سہ زلزلہ کا خیریت سے بھی گذر جاتا ہے اسی طرح سے مسہلہ دوائیں تا وقتیکہ داخل بدن ہیں ایک ہنگامہ محشر اور اخلاط ورطوبات میں ایک تلاطم وطغیانی اور بعض اعضائے رئیسہ میں حیرانی وسرگردانی نہیں پیدا کرینگی۔ اخلاط ومواد کا اخراج مشکل امر ہے۔ اور اس حالت سے اخراج مواد ہونا اکثر اوقات خطرناک صورت ہو جاتی ہے۔

کن کن اشخاص کو استفراغ بالاسہال ممنوع ہے۔ مع دلایل مفصل

قبل اس کے جو جو مسہل کی قباحتیں بیان کی گئیں وہ تو ہر وقت اور ہر حال میں ممکن الوقوع ہیں لیکن گاہے بدنی اسباب مانع مسہل ہو جاتے ہیں مثلاً اگر کوئی شخص غایت درجہ گرم وخشک مزاج یا سرد وخشک مزاج ہے اور اس کے جسم میں خون کی نہایت قلت ہے تو ایسا شخص مسہل سے نہایت ہی نقصان پائیگا کیونکہ ایسے شخص کے رطوبات بدنی بہے ہے مسہل سے نقصان پذیر ہو جائیں گے لہذا اسکی زندگی ایک خطرہ کی حالت میں ہو جائیگی اور ایسے وہ امراض مہلکہ ہجوم کریں گے کہ جو غلبہ یبس وخشکی کو لازم ہیں۔
جو اشخاص ڈھیلے بدن اور کشادہ مسام والے ہوتے ہیں ان کے قوے پہلے ہی سے ضعیف اور حرارت غریزی مضمحل ہوتی ہے اب مسہل کیوجہ سے قوے اور حرارت غریزی میں اور بھی ضعف ونقصان آجائیگا جسکی وجہ سے دفعۃً سقوط قوت (قوت کا گھٹ جانا) کا اندیشہ غالب ہے۔ جو شخص تمام کیچڑ ملت انجام دینے والے ہیں مثلاً حمامی وشتمال کرنیوالے اگر بھی

سہلات سے نہایت وجہ نقصان پہونچتا ہے اسلئے کہ انکو گینکے جملہ رطوبات بدن وحرارت غریزی بباعث وہوائے گرم حمام سے تحلیل ہوتی رہتی ہے علے ہذالقیاس گیرسخت مشقت کرنیوالے بوجہ مذکورہ مسہلات سے نقصان پاتے ہیں۔

پینتالیس سال سے زاید عمروالونکو بھی مسہل سے ویسا ہی نقصان یقینی ہے کہ جیسا اشخاص متذکرہ صدر کو۔

جن اشخاص کی انتڑیاں نہایت درجہ گرم وخشک ہوں اور گرمی وخشکی کی وجہ سے اُن کی آنتوں میں سُدّے خشک پیدا ہو جاتے ہوں پس ایسی حالت میں تاوقتیکہ وگیا تدبیرات داخلی وخارجی سے رفع گرمی وخشکی نہ کیجائے مسہل ممنوع ہے اسلئے کہ ایسی حالتمیں احتمال قوی ہے کہ ادویہ مسہلہ کی حدت سے حرارت ویبس اگرمی وخشکی) انتڑیونکا بڑھ جائے۔ اور حرارت وخشکی کی وجہ سے انتڑیوں میں انقباض پیدا ہو کر خراش اور قرحہ وغیرہ پیدا ہو جائے اور سدوں میں حبس ہو کر نہ محض انتڑیوں تک نقصان محدود رہے بلکہ حرارت ویبس کیوجہ سے یرقان۔ وجع جگر سرسام وانواع وانواع کے تپ گرم وسخت عارض ہو جاویں ان حوال کو مسہل ممنوع ہے خصوصاً قبل ماہ چہارم وبعد ماہ ہفتم حمل کیوجہ منشرحاً فصدکی بحث میں ذکر کیجائیگی۔

جو لوگ مسہل کے عادی نہیں ہیں ان لوگوں کو بھی دفعتہً مسہل تجویز نہ کرنا چاہئیے اسلئے کہ ایسے اشخاص کی طبیعتوں پر جبکہ دفعتہً دوا وادویہ مسہلہ (دست آور دواؤں کا وار دہونا) ہوگا تو عجب نہیں ہے کہ انکی انتڑیوں میں خراش یا قرحہ پیدا ہو جایا استعداد اسہال بکثرت جاری ہوں کہ ضعف قوۃ تک نوبت پہونچے اور انکا بند کرنا دشوار ہو یا ادویہ مسہلہ مطلقاً عمل نکریں جسکی وجہ سے اور قسم کا شرو فساد پیدا ہو جائے۔

کس موسم میں مسہل کا دینا ممنوع ہے انتہا درجہ کی گرمی یا سردی کے زمانہ میں یا اُس موسم میں کہ گرمی وسردی کا کوئی نظم ٹھیک نہ ہو مثلاً برسات کا موسم یا اُن ایام میں کہ وبائے ہیضہ یا طاعون وغیرہ شروع ہو مسہل ممنوع ہے اسلئے کہ ایسے اوقات میں عموماً ہر انسان کی رطوبات واخلاط میں استعداد فساد موجود ہوتی ہے اور قوے میں ضعف بھی ہوتا ہے لہذا ادویہ مسہلکی تحریک سے خوف ہوتا ہے کہ طبیعت کو بنسبت رطوبات اصلیہ پر قدرت تامہ حاصل نہ ہو اور رطوبات اصلیہ کا استفراغ شروع ہو جائے جو انجام کار باعث فتنہ عظیم ہو جائے بلکہ ایسے اوقات میں ان ادویہ واغذیہ وتدبیرات کی ضرورت ہوتی ہے کہ جو باعث تقویت قلب وقوائے بدن اور مفرح قلب ہوں۔

ملیّن ومسہل

باوجود موانع مذکورہ اگر وجہ وجوب مسہل (مسہل کے مطلوب ہونیکی وجہ) موجود ہو یعنی کثرت امتلا مادہ (مادہ کا بھر جانا) سے خوف حدوث خناق یا سکتہ وغیرہ امراض مہلکہ ہو تو بہرحال مسہل جایز ہو جائیگا۔

جس مقام پر مسہل ممنوع ہے وہاں یہ ضرور نہیں ہے کہ ملین بھی ممنوع ہو۔

ملین ومسہل کا فرق اور انکے احکام مسہلہ وہ دوائیں ہیں کہ جو مواد فاسد کو مقامات بعیدہ (دور دور) اور تنگ راستوں بدن سے بذریعہ اپنی قوۃ جاذبہ کے کشش کر کے

خارج کریں اور جس کے قبل منضجات (وہ دوائیں جن سے مادہ کا قوام خارج ہونیکے قابل ہو جائے) کا استعمال کیا جاتا ہے
ملین وہ دوائیں ہیں کہ مواد و اخلاط فاسدہ کو صرف معدہ اور امعاء اور انکے قرب وجوار سے خارج کریں۔

مسہل دینے کے قبل کیا کرنا چاہیئے

بشرطیکہ کوئی مرض حاد اور تیز نہ ہو یا ایسا مادہ تیز نہ ہو کہ جسکے انتقالات خوفناک ہوتے ہیں تو قبل مسہل چند روز ادویہ ملینہ یعنی منضجات کا استعمال کرانا ضروری ہے جنکی تعداد بلحاظ اخلاط طب کی کتابوں میں موجود ہے مگر محض تعداد ایام مندرجہ کتب مذکورہ پر امر نضج مواد میں لحاظ نہ کیا جائیگا بلکہ بول وبراز (یا پاخانہ پیشاب) وغیرہ کے حالات سے معاملہ نضج دریافت کرکے مسہل شروع کرنا چاہیئے۔

جس طرح سے کہ قبل مسہل ادویہ منضجہ استعمال کرانا ضروری ہے ایسا ہی غذا بھی اس قسم کی دیجائیگی کہ جو لطیف وملین ہو اور سریع الہضم اور مفتح مجاری بدن یعنی بدن کے اندرونی تنگ راستوں کو صاف کرنیوالی ہو اسی بنا پر پانی کے حالات کو بھی قیاس کر لو یعنی زمانہ منضج ومسہل میں ایسا پانی استعمال کیا جائے کہ جو جمیع صفات مذکورہ اپنی جنس میں عمدہ ہو جنکی تشریح پانی کے احکام میں گذر چکی

مسہل کے دوران میں کن کن امور پر لحاظ کرنا چاہیئے

مسہل ہمیشہ اولاً ادویہ مسہلہ خفیفہ (ہلکی طاقت کی) سے شروع ہونا چاہیئے بعدہٗ بتدریج اس میں ادویہ قویہ اضافہ ہوتی رہیں گی تاآنکہ جو مقصود ہو وہ ختم ہو جائے اگر اثنائے مسہل میں معلوم ہو کہ جسقدر مادہ میں کہ نضج آگیا تھا وہ خارج ہو گیا ہے مگر ہنوز مقامات بعیدہ اور مجاری ضیقہ میں (تنگ مقامات) سے مادہ خارج نہیں ہوا ہے تو مسہلات موقوف کرکے پھر منضجات قویہ کا چند روز استعمال کراکے مسہلات شروع کر دینا چاہیئے۔

اگر مسہلات کے دوران میں ضعف قلب یا ضعف دماغ یا ضعف عام بدن کے آثار محسوس ہوں تو بلا تامل مسہلات موقوف کرکے چند روز ادویہ اور اغذیہ مقویہ قلب ومفرحہ ومقویہ دماغ استعمال کرائی جائیں جن میں قوت تفتیح اور قوت نضج بھی ہو یا ادویہ مفرحہ ومقویہ قلب بھی ہوں اور ان میں قوت نضج بھی ہو یعنی دونوں منافع میں مشترک ہوں جبکہ مریض کی قوت کا ایفاء اور تکمیل ہو جائے تب پھر مسہلات شروع کرائے جائینگے۔ اب جو مسہلات شروع ہوں تو ادویہ مسہلہ عرقیات مناسبہ مفرحہ مثلاً عرق گاؤزبان یا عرق بید سادہ یا عرق بادرنجبویہ یا عرق ابریشم یا عرق گلاب یا عرق نیلوفر میں خیساندہ کرکے یا جوشاندہ کرکے دیجائیں گی۔ اور شربت ورد مکرر (وہ شربت ورد جو دوبارہ گل سرخ کے جوشاندہ سے بنایا گیا ہو) اس حال میں ایک عظیم القدر اور شدید النفع چیز ہے اسلئے کہ شربت موصوف مسہل مشترک جمیع اخلاط کیلئے بھی ہے اور مفرح ومقوی قلب بھی ہے۔

درمیان دو مسہلوں کے اقل مرتبہ کم سے کم ایک روز کا توقف ضروری ہے۔ چونکہ اکثر ادویہ مسہلہ مضر قلب ودماغ ہیں لہٰذا بہرحال ادویہ مفرحہ قلب کہ جو مضر دماغ اسہال نہ ہوں۔ ادویہ مسہلہ کے ساتھ ساتھ شامل کرنا مناسب ہے۔

بعد مسہل کے بغرض دفع حرارت ودفع خشکی انتڑیوں کے تبرید مناسب کے ساتھ میں تخم کنوچہ یا اسبغول مسلم یا تخم بالنگو مسلم یا تخم ریحان خشک یا بشیدہ کرکے پلانا چاہیئے اور اگر خوف نزلہ وزکام وغیرہ کا نہ ہو تو عرق گلاب قسم اول بقدر مناسب تبرید میں شامل کر دینا مناسب ہوگا اسلئے کہ عرق گلاب میں تقویت معدہ وقلب ودماغ وغیرہ کے اوصاف موجود ہیں ہو المطلوب (اور یہی مطلوب ہے) کہ یعنی اوسکی ضرورت ہوتی ہے۔

کن کن امور سے ثابت ہوگا کہ مسہل کافی ہوگیا ہے

جس خلط غالب کا استفراغ منظور ہو جبکہ وہ خلط بقدر مطلوب خارج ہو جائیگا اس کے بعد دوسرا خلط نکلنا شروع ہوگا پس دوسرے خلط کے نکلنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اب ضرورت اسہال باقی نہیں رہی۔ اور یہ بات طبیب کو ملاحظہ شکل یا نخرج بہ (جو چیز اسہال سے خارج ہوتی ہے) سے معلوم ہو سکتی ہے رفع ضرورت اسہال اس وقت بھی معلوم ہو جائیگی کہ جب بعد مسہل تشنگی معلوم ہو اسلئے کہ تشنگی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خلط مطلوب کا اخراج چونکہ ہوگیا ہے لہذا طبیعت بغرض اعادہ رطوبات و خلط خارج شدہ پانی کی طالب ہوتی ہے۔ الا بعض اوقات بوجہ برودت و رطوبت جرم معدہ کہ جو ادویہ مسہلہ کی تاثیرات سے وقوع میں آیا ہے۔ ممکن ہے کہ ایسی پیاس نہ معلوم ہو۔

مسہل کا کافی ہونا اس بات سے بھی معلوم ہو جائیگا کہ بعد المسہل طبیعت میں خفت اور اشتہا میں ترقی ہو خفت دلیل اس بات کی ہے کہ جو چیز اسہال سے خارج ہوئی ہے وہ غیر طبعی مواد تھا۔ زیادتی اشتہائے طعام اسوجہ سے ہوگی کہ طبیعت مواد فاسدہ کی تدارک سے مطمئن ہو کر بدل ما یتحلل (تحلیل شدہ رطوبات کا معاوضہ) کے حاصل کرنے میں بذریعہ طلب غذا سرگرم ہے۔

احکام متفرق مسہل

نیند اور مالش بدن اور حمام و غسل اور وہم اور بدن میں تیل لگانا بروز مسہل

بشرطیکہ ادویہ مسہلہ قوی ہوں تو قبل شروع ادویہ مسہلہ سو جانا امر اسہال میں مدد و اعانت کرتا ہے اور اگر ادویہ مسہلہ ضعیف العمل ہیں تو نیند اسکے عمل کو باطل کرے گی لیکن جبکہ ادویہ مسہلہ کا عمل شروع ہو جائے تو اسوقت میں ترک خواب بہرحال ضروری ہے خواہ ادویہ مسہلہ قوی ہوں یا ضعیف خواب و بیداری و حرکت و سکون کی تاثیرات کی عمدہ طور سے تشریح قبل اس کے گزر چکی ہے وہ بیان اور یہ بیان ملاکر پڑھنے سے دلایل امر مذکورہ بخوبی معلوم ہو جائینگے۔

طبیعت کو کسی امر اہم کی جانب متوجہ کرنا یا کسی معاملہ میں مشغول ہونا عمل ادویہ مسہلہ کو باطل یا ضعیف کرتا ہے۔

قوت وہمیہ سے کام لینا یعنے ہر وقت یہ تصور کرنا کہ اب اسہال ہونیوالا ہے ادویہ مسہلہ کے عمل کو قوی کرتا ہے۔

ادویہ مسہلہ استعمال کے بعد حمام گرم یا گرم پانی کا غسل ممنوع ہے اسلئے کہ تفتیح رکھلجانا) مسامات بدن کی وجہ سے مواد خارج بدن کی جانب مرجوع ہوتا ہے اور ادویہ مسہلہ اُسکے خلاف جانب کوشش کرتی ہیں پس ضرور ہے کہ اس کشاکش میں ادویہ مسہلہ کی قوت ضعیف ہو جائیگی اور طبیعت بھی دو مخالف کے جذب سے متحیر ہوگی۔

بیشک موسم سرما میں بحالت مسہل آب گرم سے غسل جائز بلکہ بہتر ہوگا اسلئے کہ موسم جاڑوں میں اخلاط بدن میں چونکہ متانت (گاڑھا پن) ہوتی ہے لہذا گرم پانی سے غسل یا حمام گرم میں غسل کرنا اُس مواد میں سیلان پیدا کریگا اور براہ اسہال

طبیعت کو اُسکے دفع میں آسانی ہوگی۔

بدن کی مالش ملایم اور بدن پر روغن کی مالش بروز مسہل مضایقہ نہیں ہے بلکہ اسہال میں مالش سے مدد کی توقع ہے لیکن سخت مالش سے اندیشہ ہوسکتا ہے کہ ادویہ مسہلہ کا اثر ضعیف ہوجائے اسلئے کہ سخت مالش مواد بدن کو خارج بدن کی طرف مایل کریگی کہ جو ادویہ مسہلہ کے مقصد کے خلاف ہے۔

اور مسہل میں سرد پانی سے غسل کرنے میں احتمال نفع کا بھی ہے اور نقصان کا بھی لہذا ترک اولے ہے اِلّا اگر فصل نہایت درجہ گرم ہے اور مزاج بھی گرم ہے تو کچھ مضایقہ نہیں۔

ادویہ مسہلہ کیونکر بنائی وپلائی جائیں گی

اگر ادویہ مسہلہ از قسم سفوف یا حبوب ہوں تو ان دونوں کو سائیدہ کرنے میں حد درجہ کا مبالغہ کیا جائے تب حبوب بنائے جائیں اس لئے کہ باریک دوائیں سریع النفوذ ہوتی ہیں۔

جو ادویہ مسہلہ از قسم مطبوخ (جوشاندہ) ہوں تو اُن دواؤں کے ملنے میں زیادہ مبالغہ کیا جائے اور دبیز پارچہ میں چھانی جاویں۔

بعض ادویہ ایسی بھی ہیں کہ جن کے جوش دینے سے قوۃ مسہلہ اُن میں سے باقی رہی ہے مثلاً املتاس شیرخشت ترنجبین شکر خام الی۔ ان ادویہ کو عرقیات مفرحہ میں علیحدہ ترکر کے صبحدم ملکر دو ایکبار اُن کو پارچہ صاف میں چھان کر مطبوخ مسہل میں ملایا جائے۔ الی املتاس و ترنجبین و شیرخشت حتی الامکان گاڑہی چھانی نہ جاویں۔ علی ہذہ القیاس ادویہ مسہلہ بہت شیریں بھی نہ ہوں۔ زیادہ شیرینی کی صورت میں خوف ہوتا ہے کہ طبیعت اُس پر وہ تصرفات شروع نہ کردے کہ جو غذا پر کرتی ہے پس اس طرح سے طبیعت کے تصرفات سے ادویہ مسہلہ کے عمل میں نقصان یا بطلان (باطل ہونے) کا گمان مستحکم ہے۔

گاہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ بوجہ نفرت بوئے بد ادویہ مسہلہ کے ادویہ مذکورہ براہ قے خارج ہوجاتی ہیں اگر ایسا اندیشہ ہو تو سانس بند کرکے ادویہ مسہلہ کو پینا چاہیے۔ یا اُن چیزوں کو سونگھنا چاہیے۔ کہ جو فم معدہ کی تقویت کریں۔ تاکہ غثیان وقے نہ ہونے پاوے مثلاً برگ پودینہ سبز یا برگ دونا مروا۔ یا پوست تازہ نارنگی ترنج یا پنڈول کو عرق گلاب و سرکہ میں ترکرکے یا امرود بہی تازہ وغیرہ۔

دونوں بازوؤں کو اور دونوں پنڈلیوں کو بشدت تمام باندھنے سے قے و غثیان کا عمدہ طور سے انسداد ہوسکتا ہے۔ جس وقت کہ معدہ ادویہ مسہلہ پر اچھی طور سے حاوی ہوجاوے۔ تب بازو و پنڈلیاں کھولی جاویں۔

مشاہدہ

میں نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ صندل سپید گلاب سائیدہ میں پارچہ بقدر کف دست تر کرکے فم معدہ اور وسط معدہ پر ادویہ مسہلہ استعمال کرنیکے چند منٹ پہلے چسپاں کرنا مانع قے وغثیان کا ہے اور یہ تدبیر ادویہ مسہلہ کے فعل کو باطل بھی نہیں کرتی ہے بلکہ بوجہ جمعیت اجزائے معدہ و تقویت افعال معدہ معدہ کو قوی کرکے ادویہ مسہلہ کے فعل میں مدد دیگی۔

اور اگر ادویہ مسہلہ کے بدذائقہ ہونیسے طبیعت کو نفرت ہو تو ادویہ مسہلہ کھانے یا پینے کے قبل ان چیزوں کو چبانا چاہیئے کہ جس سے حس ذائقہ باطل ہوجائے تاکہ بدمزہ اور بدذائقہ ادویہ کا ذائقہ محسوس نہ ہو۔ مثلاً پوست خشخاش چبائی جائے۔ یا اُس کے جوشاندہ سے مضمضہ کیا جائے یعنی کلیاں کی جاویں۔ یا برگ عناب چبائے جائیں بقول حکیم ارزانی مرحوم برگ عناب چبانے سے حس ذائقہ باطل ہوسکتی ہے اور اگر برف بہم پہونچ جائے تو اُس کے مونہہ میں رکھنے سے حس ذائقہ بوجہ تخدیر کے باطل ہوسکتی ہے۔

ادویہ مسہلہ سے اسہال کے نہ ہونیکے اسباب اور اُن کی تدبیرات

اگر ادویہ مسہلہ سے اسہال نہ ہوں یا کمتر ہوں تو اُس کے اسباب او وجوہ پر خیال و لحاظ رکھنا چاہیئے مثلاً اگر موسم نہایت درجہ گرم ہے اور مریض جوان ہے اور ادویہ مسہلہ بھی گرم ہیں یا تینوں وجوہ میں سے کوئی وجہ یا کل وجوہ موجود ہیں تو غالباً ان تینوں یا ایک دو وجہ موجود ہونیسے ادویہ مسہلہ نے تصرف نہیں کیا اور ادویہ مسہلہ معدہ کی قوتوں سے متاثر اثر قبول کرنے والی نہیں ہوئی ہیں تو ایسے وقت میں اعلےٰ درجہ کی تدبیر یہ ہے کہ اوس شخص کو سرد پانی گھونٹ گھونٹ پلایا جائے عام اس سے کہ یہ پانی بذاتہٖ سرد ہو یا برف و شورے سے سرد کرلیا جاوے۔ اِس عمل سے ایک گھنٹہ میں ادویہ مسہلہ کا عمل شروع ہوجائیگا۔

یا ایسی حالت میں جب صندل سپید گلاب سائیدہ میں پارچہ تر کرکے کل اجزائے معدہ و امعا کے اوپر رکھنا قیاساً و تجربتہً مفید ہے علےٰ ہذا القیاس سکنجبین سرکہ یا سکنجبین لیموئے ترش اندک اندک پینا غرض مطلوب کے لئے کافی ہوگا۔

اور اگر اسباب داخلی و خارجی سردی کے مثلاً موسم سردی یا مزاج سرد وغیرہ باعث اسہال نہ ہونے یا کم ہونیکے ہوے ہیں تو اس صورت میں اس کے برعکس تدبیریں عمل میں لانا چاہئیں یعنی گرم گرم پانی یا کوئی عرق مناسب گرم گرم پینا چاہیئے اور پیٹ کو عود و لوبان یا بالچھڑ یا سعد کوفی کے دھوئیں سے روئی کے پہل کے ذریعہ سے سینکنا چاہیئے یا محض پنبہ کہنہ گرم کرکے پیٹ سینکنا چاہیئے۔ اور پیٹ پر آہستہ آہستہ ناخنہ سے مالش کرنا دست آنیکے لئے نہایت عمدہ عمل ہوگا اور گلقند آفتابی میں کسیقدر مصطگی رومی شامل کرکے کھلانا چاہیئے۔

اور اگر سوء صنعت یعنی ادویہ مسہلہ کے بنانے میں بے تدبیری ہوجائے جسکی وجہ سے ادویہ مسہلہ کی قوت باطل ہوگئی ہے تو اس صورت میں بجز اس کے کوئی علاج نہیں ہے کہ بذریعہ قے ادویہ مسہلہ خارج کردی جاویں بشرطیکہ معدہ میں

موجود ہیں اور اگر معدہ سے گذر کے انتڑیوں میں پہنچ گئی ہیں تو بذریعہ حقنہ کہ جو عرق گلاب اور نمک شور محلول سے کیا جائے خارج کر دینا چاہئے۔ اسہال کو دریافت کرنا کہ دوائیں مسہلہ ہنوز معدہ میں ہیں یا کہ انتڑیوں میں پہنچ گئی ہیں یوں معلوم ہو سکتا ہے کہ معدہ کے اندر موجود ہونیکی صورت میں معدہ میں گرانی محسوس ہوگی ڈکاروں میں ذائقہ اور دوا کی بو کا اثر محسوس ہوگا۔ کچھ آثار غثیان وغیرہ کے بھی پائے جائیں گے اور اگر معدہ سے گزر کے انتڑیوں میں پہنچ گئی ہیں تو یہ حالات و آثار مفقود ہونگے۔

اور اگر کسی اور اہم کی جانب مصروف ہو جانیسے طبیعت نے ادویہ مسہلہ سے کام کی تعمیل نہیں کرائی ہے تا اینکہ ادویہ مسہلہ کی قوت باطل ہو گئی ہے تو ایسی حالت میں معدہ اور قلب کو مقویہ و مفرحہ ادویات و تدبیرات سے قوی و توانا کر کے بتحریک و بذریعہ شیافہ یا حقنہ ادویہ مسہلہ کو خارج کر دینا مناسب ہے۔

اور اگر بصورت مذکورہ تدبیرات سطورہ کافی نہ ہوں اور ادویہ مسہلہ کی حرارت اور حدت کی وجہ سے اعراض ہولناک ظاہر ہوں مثلاً کشش عام بدن و قلق و اضطراب اور آنکھوں کا اُمبھر آنا یا درد سر یا دوران سر عارض ہونا۔ یا ادویہ مسہلہ کا شر و فساد اعضائے رئیسہ کی جانب منتقل ہوتا ہوا محسوس ہو۔ پس ان حالات میں بے تامل فصد کرنا لازمی ہے تاکہ مواد متحرک کا اخراج ہو جائے اور اعضائے رئیسہ اور شریفہ کی جانب حرکت موقوف ہو۔ بلکہ ادویہ مسہلہ کے عمل نہ کرنے کی صورت میں خواہ اعراض خوفناک پیدا ہوں یا نہ ہوں فصد کرنا باعث امن ہے حتے الامکان اوسی روز فصد باسلیق یا فصد ہفت اندام یا جو مناسب ہو کرنا چاہئے وگرنہ دو تین روز کے درمیان میں فصد ہو سکتی ہے۔

فصد کی وجہ سے اس بات سے ضرور امن ہو جائے گا۔ کہ مادہ اعضائے رئیسہ کی جانب حرکت کرے بلکہ مادہ مذکور حرکت کرنے سے سخت مجبور ہو جائیگا۔

بالجملہ ادویہ مسہلہ کے عمل نہ کرنے اور اسہال نہ ہونے کی صورت میں تدبیرات مذکورہ بالا اور تدابیر مناسب بحسب الوقت عمل میں لانا چاہئے مگر اس بات سے نہایت درجہ احتیاط چاہئے کہ ادویہ مسہلہ کے عمل نہ کرنے اور اسہال نہ ہونے کی صورت میں اوسی روز پھر دوسرا دیا جائے۔ اس لئے کہ اول تو قوت دافعہ کے فعل میں اور اعضائے رئیسہ میں پہلے ہی سے ادویہ مسہلہ کے شر سے تشویش اور اضطراب پیدا ہو رہا ہے اب پھر اوسی قسم کی ادویہ کا ورود دافعہ کے فعل کو باطل کر دے گا اور اعضائے رئیسہ پر مزید شور برپا کرے گا اور طبیعت کو نہایت درجہ انتشار میں ڈالیگا۔ ان وجوہ سے یا تو اسہال نہیں ہونگے اور فساد ادویہ مسہلہ کا ایک واقعہ جانکاہ ہوگا یا اگر اسہال شروع ہو گئے تو قوت ماسکہ کے ضعف سے بے اختیارانہ طبیعت بلا تمیز عمدہ و ناقص مواد و رطوبات براہ اسہال خارج کرنا شروع کرے گی بدیں وجہ معاملہ نازک اور کام پر خطر ہو جائیگا۔

اگر تلیین خفیف دینے کی شکل میں ادویہ ملینہ یا ادویہ مسہلہ خفیفہ کا عمل ظاہر نہ ہو تو اس حالت میں کوئی خطرہ تو آگے بدن میں ظاہر نہیں ہوگا لہذا اُن حرکات اور اُن تدبیرات کا عمل میں لانا ضروری نہیں ہے کہ جو ادویہ مسہلہ کے عمل نہ کرنیکی صورت میں قبل اس کے مشروحاً بیان ہو چکی ہیں +

مشاہدہ

خاکسار نے بارہا دیکھا ہے کہ ادویہ مسہلہ کے عمل کا انقلاب بجائے اسہال ادرار یعنی پیشاب کی جانب ہو جاتا ہے اور اکثر یہ انقلاب اُن اسباب کی وجوہ سے پیش آتا ہے کہ جو ادویہ مسہلہ کے عمل نہ کرنے اور اسہال کے نہ ہونے کے بیان میں مشرحاً بیان کی گئیں و یا کوئی اور اسباب خفیہ اِس انقلاب کا باعث ہو جاتے ہیں۔ بالجملہ جب ایسا انقلاب وقوع میں آتا ہے تو اُس سے یہ بات ضرور دیکھی گئی ہے کہ مادہ رقیق ادرار کے ذریعہ سے خارج ہوا ہے نا بقیہ مادہ غلیظ ادویہ مسہلہ کی قوۃ جاذبہ کے ذریعہ سے قریب تر جلد معدہ و امعاء وغیرہ میں باقی رہ جاتا ہے اس بقیہ مادہ کے اخراج کے لئے راقم نے یہ تدبیر کی کہ بغرض تنبیہ قوت دافعہ اولاً سکنجبین لیمو یا سکنجبین سرکہ بقدر دو تولہ کھلائی۔ بعدہٗ غذائے ملایم دی گئی جب اِس قدر عرصہ گزرا کہ کیلوس سے معدہ فارغ ہوا اور فضلہ کیلوس انتڑیوں میں آگیا تب قوۃ دافعہ نے اس فضلہ کے ساتھ مواد مجذوبہ کو بذریعہ چند اسہال دفع کر دیا چنانچہ یہ تدبیر اکثر اوقات کارگر ہو گئی۔

ادویہ مسہلہ سے بکثرت اسہال جاری ہونیکے اسباب اور اُن کی تدبیر

کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے کہ ادویہ مسہلہ کے استعمال سے بلا انتظام بکثرت اسہال جاری ہو جاتے ہیں کیا معنے طبیعت اخلاط صالح و غیر صالح کو براہ اسہال خارج کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے یعنے اُس میں اِس قدر قدرت باقی نہیں رہتی ہے کہ جو اخلاط و رطوبات ناقص کو عمدہ اخلاط و رطوبات سے جُدا کر کے براہ اسہال خارج کرے اور یہ مجبوری طبیعت کی چند وجوہ سے ہوتی ہے منجملہ اُن وجوہ کے ایک یہ بھی وجہ ہے کہ ادویہ مسہلہ درجہ تیز اور حاد اور سمی الجوہر (زہریلے جوہر والی) ہوں اور فصل بھی گرم ہو پس اس وجہ سے قوت دافعہ قوی اور قوت ماسکہ ضعیف ہو جائے لہذا بذریعہ اسہال اچھے اور بُرے اخلاط بدن سے خارج ہونا شروع ہو جائیں اور اخلاط و رطوبات صالح کو بھی طبیعت روک نہ سکے۔

یا یہ کہ رگیں بدن کی قوۃ ضعیف ہیں کہ جو بوجہ ضعف کے ناقص و عمدہ مواد کو بلا تمیز ضبط کرنے پر قادر نہیں ہے۔

یا رگیں بدن کی اس قدر وسیع ہیں کہ اُن کی قوت ماسکہ اس بات پر قادر نہیں ہو سکتی ہے کہ اخلاط ردیہ کے ہمراہ جو رطوبات و اخلاط صالح خارج ہو رہے ہیں اُن کی روک ٹوک کرے۔

علاوہ ان اسباب جزئیہ کے اور بھی بہت سے اسباب کثرت اسہال پیدا ہو سکتے ہیں بہرحال کوئی سبب ہو کثرت اسہال کا فوراً تدارک کرنا چاہئے اور تدبیرات مفصلہ ذیل عموماً ہر قسم کے حبس اسہال اور خصوصاً اسہال مذکورہ کے حبس کے لئے کافی ہونگی۔

اُن تدبیرات حبس اسہال کا بیان کہ جو بہلکے ذریعہ سے نفع پہنچا سکتی ہیں

جب اسہال مذکورہ یا کسی قسم کے اسہال کو بند کرنا منظور ہو تو چاہئے کہ لخلخہ خوشبودار اور مقوی قلب و مقوی معدہ سونگھانا شروع کریں مثلاً صندل سپید و کشنیز خشک

و کافور و پوست نارنج و پوست لیمو و ترنج و عطر صندل و خس و عطر گلاب و عطر کیوڑہ و عطر سیوتی منفرداً یا مرکباً یعنی اشیائے مذکورہ سے ایک چیز بطور نغلخہ سونگھائی جائے یا چند چیزیں۔ اور اگر کثرت اسہال بوجہ افراط فضل حرارت ہو عام اس سے کہ وہ حرارت دوائی کے اثر کی وجہ سے ہو یا حرارت موسم یا حرارت مزاج سے یا تینوں حرارتوں کے اجتماع سے تو ایسے وقت میں علاوہ سرد خوشبودار چیزوں کا سونگھنا اور مکان مریض کی ہوا کو سرد کرنا بذریعہ آبپاشی در و دیوار مکان مریض کے اُس سرد و شیریں پانی سے کہ جس میں کافور و صندل محلول کئے ہوں۔ اور برگ کیلا یا برگ خرمہ سبز یا برگ پالک سبز یا کھیرے ککڑی وغیرہ دیگر برگ و گل و ریاحین باردہ (سرد) مثل نیلوفر یا گل سُرخ وغیرہ کے گلدستے مرتب کر کے طاقوں پر یا میز وغیرہ پر مرتب کر کے رکھنا یا عطر خس و جوانسہ وغیرہ کی ٹٹیاں مکان کی ہوا کی گزرگاہوں پر لگا کر اس پر کثرت سے پانی سرد و شیریں ڈالنا اور فرشی یا دستی پنکھوں یا ان پنکھوں کے ذریعہ سے ہوا دینا کہ جو فی زمانہ اہل یورپ کی ایجاد سے بکثرت رائج ہیں اور نیز آب نار سیدہ میں سرد و شیریں پانی کافور و صندل محلول پُر کر کے بذریعہ کسی ظرف کے یا چھلنی کے اُچھالنا یا آب سرد و شیریں میں کسی قدر عرق گلاب یا عرق کیوڑہ یا عرق نیلوفر یا عرق بید سادہ یا عرق کاسنی شامل کر کے بذریعہ پچکاری در و دیوار مکان پر چھڑکنا غرضکہ ان تدبیرات خارجی سے کل یا جز یا جو ممکن ہو سکے حسب تقاضائے ضرورت وقت اور شدت و خفت عمل میں لانے سے انشاء اللہ تعالٰی قوی امید بندش اسہال کی ہے۔

یہ جملہ تدبیریں ہوا کے ذریعہ سے قلب اور جوہر قلب اور روح قلبی کو نہایت درجہ تقویت بخش ہیں۔ اور قلب و روح قلبی کی تقویت سے طبیعت بالطمینان کامل بر ہمی مذکورہ کا انتظام کر لے گی لہٰذا اُن رطوبات کو بھی روک لے گی کہ جو صالح ہیں۔ اور قابل اخراج نہیں ہیں۔

اُن تدبیروں کا بیان کہ جو کھانے کے ذریعہ سے اسہال بند کرتی ہیں

ہر حالت کے اسہال بند کرنے کے لئے عموماً اور اسہال مذکورہ کے حبس کے لئے خصوصاً کھانے کی چیزوں میں وہ چیزیں نہایت درجہ فایدہ مند ہیں کہ جو قابض بھی ہوں اور مقوی معدہ او رمقوی قلب بھی ہوں اور مغری بھی ہوں یعنے اُن میں لزوجیت دلیس (بھی ہو) مثلاً کھٹے کا دہی ترش یا شربت انار ترش یا شربت بہی ترش یا جوارش بہی یا جوارش آملہ یا شربت آملہ یا سکنجبین لیمو کسی عرق مناسب میں شامل کر کے یا شیرہ تخم خرفہ سیاہ بریاں یا شیرہ بارتنگ بریاں یا شیرہ حب الآس بریاں یا شیرہ دانہ الائچی سفید بریاں یا شیرہ مغز تخم بیل بریاں یا شیرہ ریشہ برگد یا شیرہ زرشک یا شیرہ سماق یا شیرہ تخم حماض بریاں کیا منفرداً و یعنی مذکورہ میں ایک یا دو یا چند دواؤں کو آب سکن یا عرق گلاب میں شیرہ کشیدہ کر کے شربت نارنج یا شربت حب رومان (؟) انگور خام یا شربت آملہ ترش یا سکنجبین سادہ یا سکنجبین لیمو ترش و لعاب بہدانہ و لعاب اسبغول یا اسبغول سالم پاشیدہ کر کے پلانا چاہئے یا آملہ مربی یا بہی مربی یا آب بگرم غسل و عرق گلاب و عرق بید مشک و عرق بید سادہ یا تازہ وغیرہ پانی میں سائیدہ کر کے شربت و سکنجبین مذکورہ بالا سے کوئی چیز شامل کر کے پلانا چاہئے اور اگر تشنگی لائے مذکورہ سے بھی کام نہ چلے تو شیرہ پوست خشخاش در آب کشیدہ یا کسیتہ افیون کھلا کر ...

تدبیرات کہ جو بدن پر عمل میں لانے سے منع اسہال کرتی ہیں

ہر حالت میں ہر قسم کے قطع اسہال کے لیے عموماً و اسہال مذکورہ کے قطع کے لئے خصوصاً ہاتھ اور پیروں کو بغل اور کنج ران سے شروع کر کے کلائی اور ٹخنوں تک کسی پارچہ سے بشدت باندھنا بوجہ جذب اور امالہ (لوٹا لانے) کے نہایت ہی فایدہ مند ہے اور اسی وجہ سے حمام اور انکباب (بپارہ) بدن گرم پانی سے حبس اسہال کے لئے نافع ہے۔

علیٰ ہذا القیاس ہاتھوں کی ہتھیلیوں میں اور پیر کے تلووں میں اور زیر بغل شاخیں کھنچوانا بھی نہایت مفید ہوں گی۔
خاصۃً محاجم ناری جس کو باری یا تونبی لگانا کہتے ہیں۔ اسہال جاری ہونے کی حالت میں محاجم مذکورہ پشت کے درمیان میں لگانا حبس اسہال کے لئے نہایت درجہ مفید ہونگے۔

اور پاشویہ گرم پانی سے کرنا بھی حبس اسہال کے لئے ایک عمدہ سبب ہے بشرطیکہ پاشویہ اُن احتیاطوں کے ساتھ عمل میں لایا جاوے کہ جو پاشویہ کے بیان میں آیندہ مرقوم ہونگے۔

ایسا ہی معدہ پر اُن ادویہ کا ضماد (لیپ) کہ جو قابض و مقوی معدہ ہیں حبس اسہال کے لئے نافع ہونگے۔ مثلاً صندل سپید و آملہ و آس و جوز (گلنار فارسی و زرور و زیرہ گلاب) و اقاقیا وغیرہ۔

بشرط امکان یہ ضماد (لیپ) برف سے سرد کر کے ضماد کرنا چاہیئے اور حسب ضرورت ادویہ مذکورہ میں سے ضماد ایک ہی استعمال کی جاوے یا چند شامل کر کے۔

پیٹ پر محاجم ناری یعنی باری لگانا قطع اسہال کے لئے ایک حکمی علاج ہے۔

وہ تدبیرات کہ جو بوجہ سکون روح اسہال بند کرتی ہیں

ہر حالت میں اور ہر قسم کے اسہال میں خواب یعنے نیند سے اسہال کا حبس غالب امر میں ہو جاتا ہے میرے خیال میں نیند کے آنے یا نیند کے لانے سے حبس اسہال بجمیع صفات عمدہ اور بہتر ہوتا ہے تدابیر منومہ (نیند لانے والی) اجمالاً ہم نیند و بیداری کی بحث میں ذکر کر آئے ہیں اور آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ ہیضہ وبائی کی بحث میں بیان کی جاویں گی اُن مقامات سے تدابیر منومہ یعنے نیند آور تدبیریں اخذ کرنا چاہیئے مگر اس مقصود کی غرض سے ایک تدبیر قوی منوم اور نہایت مناسب ذکر کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ہوا کے مکان مریض کی اصلاح کر کے اور اس کی خوابگاہ تاریک کر کے ہجوم و مجمع و شور و غوغا سے بری کی جاوے اور مریض کو ہدایت کیجاوے کہ بقصد نیند سونے والوں کی ہیئت پر استراحت کرے۔ بعدہٗ آدھ سیر گائے یا بکری کے دودھ میں ایک تولہ تخم دھتورہ نیم کوفتہ جوش دے حتےٰ کہ متواتر جوش آنے سے آدھ سیر دودھ پاؤ سیر باقی رہ جاوے پس یہ دودھ مریض کے کف دست و کف پا پر کم سے کم آدھ گھنٹہ مالش کی جاوے جب مالش ہو چکے تب آب نیم گرم سے کف دست و کف پا کو دھو کر تولیہ یا صاف پارچہ سے پونچھ ڈالیں پس یہ عمل غالباً حالت موجودہ کے لئے فایدہ مند ہوگا بذریعہ نیند لانے کے۔

اُن امور کا تذکرہ کہ جو استعمال بعد دست پیدا ہو سکتے ہیں

چونکہ جگر گرم مادہ کا سنبھالنا ممکن ہے کہ چند امور کسیقدر سوا کسیر جب

جگر میں باقی رہ جائے اور جگر میں بتوسط اس جھلی کے کہ جو جگر کو اپنے میں لئے ہوئے ہے درد پیدا کرے پس ایسی حالت میں صرف گرم پانی پینا کافی ہوگا۔ اس لئے کہ گرم پانی کی قوت تحلیل و غسل کے لئے یقیناً کافی ہوگی۔

گاہے بعد الاسہال (اسہال کے بعد) ان لوگوں کو کہ جن کے بدن میں خون کی کثرت ہوتی ہے۔ تپ یا دیگر امراض دموی پیدا ہوجاتے ہیں۔ اس لئے کہ اسہال کی حرارت اور ادویہ مسہلہ کی حدت سے خون میں ایک جوش پیدا ہوجانا ممکن ہے اس کا تدارک غالب امر میں فصد سے بطور کافی ہوسکتا ہے اور اگر فصد کفایت نہ کرے تو اغذیائے سردہ کے استعمال سے بوجہ احسن مطلب حاصل ہوجائیگا۔

اور گاہے بوجہ یبس (خشکی) عارضی کے فم معدہ تکلیف یاب ہوتا ہے یعنے ادویہ مسہلہ کی حدت کی وجہ سے فم معدہ میں یبس عارض ہوجاتا ہے اور اس کی وجہ سے ہچکیاں بعد مسہل کے عارض ہوتی ہیں اس کا تدارک لعاب بہیدانہ یا لعاب اسپغول بگلاب برآوردہ پلانے سے عمدہ طور سے ہوجائیگا اور فم معدہ و وسط معدہ پر روغن گل یا روغن مغز تخم کدو کی مالش بھی دفع خشکی مذکورہ کے لئے نہایت عمدہ تدبیر ہے۔

اور گاہے بوجہ حدت ادویہ مسہلہ یا مرور مواد سوزندہ (جلانیوالے مادوں کا گزرنا) انتڑیوں میں حرارت و حدت پیدا ہوکر اس کے رطوبات و لعاب شکل پیچش نکلنے شروع ہوتے ہیں۔ اس کا تدارک بھی لعاب بہیدانہ در عرق گلاب برآوردہ سے یا اسپغول و تخم کنوچہ مسلم و دیگر بزور لعابیہ (لعابدار تخموں) سے ہوجائیگا۔

بعد فراغت مسہل کیا انتظام کرنا چاہیئے

بعد فراغت مسہل حرکات بدنی و نفسانی و ریاضت و جماع وغیرہ چند روز ترک کردینا چاہیئے اور سکون و راحت و آسائش و سامان تفریح مہیا کرنا چاہیئے تاکہ ان جملہ امور سے تدارک اُن رطوبات فنا شدہ کا ہوجائے کہ جو اسہال سے خارج ہوئی ہیں۔ اور ارواح و قلب و قوے کو ادویہ مسہلہ کی ضدیت (مخالف ہونے سے) جو کچھ صدمہ اٹھانا پڑا اس کی تلافی ہوجائے۔

ادویہ مسہلہ کیونکر اخلاط کو خارج کرتی ہیں

مدبر عالم نے ہر جسم میں بوقت اس کی ترکیب و امتزاج کے ہزارہا خواص عجیبہ اور اسرار مخفیہ مفوض فرمائے ہیں کسی بشر کی مجال نہیں ہے کہ ان پر عقلاً پورا پورا احاطہ کرے۔ مگر عند الضرورت اور بقدر الحاجت اُن ہزارہا اسرار میں سے کسی وقت میں کوئی لطیفہ اپنی حکیمانہ تدبیر کے کمال سے ظاہر اور منکشف کر دیتا ہے چنانچہ ادویہ مسہلہ کی ترکیب و امتزاج کیوقت اوس جلشانہٗ نے ان میں ایک ایسا خاصہ رکھدیا ہے کہ جس کے ذریعہ سے وہ معدہ میں پہونچتے ہی اپنی قوت مقناطیسی (قوت جاذبہ) کے ذریعہ سے مقامات قریب و بعید بدن سے اخلاط اور مواد مقصودہ جذب کرنا شروع کر دیتی ہیں اور معدہ میں کھینچکر انتوں کی راہ سے دفع کر دیتی ہیں یہ خیال بالکل غلط ہے کہ دواؤں کا جسم مقامات قریب و بعید بدن میں پہونچ کر اخلاط کو جذب کرکے خارج کرتا ہے بلکہ جسم ادویہ مسہلہ تو معدہ یا انتڑیوں میں رہتا ہے مگر ان کی قوت مقامات قریب و بعید

بدن میں دوڑ جاتی ہے اور یہی قوت اخلاط و مواد کو اعضائے قریبہ و بعیدہ سے کشش کر کے معدہ اور امعاء (انتڑیوں) میں لاتی ہے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین والحمد للہ رب العالمین +

احتقان یا عمل طایر

حقنہ یعنے جسکو عمل طایر واحتقان بھی کہتے ہیں۔ جملہ اقسام کے مسہل سے بہتر ہے

مسہل مذکورہ دوسری قسم مسہل کی ہے جو جو منافع کھانے پینے کی ادویہ مسہلہ سے حاصل ہوسکتے ہیں اُسی قسم کے منافع اور انہیں مواقع پر احتقان یا حقنہ کے ذریعہ سے اسہال لانا نفع کرتا ہے بلکہ جملہ امراض دماغی و گردہ و مثانہ اور اوپر کی جانب کے حصہ بدن سے مواد کے جذب میں اول قسم کے مسہل سے شان میں اعلیٰ اور اکمل اور نفع میں کامل ہے اور بایں ہمہ اس میں اُس نقصان کا احتمال نہیں ہے یا بنہایت کم ہے کہ جو مسہل قسم اول میں ہے باوجود ان امور کے اس طریقۂ عمل میں دواؤں کی قوت مسہلہ بھی بہ نسبت قسم اول قایم رہتی ہے چونکہ یہ طریقۂ اسہال کا خطرہ میں کم ہے لہذا اُن ایام میں بھی دیا جاسکتا ہے کہ جن ایام میں مسہل قسم اول ممنوع ہے مثلاً بحران کے ایام میں یا اوقات حرارت و برودت موسم میں یا اندرونی اورام کی حالت میں یا حمل کی صورت میں یا سدہ و ثقل خشک انتڑیوں کے دفع کرنے کی ضرورت میں۔ یا اکثر اسباب سے جو قولنج پیدا ہوتا ہے اُس کے رفع کے لئے۔ معہذا اس طریقہ کے اسہال میں ادویہ مسہلہ کا ضرر قلب اور روح قلبی کو بھی نہایت کم پہونچتا ہے اور یہ بھی بہت ہی کم احتمال ہوتا ہے کہ ادویہ مسہلہ کے عمل نہ کرنے کی صورت میں ادویہ مذکورہ معدہ اور انتڑیوں میں رہ جاویں اور دیگر مفاسد پیدا کریں۔ بلکہ غالب امر میں ضرور ہی خارج ہوجاتی ہیں اور جس طرح سے کہ ادویہ مسہلہ مشروبہ رجو پی گئی ہوں سے کہ ماقبل تنقیح اخلاط کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سے اس قسم کے مسہل میں بھی ایسا ہی لحاظ رکھا جاتا ہے بالجملہ بجمیع جہات لوازم متعلقہ پرہیز وغیرہ و تبرید و ترطیب و حرکت و سکون مسہل بالاحتقان کے ویسے ہی ہیں کہ جو بیان مسہل قسم اول میں بصراحت تمام قبل اس کے بیان کئے گئے مگر اس مقام پر ہم کو اس کے طریقِ استعمال کے کچھ حالات بطور نمونہ بیان کردینے ضروری معلوم ہوتے ہیں۔

واضح ہو کہ مسہل بالاحتقان کی ادویہ بھی وہی دوائیں کہ جو مسہل مشروب رپینے والے سے مخصوص ہیں۔ اور جن بے تدبیریوں سے ادویہ مسہل قسم اول کا عمل باطل یا کم ہوجاتا ہے اسی طرح سے اس مسہل کی ادویہ کا عمل بھی بے تدبیریوں سے زایل یا کم ہوجاتا ہے۔ مثلاً املتاس یا آلو یا خیر شت و ترنجبین اگر جوش دی جائیں تو دونوں قسم کے مسہل میں ادویہ مذکورہ عملاً ناقص ہوجائیں گی مسہل بالاحتقان کے قبل یعنے حقنہ کے ذریعہ سے مسہل دینے سے ایک گھنٹہ پہلے کچھ دوائیں ملینہ پینا چاہئیں۔ اور قبل حقنہ کے کل ادویہ مسہلہ کا دیا جانا ہے ہوا یا ڈوا آب گرم میں سوا تولہ نمک شور محلول کر کے اور اُس میں ایک تولہ روغن کنجد شامل کر کے چرمی تھیلی یا ملائے کے مثانہ میں جس کو پہوکنا کہتے ہیں ڈال کر ایک بار حقنہ کیا جاسکے۔

جبکہ یہ پانی نمک محلول خارج ہو جائے تب ادویہ مسہلہ کا حقنہ دیا جائے۔ اس تدبیر سے یہ فایدہ ہوگا کہ آنتوں کی ثقل موجود اور رطوبات لزجہ میں اس قدر استعداد پیدا ہو جائے گی کہ اچھے طور سے ادویہ مسہلہ کے حقنہ سے بسہولت خارج ہو جاویں۔

اب ہم بذریعہ ایک تمثیل جزئیہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ دونوں قسم کے مسہل یعنی مسہل مشروب اور مسہل بالاحتقان کی ادویہ اور تدبیریں مقدم و موخر و جملہ لوازم ترک و اخفیۃ یعنی پرہیز و پابندی وغیرہ سب ایک ہی طرح کی ہے۔

فرض کرو زید کو قرانیطس (سرسام صفراوی) لاحق ہوا اس کو اعراض و حالات موجودہ کے لحاظ سے مسہل دینا مناسب ہے پس اگر مسہل دینا چاہیں گے تو بشرط فرصت تین چار روز مادہ کا نضج کریں گے بشرطیکہ نضج مادہ کی مہلت ہو یا اس کی ضرورت ہو۔ مثلاً ادویہ منضجہ اس مرض و حالت کی گل نیلوفر آلوے بخارا تخم کاسنی تخم خرفہ سیاہ وغیرہ ہیں کہ جو عرق گاؤزبان یا عرق بید سادہ وغیرہ میں تر کرکے صبح کو مل کر اور صاف کرکے گلقند آفتابی یا شیرہ بنفشہ داخل کرکے پلائی جائیں گی پس اگر مریض کو مسہل بذریعہ حقنہ دیا جائیگا اس وقت میں بھی منضج مذکورہ دیا جائیگا۔ اور جب بعد منضج مذکورہ مثلاً یہ ادویہ مسہلہ پلائی جائیں گی یعنے گل بنفشہ۔ آلوے بخارا تخم کاسنی نیم کوفتہ برگ گاؤزبان انجیر زرد گل سرخ مویز منقے عناب ولایتی گل نیلوفر برگ سنا مکی یا ان مسہل ادویہ کو رات کے وقت آب گرم یا عرق بید سادہ میں تر کرکے صبح کو جوش دیا جائے جبکہ ایک نصف پانی باقی رہ جائے تب ادویہ مذکورہ مل کر اور چھان کر تمر ہندی گلقند آفتابی۔ املتاس۔ ترنجبین۔ شیرخشت۔ شکر خام کہ جو رات کو آب گرم یا عرقیات مذکورہ میں تر کرکے بغیر جوش کئے رکھے ہوئے مل کر اور پارچہ میں چھان کر آب جوشاندہ ادویہ مذکورہ بالا میں شامل کرکے شربت ورد مکرر جس میں دوبارہ گل سرخ یعنی دہ چند مقدار ڈالے جائیں) روغن بادام شیریں یا شیرہ مغز بادام شیریں داخل کرکے نیم گرم پلایا جائے۔

اسی طرح سے اگر مسہل بذریعہ حقنہ دیا جائے تو دوائیں مسہلہ مذکورہ معہ ترکیب و ترتیب وغیرہ بدستور رہیں گی۔ فرق صرف اس قدر ہوگا کہ مسہل مشروب کی دوائیں حلق کے ذریعہ سے انتڑیوں میں جاتی ہیں اور مسہل بالحقنہ کی وہی دوائیں حقنہ کی نلکی یا کائے کے خانہ کے ذریعہ سے مریض کی انتڑیوں میں پہونچتی ہیں اور جس طرح سے مسہل مشروب کے بعد تبرید دی جاتی ہے اسی طور سے مسہل بالحقنہ کے بعد بھی تبرید دی جائیگی باقی جملہ تدبیرات ما بعد بھی دونوں مسہلوں کی یکساں ہیں۔

حقنہ یعنے احتقان سے کیونکر مسہل دیا جائیگا

جوان عمر کے لئے ادویہ مسہلہ کا پانی جس طرح سے کہ قبل اس کے بیان کیا گیا۔ آدھ پاؤ اوپر ایک سیر ہونا چاہیے اس پانی کے تین حصہ کرکے بفاصلہ ایک ایک گھنٹہ تین بار حقنہ کے ذریعہ سے مسہل دینا چاہیے۔

مگر ادویہ مسہلہ کے پانی سے مسہل بالحقنہ دینے کے قبل ڈیڑھ پاؤ آب گرم میں سوا تولہ نمک شور محلول کرکے روغن کنجد ایک تولہ شامل کرکے بذریعہ حقنہ پہونچانا ضروری ہے اور اس آب و نمک کی حقنہ کے قبل ایک گھنٹہ کوئی جوشاندہ وغیرہ ادویہ ملینہ پلا دینا چاہیے۔

ایک گھنٹہ کا فاصلہ ہر حقنہ میں اس وقت تک محدود ہے جبکہ ادویہ حقنہ اجابت اسہال کے ساتھ خارج ہو جائیں

ایسا نہ کیا جائے کہ دوائیں مسہلہ حقنہ اول سے خارج نہ ہونے پاویں کہ دوسرا حقنہ کیا جائے۔

بالجملہ تمام ایام اسہال بالحقنہ وہی تدبیریں کھانے و پینے وغیرہ کی عمل میں لائی جائیں گی کہ جو مسہل مشروب میں عمل میں لائی جاتی ہیں اور حتی الامکان اسہال بالاحتقان میں بھی رعایت ایام بحران رکھنا ضروری ہے حاصل کلام اسی طرح سے کم سے کم برعایت ایام بحران ایک دن کا فاصلہ دیکر بذریعہ حقنہ اسہال کراتے رہیں اور ادویہ مسہلہ میں کمی بیشی تبدیل و تجدید حسب ضرورت ہوتی رہے۔

اور ادویہ مسہلہ کا پانی جو چرمی تھیلی یا گائے کے مثانہ میں ڈالا جائے وہ اس قدر گرم ہونا چاہیئے کہ مریض کی انتڑیوں میں پہنچتے پہنچتے نیم گرم باقی رہ جائے اور بجائے شیر خشت و ترنجبین و روغن بادام کے کہ جو مسہل مشروب میں شامل کیجاتی ہے شکر خام و روغن گل یا روغن بید انجیر حسب اقتضائے وقت حقنہ کے مسہل میں کفایت کرتا ہے اور آب برگ کاسنی سبز آب برگ مکوی سبز یا دیگر برگ شجر و نباتات کے مناسب حال پانی کہ جو مسہل مشروب میں مروق (پھاڑے ہوئے) ڈالے جاتے ہیں یہاں بغیر ترویق (بغیر پھاڑنے اور صاف کرنے) کے ڈالے جاسکتے ہیں۔

بجز غرض اسہال حقنہ اور اغراض کیلئے بھی دیا جاتا ہے

گا ہے بغرض دفع مس آنتوں یا درد دماغ کے اور دفع ابخرہ متوجہ جانب دماغ (اُن بخارات کو لوٹانیکے لئے جو دماغ کی طرف جارہے ہوں) کے حقنہ کے عمل سے ایک فایدہ حیرت انگیز ہوتا ہے۔

ان حالتوں کے لئے صرف ادویہ مناسب مرض و حالت چرمی تھیلی یا مثانہ گائے میں بوزن مذکورہ ڈال کر امعاء میں بذریعہ حقنہ مذکورہ پہونچانا چاہیئے۔ یہاں آب گرم نمک شور محلول سے اسکے قبل حقنہ کرنا مناسب نہیں ہے جیسا کہ حقنہ مسہلہ کے قبل آب گرم نمک شور محلول سے تحریک کرنا ضروری ہے۔

تمثیلات حقنہ

فرض کرو کہ زید کے دماغ و انتڑیوں میں حرارت و خشکی زیادہ بڑھ گئی ہے عام اس سے کہ حرارت بدنی باعث حرارت دیموسمی ہوئی ہے یا ادویہ سمیہ حادہ یابسہ یا باردہ یابسہ (زہریلی گرم خشک یا سرد خشک) یا سانپ وغیرہ حشرات سمیہ کے کاٹنے سے تو ایسے وقت میں عرق گلاب یا عرق نیلوفر یا عرق بید سادہ یا شیرہ جو (جو کا جوشاندہ) یا ماء الجبن (دودھ کا پانی جو پھاڑ کر علیحدہ کیا جاتا ہے) شیر بز یا شیر گاؤ یا آب شیریں و صاف میں لعاب بہدانہ یا لعاب اسپغول لکا لکر اور روغن مغز تخم کدو یا روغن گل شامل کر کے حقنہ کرنا مفید ہے۔

عمرو کے دماغ یا قلب کی جانب مختلف مواقع اعضائے تحتانی (نیچے کے) سے گرم ابخرہ جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے دماغ اور قلب کو نہایت درجہ ایذا و تکلیف ہے تو ایسے وقت میں حقنہ مذکورہ نہایت ہی فایدہ بخش ہوگا۔ بدیں غرض عرق گلاب اور آب برگ کاسنی سبز یا آب برگ کاسنی سبز ماش ان کے اور اشیا سے نافع حقنہ کے ذریعہ پہونچانا

نہایت ہی کارآمد ہوگی۔

بجز کے سانپ وبچھو وغیرہ حشرات زہر دار نے کاٹا یا اُس نے اس قسم کی سمیات (زہریلی دوائیں) کھائیں کہ جس کی وجہ سے کیفیت سمیہ اعضائے رئیسہ کی جانب پہونچ رہی ہے تو ایسے وقت میں بھی عرق گلاب یا عرق بید مشک یا دیگر اشیائے موافقہ سے حقنہ کرنا ایک عجیب فایدہ دیگا اور کسی حالت میں نقصان نہیں کرسکتا ہے۔

خالد کے مزاج سے ادخنہ حارہ (گرم دہوئیں) قلب ودماغ کی جانب چڑھ رہے ہیں جس کی وجہ سے اُس کو نہایت وحشت وتحیری حالت کے اضطرار وخفقان وغیرہ عارض ہو رہا ہے تو ایسے وقت میں عرق گلاب ودیگر عرقیات یا اشیائے مناسبہ سے حقنہ کا عمل کرنا بیحد فایدہ مند ہوگا۔

حقنہ امراض رحمی میں بھی دیا جاتا ہے

جس طور سے کہ بذریعہ حقنہ ادویہ مسہلہ یا دیگر ادویہ مذکورہ انتڑیوں میں پہونچانا غایت درجہ مفید ہے اور منافع مطلوبہ کے حصول میں کسی نقصان کا احتمال نہیں ہے اسی طرح سے امراض رحم میں ادویہ مناسبہ مرض بذریعہ حقنہ رحم میں پہونچانا غایت درجہ فایدہ مند ہے خصوصاً سوء مزاج رحم (رحم کا مزاج بگڑ جانا) اور احتباس طمث نفاس وحیض میں و دیگر عوارض رحمی میں۔

رحم میں ادویہ مناسبہ مرض بذریعہ حقنہ پہونچانا ایک وجہ سے اور بھی نافع ہوگا یعنے عضو رحم چونکہ مدخل دوا و دوا کی دسترس سے بعید مقام پر ہے لہذا ادویہ کی قوت رحم تک پہنچتے پہنچتے بہت ہی ضعیف ہوجاتی ہے۔ بخلاف اس کے کہ اگر ادویہ مناسبہ بذریعہ حقنہ رحم میں پہونچائی جائیں۔ تو اس صورت میں دواؤں کی قوت میں ضعف نہیں آتا ہے۔

آلہ حقنہ کن اوصاف کا ہونا چاہیے

حقنہ کے لئے مثانہ گائے کا جسکو پھوکنا کہتے ہیں نہایت ہی مناسب ہے اس لئے کہ مثانہ گائے میں ادویہ بحس نظار (دیکھنے کی طاقت سے) رنگت ومقدار میں بھی بخوبی معلوم ہوجائیگی اور بحس لمس (چھونے کی طاقت سے) اس کی گرمی وسردی کا ایک ادراک بھی بخوبی ہوجائیگا۔

درجہ دوم پر آلہ حقنہ چرمی تھیلی ہے کہ جو عموماً گائے کے مثانہ کے ہمشکل بنائی جاتی ہے یعنے نیچے کی جانب وسیع اور اوپر کا حصہ تنگ۔

بالجملہ مثانہ گائے کا ہو یا چرمی تھیلی اس کے مُنہ میں ایک نلکی خواہ نے کی ہو یا نقرہ یا لوہے تانبے کی اس طرح سے رکھی جاتے کہ بقدر آٹھ انگشت باہر رہے۔ بعدہٗ چرمی کیسہ کے اندر داخل کر کے اس کو خوب مضبوط تاگے سے باندھکر گرہیں دیں کہ کسی مقام پر ہوا نکلنے کی گنجایش باقی نہ رہے۔

ہوا نکلنے کی آزمایش اس طور سے ہوسکتی ہے کہ نلکی کے مُنہ کے ذریعے تھیلی یا مثانہ گائے میں زور سے پھونک ماری جاوے اگر کسی مقام سے ہوا یا سانس نکلتی معلوم نہ ہو تو معلوم کرنا چاہیے کہ اس میں کوئی ایسا مقام

کشادہ نہیں رہا ہے کہ جس سے دوائیں حقنہ سے باہر آجائیں اور گندگی اور موٹائی اس نلکی کی قریب قریب گندگی انگشت وسطی یعنی بیچ کی انگلی کے برابر ہونا چاہیے۔

بصفت مذکورہ بالا آلہ حقنہ رحم کے امراض کے لئے بھی ہونا چاہیئے الغرض ایسے حقنہ میں ادویہ مناسبہ بقدر ضرورت ڈالکر مریضہ کو چیت لٹاکر اُس کے دونوں زانوؤں کو رانوں سے ملاکر کھڑی کریں اور اس کے سُرین کے نیچے ایک اوسط درجہ کا دبیز تکیہ رکھا جائے تاکہ ادویہ آنتوں یا رحم میں بہت جلد پہونچ جائیں اور آہستگی سے نلکی بہر زیعنے پاخانہ کے مقام میں بقدر چہ انگشت داخل کریں بعدہٗ تھیلی چرمی یا مثانہ کو اُسکو جس میں ادویہ موجود ہیں آہستہ آہستہ دبانا شروع کرے تاآنکہ تمام دوا تھیلی سے خارج ہوکر مقام مقصود پر پہونچ جائے پھر آہستہ آہستہ نلکی کو مبرز سے خارج کریں اور تکیہ کو بھی علیحدہ کردینا چاہیئے۔

فصد کے احکام

فصد کے احکام و تدارک عوارض بعد الفصد کی تشریح

چونکہ فصد کے مواقع اور فصد کی رگیں اور فصد کی ضرورت بہت تشریح کے ساتھ اکثر یونانی طب کی کتابوں میں بیان کی گئی ہیں لہذا اُن کا بیان کرنا یہاں ایک طول فضول ہے۔ مگر یہاں کلیتہً اس قدر بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ فصد کا نفع اُن حالات میں کہ جہاں فصد کی ضرورت ہوتی ہے بہت ہی جلد ظاہر ہوتا ہے میرے نزدیک فصد ایک ایسا استفراغ ہے کہ جس میں استفراغ بالمسہل کی نسبت بہت ہی کم خطرات ہیں اور اگر فصد سے ضعف وغیرہ عوارض پیدا ہوجاتے ہیں تو ان کا تدارک آسان اور سہل تر ہوتا ہے بہ نسبت اسکے کہ مسہلات کے نقصان کا تدارک کرنا پڑے۔ بالجملہ فصد ایک استفراغ مشترک ہے یعنے ہر خلط بدان جسکے اخراج کی ضرورت ہوتی ہے طبیعت فصد کے ذریعہ سے اسکو خارج کرتی ہے اور حتی الامکان طبیعت فصد سے اول اسی مادہ کو دفع کرتی ہے کہ جو قابل اخراج ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ فصد میں اولاً ردی اور ناقص اور کثیف خون نکلتا ہے اور جب اچھا اور صالح خون نکلنا شروع ہوتا ہے تو اُسوقت فصاد کو اختیار ہے کہ فوراً رگ فصد بند کردے مگر تاہم استفراغ بالفصد میں نہایت احتیاط چاہیئے اسلئے کہ فصد کے استفراغ قوی ہوتے ہیں کچھ شک نہیں ہے اور مضعف قوت ہے۔ اسکا مرتبہ احتیاط بھی وہی ہے کہ جو مسہل کے بیان میں مرقوم ہوا ہے۔

اجمالاً یہ کہ جہانتک ممکن ہوسکے اور تدبیروں سے کام نکالنا چاہیئے۔ فصد کی تدبیر کو مؤخر رکھنا چاہیئے۔

بشرطیکہ کوئی وجہ قوی وجوب فصد یا فصد کا واجب اور لازم ہوجانا ہسکے سلئے نہ ہو تو فصد ان اشخاص کی نہ ہونا چاہیئے کہ جنکو اکثر قبض رہتا ہے۔ یا جن کی انتڑیوں میں عارضی یا خلقی خشکی موجود ہے علےٰ ہذا القیاس جملہ اقسام قولنج میں بھی فصد ممنوع ہے اسلئے کہ فصد میں جذب رطوبات و مواد کا عضو بعضو و جس عضو میں فصد کیجائے

کی جانب ہوتا ہے پس لامحالہ انتڑیوں میں جفاف (خشکی) اور انقباض بڑھ جائیگا جس کی وجہ سے ایک شر عظیم پیدا ہوجائیگا اور جس کا تدارک سخت مشکل ہوگا مگر قولنج ورمی اس امتناع سے مستثنے ہے۔ قولنج ورمی میں فصد ایک عمدہ علاج ہے ایسا ہی اگر قبض یا قولنج بوجہ ورم اس راستہ کے عارض ہوا ہے کہ جو صفرا کا گذرگاہ ہے یعنے صفرا جس راستہ سے آنتوں پر گرتا ہے تو ایسی حالت میں بھی فصد ایک معقول علاج ہے۔

حاملہ عورتوں اور اُن عورتوں کو جو ایام حیض میں ہوں حتی الامکان فصد سے نہایت خوف کرنا چاہئے اسلئے کہ اخراج خون سے حمل ساقط ہوجانیکا اندیشہ ہوتا ہے کیونکہ خون جنین (جو بچہ ابھی شکم میں ہے) کی غذا ہے اور اس کی پرورش اور ترقی جسم اس سے ہوتی ہے خون کے اخراج کی صورت میں اس کی غذا کم ہوجائیگی اور حاملہ کی قوت بھی ضعیف ہوجائیگی جس سے سقوط حمل کا اندیشہ ہوسکتا ہے۔ خصوصاً قبل ماہ چہارم و بعد ماہ ہفتم حمل کے اور بھی زیادہ فصد کی ممانعت ہے اس لئے کہ قبل ماہ چہارم بوجہ ضعف کے جنین (بچہ شکم) کا تعلق رحم میں نہایت ہی ضعیف ہوتا ہے۔ اور بعد ماہ ہفتم بوجہ قوت جنین کے رحم میں تعلق ضعیف ہوتا ہے اسلئے کہ ہر جنین طبعاً آمادہ خروج رہتا ہے اور سات ماہ کے بعد اس میں استعداد خروج اچھے طور سے پیدا ہوجاتی ہے لہذا اس مدت کے بعد اوس کا رحم میں تعلق وقتاً فوقتاً ضعیف ہوتا جاتا ہے۔

مگر ایام مذکورہ میں بھی اگر حوامل کو اشد ضرورت فصد کی پیدا ہوجائے تو فصد میں مضایقہ نہ کیا جائیگا۔

جو عورتیں حیض میں ہوں ان کی فصد اس لئے ممنوع ہے کہ مبادا بوجہ امالہ کے خون حیض بند ہوجائے اور انواع انواع خطرناک امراض کا مقابلہ ہو مگر اشد ضرورت یہاں بھی مجبور کرسکتی ہے

گرم مزاج و لاغر اندام و قلیل خون اشخاص کو دفعتاً فصد تجویز نہ کرنا چاہئے خصوصاً خلوئے معدہ کی حالت میں اس لئے کہ ایسے حالات میں کثرت یبس (خشکی) ایک بلائے عظیم پیدا کرسکتی ہے۔

ایسا ہی لحیم و شحیم (موٹے فربہ) جن کے بدن ڈھیلے ڈھالے ہوں فصد بلا اشد ضرورت کے ممنوع ہیں۔

نہایت درجہ حرارت و برودت کے موسم میں بھی آزادانہ فصد کا ارتکاب سخت بے احتیاطی ہے الا اگر کوئی اشد ضرورت واقع ہو تو امر مجبوری ہے۔

اکثر اقسام کے تیز تپوں میں خصوصاً ابتدائی حالت تپ میں فصد کرنا خوفناک امر ہے۔ اسلئے کہ ابتدائی حالت میں اکثر تپیں نہایت ہی التہاب اور سوزش کی حالت میں ہوتے ہیں اور نہایت اہتمام کے ساتھ تبرید و ترطیب (سردی اور تری پہونچانا) کی طالب ہوتے ہیں۔ جب کہ فصد کے ذریعہ سے خون خارج ہوجائیگا تو حرارت و یبس (گرمی خشکی) زیادہ بڑھ جائیگا۔ اور انواع انواع امراض مہلکہ و خطرناک کے سبقت کرنیکا اندیشہ و خوف ہوگا۔ بلکہ عجب نہیں ہے کہ تپ موجودہ کے ساتھ تپ دق بھی مصاحب ہوجائے۔

مگر باایں ہمہ ممکن ہے کہ بعض گرم تپوں میں بحالت ابتدائیہ بھی فصد ضروری ہو ایسے مقام پر بملاحظہ اسباب جزئیہ تپوں کے اور فہم و فراست سے کام لینا چاہئے۔ جو تپ کہ بوجہ جوش خون ظاہر ہوئی ہو یا خون میں تعفن پیدا ہونے سے پیدا ہوئی ہو اس میں ابتداءً فصد نفع کر سکتی ہے۔

چودہ سال سے کم عمر والے اور ساٹھ سال سے زیادہ عمر والوں کو فصد ممنوع ہے بجز اس کے کہ کوئی اشد ضرورت درپیش ہو یا اُن کے قوے قوی اور اعضا میں خون کثیر موجود ہو۔

جو لوگ جسمانی امراض یا رنج و غم و الم وغیرہ کی وجہ سے نہایت درجہ ضعیف ہو گئے ہیں یا سوءِ ہضم کی حالت میں ہوں اُن کو بغیر اشد ضرورت فصد سے بچنا چاہئے۔

بعد فصد کے جلد سونا نہ چاہیئے یعنے کم سے کم دوپہر کا فاصلہ فصد اور نیند میں ہونا چاہئے اس لئے کہ فصد کی وجہ سے جس قدر بخرہ اخلاط کے شورش میں آئے ہیں وہ نیند کی حالت میں تحلیل نہیں ہوں گے پس لامحالہ اعصاب وغیرہ میں اپنا دخل کرکے اعضا میں گرانی وغیرہ پیدا کریں گے اور اگر ایسا شخص نیند کا عادی ہے تو نیند کے وقت سے ایک پہر قبل فصد کرنا چاہئے۔

بعد فصد چند روز غذائے ملایم اور لذیذ کھانا چاہئے اور مقدار میں معمول سے کسیقدر کم۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ فصاد کے پٹی باندھنے سے رگ فصد پھول جاتی ہے پس ایسی حالت اگر پیدا ہو جائے تو پٹی کو کھولکر رگ کی مالش کریں تا اینکہ نفخ رگ کا زایل ہو جائے بعدہ پھر پٹی باندھیں اگر پھر بھی نفخ ظاہر ہو تو پھر دوبارہ پٹی کھول کر رگ کو ملیں۔ اگر اب نفخ زایل ہو گیا تو فصد کریں ورنہ چند بار طریقہ مذکورہ عمل میں لاویں اگر نفخ رگ کا زایل نہ ہو تو اُس رگ کی فصد موقوف کریں اور اُس کی قایم مقام کسی اور رگ کی فصد کی جاوے کہ نفع میں رگ مقصود الفصد (جس کا خون نکالنا مقصود ہو) کے قایم مقام ہو۔

اور اگر غلطی فصاد سے شریان کی فصد ہو گئی تو فوراً پٹی کھول کر خون کو بند کریں اور قابضات وحابسات خون کی دوائیں خارجاً مقام جراحت نشتر پر لگائی جائیں اور سرد پانی یا برف کہ نشتر کے مقام جراحت فصد پر نطول کریں اور مقام جراحت کی ہاتھ کسی چیز سے بندش کریں۔ بایں طور کہ خون بند ہو جائے۔ اور بندش کی اذیت بھی نہ پہنچے کیونکہ اکثر اشخاص کو بندش کی بے تدبیری کی وجہ سے نہایت ہی سخت درد پیدا ہوتا ہے تا اینکہ اکثر لوگ اس صدمہ سے ہلاک ہو گئے ہیں بالجملہ تین روز بندش کریں اور اس عرصہ تک ہاتھ کو تکیہ ملایم پر رکھیں اور تین روز کے بعد بھی احتیاط رکھنا ضروری ہے۔

نشتر سے شریان میں شگاف آنے کا نشان یہ ہے کہ خون زردی مائل جاری ہو گا اور نہایت ہی تیزی کے ساتھ خارج ہو گا اور نبض میں بھی ضعف محسوس ہو گا اور وقتاً فوقتاً دمبدم ضعف محسوس ہوتا جائیگا۔

بشرطیکہ کوئی حالت اضطراریہ نہ ہو تو رگ مقصود میں اگر کسی وجہ اتفاقی یا غلطی سے فصد نہیں ہوئی ہے تو اُسی روز مکرر فصد نہ کھولنا چاہئے بلکہ ایک دو روز درمیان دیکر فصد کھولنا مناسب ہے اور اگر بوجہ حالت اضطراری فصد کھولنا ضروری ہو تو مناسب ہے کہ مقام نشتر سے اوپر کے حصہ کی رگ میں دوبارہ فصد کیجاوے نہ ماتحت حصہ رگ میں۔

اگر بوجہ ضعف قلب یا ضعف قوت یا تحلیل روح یا افراط خروج خون (خون کے زیادہ نکلنے سے) وغیرہ دیگر اسباب کے فصد کرانے والونکو غشی عارض ہوجاوے تو کسی طریقہ سے قے کرانا مثلاً بذریعہ پر کبوتر وغیرہ کے فوراً غشی کو زائل کرتا ہے با ایں ہمہ وہ جملہ تدبیرات خارجی عمل میں لانا چاہئیں کہ جو غشی کے زائل کرنیکے لئے معمول ہیں۔ مثلاً سرد پانی یا عرق گلاب کے منہ پر زور سے چھینٹے دینا یا عطریات مناسبہ سونگھانا یا لخلخہ بارد یا کافور وغیرہ سونگھانا اور بغل سے لیکر کف دست تک ہاتھوں کو اور کنج ران سے شروع کرکے ٹخنوں تک دونوں پیروں کو شدت سے باندھنا کسی کپڑے یا نوار سے۔

علاوہ ان کے اور تدبیرات کہ جو زوال غشی (غشی کے زائل کرنے) کے لئے مخصوص ہیں عمل میں لانا اور ادویہ مفرحہ و مقویہ قلب کا استعمال کرانا ضرور ہے۔

اگر کوئی امر اضطراری تقاضا کر رہا ہے تو فصد ہر وقت ہوسکتی ہے مگر بحالت عدم موجودگی سخت ضرورت دن کے کسیوقت میں فصد مناسب ہے۔ جبکہ معدہ غذا سے خالی ہوگیا ہو یعنے غذا ہضم ہوگئی ہو۔

فصد مہینہ کی کل تاریخوں میں یعنی شروع اور وسط اور آخر مہینہ میں ہر وقت ہوسکتی ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ فصد درمیانی تاریخوں میں جب چاندنی زوروں پر ہو نہایت مناسب ہے اور چاندنی کی ابتدا یا انحطاط کے وقت ناقص ہے۔

حجامت کے احکام

حجامت کے اقسام اور انکے احکام اور اس کی تشریح

حجامت کی دو قسمیں ہیں ایک قسم کی حجامت مع الشرط کہلاتی ہے یعنے بذریعہ نشتر جسم پر خفیف خفیف شگاف دیکر بذریعہ سینگی منہ سے کشش کرکے خون خارج کیا جائے۔ خون زیادہ سے زیادہ تین ۳ بار سینگی سے چوس کر خارج کیا جاسکتا ہے یعنے تعداد مذکورہ سے بحسب حالات مرض جتنی مرتبہ خون نکالنے کی ضرورت ہو۔

دوسری قسم کی حجامت حجامت بلا شرط ہے۔ یعنی بغیر اسکے کہ نشتر سے خفیف شگاف دیا جائے اور بدوں اسکے کہ خون خارج کیا جائے محض سینگی کو کسی مقام پر انسان کے جسم پر رکھکر متواتر منہ کے ذریعہ سے اُس حصہ جسم کو کشش

کریں اس عمل کو ہمارے ملک کی اصطلاح میں عموماً خالی سینگی لگانا یا شاخیں کھینچنا یا پھوکیاں لگانا کہتے ہیں۔

یا تونبی یا گلاس میں آگ روشن کرکے تونبی یا گلاس کو منہ کے بل جسم کے کسی موقع پر رکھنا تاکہ گلاس یا تونبی اس مقام کو پکڑ کے جذب اور کشش کرنا شروع کرے۔ اس عمل کو طبی اصطلاح میں محاجم ناری اور ہمارے ملک کی اصطلاح میں ناری یا آتشی سینگی یا تونبی یا گلاس کا لگانا کہتے ہیں۔

کن کن اشخاص کو حجامت مع الشرط ممنوع ہے

حجامت مع الشرط سے ان لوگوں کو بچنا چاہئے کہ جن کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز اور تین سال سے کم ہو۔ اس لئے کہ ساٹھ سال سے زیادہ عمر میں خون قلیل ہوتا ہے اور بوجہ سردی و خشکی مزاج کے خون کا قوام بھی گاڑھا ہو جاتا ہے اور حجامت مع الشرط میں خون رقیق کا اخراج ہوتا ہے پس جبکہ رقیق خون خارج ہو جائیگا تو یبوست کا زیادہ غلبہ ہوگا۔ لہذا امر اصلاح بدن کا طبیعت کو مشکل ہو جائیگا۔ تین سال سے کم عمر بچوں کا خون گاڑھا نہیں ہوتا ہے لہذا اس عمل سے خون کے ساتھ عمدہ رطوبات بدن کا خارج ہونا یقینی امر ہے۔ بخلاف فصد کہ اس میں ہر قسم کا رقیق و غلیظ خون خارج ہوتا ہے لہذا بشرط قوت آخر عمر تک فصد لی جا سکتی ہے مگر شاید بوجہ اشد ضرورت ماقبل تین سال کے اور مابعد ساٹھ سال کے حجامت مع الشرط جایز ہو جائے۔

حجامت مع الشرط کن اوقات میں ہونا چاہئے

اول مہینہ میں اور آخر مہینہ میں حجامت مع الشرط (پچھنے کے ساتھ سینگی لگانا) بہتر نہیں ہے اس لئے کہ ان ایام میں رطوبات و اخلاط بدن ساکن اور باطن بدن میں آرمیدہ ہوتے ہیں لہذا امر مقصود حجامت کا مفقود ہو جائیگا۔

چونکہ دنیا کی رطوبات کے حرکات چاند کی روشنی سے وابستہ ہیں کیا معنے اگر چاند کا نور قوی ہوگا تو رطوبات بدن وغیرہ میں حرکات فوقانی (بالائی) زیادہ ہونگی۔ اور اگر چاند کی روشنی میں ضعف ہوگا تو رطوبات و اخلاط بھی بدن کے اندرونی جانب رجوع ہونگی اور اس حرکت میں عمدہ اور لطیف اخلاط داخل بدن کے پہونچنے میں سبقت کرتے ہیں اور کثیف اخلاط لطیف اخلاط کے اوپر رہ جاتے ہیں اس وجہ سے سولہ و سترہ تاریخ کی حجامت مع الشرط ناقص اخلاط خارج کرتی ہے۔

حجامت مع الشرط کے لئے دن کا وقت بہتر ہے ایام گرما میں ڈیڑھ گھنٹہ دن چڑھے اور ایام سرما میں چار گھنٹہ دن چڑھے حجامت مع الشرط کے لئے مناسب وقت ہے۔

حجامت مع الشرط کے فواید تفصیلی

اول تو حجامت مذکورہ کا ایک فایدہ صریح یہ ہے کہ یہ حجامت نفس موضع (خاص مقام) سے بلا مزاحمت جذب و امالہ (کشش و واپسی) مادہ کو خارج کرتی ہے دوسرے یہ کہ با وجود اخراج خون و اخلاط کے بجز موضع حجامت کے اور مواقع سے روح کو تحلیل نہیں کرتی ہے اور ظاہر ہے کہ موضع حجامت کی روح کے اخراج سے بوجہ فساد اس کے جوہر کے کوئی ہرج نہیں ہے تیسرے یہ کہ حجامت کے ذریعے سے جو چیز بدن سے خارج ہوتی ہے

اس کا نقصان اعضائے رئیسہ تک نہیں پہونچتا ہے جس طرح سے کہ مسہل و فصد وقتے سے پہونچتا ہے چونکہ بیک مسہل میں ادویہ کا عمل کرینگا اور فصد میں شریان وغیرہ کے شگاف کا خوف ہوتا ہے حجامت مع الشرط میں اس تعلق سے اطمینان ہوتا ہے کہ جو ایک عمدہ اور قوی سبیل اطمینان ہے۔

حجامت مع الشرط کن کن امراض کو فایدہ کرتی ہے

احتباس حیض اور ورم رحم اور دبیلہ رحم (رحم کا پھوڑا) اور بہت سے امراض رحم میں جہاں فصد صافن[1] یا مابض یا باسلیق ہونا ضرور ہے۔ دونوں پنڈلیوں پر حجامت مع الشرط (پچھنے والی سینگیاں) برعایت قواعد مذکورہ بالا نہایت ہی فایدہ کرتی ہے اس لئے کہ حجامت مذکور سے خون اور مادہ و اخلاط فاسد اعلے سے اسفل یعنی تحتانی (نچلے) حصہ بدن میں جذب ہوتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا جذب امراض مذکورہ کو بہت ہی نفع کریگا۔ دونوں پنڈلیوں پر حجامت کرنے سے عام بدن کا خون ناقص اخلاط سے صاف ہوسکتا ہے۔ اس لئے کہ بدن کے تحتانی (نچلے) حصہ میں اجزائے غلیظہ خون کے بہت جلد جذب ہوتے ہیں۔

حجامت مع الشرط کس مقام پر لگانا چاہئے

پنڈلیوں کا مقام حجامت کا وہ مقام ہے کہ جو ٹخنے سے ایک بالشت اوپر اور گھٹنے سے چار انگل نیچے کی جانب ہو۔

مرض رمد اور بدبوئے دہن اور قلاع (منہ کا آنا) و دردسر خصوصاً پیشانی کے متصل دردسر کے لئے اور خناق و سرسام کے لئے حجامت پس گردن یعنی گدی کی حجامت نہایت ہی فایدہ بخش ہے اس نفع کی وہی وجہ ہے کہ جو قبل اس کے بیان کی گئی یعنی جذب و امالہ (کھینچنا اور لوٹانا) جانب خلاف مقام مرض کہ جو قریب تر مقام مرض سے ہے۔ مگر چونکہ پس گردن محل حافظہ سے بہت قریب ہے لہذا مرض نسیان پیدا ہونیکا احتمال ہے بدیں لحاظ اگر حتی الامکان حجامت مذکور تحتانی (نچلے) حصہ پس گردن میں کی جائے تو مرض مذکور کا اندیشہ بھی باقی نہیں رہیگا اس لئے کہ یہ مقام فی الجملہ محل حافظہ سے بعید ہے۔

حجامت مع الشرط کس طریقہ سے لگانا چاہئے

حتی الامکان نشتر گہرے لگائے جائیں تاکہ بے تکلف خون ناقص و اخلاط فاسد کا خروج ممکن ہو اور عمق بدن سے یعنے بدن کی گہرائی سے مادہ خارج ہوکر جذب و امالہ کامل طور سے ہو۔

سینگی کے جذب اور کشش کی کہ جو منہ سے کھینچی جائے گی انتہائی تعداد تیس کشش ہیں یعنی زیادہ سے زیادہ تیس بار چوس کر خون بذریعہ سینگی نکال جاسکتا ہے اس بارہ میں مرض و قوت و سن و دیگر حالات مریض پر نظر رکھنا چاہئے۔ ممکن ہے پانچ یا دس یا پندرہ بار چوس کر خون خارج کرنے سے مقصود حاصل ہو۔

حجامت بلا شرط

حجامت بلا شرط کے فوائد کی تشریح

حجامت بلا شرط (بغیر پچھنے کے سینگیاں) دو طریقہ سے عمل میں آسکتی ہے ایک طریقہ یہ ہے

[1] پیر سے قابل فصد رگ کا نام

کہ مُنہ کی کشش سے بذریعہ سینگی کسی حصہ جسم کو کشش کرنا۔ اس طریقہ کو خالی سینگی یا پھونکیاں کھینچنا کہتے ہیں۔ یا تو نبی یا گلاس میں آگ روشن کر کے کسی حصہ جسم پر رکھنا تاکہ یہ گلاس یا تو نبی اُس حصہ جسم کو پکڑ کر کشش کرے۔ اس طریقہ کو محاجم ناری کہتے ہیں۔ اگرچہ یہ عمل داخل استفراغ نہیں ہے مگر چونکہ یہ عمل حجامت مع الشرط کے اصناف سے ہے لہذا اُسکا تذکرہ یہاں بے موقع نہیں ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ خالی سینگیاں لگانے سے بہت سے امراض میں نفع کامل اور فایدہ حیرت انگیز ظاہر ہوتا ہے۔

خالی سینگیوں سے مراد حجامت بلا شرط ہے خواہ محاجم ناری ہوں یا خالی سینگیاں جس مقام سے جذب و امالہ جانب مخالف (مادہ کا ایک مقام بدن سے دوسرے مقام بدن پر پھیرنا) منظور ہوتا ہے اُس مقام پر یہ عمل نہایت ہی فایدہ پہونچاتا ہے۔

مثلاً اگر کسی عورت کے خون حیض یا خون نفاس کثرت سے جاری ہے اور اُس کے روکنے کی ضرورت ہے تو ایسی حالت میں اُس کے پستان کے نیچے دونوں قسم کی خالی سینگیاں لگانا بہت ہی مفید ہیں خصوصاً محاجم ناری یعنی آتشین سینگی۔

یا کسی عضو میں کوئی ایسا ورم ہے کہ جو نہایت مسطور اور مخفی ہے اور بغرض استعمال ادویہ خارجیہ مثلاً ضماد و لیپ وغیرہ اُس کا نمایاں کرنا ضرور ہے پس ایسے وقت میں بھی اس عمل کے استعمال کی نہایت ضرورت ہوگی۔

یا کسی عضو شریف کے ورم کو عضو خسیس کی جانب منتقل کرنا منظور ہے یا اس عضو کی جانب خون کا جذب کرنا یا ریاح کا تحلیل کرنا منظور ہے تو اس عمل کی سخت ضرورت ہوتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ ورم کی صورت میں ابتدائی زمانہ ورم کا ہونا چاہیئے۔ ورنہ عضو شریف سے مادہ ورم کو عضو خسیس کی جانب پھیرنا مناسب نہ ہوگا۔

یا کسی عضو کو اپنے مقام سے بے مقام ہونے کی صورت میں اس کو اپنے مقام پر لانیکے لئے بھی عمل مذکور کی احتیاج ہو سکتی ہے اور نہایت درجہ فایدہ مند ہوگا۔

اگر درد شدید کی تسکین منظور ہو مثلاً اکثر اقسام درد ریحی میں جیسے کہ قولنج و درد معدہ و درد رحم خصوصاً وہ درد رحم کہ جو مستورات کو وقت حرکت خون حیض پیدا ہوتا ہے تو ناف کے اوپر دونوں قسم کی سینگیاں لگانے سے نہایت فایدہ پہنچتا ہے مگر اس موقع کی سینگی یا تو نبی یا گلاس کا مُنہ وسیع ہونا چاہیئے تاکہ ناف کی جوار میں زیادہ جگہ لیوے اور ریاح کا جذب کرے۔

سرین پر حجامت قسم مذکور درد عرق النساء کو بہت فایدہ کرتی ہے علے ہذا القیاس حجامت مذکور مابین سُرین اور دونوں رانوں کی ارباب بواسیر کو اور مریض نقرس کو سخت مفید ہے۔ اور حجامت بالائے مقعد بخارات جملہ بدن سے اور سر سے اور امعاء سے بہت ہی آسانی سے واپس لاکر بدن اور اعضائے مذکورہ کو نہایت ہی سبک کر دیتی ہے۔

حجامت بلاشرط کے فواید کی توضیح مزید	چونکہ حجامت مذکورہ جذب و امالہ (کھینچنا اور لوٹانا) میں ایک قوی تدبیر ہے لہذا اقسام

صداع (درد سر) اور سرسام اور شدت تپ اور ہر قسم کے مخالات و وخانات کے واپس لانے میں جو دماغ و قلب وغیرہ کو حجاب رحم و معدہ وغیرہ سے جاتے ہیں کف دست و کف پا وغیرہ اطراف میں شاخیں کھنچوانا یعنے خالی سینگیاں لگانے سے نہایت ہی نفع محسوس ہوتا ہے ہاتھ پیروں یا دیگر مقامات پر شاخیں کھنچوانے کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے اور نہ محدود ہو سکتی ہے بقدر ضرورت جسقدر چاہیں شاخیں کھنچوائیں مثلاً پچاس یا سو یا دو سو یا اس سے بھی زاید نہایت ایک ہزار تک

قے کے احکام

قے کس ضرورت سے کی جاتی ہے — چونکہ ہر انسان ہر روز غذا کھانیکا محتاج ہے اور غذا کے لئے مضطر ہے لہذا غذا اُس کے لئے ضروری ہے اور غذا بھی مختلف المادہ مختلف ممالک میں انسانوں کے استعمال میں آتی ہے بلکہ ایک ہی غذا میں کم و بیش مختلف قوام ہوتے ہیں مثلاً غلیظ و رقیق و لزج (چیپندہ) وغیرہ جبکہ مختلف غذاؤں میں بلکہ غذائے واحد میں بالفعل یا بالقوہ چند طرح کے قوام موجود ہیں تو لا محالہ روزمرہ کے استعمال سے غلیظ اور لزج قوام کا مادہ کسی قدر معدہ کی سطح میں یا اس کی شکنوں میں چیپیدہ ہو کر رہ جانا یقینی امر ہے خاص کر جبکہ انسان ریاضت و مشقت کا عادی نہ ہو یا بالطبع یا بالغرض اس کے معدہ میں برودت و رطوبت ہو حاصل تقریر یہ ہے کہ اگر ایسا فضلہ تھوڑا تھوڑا جمع ہو کر معدہ میں ایک مقدار مضرت بخش کی حد تک مجتمع ہو جائیگا تو بالضرور معدہ کے افعال کو اور معدہ کی وجہ سے دیگر اعضا کے افعال کو سلیم نہیں رہنے دیگا پس ضرور ہوا کہ قبل اجتماع ان فضلات ناقصہ کے ان کے اخراج کی تدبیر کیجاوے چنانچہ اس صفائی کی تکمیل بذریعہ قے بہت آسانی سے ہو سکتی ہے میری اس تقریر کی تائید بقراط (نام حکیم یونانی) کے قول سے ہوتی ہے۔ اس کا قول ہے کہ ہر ماہ میں متصل بلا فصل دو دن قے کرنا ضروری ہے اس لئے کہ اول روز کی حرکت قے سے بقیہ خلط جو اپنی جگہ سے جنبش کر کے معدہ میں باقی رہ گیا ہے دوسرے روز کی قے سے خارج ہو جائیگا۔

چنانچہ حکیم موصوف الیہ قے کے فواید کے اعتبار پر یہاں تک مطمئن ہے کہ اُس نے دعوے کیا ہے کہ اگر کوئی اس طرح کی قے متصل دو روز ہر ماہ میں عمل لائیگا تو اُس کی صحت کا میں ذمہ دار ہوں بشرطیکہ اُس نے امر غذا میں حد سے تجاوز نہ کیا ہو۔

دو دن متصل ہر ماہ کے قے مقرر کرنے میں اس بات کا خیال ضرور رکھنا چاہئے کہ ہر ماہ کی تاریخیں معین نہ ہوں بلکہ ہر ماہ میں دو تاریخیں مختلف مقرر کرنا چاہئے۔ تاکہ طبیعت ایک عمل خاص کی زمانہ خاص میں عادی نہ ہو جائے۔

قے دوسری ضرورتوں کے لئے بھی کی جاتی ہے — اور کبھی ضرورت مذکورہ کے علاوہ بوجہ اعراض لاحقہ عام اس سے کہ وہ اعراض نفس معدہ سے متعلق ہوں یا اس کے قرب و جوار سے یا اعضائے بعیدہ سے ان کا تعلق ہو کرائی جاتی ہے۔

مثلاً نفس معدہ میں یا اس کے قرب وجوار میں اخلاط غیر طبعی موجود ہیں یا اعضائے بعیدہ سے اخلاط و مواد کا جذب اور اخراج منظور ہے پس اگر محض بغرض نقائے معدہ (صفائی معدہ) قے کرائی جاوے تو ادویہ قے آور دینا مناسب نہیں ہے اور شدت و سختی کے ساتھ بھی قے کرنا خطرناک ہے اس صورت میں اولاً سکنجبین ہر کہ بقدر دو تولہ آہستہ آہستہ چاٹیں بعدہ آب نیمگرم پی لیں تاکہ قے ہو جائے۔ وگرنہ پر کبوتر وغیرہ کی تحریک سے قے کریں۔

اور اگر مواد اور اخلاط ناقصہ کا عمق (گہرائی) بدن یا اعضائے بعیدہ سے بذریعہ قے خارج کرنا منظور ہے تو اس وقت میں قوی قے آور ادویہ سے کام نہ لینا چاہئے۔

ادویہ قے آور قوی تخم مولی۔ و تخم سویہ و خربق و سکنجبین شہد وغیرہ ہیں۔

اگر کسی مریض کا معالج کو امر قے کے بارہ میں حال معلوم نہیں ہے یعنے یہ امر کہ اس کو قے ہو سکتی ہے یا نہیں تو ایسے شخص کو اولاً خفیف تدبیروں اور ضعیف ادویہ قے آور دیکر امتحان کرلیں اگر معلوم ہو کہ ایسے شخص کو بسہولیت قے نہیں ہو سکتی ہے تو اس حالت میں قے لانے کی کوشش نہ کرنا چاہئے بلکہ قے کرانے کی جگہ اور اور تدبیریں عمل میں لانا چاہئیں۔

اور اگر باعتبار مرض بجز قے کرانیکے اور کوئی چارہ کار نہیں ہے تو اس میں استعداد قے کرانے کی اور قے ہو جانے کی پیدا کرانی چاہئے۔ بدیں طور کہ چند روز اس کو غذائے ملایم و چرب و چکنی اور گائے یا بھینس کا دودھ و گھی کثرت سے کھلایا جائے۔ اور اس سے ریاضت ترک کرائی جائے۔ اور خفیف خفیف قے کرا کے اس کو عادی قے کا کرانا چاہئے۔ اور جس دن اس کو قے کرائی جائے اس روز مختلف مختلف قسم کا سریع الہضم زود ہضم اور کثیر المقدار کھانا کھلانا چاہئے اور غذا کو چبا کر کھانے میں مبالغہ نہ کیا جائے۔ بعدہ قے کرائی جائے۔

سریع الہضم (زود ہضم) غذا کھلانیکا یہ فایدہ ہوگا کہ اگر قے نہ ہوگی تو غذا جلد ہضم ہو جائیگی اور کثیر المقدار غذا کھانیکا یہ نفع ہوگا کہ بوجہ امتلائے معدہ قے نہ ہونے کی صورت میں جلد اجابت ہو جائے گی۔ اور مختلف قسموں کے کھانا کھلانے کا یہ مقصود ہے کہ قوۃ دافعہ کا فعل قوی ہوگا۔ بغیر زیادہ چبائے ہوئے غذا کھانے کا یہ فائدہ ہے کہ زیادہ چبائی ہوئی غذا کو معدہ کی قوۃ جاذبہ معدہ میں جذب کرکے اوسکو قے سے خارج ہونے میں مانع ہوگی اور اگر غذا یا کوئی شے ماکول (خوردنی) زیادہ چبائی نہیں جائے گی تو محض قوۃ دافعہ معدہ بلا مزاحمت جاذبہ معدہ بذریعہ قے دفع کرنے میں کامیابی کے ساتھ کوشش کرے گی اس بنا پر قبل قے کرنے کے ایسی چیزوں کے کھانے سے احتراز کرنا چاہئے کہ جنکے چبانے کی ضرورت ہو۔

اب ہم ان اشیاء کا ذکر کرتے ہیں کہ جو انسان کو قے کرنے پر آمادہ و تیار کرتی ہیں۔

منجملہ اُن کے اٹ زیرہ اور مولی اور پہاڑی پودینہ پیاز و گندنا اور آش جو غیر مقشر شہد آمیختہ اور خربزہ بالخلا

شکر آمیختہ یا شیرہ بادام شہد آمیختہ اور آب خیار بن تازہ اور تخم ترب و تخم سویہ اور تخم گندنا در آب تر داشتہ مالیدہ صاف کردہ شکر سپید آمیختہ۔

قے کے متعلق تدبیریں جو عمل میں لانا چاہئیں

بشرطیکہ معدہ میں امتلا نہ ہو یا اور کوئی امر مانع نہ ہو اور قے کرنے کی ضرورت ہو تو قبل قے کے ریاضت اور مشقت مناسب کرنا ضرور ہے۔ اس لئے کہ ریاضت و مشقت سے اخلاط اور رطوبات میں تحریک اور جوش پیدا ہوتا ہے بدیں وجہ اخلاط و مواد کا صعود (اوپر آنا) جانب قے بہت ہی سہل اور آسان ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس قبل قے پیٹ پر باعتدال پٹی باندھنا چاہئے یعنی نہ زیادہ سخت باندھی جائے نہ زیادہ ملایم تاکہ بعض امعا حرکت قے سے متاذی نہ ہوں۔ اور چونکہ آنکھوں کے طبقات پر بھی قے کی جنبش سے ایک صدمہ پہونچتا ہے لہذا دونوں آنکھوں پر کپڑے کی گدی رکھکر پٹی کو باندھنا چاہئے اور ہرگاہ کہ دوا قئی کے کھانے یا پینے سے اس قدر عرصہ گزر جائے کہ اس کی تاثیرات معدہ میں مکمل ہو جاویں تب قے کا قصد کرے۔ پس اگر محض خیال و توجہ سے قے ہو گئی تو بہتر ہے وگرنہ پر کبوتر یا پر مرغ جو روغن گل وغیرہ میں چرب کیا گیا ہو حلق میں ڈال کر قے کریں اور اگر اس سے بھی کام نہ چلے تو حمام میں داخل ہونا ضرور ہے اسلئے کہ حمام میں داخل ہوتے ہی بدن کے تمام اخلاط اور رطوبات میں جوش ہونے لگتا ہے پس ایسے وقت میں قے ہو جانا بآسانی ممکن ہے علیٰ ہذا القیاس معدہ اور کف دست و کف پا کو ملایم آنچ سے سینکنا قے کے لانے میں اعانت کرتا ہے۔

اور اگر ادویہ قئیہ (قے آور) کے کھانے یا پینے سے کرب یا بے چینی شروع ہو جائے تو فوراً گرم پانی میں کسی قدر روغن بادام شامل کر کے پلانا چاہئے تاکہ قے ہو جائے یا تلیین۔

اور اگر قبل اس کے کہ ادویہ قے آور اپنی پوری تاثیر پیدا کریں قے ہونا شروع ہو جائے تو اس کا انسداد تا وقتیکہ ادویہ مذکورہ پوری تاثیر نہ کر لیں ضروری ہے اور ایسی قے کا تدارک اس طور سے ہو سکتا ہے کہ دونوں بازو اور دونوں پنڈلیوں کو نہایت سخت باندھیں اور سیب اور بہی و الایچی سپید و پودینہ تازہ یا مربائے بہی و جوارش عود ترش وغیرہ کھلانے سے قے کی عجلت موقوف ہو سکتی ہے۔

قے کرنے کی حالت میں سیدھا نشست کرنا چاہئے اور اگر کھڑے ہو کر قے کیجائے تو نہایت مناسب ہوگا اس لئے کہ کھڑے ہونے کی حالت میں اجزائے معدہ میں پورے طور سے انبساط (کشادگی) ہو جاتا ہے لہذا ما فی المعدہ (جو کچھ معدہ میں ہے) بہت ہی آسانی سے خارج ہونا ممکن ہے۔

قے کن کن اوقات میں مناسب طبیعت ہوگی

بشرطیکہ کوئی اضطراری حالت تقاضا نہ کرتی ہو تو قے کے لئے موسم کے اعتبار سے گرمیوں کا زمانہ اچھا ہے اور باعتبار اوقات دوپہر دن کا وقت بہتر ہے اسلئے کہ دوپہر کے وقت میں قے کرنے سے حرارت بھی قے کی مددگار ہوتی ہے مگر ان اشخاص کے لئے کہ جو نہار منہ قے کریں پہر دن چڑھے قے

کرنا مناسب ہوگا اسلئے کہ دوپہر کے وقت اُن لوگوں کو بھوک کا غلبہ ہوگا اور بھوک کا غلبہ قے کو مانع ہوتا ہے مگر نہار مُنہ قے کرنا بہتر نہیں ہے الّا اُن اشخاص کو کہ جو مرطوب مزاج ہوں یا اُن لوگوں کو کہ جن کو ادویہ قویہ کے ذریعہ سے قے کرنا منظور ہو۔ آخر قسم کے لوگ ننکے معدے بلکہ امعا کا بھی غذا سے خالی ہونا ضروری ہے تاکہ دفعتاً غذا کے خروج بالقے (قے کے ساتھ نکلنا) سے کوئی کیفیت اختناقی عارض نہ ہوجائے۔

جن مواقع پر نہار مُنہ قے کرانا غیر ممکن ہو وہاں غذائے قلیل ولطیف قبل قے کھلانا چاہیئے۔ نہار مُنہ قے کا ناممکن ہونا دو صورتوں میں ہوتا ہے ایک تو یہ کہ قے کرنے والے کو عادتاً نہار مُنہ قے نہیں ہوتی ہے۔ دوسرے اُن اشخاص کو جن کے معدہ کا مُنہ نہایت ذی حس ہو اور ادویہ قے آور کی حدت (تیزی) کی برداشت دشوار ہو اس صورت میں خوف ہوسکتا ہے کہ قے الدم (خون کی قے) نہ ہوجائے۔

قے کن کن اشخاص کو نقصان کرتی ہے

جن اشخاص کے آلات تنفس (جن اعضا سے سانس لینے میں مدد ملتی ہے) ضعیف ہوں یا اُن میں کوئی عارضہ موجود ہوں یا اُن کا صدر ومجاری نفس (مقامات آمد ورفت سانس) کے تنگ ہوں اُن کو قے کرنیکی ممانعت ہے اس لئے کہ ان لوگوں کو حرکت قے کی وجہ سے اندیشہ ہوتا ہے کہ کسی عضو مذکور سے خون وغیرہ جاری ہوکر کوئی مرض مہلک پیدا ہوجائے یا دفعتہً قے کی حرکت سے اعضائے مذکورہ کے نظم و ترتیب میں فرق آجائے جس کی وجہ سے یک لخت سانس بند ہوجائے۔

علیٰ ہذا القیاس جن اشخاص کی گردن لاغر ہوتی ہے اُن کو بھی بوجہ خوف ورم حلق وخناق وغیرہ قے خطرناک ہے یا جن کے معدے ضعیف ہوتے ہیں یا جو اشخاص انتہا درجہ فربہ ہوتے ہیں یا جن کو قے کی عادت نہیں ہوتی ہے یا جن کو قے دشواری سے ہوتی ہے یا جن کا دماغ ضعیف ہوتا ہے یا جن کی آنکھ اور کان میں کسی گرم مادہ کی وجہ سے کوئی مرض لاحق ہوتا ہے یا اُن کے سینہ میں اندرونی یا بیرونی جانب ورم ہو یا سینہ وپسلیوں کی جھلیوں میں کوئی ورم عارض ہو اُن کو قے کرنے میں احتمال قوی مضرت کا ہے۔

قے کے بعد کی تدبیرات مناسبہ جو عمل میں لانا چاہئیں

بعد قے کے گرم پانی میں سکنجبین سرکہ شامل کرکے کلیاں کرنا چاہئے اور اگر کسی قدر سرکہ آب گرم میں شامل کرکے کلیاں کریں تو بہت بہتر ہوگا۔ تاکہ وہ مادہ کہ جو قے کی حرکت کی وجہ سے دماغ کی جانب گیا ہے واپس آوے۔ اور اس کے ضرر سے دانتوں کو بھی امن حاصل ہو۔ یا محض گرم پانی سے کلیاں کرنا چاہئے۔

اور بغرض تقویت معدہ جوارشات مقوی معدہ مثل جوارش عود ترش یا جوارش آملہ یا جوارش مصطگی یا شربت بہی یا دانہ الائچی خورد وکلاں وغیرہ کھانا چاہیئے۔

اور اگر بعد قے تشنگی کا غلبہ ہو تو عرق کاسنی یا آب تازہ میں شربت سیب یا شربت غورہ (انار خام) یا شربت

زرشک وغیرہ شامل کر کے پینا چاہیئے یہ چیزیں غالب امر میں تشنگی کو زائل کر دیں گی۔

اگرادویہ گرم قے آور تشنگی کا باعث نہ ہوں تو یقین کرنا چاہیئے کہ قے نے بہت نفع کیا۔ تاوقتیکہ قے کے بعد عمدہ طور سے بھوک غالب نہ ہو اُس وقت تک غذا نہ کھانا چاہیئے۔ عمدہ ترین غذا بعد القے (قے کرنیکے بعد) غذائے لطیف اور سریع الہضم (زود ہضم) ہے کہ جس میں غذائیت بھی زیادہ ہو۔ مثلاً چوزہ مرغ کا شوربا یا زردہ بیضہ مرغ نیمبرشت یا فربہ مرغیوں یا درتیتر و بٹیر وغیرہ کا گوشت حسب تقاضائے وقت و ضرورت۔

اور جو لوگ شراب کے عادی ہوں اُن کو قے کے بعد شراب پینا چاہیئے۔

بعد قے سکون و آرام ضروری ہے اور پسلیوں میں روغن گل وغیرہ کی مالش کرنا اور حمام میں نہانا باعث رفع کلفت و ماندگی قے کا ہے بشرطیکہ حمام میں زیادہ توقف نہ کیا جائے۔

سنا اگر کسی اسباب جزئیہ کی وجہ سے بکثرت جاری ہو جائے تو کیا تدبیر چاہیئے

اگر کسی داخلی یا خارجی امور کے باعث قے افراط سے آنے لگے تو ان حالات میں واسطے انسداد قے کے تدبیرات منومہ کے ذریعہ سے نیند لانے میں کوشش کرنا چاہیئے۔ اور تدابیر خواب آور ہم نے اجمالاً خواب و بیداری کی بحث میں قبل اس کے بیان کی ہیں اور ہیضہ و بائی کے بیان میں انشاءاللہ تعالےٰ بطور تفصیلی بیان کرینگے۔

علےٰ ہذا القیاس حبس قے کی غرض سے معدہ پر ضماد (لیپ) مقوی معدہ اور قابض کرنا چاہیئے۔ مثلاً ضماد صندل سپید و آملہ خشک یا زرشک و حماض و بازرنگ وغیرہ مفرد اور مرکباً عرق گلاب یا عرق کاسنی وغیرہ برف یا سرد پانی میں سائیدہ کر کے معدہ پر لگانا چاہیئے اور اگر خون کی قے ہو یا قے میں خون آنے لگے تو شیرہ تخم خرفہ سیاہ بریاں۔ شیرہ زرشک شیرہ بیخ انجبار وغیرہ تازہ پانی میں نکال کر گل ارمنی یا دم الاخوین یا گل مختوم باریک سائیدہ پاشیدہ کر کے پلانا چاہیئے۔ یا مثل اسی کے ادویہ حابس دم مقوی معدہ استعمال کرنا چاہیئے۔ اور اگر کسی اعضاء میں خون کے جم جانیکا خوف ہو تو سکنجبین سرکہ یا شہد کا شربت برف سے سرد کر کے دینا مناسب ہے اس لئے کہ سکنجبین سرکہ اور شہد جالی اور مقطع ہیں یعنی عضو کو صاف اور سطح عضو کی رطوبات فاسدہ کو قطع کرنیوالے ہیں۔ اور برف بوجہ برودت عضو کو مستحکم و مضبوط کرتی ہے لہذا خون کی ریزش کا خوف اعضاء میں باقی نہیں رہتا ہے اور اگر کسی قدر خون کی ریزش ہو گئی ہے تو سکنجبین و شہد کی قوت سے اُس کی ملافعت ہو جائیگی۔

قے کرنے والوں کے اعراض لاحقہ کا تدارک

اگر قے کرنے والے کی پسلیوں میں کشش یا درد قے کے بعد پیدا ہو جائے تو گرم پانی میں پارچہ کو تر کر کے اور اس کو نچوڑ کر مقام درد یا مقام کشش کو سینکنا چاہیئے یا اگر معدہ میں سوزش یا حدت ظاہر ہو تو چکنے شوربے اور چکنے حریرے وغیرہ اشیائے چرب کے کھانے اور روغن گل یا روغن بنفشہ کی معدہ پر مالش سے شکایت موجودہ مذکورہ زائل ہو جائے گی۔

اکثر بعد قے ہچکیاں کثرت سے عارض ہو جاتی ہیں اس کے لئے تھوڑی دیر پیاس ضبط کر کے گھونٹ گھونٹ گرم پانی پلانا کافی ہوگا۔ بشرطیکہ ہچکی بوجہ امتلائے معدہ ہوں۔ اور اگر اسباب کی وجہ سے ہچکیوں کی تحریک ہے تو محض گھونٹ گھونٹ آب گرم پلانا کفایت کر سکتا ہے اگر قے کے بعد تشنج یا کزاز یا تمدد یا اختلاج یا رعشہ یا سبات (گہری نیند) وغیرہ امراض عصبانی پیدا ہو جائیں یا آواز بند ہو جائے تو اُس کے لئے بہترین تدبیر یہ ہے۔ کہ دونوں ہاتھوں کو بغل سے کلائی تک اور دونوں پیروں کو کنج ران سے ٹخنوں تک کپڑے وغیرہ سے معتدل طور سے بندش کریں اور معدہ پر روغن حنا جس کو مصالح کا تیل کہتے ہیں مالش کریں۔ یا روغن چنبیلی قسم اعلے یا روغن بیلا میں دو تین قطرہ عطر سہاگ یا عطر عنبر یا عطر حنا یا عطر موتیا یا عطر اگر شامل کر کے بالائے معدہ مالش کریں۔

اور اگر کثرت ہچکی بوجہ ایسی کثرت قے کی ہے کہ جس سے معدہ کے رطوبات اصلی خارج ہو گئے ہوں تو ایسی ہچکیوں کا تدارک نہایت ہی مشکل ہو جائیگا اگر کچھ امید نجات ہو سکتی ہے تو ادویہ واغذیہ قوی الرطیب (نہایت رطوبت پیدا کرنے والی) سے ہو سکتی ہے۔ یعنے اُن دواؤں اور غذاؤں سے نفع پہونچ سکتا ہے کہ جو انتہا درجہ کی رطوبت دار ہوں مثلاً روغن بنفشہ یا روغن مغز تخم کدو یا روغن مغز تخم تربوز یا روغن مغز تخم پیٹھہ وغیرہ کی مالش بالائے معدہ اور آشجو اور ماءالجبن وغیرہ تدبیرات مرطبہ داخلاً استعمال کرنے سے۔

قے کرنا کن کن امراض کو زائل اور کن کن اعضاء کو نفع پہونچاتا ہے۔

بشرطیکہ قے اعتدال سے زائد اور بے موسم اور بے محل نہ ہو اور جملہ شرائط مذکورہ بالا کی رعایت کی جائے تو قے کرنا گرانی سر کے زائل کرنے کے لئے اور اُن بخارات کے واپس لانے کے لئے کہ جس سے عادتاً کسی شخص کا دماغ خالی نہیں ہو سکتا ہے نہایت نافع ہے اور ظاہر ہے کہ جب دماغ ہر طرح سے بخارات معمولی اور غیر معمولی سے پاک و صاف ہوگا تو اُس کے افعال کا انجام عمدہ طور سے ہوگا۔ علے ہذا القیاس قبل ظہور تخمہ (بدہضمی) و بعد ظہور تخمہ قے کرانا سخت فایدہ مند ہے۔ بعد تخمہ قے کا نفع دینا ظاہر ہے محتاج تشریح نہیں ہے اور قبل ظہور تخمہ قے کا نافع ہونا اس وجہ سے ہے کہ قے معدے سے ان فضول کو خارج کرتی ہے کہ جو اکثر اوقات تخمہ کے باعث ہوتے ہیں۔

جن لوگوں کے مزاج میں صفرا تھوڑی تحریک سے مثلاً غصہ وغیرہ یا بھوک پیاس کی حالت میں معدہ پر گرنا شروع ہو جاتا ہے اُن لوگوں کو ضرور ہے کہ اولاً قبل کھانا کھانے کے قے کر لیا کریں بعدہ غذا کھائیں تاکہ معدہ کے صاف ہونے کیوجہ سے غذا صفراء کے اختلاط سے محفوظ رہے اور جب یہ غذا صفراء کے اختلاط سے محفوظ رہے گی تو فاسد بھی نہیں ہوگی۔

منجملہ دیگر منافع کے قے میں ایک یہ بھی نفع ہے کہ بوجہ حسن اُس سے اشتہائے طعام بھی زیادہ ہوتی ہے اور کھانا جلد ہضم ہوگا اسلئے کہ قے سے ہر قسم کے رطوبات فاسدہ سے معدہ پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ اور

ایسے رطوبات فاسدہ سے معدہ کا پاک ہونا باعث ترقی اشتہا اور قوت ہضم ہے۔

ایک عمدہ اور کامل نفع قے میں یہ ہے کہ قے بدن کی سستی اور ڈھیلے پن کو زائل کر دیتی ہے اور بدن میں ایک نوع کا استحکام اور چستی پیدا کرتی ہے۔

قے کے منافع کی تشریح مزید

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ تجربۃً و قیاساً قے امراض مفصلہ ذیل کو سخت نفع کرتی ہے۔ اور مسہل نفع نہیں کرتا ہے۔ بلکہ امراض مذکورہ میں مسہل سے نقصان ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً جملہ امراض اسفل بدن یعنے وہ بیماریاں کہ جو حصہ تحتانی (نیچے کے) بدن میں عارض ہوتی ہیں مثلاً نقرس یا عرق النساء یا وجع الورک اور گردہ و مثانہ کے قروح کو اور گردہ و مثانہ کے اکثر امراض کو۔ اور اکثر اُن امراض کو کہ جو بدن کے فوقانی (بالائی) حصہ کو عارض ہوتے ہیں اور استسقاء و جذام کو۔ اور اُس صرع کو کہ جو بوجہ فساد معدہ پیدا ہو جاتی ہے اور بعض حالات و اوقات میں مرض فالج کو اور بعض حالات جزئیہ میں مالیخولیا و رعشہ و یرقان و انتصاب النفس (کوتاہ دمی) کو بھی قے سے نہایت ہی نفع پہونچتا ہے اور بہت سے امراض میں قے ایک عمدہ اور فاضل تر معالجہ ہے۔

اُن اشخاص کو قے سے جملہ صورتوں میں نفع پہونچ سکتا ہے کہ جو طبعاً صفراوی المزاج (خشک و گرم مزاج) اور قلیل اللحم (دبلے) ہوں خاصکر اُس وقت میں جبکہ یہ لوگ اُن موانع سے برطرف ہوں کہ جو قے کے موانع بیان کئے گئے۔

قے کی ممانعت بوجہ اسباب جزئیہ

جن اشخاص میں قے کے موانع (روکنے والی باتیں) مذکورہ بالا موجود ہوں یا قے کے شرائط مذکورہ کا عملدرآمد نہ کیا جائے یا قے افراط سے کیجائے اُن کو قے نہایت ہی مضر اور خوفناک ہے اور ان کی تندرستی میں ایک شر عظیم اور فتنہ قوی پیدا ہونیکا احتمال غالب ہے یعنے ان میں بتدریج یا دفعۃً ان امراض کا وقوع ہوگا کہ جو ہلاکت کی حد تک پہونچا سکتے ہیں۔

جونک کے احکام

جونک کے منافع و عمدگی کی وجوہ کی بحث اور احکام و منافع کی تشریح

اس میں کچھ شک نہیں کہ بہ نسبت حجامت مع الشرط (پچھنے والی سینگی) اور فصد کی جونک لگانے میں تکلیف کم ہوتی ہے اور یہ بات بھی صحیح ہے کہ بعض مواقع پر حجامت مع الشرط کی صعوبت اٹھانے میں سخت مشکل پیش آتی ہے مثلاً تین برس سے کم عمر والے بچوں میں یا بہت ضعیف العمر لوگوں میں مگر ایسے مقام و حالات میں جونک لگانے میں وہ دشواریاں نہیں ہونگی مگر بہتر یہ ہے کہ بشرط امکان بدن میں اس مقام پر جونک لگانا چاہیئے کہ جہاں سینگی لگانا ممکن نہ ہو اس لئے کہ جونکوں کے علیحدہ کرنیکے بعد کسی قدر خون کا نکالنا سینگی کے ذریعہ سے چوس کر ضروری ہے اور اگر کوئی ایسا مقام جونک لگانیکا نہ ہو تو بحالت مجبوری جو مقام

مطلوب ہو وہاں جونکیں لگائی جائیں۔ جونک کے ذریعہ سے جو خون جذب ہوتا ہے وہ بدن کے عمق (گہرائی) سے خارج ہوتا ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ حجامت مع الشرط کے ذریعہ سے خارج ہوگا لہذا بعض امراض جلد کے لئے بقول حکماء ہند جونک کا نفع بہت صاف اور صریح طور سے ظاہر ہوتا ہے اور مولانا محمد اکبر ارزانی مرحوم نے حکمائے موصوف کے ساتھ اس مقولہ میں اتفاق کلی کیا ہے کہ جونکوں کے ذریعہ سے بالکل خون فاسد ہی خارج ہوتا ہے اور اس دعوی کی تائید میں مستحکم دلایل بیان کئے ہیں۔

جن جن شرائط کا درباب تواریخ معینہ و اوقات روز اور جن جن رعایت کا دربارہ اختیار و ترک حجامت مع الشرط کے بیان میں قبل اس کے مرقوم ہوا ہے وہی رعایتیں وہی شرائط وہی احکام جونکوں کے لگانے میں بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

جونک کس قسم کی عمدہ ہوتی ہیں جونکیں جو ماشی رنگ سبزی مایل ہوں اور اُن پر دو خط طولانی سنہرے کھینچے ہوئے ہوں یا کلیجی کے رنگ سے مشابہ ہوں یا وضع قطع میں چوہے کی دُم کے ہمشکل ہوں اور اُن کا سر چھوٹا ہو اور پیٹ سرخ ہو عمدہ اور مستحسن ہوتی ہیں۔ باوجود ان جملہ اوصاف کے وہ ایسے پانی سے لی گئی ہوں کہ جہاں کائی کا مجمع ہو یا اُس پانی میں چھوٹی چھوٹی مینڈکیاں زیادہ ہوں۔

جونک کس قسم کی ناقص و ردی ہوتی ہیں اُن جونکوں سے نہایت احتیاط چاہیئے کہ جو ناقص اور ردی چشموں میں پائی جاتی ہیں یا رنگ میں طاؤسی ہوں۔ اُنکا سر بڑا ہو اور وزنی ہو۔ اُن کا رنگ سیاہ ہو یا اُن کا رنگ شربتی اور بہت گہرا سبز ہو یا اُن کے جسم پر رونگٹے ہوں یا مشابہ سانپ کے ہوں اس لئے کہ ایسی جونکوں سے بجائے نفع سخت نقصان پہونچتا ہے اور یہ جونکیں سمیت سے خالی نہیں ہوتی ہیں لہذا اکثر اوقات غشی اور کثرت خروج خون اور طرح طرح کی خطرناک تپیں اور انواع انواع کے متعفن قرحے (زخم) وغیرہ امراض مکلفہ پیدا ہو جاتے ہیں۔

جونک کس تدبیر سے لگانا چاہیئے جبکہ جونک لگانے کی ضرورت ہو تو اولاً جونکوں کو ایک ظرف کلاں جس میں پانی بھرا ہوا ہو ڈالنا چاہیئے بس غور کیا جائے کہ ان جونکوں میں سے کونسی جونکوں کی حرکات تیز اور سریع ہیں پس جو سریع الحرکت اور تیز رفتار ہوں اُن کو مقام مقصود پر لگانا چاہیئے مگر لگانے کے مقام مذکور کو نمک اور پانی سے دھو ڈالنا چاہیئے اور ملنا چاہیئے تاکہ وہ موضع سُرخ ہو جائے۔

اور اگر جونک کسی وجہ سے چسپان نہ ہوتی ہوں تو مقام مقصود پر ملتانی مٹی یا کسی جاندار کا خون لگایا جائے۔ تاکہ جونک بوجہ رغبت جلد چسپان ہو جائے۔

اور جب جونکیں اچھی طور سے خون پی کر لبریز ہو جائیں تب کسی قدر نمک سائیدہ یا پارچہ پشمینہ سوختہ کی راکھ اس مقام پر چھڑکیں تاکہ وہ علیحدہ ہو جائیں اور بعد علیحدگی کے مناسب ہے کہ بذریعہ سینگی

اُس مقام کو چوس کر کسی قدر خون خارج کر دیا جائے تاکہ خون مقام گزیدگی جس میں احتمال نقصان ہوتا ہے زایل ہو جائے اور اگر بعد علیحدگی خون جاری رہے تو جالسات خون (خون بند کرنے والی دوائیں) چھڑکنا چاہئے۔ مثلاً گل ارمنی دوم الاخوین وغیرہ۔

ادرار کے احکام

ادرار (پیشاب لانا) کے منافع و نقصانات کی بحث

یعنے براہ پیشاب ادویہ کی قوت سے فضلات و مادہ ناقص بدن سے خارج کرنا اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ بوجہ دفع طبعی یا ادویہ مدرہ (پیشاب آور دوائیں) کی قوت سے براہ پیشاب بدن سے فضلات و مادہ و رطوبات خارج ہوتے ہیں۔ اور ہر مدافعت طبعی یا دواؤں کی قوت جب فضلات یا رطوبات ناقصہ بدن انسان کو کسی راستہ سے خارج کریگی وہ ایک استفراغ ہے پس ادرار بھی ایک استفراغ ہے چونکہ اس کتاب سے اہم امر تفہیم عوام (عام لوگوں کو سمجھانا) مقصود ہے۔ لہذا اس مقدمہ کے اجزا کو ثابت کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں ہے بالجملہ ادرار کے ذریعہ سے خصوصاً گردہ و مثانہ و جگر و مجاری بول (پیشاب کی گزرگاہیں) کے فضلات اور مواد ناقص دفع ہوتے ہیں مگر اُس کا اثر عام بدن پر بھی پڑتا ہے لیکن چونکہ ادویہ مدرہ قوتاً ادویہ مسہلہ سے کم درجہ ہیں اور باوجود اس کے اپنی جگہ پہونچتے پہونچتے اُن کی قوت اور بھی ضعیف ہو جاتی ہے۔ لہذا عام بدن سے ناقص مادہ کے خارج کرنے میں وہ کرشمہ نہیں دکھلا سکتی ہیں کہ جو ادویہ مسہلہ سے کرشمہ سازی ہو سکتی ہے اور بوجہ اس کے کہ ادویہ مدرہ مثل ادویہ مسہلہ حاد اور سمی الجوہر نہیں ہوتی ہیں۔ لہذا ادویہ مدرہ کے فعل سے اُس قدر تلاطم و طوفان بدن میں برپا نہیں ہوتا ہے اور نہ اس قدر رطوبات اصلیہ کا اخراج ہوتا ہے جیسا کہ ادویہ مسہلہ یا دیگر استفراغات میں۔ لہذا طبیبوں نے ادرار کے اصول و قواعد اس طور سے بالتفصیل منضبط نہیں کئے جیسا کہ دیگر استفراغات منضبط کئے گئے ہیں مگر اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ کثرت ادرار خصوصاً جبکہ ادویہ قوی الادرار سے کرایا جائے مضعف گردہ و مثانہ و جگر و دماغ بلکہ عام بدن ہے کثرت ادرار سے عام بدن میں ضعف محسوس ہونا کچھ بعید نہیں ہے اسلئے کہ ہرگاہ کہ گردہ و مثانہ و جگر کے رطوبات غریزیہ (اصلیہ) کو ادویہ مدرہ خارج کر دینگی تو ضرور ہے کہ طبیعت بوجہ تدارک نقصان رطوبات مخرجہ (جو رطوبتیں نکل گئی ہیں) کے اعضائے مذکورہ کو دیگر اعضا کی رطوبت غریزیہ کے حصہ میں سے کچھ نہ کچھ حصہ پہونچائیگی۔ اور جبکہ دیگر اعضا کا حصۂ رطوبات گردہ و مثانہ میں تقسیم ہو گیا تو اُن اعضا کو اپنے پورے حصہ پانے سے محرومی ہوگی لہذا اُن اعضا کی قوۃ بھی ضعیف ہوگی

ادرار کن کن موقعوں پر ضروری ہو جاتا ہے

امراض گردہ و مثانہ و مقعر کبد (جگر کی سطح زیرین) و مجرائے بول یعنی پیشاب خارج ہونیکے راستوں سے اگر مادہ خارج کرنا منظور ہے تو یہ امر صرف ادرار سے تکمیل پاتا ہے علے ہذہ القیاس اعضا مذکورہ کے جمیع امراض

کے معالجہ میں باوجود دیگر ادویہ مناسب مرض کے بغرض ایصال (پہونچانے) قوۃ ادویہ مذکورہ ولے مدر کا شامل کرنا ضروری ہے۔ مثلاً فرض کرو قرحہ مثانہ یا قرحہ مجاری بول زید کو عارض ہوا تو ایسی حالت کیلئے ادویہ مندملہ (زخم کے بھرنیوالی) یا ادویہ مغریہ (چپکنے والی) استعمال کرنا ضروری یا پیشاب کی کثرت کے وقت اُس کا حبس کرنے کی ضرورت ہے تو ادویہ حابسہ استعمال کرائی جاینگی مگر باوجود ادویہ مذکورہ ایک یا دو دوائیں مدر (پیشاب آور) بھی شامل کرنا ضرور ہے تاکہ ادویہ مندملہ یا حابسہ یا مغریہ کی قوت کو موضع مقصود پر پہونچادے علےٰ ہذہ القیاس بعد استفراغ بالمسہل کچھ بقیہ مادہ تپ کا بعض عروق ومجاری میں رہجاتا ہے اس موقعہ پر بھی ادویہ مدرہ مناسبہ کے استعمال سے اس بقیہ مادہ کا استیصال اور استفراغ ممکن ہے بعض مواقع پر ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے کہ مسہل کا فایدہ ادرار سے حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ مادہ مرض کی کثرت نہ ہو۔ اور طبیعت کا بذریعہ ادرار اُس مادہ مرض کے دفع کرنیکا رجحان ہو۔ بالجملہ ادرار سے وہی فوائد اور نقصانات ممکن الوقوع ہیں کہ جو مسہل سے مگر بہ تفاوت درجات جیسا کہ اس تقریر کے آغاز میں بیان کیا گیا ہے بہرحال بجز امراض مخصوصہ مذکورہ کے دیگر امراض میں طبیعت کا رجحان دیکھنا چاہیے کہ اگر ادرار کی جانب دفع مادہ پر اُس کی آمادگی ہے تو بالضرور ادویہ مدرہ مناسبہ سے اُس کی امداد کرنا چاہیے۔

پسینہ لانے کے احکام

تعریق (پسینہ لانا) کی تعریف اور اُس کے نتائج یعنے بذریعہ مسامات بدن طبعی طریقہ سے یا ادویہ معرقہ (پسینہ آور) کھلانے سے یا حمام یا انکباب کے ذریعہ سے اخلاط ورطوبات بدن کا تحلیل ہونا یا نکلنا۔ اگرچہ ابتداءً بذریعہ تعریق مادہ جلد بدن سے نکلنا شروع ہوتا ہے مگر ہرگاہ کہ مادہ جلد بدن سے خارج یا تحلیل ہوگا تو ضرور ہے کہ طبیعت بضرورت رفع عارضہ خلا (خالی جگہ کو پُر کرنے کیلئے) کچھ مادہ یا رطوبت عمق (گہرائی) بدن سے نکالکر جلد میں پہونچاوے گی حتی کہ اگر تعریق میں مبالغہ اور افراط کیا جاوے تو اس مبالغہ سے ضعف وانحطاط (کمی) قوت پیدا ہوگی۔ اور گاہے یہ ضعف قوۃ اس حدتک بڑھ جائیگا کہ نوبت غشی پہونچیگی۔

تعریق کن کن امراض کو نفع دیتی ہے تعریق جملہ اُن امراض کے لئے سخت نافع ہے کہ جن کا مادہ خاص جلد بدن میں ہوتا ہے علےٰ ہذہ القیاس گاہے بموجب طریقہ مذکورہ بالا اُن امراض کو بھی تعریق سے نفع پہونچتا ہے کہ جن کا مادہ عمق (گہرائی) بدن میں ہوتا ہے جیسا کہ بعض اوقات بلحاظ حالات مادہ بعض تپیں بذریعہ تعریق دفع ہوجاتی ہیں کھسرا اور چیچک میں تعریق نہایت مفید ہوتی ہے درحالیکہ مادہ کھسرا و چیچک کا ظاہر بدن یعنی جلد کی طرف آنیسے کسی وجہ سے مجبور ہو اس حالت میں ماکشی (خوب کلاں) کو پانی میں جوش دیکر تمام بدن پر انکباب (بھپارہ کرنا) مادہ کھسرا و چیچک کو جلد بدن پر عمدہ طور سے لاسکتا ہے۔

ایساہی خارج بدن کے ورموں کے لئے خصوصاً جبکہ ان ورموں میں درد اور تمدد (کھنچاوٹ) سے سخت تکلیف کا سامنا ہو تو ایسے وقت میں تعریق ایک عجیب فایدہ مند چیز ہے ایسی حالت ادویہ محللہ خصوصاً گل بابونہ پانی میں جوش دیکر یا محض گرم پانی سے انکباب (بھپارہ) کرنا محض تسکین ہی نہیں دیتا ہے بلکہ مادہ ورم کو تحلیل بھی کرتا ہے اور جس قدر مادہ میں صلاحیت تنضیج (پختگی) ہے۔ اسکو نضج یعنے پکانا بھی عمل میں لاتا ہے بلکہ مادہ معہ اخلاط (اندر گھسے ہوئے کو) دفعتہً ظاہر بدن پر لاتا ہے۔

چنانچہ مرض طاعون میں ورم طاعون اور اُس کے قرب وجوار میں ادویہ محللہ مثل گل بابونہ وغیرہ کا جوشاندہ سے بھپارہ کرنا یا محض گرم پانی سے بھپارہ کرنا نہایت عمدہ اور فایدہ خیز علاج ہے اسلئے کہ اس عمل سے مادہ سمیہ کی حرکت خارج بدن اور نفس موضع ورم (خاص ورم کی جگہ) کی جانب ہو جاتی ہے عام بدن اور اعضائے رئیسہ کی جانب مادہ متحرکہ سمیہ کی حرکت سے امن ہو جائیگا۔

علے ہذہ القیاس مرض بہق (چھیپ) و برص وغیرہ امراض جلد میں ہرگاہ کہ ادویہ خارجیہ ضماداً یا طلاءً لگائی جائیں تو مناسب ہے کہ اولاً اُس مقام کو بذریعہ بھپارہ تعریق (پسینہ لانا) کر لیا کریں اور بعد تعریق فوراً ادویہ خارجیہ یعنے طلا یا ضماد وغیرہ مقام برص یا بہق پر لگائیں یہاں تعریق سے دو فایدے حاصل ہونگے ایک تو فایدہ یہ ہوگا کہ بوجہ کشادہ ہو جانے مسامات موضع ماؤف کے مادہ کا اخراج ہوگا۔ دوسرا فایدہ یہ ہے کہ بوجہ تفتیح مسامات مقام مذکور کے ادویہ خارجیہ کی تاثیرات بہت جلد سرایت کر کے مواد سمیہ کی اصلاح کرینگی۔

تعریق اُن تپوں اور اُس دردسر کے لئے مقدم علاج ہے کہ جو بوجہ کثافت مسامات جلد کے لاحق ہوتی ہیں

تعریق اُس حالت میں غایت درجہ فایدہ مند ہوگی جبکہ جنین (بچہ شکم) کی اسقاط کرانے کی ضرورت ہو اور معمولی تدبیرات اُسکے اسقاط کے لئے کافی نہ ہوئی ہوں ایسے وقت میں تعریق بذریعہ انکباب (بھپارہ) و آبزن (گرم پانی میں بٹھانا) یا حمام مناسب ہوتا ہے اسلئے کہ تعریق سے بدن میں تخلخل و استرخا (ڈھیلاپن) پیدا ہو جاتا ہے اور قوت ماسکہ ضعیف ہو جاتی ہے اسلئے جنین (بچہ شکم) کا اسقاط بہت ہی آسان ہو جاتا ہے

علے ہذہ القیاس حبس بول کے لئے یعنے بند پیشاب جاری کرنیکے لئے کہ جو بوجہ ریگ گردہ ومثانہ یا بوجہ پتھری پیدا ہو جانے اندر گردہ ومثانہ کے واقع ہوا ہو۔ تعریق بذریعہ بھپارہ موضع مذکور کی نہایت ہی پر نفع علاج ہے۔ اِس تدبیر سے نہ محض حبس بول ہی زایل ہو جاتا ہے بلکہ اکثر اوقات ریزہ پتھری اور ریگ بھی خارج ہوتی ہے۔

انکباب و آبزن و حمام پسینہ آنیکا سبب ہے اور پسینہ اُسکا مسبب ہے لہذا یہاں ہمنے مجازاً سبب کو مسبب کی جگہ استعمال کیا ہے اور ایسے مجازات کثیر الاستعمال ہیں خلاصہ مطلب یہ ہے کہ تعریق (پسینہ لانا) ضروریات مذکورہ کے لئے ایک عمدہ اور فاضل معالجہ ہے۔

تعریق میں کس بات کی احتیاط ضروری ہے

تعریق اگر بذریعہ بپارہ یا آبزن کرائی جاوے عام اس سے کہ بپارہ یا آبزن محض آب گرم سے ہو یا جوشاندہ ادویہ سے ہو تو اس بات کی سخت احتیاط رکھنا چاہئیے کہ بھاپ گرم پانی یا ادویہ کے جوشاندہ کی ناک کی راہ سے یا کسی اور طریق سے قلب و دماغ کو نہ پہونچے اس لئے کہ اس بھاپ کے قلب پر پہونچنے سے اکثر اوقات غشی لاحق ہوجاتی ہے اور ظاہر ہے کہ موجبات غشی قلب کی ایذا سے ہوتے ہیں۔ اور جب قلب استعداد متاذی (ایذا پانیوالا) ہوا کہ نوبت غشی کی پہونچی تو پھر امر مشکل اور کام نازک ہوجائیگا۔

انزال

انزال کے متعلق ایک مختصر تقریر

انزال عام اس سے کہ بذریعہ جماع ہو یا بذریعہ احتلام (خواب میں انزال ہونا) یا کسی دیگر ناجایز وسایل سے۔ داخل استفراغ ہے۔ چونکہ منی فضلہ ہضم رابع ہے یعنے اُن رطوبات کا پس ماندہ ہے کہ جو بجمیع الوجوہ اجزائے فضول اور غیر ضروری سے پاک و صاف ہوکر گوشت و پوست بننے کے قریب ہوتا ہے اسلئے اسکا استفراغ جملہ استفراغات سے زیادہ بدن میں آثار ضعف وغیرہ پیدا کرتا ہے۔

اس تقریر کو یہاں تک تو ہم نے باتباع بیان اطبائے سلف بیان کیا ہے مگر اطبائے مذکورہ کے خیالات سے امر انزال کے متعلق مجھ کو ایک حد تک اختلاف ہے جس کی بابت ایک مدلل اور بسیط تقریر امر جماع کی بحث میں کرونگا۔ اور بحث مذکورہ میں تمام امور متعلقہ انزال کی تشریح کرونگا۔ لہذا اس مقام پر مجھ کو صرف اس قدر لکھدینا ضروری ہے کہ انزال بھی ایک استفراغ ہے۔

جذب و امالہ کے احکام

جذب و امالہ کی تعریف اور اُس کے فواید و احکام

طبی اصطلاح میں لفظ جذب و امالہ سے بذریعہ اعمال و تدابیر خارجی کسی مادہ کو کہ جو کسی عضو پر گر رہا ہو بخارات و دخان بدن کو ایک جگہ یا ایک عضو سے دوسری جگہ یا عضو میں منتقل کرنا مراد ہے۔

طبیبوں کی اصطلاح میں جذب و امالہ دو لفظ مختلف بولے جاتے ہیں مگر صراحتًا یا معنًا ان دونوں عملوں کے حدود میری نظر میں کسی طب کی کتاب میں نہیں گذرے اور میرے نزدیک ان دونوں عملوں میں کوئی فرق واقعی نہیں ہے اور اگر کوئی فرق ہوگا تو فرق اعتباری ہوگا اور اعتبارات سے نفس شے میں کوئی تعدد و دوگنتی پیدا نہیں ہوسکتا ہے اگر بالفرض جذب و امالہ میں کوئی فرق ہو بھی تاہم انکے قواعد اس طرح سے بیان کئے جاتے ہیں کہ ایک دوسرے کے مغایر نہ ہونگے۔

جذب و امالہ بلحاظ حالات مذکورہ بالا فی الجملہ مشابہ استفراغ کے ہے اور جو فوائد کہ اخراج مادہ ناقصہ سے بدن انسان پر مرتب ہوتے ہیں اسی طرح سے انتقال مادہ یا ریاح و دخان و بخارات بدن سے کسی دوسرے حصہ بدن کی جانب سے بھی وہی نفع ظاہر ہوتا ہے اسلئے بعد بیان احکام استفراغات کے جذب و امالہ کی تشریح مناسب خیال کی گئی۔

استفراغ اور جذب و امالہ میں فرق میرے نزدیک استفراغ اور جذب امالہ میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے یعنے ہر استفراغ میں جذب و امالہ ہونا ضروری ہے اور ہر جذب و امالہ مستلزم استفراغ نہیں ہے (یعنے استفراغ کو جذب و امالہ لازم ہے لیکن جذب و امالہ کو استفراغ لازم نہیں)۔

جذب و امالہ کن کن تدبیروں سے ہوسکتا ہے جہاں تک اسوقت اپنی ذہنی حالت سے استقراء (از روئے تلاش) استعداد کی ہے وہاں تک میں کہہ سکتا ہوں کہ جذب و امالہ اعمال و تدبیرات مفصلہ ذیل سے انجام پاسکتا ہے۔

(الف) فصد۔ بذریعہ فصد کسی عضو پر گرنے والے مادے کو یا بخارات و ریاح و دخان کسی عضو کی طرف جانے والے کو دوسرے عضو یا مقام پر منتقل کرنا۔

(ب) دلک۔ جس عضو کی طرف مادہ یا بخارات وغیرہ منتقل کرنا منظور ہے اُس کی مالش کرنا مثلاً سرسامی حالت میں یا درد سر کی شکایت میں کف دست و کف پا کی مالش۔

(ج) حک۔ جس عضو کی طرف مادہ وغیرہ پھیرنا منظور ہو اُس عضو میں خفیف سی خراش پیدا کرنا جس طرح سے کہ نزلہ کو نتھنوں کی جانب پھیرنے کے لئے ناک کے نتھنوں میں بذریعہ فتیلہ وغیرہ حرکت یا خفیف سی خراش دیجاتی ہے۔

(د) پاشویہ۔ بدن کے اوپر کے حصہ سے مادہ یا بخارات وغیرہ بذریعہ پاشویہ نیچے کی جانب واپس لانا۔

(ھ) شد۔ جس عضو سے مادہ وغیرہ دوسری طرف لانا منظور ہے اسکے مقابل کے عضو کو سختی سے باندھنا۔

(و) ریاضت عضو خاص۔ جس عضو سے مادہ وغیرہ منتقل کرنا منظور ہے۔ اُس کے مقابل کے عضو سے ریاضت خاص کرنا۔

(ز) محاجم ناری۔ بذریعہ آتشین گلاس جس کو باری یا تونبی بھی کہتے ہیں اور جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ مادہ یا بخارات وغیرہ کو جذب کرنا اور پھیرنا۔

(ح) محاجم مع الشرط۔ بذریعہ پچھنوں کے جسکو بھری سنگیاں بھی کہتے ہیں۔ اور جس کا اوپر بیان گزر چکا ہے۔ مادہ یا بخارات وغیرہ کا ایک عضو سے دوسرے عضو کی جانب پھیرنا۔

(ط) شاخ کشی۔ خالی سینگیوں کے ذریعہ سے جسکو پھوکیاں کہتے ہیں مادہ یا بخارات کو ایک عضو سے

دوسرے عضو کی جانب منتقل کرنا۔

(ی) احتقان یا حقنہ یا عمل۔ بذریعہ ادویہ مناسبہ مرض جو مسہلہ نہ ہوں حقنہ کرنا مثلاً وقت صعود ابخرہ حارہ یا دخان (گرم بخاروں اور دھوئیں کا اوپر چڑھنا) عرق گلاب وآشجور و مطبوخ (جوشاندہ) کشنیز خشک وغیرہ سے حقنہ کرنا۔

(ک) ادرار۔ بذریعہ پیشاب آور ادویہ یا پیشاب آور اعمال کے اُس مادہ بدن کو کہ جو براہ مسامات بدن عرق کے ساتھ نکل رہا ہے براہ پیشاب پھیرنا۔

(ل) تعریق۔ براہ مسامات بدن یا بذریعہ عرق اُس مادہ کو پھیرنا کہ جو براہ پیشاب یا کسی اور راستہ بدن سے نکل رہا ہے۔

(م) اسہال۔ دستوں کے ذریعہ سے اُس مادہ کو ساکن کرنا کہ جو بذریعہ قے خارج ہو رہا ہے۔

(ن) قے۔ قے کے راستے سے اُس مادہ کو ساکن کرنا کہ جو براہ اسہال خارج ہو رہا ہے۔

(س) تعلیق علق۔ بذریعہ جونک لگانے کے مادہ کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر لانا۔

جذب و امالہ (کھینچنا اور لوٹانا) میں کن کن امور کا لحاظ ضروری ہے

جذب و امالہ میں تین امور کی رعایت ضروری ہے۔

ایک امر یہ ہے کہ جب امالہ و جذب مادہ کیا جائے تو جس عضو میں کہ مادہ کی ریزش یا دخانات و بخارات وغیرہ کا میلان ہو اُس عضو کے مخالف طرف میں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ مخالفت ایک ہی قطر میں ہو۔ مثلاً داہنے ہاتھ کا مادہ بائیں ہاتھ کی جانب یا دماغ کا مادہ یا بخارات وغیرہ ہاتھوں یا پیروں یا پس گردن کی طرف بذریعہ فصد و حجامت و پاشویہ و دلک وغیرہ اقسام مذکورہ جذب و امالہ سے پھیرنا چاہئیے اسلئے کہ داہنے اور بائیں ہاتھ میں مخالفت صرف ایک ہی قطر میں ہے یعنے محض عرض میں مخالفت ہے اور سر اور پاؤں اور ہاتھ اور پس گردن میں بھی صرف ایک ہی قطر میں مخالفت ہے یعنی محض طول میں۔

یہ ہرگز جائز نہیں ہے کہ جذب و امالہ میں کسیوقت اعضاء کے دو قطروں میں تخالف ہو مثلاً یہ جائز نہیں ہے کہ کسیوقت میں مادہ داہنے ہاتھ کا بائیں پیر کی جانب پھیرا جائے۔ اسلئے کہ اس جذب و امالہ میں مخالفت دو قطروں کی ہے ایک مخالفت فی الطول اور دوسری مخالفت فی العرض جیسا کہ داہنے ہاتھ اور بائیں پیر کے مقام کے غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔

دوسرے امر جذب و امالہ میں رعایت مشارکت اعضاء کی بھی ہونا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ محاجم ناری یعنے تونبی یا گلاس پستان پر لگانے سے حیض کا خون بند ہو سکتا ہے۔

تیسرے امر جذب و امالہ میں رعایت محاذات اعضاء بھی ہونا چاہئے مثلاً جگر کی بیماریوں میں داہنے ہاتھ

کی فصد ہونا چاہئے۔ اس لیئے کہ جگر بھی بالمقابل فصد مذکورہ کے داہنی جانب ہے۔

اور امراض طحال میں بائیں ہاتھ کی فصد ہونا چاہئیے اسلئے کہ طحال بائیں ہاتھ کے مقابل ہے۔

اگر مادہ کسی عضو میں آگیا ہے تو وہ دو حالتوں سے خالی نہیں ہے یا تو اُسکے آچکنے کا زمانہ قریب ہوگا تو اُس مقام سے قریب تر مقام پر مادہ جذب کیا جائیگا اس لئے کہ ایسے حالات میں اس بات کا خوف نہیں ہوتا ہے کہ مادہ مرض پھر عضو اول کی جانب واپس جائیگا۔ بایں ہمہ جذب مادہ کا عضو قریب کی جانب عمل بھی ہوتا ہے اگر کسی عضو میں مادہ آچکنے کا زمانہ بعید ہوگیا ہے یعنے کئی روز گزر گئے ہیں کہ مادہ بالتمام (سب کا سب) اُس عضو میں آچکا ہے تو نفس عضو سے مادہ مرض جذب و امالہ کیا جائیگا۔ قریب زمانہ مادہ کے آچکنے کا تین روز سے غایت درجہ پانچ روز تک ہے پانچ روز کے مابعد زمانہ بعید کہا جائے گا۔ ایک عضو سے دوسرے عضو کیجانب مادہ پھیرنیکا ایک یہ بھی طریقہ ہے کہ جس عضو سے مادہ پھیرنا چاہیں اُس کے مقابل والے عضو کو بشدت کپڑے یا نوار وغیرہ سے بندش کریں تاکہ اس بندش سے تکلیف پہونچے اور مادہ مرض اُس جانب پھر جائے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مقابل والے عضو پر محاجم ناری (باری) لٹکائے جائیں یا گرم دوائیں جاذب خون لگائی جائیں۔ مثلاً رائی یا لونگ کا پلاستر۔

تیسرا طریقہ جذب و امالہ کا یہ ہے کہ جانب مقابل کے عضو سے ریاضت مناسب اس عضو مرض کی کیجائے مثلاً اگر داہنے ہاتھ میں مادہ مرض ہو تو بائیں ہاتھ سے ریاضت کریں کیا معنے اُس ہاتھ سے کوئی چیز بھاری اٹھائیں۔

علٰے ہذہ القیاس اگر مادہ مرض باطن بدن کی جانب رجوع کرتا ہوا معلوم ہوتا ہو اور اُسکو معدہ یا سینہ پھیرنا چاہیں تو ہاتھ اور پیروں کو سخت باندھیں تاکہ مادہ معدہ اور سینہ کے اوپر آجائے۔

جب جذب و امالہ کی ضرورت محسوس ہو تو یہ امر لازمی ہے کہ فوراً جذب و امالہ مادہ و بخارات وغیرہ تدبیرات مناسبہ مذکورہ سے عمل میں لانا چاہئے ورنہ صورت توقف معالجانہ اور یہ کام مشکل ہو جائیگا۔

اگر مادہ قلیل ہے یا کثیر ہے مگر ضعیف الحرکت (کمزور حرکت والا) ہے تو صرف جذب و امالہ کافی ہوگا اور اگر مادہ کثیر اور سریع الحرکت (جلد حرکت کرنیوالا) ہے تو جذب و امالہ کے ساتھ استفراغ بھی ضروری ہے اسلئے کہ کثیر و سریع الحرکت مادہ محض جذب و امالہ کا پابند نہیں ہوگا۔

پاشویہ کے قوانین کی توضیح مزید: گو پاشویہ اور شد اطراف (ہاتھ پیروں کی بندش) منجملہ تدبیرات جذب و امالہ کے ہے کسی خاص عامل کی ضرورت نہیں ہے۔ جس طور سے کہ فصد وغیرہ کے لیئے یونانی معالجہ کے طرز عمل میں فصاد (فصد کرنے والا) وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ پاشویہ و شد اطراف کی ہر شخص تکمیل کر سکتا ہے الّا چونکہ پاشویہ و شد اطراف میں چند احتیاطیں نہایت اہم پاشان ہیں لہٰذا اُن کا تذکرہ کیا جاتا اور

ضروری معلوم ہوتا ہے اور کچھ اُس کے اجمالی فوائد بھی مذکور ہوتے ہیں پس یقین کرنا چاہئے کہ پاشویہ اور شدلطاف
اکثرامراض دماغی مثلاً اقسام درد سر و سرسام وجنون و امراض مالیخولیا و ایسی ہر قسم کے مادہ و بخارات و دخانات
(دھوئیں) متوجہ جانب دماغ کو اور اکثر امراض قلبی مثلاً خفقان وجذب القلب و اختلاج قلب وغیرہ اور مختلف اقسام
کی تپوں میں اور عموماً واسطے جذب مادہ و بخارات و دخان متصاعدہ جانب حصہ اعلائے (اوپر کے حصہ کی طرف
چڑھنے والے دھوئیں اور بخارات) بدن فوراً نفع کرتا ہے۔

پس اگر تپ کی وجہ سے پاشویہ کی عمل کی ضرورت ہو تو پاشویہ اُس وقت میں کرنا چاہئے کہ جب تپ کی شدت
میں کمی ہو جائے باوجود اس کمی کے یہ بات بھی پائی جاتی ہو کہ یہ تپ دیر تک قایم رہیگی۔

اور جس طرح سے کہ پیروں کو گرم پانی میں رکھنا عوارض فوقانی حصہ (بالائی حصہ) بدن کو سخت نافع ہے۔
اسی طرح سے دونوں ہاتھوں کو گرم پانی میں رکھنے سے حرارت اعضائے تحتانی بدن سے جذب ہوتی ہے۔

جس ظرف میں پاشویہ کیا جائے وہ ظرف اس قدر عمیق ہونا چاہئے کہ پیر زانو تک پانی میں غرق ہو سکتے ہوں
جس شخص کا پاشویہ کیا جائے وہ کرسی یا کسی بلند مقام پر جلوس کرے اور پیروں کو ظرف مذکور میں لٹکا دے اور
اثنائے پاشویہ میں ہرگز کھڑا نہ ہو۔

عین شدت تپ کے وقت پاشویہ نہ کرنا چاہئے بلکہ جب تپ میں خفت ہو جائے تب پاشویہ شروع کرنا چاہئے
اسلئے کہ شدت تپ کے وقت میں چونکہ مادہ بدن کی سطح فوقانی (بالائی سطح) کیجانب اور جلد کی جانب متوجہ ہوتا ہے
لہذا اندیشہ ہو سکتا ہے کہ بوجہ جذب مادہ جانب اسفل بدن (بدن کے نیچے) پاشویہ ایک اضطراب عظیم پیدا کرے
اور شر و فساد بڑھ جائے یا آب گرم کے قرب کیوجہ سے تپ میں اور زیادہ اشتعال بڑھ جائے۔ چنانچہ بارہا یہ امور
دیکھے گئے ہیں۔

تپ کی حالت میں جب پاشویہ کیا جائے تو ضرور ہے کہ ایک پارچہ سنگین و دبیز مریض کے آگے لٹکایا جائے
تاکہ گرم گرم بخارات مریض کے قلب و دماغ میں نہ پہونچے اور کیفیت خفقانی عارض نہ ہو۔

جب دونوں پیروں کو پانی میں رکھیں تو پنڈلیوں کو اوپر سے نیچے کی جانب بتدریج مالش کریں تاکہ یہ
مالش بھی جذب میں اعانت کرے۔

اور اگر کوئی وجہ مانع نہ ہو تو ایک گھنٹہ تک دونوں پیرونکو پانی میں غرق رکھیں اور اگر پانی کو گرم رکھنے
کی غرض سے ظرف مذکور کے نیچے کسی قدر آگ رکھیں تو کوئی مضایقہ نہیں ہے۔ جب پیر پانی سے نکالے
جائیں تو پیروں کا پانی صاف تولیہ یا صاف کپڑے سے پونچھ ڈالیں اور تھوڑی دیر تک پیر اور پنڈلیاں
خشک کپڑے سے لپیٹ دیں۔

پاشویہ صرف گرم پانی سے اغراض مذکورہ کے لئے کفایت کرتا ہے الا اگر جذب و تعدیل (اعتدال پیدا کرنا) کی غرض سے گل بابونہ و گل بنفشہ خاکشی سبوس گندم برگ بید قطعات کدو قطعات خیارین وغیرہ پانی میں جوش دیکر اس پانی سے پاشویہ کریں تو بہتر ہے۔

ہاتھ پیروں کی بندش کی تشریح مزید

ہاتھ پیروں کا باندھنا گو بادی النظر میں ایک خفیف سی بات معلوم ہوتی ہے مگر در اصل جذب مادہ و بخارات سمیہ ردیہ (زہریلے و خراب) ہیں کہ جو اعلا سے (بالائی حصہ) بدن اور اعضائے رئیسہ کی جانب جاتے ہیں نہایت ہی نافع ہوتا ہے۔ اسی بنا پر غشی و صرع و خفقان و اختلاج قلب وغیرہ کے لئے بہت ہی فایدہ مند ہے۔ خصوصاً ان امراض دماغی و قلبی کے لئے کہ جن کا مادہ یا بخارات اطراف بدن سے دماغ و قلب میں جاتا ہے۔

علے ہذا القیاس اگر مقام گزیدہ سانپ یا بچھو کے ماقبل (آگے کی جگہ) کو بشدت باندھ دیا جائے تو ان کا زہر اوپر کی جانب ہرگز سرایت نہیں کریگا۔

ہاتھوں کو بغل سے کف دست تک اور پیروں کو کنج ران سے ٹخنوں تک باندھتے چلے آویں نہ بہت ملایمت سے باندھا جائے اور نہ زیادہ سختی سے بلکہ بالاعتدال باندھا جائے۔

بجز اس کے کہ سکتہ یا صرع کی حالت ہو یا سمی جانوروں کے کاٹنے کی غرض سے بندش کی جائے کہ ان تینوں حالتوں میں بشدت باندھنا چاہئے۔

جب کھولنا چاہیں تو ابتدا کھولنے کی قدم اور کف دست سے کرنا چاہئے اور آہستہ آہستہ کھولنا مناسب ہے اور اگر مریض کو بہت دیر تک ہاتھ پیروں کا بندھا رہنا ناگوار ہو تو دیر تک باندھنا نہ چاہئے۔

تھوڑی ضرورت میں صرف ران اور بازو کی بندش کفایت کرتی ہے۔

بمحل استفراغ

استفراغ مناسب کی جگہ استفراغ نامناسب

یہ امر تو ظاہر ہے کہ امر اہتمام و انتظام بدن کا مدبر حقیقی نے طبیعت کے سپرد فرمایا ہے اور طبیعت کا بحیثیت مدبر بدن یہ کام ہے کہ فضلات زایدہ اور اخلاط فاسدہ و رطوبات ناقصہ کو مناسب راستوں سے نکالتی رہے لہذا یہ امر ضروری ہے کہ استفراغ کی ضرورت کے لئے طبیعت کا رجحان دیکھا جائے۔ کہ آیا وہ کس راستہ سے اخلاط فاسدہ کو دفع کرنا مناسب سمجھتی ہے مثلاً اگر اخلاط کے فساد کیوجہ سے زید کو ایک مرض لاحق ہوا تو اس وقت طبیعت کے اہتمام کو دیکھنا چاہئے کہ آیا وہ کس راستہ سے اخلاط فاسدہ کو دفع کرنا مناسب سمجھ رہی ہے یعنی قے یا اسہال یا ادرار یا عرق یا رعاف (نکسیر) وغیرہ سے پس معالج کو ضرور ہے کہ اپنی فراست اور آثار خاصہ سے دریافت

کر کے طبیعت کی مدد میں اہتمام کرے تاکہ اوسی راستہ سے مادہ مرض دفع ہو اور اگر طبیعت کے اہتمام کے مخالف کارروائی کی جائے گی تو بدن پر ایک ہنگامہ محشر برپا ہوگا۔ اور طبیعت مقہور (مغلوب) ہو کر تدبیر مرض میں متحیر ہوگی علے ہذا القیاس اس بات سے بھی سخت احتراز چاہیئے کہ ایک قسم کے استفراغ کے واجب ہونے کی صورت میں دوسرے قسم کا استفراغ غیر واجب کیا جائے۔ مثلاً اگر کسی مرض میں قے واجب ہے وہاں اسہال لائے جائیں یا اسہال واجب ہیں وہاں فصد کی جاوے یا ادرار واجب ہے تو وہاں اسہال لائے جائیں یا عرق لانا واجب ہے وہاں ادرار کرایا جائے اور ان امور کی تفاصیل یعنی کب قے واجب ہوتی ہے اور کب اسہال یا ادرار یا فصد امورات جزئیہ ہیں کہ جن کو طبیب خود پہچان سکتا ہے۔

علاج کے احکام

امر علاج تین طریقوں سے تکمیل پاتا ہے۔

یونانی طبیب معالجہ کو تین طریقوں سے عمل میں لاتے ہیں یعنی انہیں تینوں طریقوں مفصلہ ذیل میں اُن کے معالجہ کا حصر ہے طبیبوں کا ان طریقوں سے امر علاج کو محصور کرنا بروئے حصر استقرائی (جستجو کے انحصار پر) ہے نہ بروئے حصر عقلی۔

(الف) بذریعہ تدبیر و غذا۔

(ب) بذریعہ ادویہ۔

(ج) بذریعہ دستکاری۔

تدبیر سے مراد بجاآوری احکام سونے و جاگنے کھانے پینے حرکات و سکون وغیرہ امور مذکورہ صدر سے ہے اور غذا سے مقصود وہ غذا ہے جسکو طبیب بغرض استعمال کرائے کہ اس کے ذریعہ سے مرض زائل ہو جائے کیا معنے گاہے غذا کی قطعاً ممانعت کیجائے اور گاہے بالاعتدال دیجائے اور گاہے زیادہ دیجائے۔ وہ غذا مراد نہیں ہے کہ جو حالت صحت میں بدل ما یتحلل (تحلیل شدہ رطوبات بدنی کا معاوضہ) کی غرض سے یا نمو یعنی جسم کی ترقی کی ضرورت سے دیجاتی ہے۔

اور ادویہ سے مراد اس جگہ وہ چیزیں ہیں کہ اپنی کیفیات یا خواص کے ذریعہ سے جسم انسان میں تاثیرات پیدا کریں خواہ تاثیرات مذکورہ کھانے پینے سے بدن میں ظاہر ہوں یا خارجی استعمال سے مثلاً ضماد و طلا (لیپ گاڑھا و لیپ پتلا) وغیرہ وغیرہ

دستکاری سے مقصود وہ اعمال ہیں کہ جو ہاتھ کی صنعت سے عمل میں لائے جائیں مثلاً فصد و حجامت و استخوان کا جوڑنا اور استخوان کا اپنی جگہ پر بٹھانا اور زخم کا شگاف دینا اور فاسد عضو کا کاٹنا اور عضو کا داغ دینا اور کسی مقام بدن پر جلنکے لگانا۔

مریض کا بذریعہ غذا کے علاج کرنا

اگر مریض کی قوت قوی ہے اور مرض کا انتہائی زمانہ بھی قریب ہے تو اس صورت میں مریض غذا سے روکا جائیگا۔ اس لئے کہ ایسی حالت میں اگر مریض کو غذا دیجائے گی تو طبیعت دفع مرض کی تدبیر سے قاصر ہو کر غذا کے ہضم کی جانب متوجہ ہو گی پس ایسی حالت میں ہضم بھی کامل نہ ہوگا۔ اور مرض بھی غالب ہوگا اور جب ہضم کامل نہ ہوگا۔ تو مادہ خام پیدا ہو کر مادہ مرض میں شامل ہو جائیگا اور شر و فساد میں ترقی پیدا کریگا۔ مگر با ایں ہمہ اگر ایسے مریضوں میں قوت ضعیف ہوگی تو غذا کی ممانعت کسی حالت اور کسی وقت میں مناسب نہیں ہے ایسی حالت ضعف میں منع غذا سے مریض کی ہلاکت کا خوف غالب ہے۔

اگر نضج (پکانا) اخلاط بھی منظور ہے اور حفظ قوت بھی مقصود ہو پس ایسی حالت میں قلت غذا مریض کے لئے مناسب ہے۔ اس لئے کہ زیادہ غذا دینے سے بوجہ مصروف ہونے طبیعت کے نضج میں قصور ہوگا۔ اور کلیتہً ترک غذا سے قوت ضعیف ہوتی جائیگی لہذا سبیل اوسط یعنی قلت غذا اختیار کر لینا مناسب ہوگا۔

قلت غذا دو طریقوں سے ہوتی ہے ایک طریقہ تو یہ ہے کہ غذا اگرچہ مقدار میں زیادہ ہو مگر کیفیت میں قلیل ہو۔ مثلاً ترکاریاں یا ساگ یا فواکہ یہ اشیاء اگرچہ مقدار میں زیادہ کھائی جائیں مگر ان میں غذائیت نہایت کم ہے۔ اس قسم کی غذائیں اُن مریضوں کو مناسب ہونگی کہ جن پر بھوک کا غلبہ ہوتا ہے اور اُن کے معدے بھی قوی ہوتے ہیں۔ اور ان کے بدن میں اخلاط خام کی کثرت ہوتی ہے پس ایسی صورت میں تدبیر یہ ہے کہ ان کے معدوں کو پر کر دیں۔ تاکہ بوجہ کثرت تقاضائے غذا معدہ رطوبات بدن کو جذب کرنا شروع نہ کر دے اور بوجہ قلت غذائیت اُن کی رگوں میں زیادہ مواد مجتمع نہ ہو جائے۔

دوسرا طریقہ تقلیل غذا یہ ہے کہ غذا مقدار میں تو کم کر دیجائے مگر غذائیت میں زیادہ ہو مثلاً زردی بیضہ مرغ یا شوربا چوزہ مرغ و ماکیان جوان و فربہ یا شوربا کے تیتر و لوہ و بٹیر وغیرہ۔ ایسی غذا کی اُن مریضوں کو ضرورت ہوتی ہے کہ جن کی قوت قوی کرنا منظور ہو مگر ان کے معدوں میں اس قدر قوت نہ ہو کہ وہ کثیر المقدار غذا کی برداشت کریں۔

منع یا قلت غذا کی اُن امراض میں تکلیف دیجائے گی کہ جو امراض حادہ ہیں اس لئے کہ امراض مذکورہ چونکہ جلدی ختم ہو جاتے ہیں۔ عام اس سے کہ اُن کا ختم بوجہ صحت کے ہو یا بوجہ موت مریض کے لہذا ان امراض میں چنداں قوت کے سقوط (کمی) کا اندیشہ نہیں ہوتا ہے۔ پس طبیعت کو تصرفات فی الغذا (غذا میں کام کرنے) سے بوجہ کمی غذا یا منع غذا فارغ کر کے دفع مرض پر متوجہ رکھنا چاہئے۔

امراض حادہ و مزمنہ کی تعریف

امراض حادہ سے وہ امراض مراد ہیں کہ جو بہت جلد ختم ہو جاویں خواہ بالصحتہ (صحت سے) خواہ بالموت (موت سے) یا بسبب انتقالات یعنی دوسرا مرض یا دوسری حالت پیدا کر کے خود معدوم ہو جائیں

زمانہ بعض امراض مذکورہ کا چار روز اور بعض کا چار روز سے زیادہ چالیس روز تک کا ہے۔

امراض مزمنہ وہ امراض ہیں کہ جو بطریقہ مذکورہ زمانہ مذکورہ سے مابعد ختم ہوں۔ لیکن کا ہے امراض مزمنہ میں بھی تقلیل (گھٹانا) غذا کا مریض کو حکم دیا جائیگا مگر اس قدر غذا میں قلت نہیں کی جائیگی کہ جس قدر امراض حادہ میں اس لئے کہ امراض مزمنہ میں طبیب کی توجہ حفظ قوت کی جانب بجمیع الوجوہ مصروف ہونا چاہئے کہ جو امر علاج میں ایک اہم اور ضروری معاملہ ہے۔

مریض کا بذریعہ دوا کے علاج کرنا

اب رہا امر علاج کا بذریعہ دوا کے سوائے اس کے لئے حسب قاعدہ معالجہ یونانی طبیبوں کے تین قانون ہیں۔

پہلا قانون تو یہ ہے کہ دواؤں کی کیفیات اولیہ کا لحاظ رکھا جائے مثلاً دوائے گرم یا سرد یا تر یا خشک۔ اور کیفیت ثانیہ کا بھی خیال رکھنا چاہیئے یعنے اس امر کا کہ دوائے مسہل ہے یا محلل کنندہ یا رادع۔ (مادہ کو واپس کرنے والی) یا مدر بول (پیشاب آور) وغیرہ بلکہ اُن خاصیتوں کا بھی لحاظ رکھا جائیگا کہ جو اُن کی صورت نوعیہ سے متعلق ہیں۔

مثلاً فرض کرو کہ زید کو تپ غب خالص (تپ صفراوی) عارض ہوئی تو اب معالج کو باعتبار اصول علاج یونانی کل مرض یعالج بالضد (ہر مرض کا اس کے مخالف مزاج دوا سے علاج کیا جاتا ہے) مثلاً آلو کے بخارا و تخم خرفہ سیاہ و گل نیلوفر وغیرہ ادویہ باردہ بخیال مادہ صفرا کے جو گرم و خشک ہے تجویز کرنا مناسب ہوگا پس یہاں باعتبار ضدیت مادہ مرض ادویہ مذکورہ کی کیفیات اولیہ کا یعنے برودت و رطوبت کا لحاظ رکھا گیا۔

حرارت و برودت و رطوبت کو کیفیات اولیہ سے اس لئے تعبیر کیا ہے کہ وہ اجسام مرکبہ کے ساتھ ہی عندالترکیب جسم مرکب میں خواہ وہ جسم حیوانی ہو یا نباتی یا معدنی مسلط ہوتی ہیں۔ پھر اگر تپ مذکور میں مسہل کی ضرورت ہوگی تو یہ دیکھا جائیگا کہ آیا کون سی دوائیں صفرا کو بالاسہال خارج کرتی ہیں۔ مثلاً املتاس و شربت ورد مکرر و سقمونیا وغیرہ کہ یہ دوائیں باعتبار اُن خواص کے خلط صفرا کو خارج کرتی ہیں کہ جو اُن کی صورت نوعیہ سے متعلق ہیں ان کے آثار و کیفیات یعنی حرارت و برودت و رطوبت و یبوست سے کچھ بحث نہیں ہے۔ یا مثلاً خاکشی وغیرہ کہ جو کیفیات کے اعتبار سے تو گرم ہیں مگر باعتبار خواص کے کہ جو اُن کی صورت نوعیہ سے متعلق ہیں تپ کو زائل کرتی ہے۔ ایسا ہی ادویہ محللہ (تحلیل کرنے والی) و رادعیہ و مدرہ کو بھی اکثر حالات میں قیاس کرلو۔

دوسرا قانون علاج مذکور کا یہ ہے کہ دواؤں میں وزن کامل کا لحاظ رکھا جائے۔

یعنے یہ امر کہ ہر دوا کی انتہائی مقدار خوراک کیا ہے تاکہ حالت مزاج عضو مریض و عمر و اوقات علاوہ

ومقام وپیشہ وقوت وجسم مریض کا لحاظ کرکے وزن دواؤں کا تجویز کیا جائے اور ادویہ مستعملہ کی کیفیات اربعہ (چاروں کیفیتیں) یعنی حرارت برودت رطوبت یبوست کے درجات مفروضہ کا بھی لحاظ رکھا جانا چاہیئے یعنے درجہ اول ودرجہ دوم ودرجہ سوم ودرجہ چہارم کا۔

تیسرا قانون علاج مذکور کا یہ ہے کہ ادویہ کے استعمال میں اوقات مرض کا لحاظ رکھنا چاہیئے یعنے کون سی دوا کس وقت میں مضر ہوگی مثلاً دوائے رادع (مادہ کو واپس کرنیوالی) ابتدائے زمانہ ورم گرم میں نافع ہوگی اور انتہائے زمانہ ورم میں سخت مضر ہوگی۔

امر علاج بالدوا میں امور ذیل کا لحاظ رکھنا چاہیئے

امر علاج بالدوا میں لحاظ شرافت وریاست عضو کا بھی رکھنا ضروری ہے۔ اسلئے کہ عضو رئیس وشریف کو حتی الامکان بوجہ استعمال ادویہ قویہ خطرہ میں نہ ڈالنا چاہیئے۔ تاکہ عام بدن میں نقصان نہ پیدا ہو جائے مثلاً دماغ یا جگر کے مادہ کو کہ جن کی ریاست مسلم ہے۔ اگر خارج کرنا چاہیں تو دفعتہً ادویہ مسہلہ قویہ نہ دینا چاہیئے تاکہ ایک دم سے ارواح کثیرہ خارج نہ ہوں اور آفات پیدا نہ کریں علےٰ ہذا القیاس حتی الامکان اعضائے مذکورہ میں داخلاً یا خارجاً ادویہ شدید البرد (بہت سرد) یا ادویہ محللہ قویہ (نہایت تحلیل کرنیوالی) بھی استعمال نہ کرنا چاہیئے تاکہ حرارت غریزی دفعتہً فرو یا قوت تحلیل نہ ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر عند الضرورت ادویہ مذکورہ کا جگر پر ضماد کیا جائیگا تو اُس میں ایسی ادویہ ضرور شامل کیجائیں گی کہ جو خوشبودار ہوں اور ان میں قوۃ قابضہ بھی ہو تاکہ جگر کی قوتوں کا تحفظ (بچاؤ) ہو جائے مثلاً بالچھڑ سعد کوفی اُشنہ وگل سرخ وغیرہ۔

اور جبکہ دماغ اور جگر کے بارہ میں ایسا اہتمام ضروری ہے تو قلب اس اہتمام اور نگہداشت کے لئے زیادہ تر مستحق ہے اسلئے کہ قلب کی ریاست اور شرافت جملہ اعضاء سے فایق اور عام ہے۔ اس کے بعد دماغ کا اُس کے بعد جگر کا ریاست ا رئیس ہونے میں مرتبہ ہے

امر استعمال ادویہ میں اس عضو کی قوت کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ کہ جس کا فعل مشترک اور جملہ بدن کے لئے عام ہو مثلاً معدہ وپھیپھڑہ کہ ان دونوں کا فعل عام بدن کے لئے مشترک ہے یہی وجہ ہے کہ اگر یہ دونوں اعضاء بالطبع یا امور عارضی کیوجہ سے ضعیف ہیں یا ضعیف ہو گئے ہیں تو حتی الوسع تپ تونکی حالت میں یا کسی اور مرض میں بہت زیادہ سرد پانی پینا نہ چاہیئے۔ تاکہ اُن کا ضعف زیادہ نہ بڑھ جائے۔

چونکہ دواؤں کے استعمال میں شرافت وریاست ومشارکت (کسی عضو کا شریف۔ رئیس اور شریک مرض ہونا) عامہ اعضائے بدن کا لحاظ بہت ہی ضروری ہے۔ اسیوجہ سے ان اعضاء میں داخلاً یا خارجاً ادویہ محللہ یعنے اُن ادویہ کا استعمال ممنوع ہے کہ جو اُنکے جوہر کو ڈھیلا ڈھالا اور سُست کریں کہ اس صورت میں یقیناً تمامتر اُنکے افعال ضعیف ہو جائینگے اور اُن میں امراض مہلکہ قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جائیگی۔

ایسا ہی امر استعمال ادویہ میں رعایت عضو مریض کے حس کی رکھی جائیگی یعنے اگر عضو مذکور کی حس بہت قوی ہے جیسا کہ اعضائے عصبانی یعنے جس عضو کی ساخت اور جوہر پٹھوں سے ہوں مثلاً آنکھ و معدہ ورحم و قضیب و عضو تناسل وغیرہ تو ان اعضاء میں داخلاً یا خارجاً ایسی دوائیں استعمال نہ کرائی جائیں گی کہ جو نہایت درجہ تیز و تند اور ردی الکیفیت (بری کیفیت والی) ہوں۔ یا نہایت درجہ محلل ہوں مثلاً گل بابونہ و اکلیل الملک و مازریون وغیرہ یا غایت درجہ سرد ہوں مثلاً افیون و دھتورہ و بھنگ وغیرہ یا وہ ادویہ مخالف طبیعت انسان ہوں مثلاً زنگار یا سپیدہ یا تانبا سوختہ وغیرہ۔

ایسا ہی امر علاج بالادویہ میں کیفیت مادہ مرض کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے مثلاً زید کو سخت اور تیز تر مادہ گرم سے تپ عارض ہوئی ہے تو ایسے موقع پر نہایت درجہ سرد دوائیں استعمال کرانا چاہئے۔ یا عمرو کو استرخا بلغم طبعی کیوجہ سے پیدا ہوا ہے تو اس کو ادویہ قویہ حارہ استعمال کرائی جائیں گی۔ وگرنہ دونوں مرض مذکورہ میں ادویہ قلیل القوۃ (کم طاقت کی) دیجائیں گی۔

اسی طرح سے امر علاج میں مرض کے اوقات پر بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے مثلاً فرض کرو خالد کے اندرونی یا بیرونی اعضاء میں ورم پیدا ہو گیا ہے تو اگر یہ ورم ابتدائی حالت میں ہے تو اس کے لئے محض ادویہ رادعیہ (مادہ کے واپس کرنیوالی) استعمال کرائی جائیگی۔ اور اگر ورم کا انتہائی زمانہ ہے تو محض ادویہ محللہ کا استعمال مناسب ہوگا۔

اور اگر ورم کا متوسط زمانہ ہے تو ادویہ رادعیہ اور محللہ دونوں بالاشتراک استعمال کرائی جائیں گی۔

علے ہذا القیاس امر معالجہ میں کمیت (مقدار) مرض کے اعتبار سے بھی دوا کا تجویز کرنا ضروری ہے۔ مثلاً اگر مرض کثیر المادہ ہو اور مادہ کثیر الحرکت ہے تو بلا انتظار نضج مادہ ادویہ مسہل وغیرہ کے ذریعہ سے مادہ کا اخراج کیا جائے اسلئے کہ ایسے مادہ کے نکالنے سے غفلت اگر عمل میں آویگی تو اس کے انتقالات سے امراض مہلک پیدا ہونیکا خوف قوی ہے اور اگر مادہ مرض بہت زیادہ نہیں اور نہ اُس کے حرکات تیز و قوی ہیں تو مادے کا نضج کرکے اوس کا استفراغ کرنا چاہئے۔

ایسا ہی امر علاج میں اس بات کی بھی رعایت ضروری ہے کہ ابتداءً ادویہ و تدبیرات قویہ سے علاج نہ کرنا چاہئے مگر شرط یہ ہے کہ اگر مرض ایسا خطرناک ہو کہ جس سے قوت کے ساقط ہونے یا دیگر امراض مہلکہ پیدا ہونیکا یا قلب پر سخت ایذا واقع ہونیکا خوف ہو تو فوراً قوی علاج شروع کر دینا چاہئے۔

ایسا ہی امر علاج میں یہ لحاظ بھی ضروری ہے کہ اگر کسی امر عارضی کیوجہ سے دوا یا تدبیر مناسب مرض سے صحت میں تاخیر و توقف ہوا ہے تو اُس دوا یا تدبیر سے روگردانی نہ چاہئے اگر کسی دوا یا تدبیر مخالف مرض سے کسیوجہ سے کوئی

نقصان ظاہر نہیں ہوا تو اُس دوا یا تدبیر مخالف پر قایم نہ رہنا چاہئے۔ امور مذکورہ کا ادراک دریافت اور تجربہ و قیاس سے عمدہ طور سے ہو سکتا ہے۔

ایک ہی مرض میں ایک ہی دوا کے استعمال پر کفایت نہ کرنا چاہئے بلکہ ادویہ کی تبدیلی ہوتی رہے اس لئے کہ اگر ایک ہی دوا کا برابر استعمال ہوتا رہیگا تو بدن اُس سے مانوس ہو جائیگا۔ اور اس کا بدن پر کچھ اثر نہیں ہوگا۔ اور نہ کچھ فایدہ مترتب ہوگا۔

اسی طرح سے امر علاج میں اِس بات کا بھی لحاظ ضروری ہے کہ باختلاف اوقات و فصل انسان کے اعضاء و بدن میں بحالت مرض اگر ایک ہی قسم کی دوا سے نفع حاصل ہوا تو دوسری فصل و وقت و سن و حالات میں اسی قسم مرض اور اُسی قسم کی دواؤں سے بعض وقت مضرت اٹھاتے ہیں۔ (چونکہ حالات۔ سن اور وقت اب وہ نہیں رہے)

امر علاج میں اگر تشخیص مرض مشکل یا مشتبہ ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ ادویہ مسہلہ کے استعمال میں توقف کریں ایسی حالت میں مرض کو طبیعت کے حوالہ کر دینا چاہئے پس جبکہ طبیعت کے کام سپرد کر دیا جائیگا تو دو امر سے خالی نہ ہوگا یا طبیعت مرض پر غالب ہوگی یا مرض طبیعت پر غالب ہوگا۔ اگر طبیعت مرض پر غالب ہوگئی ہے تو اس وقت معالجہ میں اقدام کرنا چاہئے گو مرض کی تشخیص نہ ہوئی ہو۔ اور اگر مرض طبیعت پر غالب ہو گیا تو ضرور ہے کہ غلبہ مرض کی علامات بہت صاف طور سے معلوم ہونگی اور مرض مشخص ہو جائیگا۔ اگرچہ بصورت عدم تشخیص مرض علاج ترک کرنا مضر ہے مگر مرض کے مجہول ہونے کی صورت میں علاج کا شروع کرنا بہت ہی خوفناک ہے۔

اور اگر کسی وجہ سے بصورت عدم تشخیص مرض علاج کا ترک کرنا مناسب نہیں ہے تو اُن ادویہ و تدبیرات کا استعمال کرنا چاہئے کہ جو ضعیف العمل ہوں اور کیفیات ردیہ سے خالی ہوں۔ اور اگر یہ دوائیں اور تدبیریں مشترک النفع ہیں تو بہت ہی مناسب ہے۔ فرض کرو کہ زید کو تپ غبی (تپ خلطی) عارض ہوئی ہے مگر یہ امر مجہول ہے کہ آیا خلط صفرا کے بگڑ جانے سے تپ عارض ہوئی ہے یا کہ حرارت سادہ یا فساد جوہر غذا کی وجہ سے تپ عارض ہے یا خلط بلغم کے فساد سے۔ پس ایسے اشتباہ کی حالت میں سکنجبین سادہ سرکہ یا سکنجبین لیمو یا شربت لیمو کے ترش دینا نہایت مناسب ہوگا۔ اِس لئے کہ یہ چیزیں مشترک النفع ہیں یعنی صفرا کی حرارت کو زایل کرنے والی ہیں اور خلط بلغم کی لزوجیت کی قاطع اور حرارت سادہ اور فساد غذا کی دافع۔ پس چاروں قسموں کی تپوں میں نفع دینے سے بخل نہیں کریں گی۔

اگر کسی مرض کے ساتھ کوئی درد سخت لاحق ہو اور وہ مرض اس درد مذکور کا سبب نہ ہو مثلاً مرض رمد (آشوب چشم) کے ساتھ درد سر لاحق ہو یا کوئی ایسی کیفیت عارض ہو کہ جس کا سبب وہ ہو جس طرح سے کہ بوجہ درد قولنج غشی عارض ہو جاتی ہے یا کوئی ایسا مرض عارض ہو کہ وہ درد سخت کا باعث ہوا ہو مثلاً انتڑیوں کا سدہ قولنج

میں درد کا باعث ہوتا ہے یا ہڈی کا ٹوٹ جانا یا جسم میں چوٹ کا لگ جانا درد سخت کا باعث ہوتا ہے پس ان صورتوں
میں اولاً تسکین درد کا علاج کر دینا چاہیئے اس لئے کہ ہر درد قوت کیلئے ایک سخت قاہر ہے اور قوۃ کے ضعف سے
مرض غالب آجائیگا اور یہی یقین ہے کہ طبیعت درد کی جانب مشغول ہو کر تدبیر دفع مرض سے روگردانی کرے گی
جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مرض ترقی پائیگا۔ اور نیز یہ کہ درد مواد کو بوجہ حرارت اپنے مقام پر جلد جلد جذب کریگا آخر کار مرض
بڑھتا جائیگا پس ایسے حالات میں علاج مرض سے قطع نظر کرکے اولاً تسکین درد کی جانب معالج کو اپنی ہمت مصروف
کرنا چاہیئے اگرچہ یہ تسکین درد ادویہ مخدرات سست کرنیوالی سے ہی کی جائے۔ مگر ادویہ مخدرہ داخلی وخارجی استعمال
کرنے میں یہ ترتیب ضرور ملحوظ رکھنی چاہیئے۔ کہ ابتداً خفیف دوائے مخدرہ سے کیجاوے مثلاً تخم خشخاش کہ یہ دوا مخدر
خفیف ہے اور اکثر انسانوں کی طبیعتوں سے مانوس بھی ہے۔ اگر اس سے کام نہ چلے تو بتدریج پوست خشخاش یا افیون
وغیرہ سے کام نکالنا چاہیئے مگر با ایں ہمہ ادویہ مخدرہ کی اصلاح ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

گاہے امر استفراغات کا مجففات (خشکی پیدا کرنیوالی چیزیں) خارجی سے حاصل ہو جاتا ہے مثلاً استسقا
والوں کو اگر ریت پر لٹانے کی مداومت کرائی جاوے تو ممکن ہے کہ ان کی رطوبات قابل استفراغ بالمسہل (جو مسہل سے
نکالنے کے لائق ہوں) خشک ہو جائیں۔

ایسا ہی بعض اوقات روزہ رکھنے سے بھی استفراغ یعنے مسہل وقے وغیرہ کا کام نکلتا ہے اگر چند امراض ایسے
مجتمع ہو جائیں کہ ایک کی صحت دوسرے کی صحت پر موقوف ہے مثلاً ورم اور قرحہ پس علاج ورم کا کرنا چاہیئے اس لئے کہ
قرحہ کی صحت ورم کی صحت پر موقوف ہے یا چند ایسے امراض مجتمع ہو جائیں کہ ان میں سے ایک مرض دوسرے مرض کا باعث
ہو مثلاً سدہ اور تپ خلطی پس سدہ کی تفتیح کی کوشش کی جائیگی اس لئے کہ تپ مذکورہ کا باعث سدہ ہے۔

یا ایسے امراض لاحق ہوں کہ ایک ان میں سے زیادہ خوفناک ہو بہ نسبت دوسرے کے جیسا کہ مرض حاد ومرض
مزمن مثلاً تپ محرقہ اور فالج پس اس صورت میں اول معالجہ تپ محرقہ کا کیا جائیگا مگر با ایں ہمہ جملہ صورتوں میں حتی الامکان
دوسرے امراض کی جانب بھی غفلت کرنا مناسب نہیں ہے۔

روحانی علاج

روحانی علاج کی تشریح وتفصیل

اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ نفس انسان کا اثر پذیر ہوتا ہے ان حالات سے کہ جو بدن کو لاحق ہوتے ہیں
اور بدن متاثر ہوتا ہے ان کیفیات سے جو نفس انسان کو لاحق ہوتی ہیں دیکھو جس وقت کہ بدن انسان
میں خلط سودا غالب آتا ہے تو نفس کو فزعت وفساد فکر وتوحش عارض ہوتا ہے یا خون رقیق ونورانی جب بدن پر غالب
ہوتا ہے تو نفس کو سرور اور حسن امید وغیرہ آثار حسنہ پیدا ہو جاتے ہیں اسی طرح سے اگر نفس کو کیفیت غصہ کی عارض

ہو گی تو بدن پر ہجوم صفرا اور حرارت کا ہو گا اور اگر نفس کو عارضہ غم لاحق ہے تو بدن میں سودا کا غلبہ ہو گا۔ بلکہ اکثر حالات میں کیفیات نفسانیہ سے دفعۃً مزاج در طوبات بدن کی عمدہ حالت یا بدتر حالت کی جانب تبدیلی ہو جاتی ہے۔
چنانچہ اکثر اُن اشخاص کی مثالیں زمانہ سابق و حال میں موجود ہیں کہ جن کے بوجہ بُعد و مفارقت محبوب کے اس وجہ لعضاے بدن میں جفاف (خشکی) عارض ہو گیا ہے اور اُن کی قوت سلب ہو گئی ہے۔ کہ چلنے پھرنے سے عاجز ہو گئے ہیں۔ پس اگر اتفاقاً اُن کو محبوب کا وصل حاصل ہو گیا ہے تو فوراً اُن کی قوت عود کر آئی اور چلنے پھرنے کی قدرت تامہ حاصل ہو گئی یا دفعۃً خوف یا غم سے انسان کے بدن پر جو تغیرات پیدا ہو جاتے ہیں اُن کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔

چنانچہ حکما اسی بناء پر اولیاء سے کرامات اور انبیاء سے معجزات صادر ہونیکے قابل ہیں وہ کہتے ہیں کہ نفس انسان کی کیفیات کی تاثیریں جبکہ بدن میں اس طور سے اثر کرتی ہیں تو ممکن ہے کہ نفس کی کیفیات کی تاثیر درحالیکہ وہ نہایت درجہ قوی ہوں تمام عالم میں ظاہر ہونے لگیں۔ مثلاً اگر وہ مٹی کے ڈھیلے کو طلا کا ڈھیلا تصور کریں تو ممکن ہے کہ اُس کی تبدیلی طلا کی جانب ہو جائے یا ہوا کو آگ خیال کریں عجب نہیں کہ اُس کا انقلاب آگ ہی کی جانب ہو جائے یا آگ کو یا آتشکدہ کو گلزار تصور کریں تو ویسا ہی ہو جائے ایسے ہی اور امور جزئیہ کو کہ جو غیر ممکن خیال کئے جاتے ہیں ممکن الوقوع خیال کرو۔

پس جبکہ امور نفسانی کی تاثیرات اس درجہ کی ثابت اور متحقق ہیں تو عمدہ ترین معالجہ یہ ہے کہ اُن امور سے امر صحت میں استمداد چاہی جائے۔ کہ جن سے قوائے نفسانیہ و حیوانیہ تقویت حاصل کرتے ہیں مثلاً عمدہ لوازم مہیا کرنیکی کوشش کی جائے کہ جس سے مریض کو خوشی اور مسرت حاصل ہو اور اُس سے رنج و فکر وغیرہ عوارض دور رکھے جائیں یا اُس سے ایسے لوگوں سے ملاقات کرائی جائے کہ جس سے اُس کی دل لگی ہو۔ یا اُن اشخاص سے اس کی قربت ہو کہ جن سے اُسکو مسرت حاصل ہو۔

علےٰ ہذا القیاس جن لوگوں کو سرسام یا جنون وغیرہ عارض ہوتا ہے اُن کے پاس اُن لوگوں کا موجود رہنا چاہیے کہ جن کا وقار اور عظمت اُن کی نگاہوں میں ہو اور ایسے مریض اُن سے حیا کرتے ہوں اسلئے کہ ایسے لوگونکی قربت سے یہ مریض اُن حرکات اور خواہشات سے باز رہ سکتے ہیں کہ جو اُنکے مرض کو نقصان رساں ہیں۔
اسی طرح سے ایک آبادی سے دوسری آبادی میں مریض کو لیجانے سے اکثر اوقات شفا ہو جاتی ہے گو دونوں مقامات کی آب و ہوا میں فی الواقع کوئی اختلاف نہو اسلئے کہ محض تصور شفا کا مریض کیلئے کفایت کرتا ہے اور اگر اختلاف آب و ہوا بھی واقعی موجود ہے تو دو وجہ سے مریض شفایاب ہونگے۔

منذرات کے احکام

بعضے عوارض ایسے ہیں کہ جن کے محسوس ہونے سے بعض آنیوالی	بعض بیماریاں بعض آنیوالی بیماریوں سے خوف دلاتی ہیں

بیماریوں کا خوف ہوتا ہے بشرطیکہ اُن عوارض کا تدارک نہ کیا جائے ان عوارض کو ہم صرف لفظ منذرات (خوف دلانے والا) سے موسوم کرتے ہیں۔ اگرچہ منذرات اکثر کتب طبیہ میں مجمل و مفصل پائے جاتے ہیں مگر ہم ان کو تفصیل کے ساتھ بطور مستقل اور مدلل (مع دلایل) اور مشرح اس طور سے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پیشرو اطباء و حکماء نے اس سے بہتر تحریر نہیں کیا۔ ہمارے اس بیان میں ایک یہ بھی خوبی ہے کہ عام اشخاص کے عمدہ طور سے ذہن نشین ہو جائیگا کہ عوارض مذکورہ کے لاحق ہونیسے کس وجہ سے آئیوالے امراض کا خوف ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ اپنے ذہن کو ذرا تکلیف دینا گوارا کریں۔

خفقان دایمی مرگ ناگہانی سے خوف دلاتا ہے

لفظ خفقان سے وہ حرکت اضطراری (بے اختیاری) اور غیر طبعی دل کی مراد کہ جو مشابہ اختلاج (پھڑکنے) عضو بدن کے ہوتی ہے۔ بالجملہ ایسی حرکت خواہ وہ کسی وجہ سے ہو جبکہ بالدوام (ہمیشہ) قلب میں لاحق رہیگی تو ایسی حالت کے لاحق ہونیسے ناگہانی موت کا اندیشہ غالب ہو سکتا ہے اسلئے کہ دل کا اس طور سے مضطربانہ حرکت کرنا نہیں ہوتا ہے بجز اسکے کہ وہ اپنے آپکو اس ایذا سے بچائے یا بچانے کی کوشش کرے کہ جو اُس کو بدنی یا غیر بدنی اسباب سے پہونچ رہی ہے پس اگر ہمیشہ اُس کی یہی حالت رہیگی تو معلوم ہوگا کہ وہ اپنے ضعف کیوجہ سے اُس ایذا کے دفع کرنے پر قادر نہیں ہے اور ہرگاہ کہ دفع ایذا کی قدرت اُس میں معدوم ہو گئی ہے تو بالضرور شے موذی (تکلیف دہ) اُس پر غالب ہو کر اُس کی حرکت کو بند اور اُسکے شور و اضطراب کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیگی اور یہی موت ہے پس ایسی حالت میں تقویت قلب و قطع سبب خفقان میں سخت کوشش کرنا چاہئے تاکہ ناگہانی موت کا خوف باقی نہ رہے۔

مستثنےٰ

خفقان مذکورہ سے وہ خفقان مستثنےٰ ہے کہ جو بوجہ قوت قلب اور اس کے حس کی جودت کیوجہ سے دواماً (ہمیشہ) عارض رہتا ہے۔ اس صورت میں بھی قلب تھوڑے تھوڑے ابخرہ بدنیہ وغیرہ کیوجہ سے کہ جس سے عادۃً کوئی بھی انسان خالی نہیں ہے دائماً اختلاجی حرکت کرتا رہیگا۔ اس حالت کے ساتھ تمامہ آثار قوت قلب وغیرہ کے موجود ہونگے

مرض کابوس مرض مرگی یا سکتہ یا دوار کا خوف دلاتا ہے

کابوس انسان کی اُس غیر طبعی حالت کا نام ہے کہ جو نیند کی حالت میں خیال کیا جائے کہ اُسپر کوئی شکل حیوانی خوفناک یا کوئی اور چیز بھاری دفعۃً آپڑی ہے اور اُسکو دبا رہی ہے حتی کہ اس خیال سے اُسکے سانس میں گرفتگی پیدا ہو جائے۔ اور آواز بند ہو جائے۔ اور یہ حالت غالب امر میں اُن ضعیف و سرد دماغ والوں کو عارض ہوتی ہے کہ جن کے نہایت گاڑھے مواد بدن میں موجود ہوں اور اُن سے ابخرہ کثیرہ (زیادہ بخارات) اُٹھکر اگلے حصہ دماغ میں صعود (چڑھنا) کرتے ہیں تا اینکہ جب اُس مقام میں کثرت سے اُن کا تراکم ہوگا یعنے تہ بہ تہ جمع ہو جاینگے تو بوجہ ضعف عارض فی الدماغ کے وہ بخارات بہا نہ سکے کہ تحلیل ہو جائیں گاڑھے ہو کر منفذ (بیچ پڑے) وغیرہ مجاری (گزرگاہیں) تنفس کی جانب واپس آتے ہیں جس کی وجہ سے حالت مذکورہ کا وقوع ایسکو

خیال ہوتا ہے۔ پس اگر بخارات مذکورہ گاڑھے ہوکر دماغ کے خانوں میں پہونچ جائیں گے تو اگر وہ کثرت سے ہیں اور گاڑھے بھی زیادہ ہیں تو سدۂ تامہ (پورا سدہ) دماغ کے خانوں میں پیدا کرینگے۔ اور سُدۂ تامہ علت تامہ (پیدا باعث) سکتہ کا ہے اور اگر بہت کثرت سے نہیں ہیں اور نہ بہت زیادہ گاڑھے ہیں تو بطون دماغ (دماغ کے خانے) میں سدہ ناقصہ پیدا کریں گے کہ جو سبب کا مل صرع (مرگی) کا ہے۔ پس ایسے حالات میں اِن آنیوالی بیماریوں کی حفاظت کی غرض سے خلط غلیظ کا استفراغ و تنقیہ اغراض تندرستی کے لئے فرض ہے۔

مستثنے

کابوس مذکورہ سے وہ کابوس مستثنیٰ ہے کہ جو بوجہ افراط سردی ہوا وغیرہ کے پیدا ہوکر جو دماغ میں کسی وقت لاحق ہو جائے اور دماغ کے اجزا کو منقبض کردے بدیں وجہ ابخرہ مجتمعہ فی الدماغ (جو بخارات دماغ میں جمع ہو جائیں) ثقیل ہوکر سینہ اور اعضائے تنفس میں نازل ہوں پس یہ کابوس سکتہ و صرع سے خوف نہیں دلاتا ہے۔

دوار اُس حالت کا نام ہے کہ انسان کو تمام چیزیں چکر کھاتی ہوئی معلوم ہوں اور اُس میں قدرت کھڑے ہونے کی باقی نہ رہے اسوجہ سے وہ شخص گر پڑے اور اس مرض کو ہمارے ملک کی اصطلاح میں دوران سر یا چکر یا گھبرا کہتے ہیں اور سبب اِس مرض کا اکثر اوقات میں اُن چڑھنے والے ابخروں کی وجہ سے ہوتا ہے کہ جو دماغ میں پہونچ کر بقصد خروج (نکلنے کیلئے) چکر کھاتے رہتے ہیں۔ اور ابخرات کے دوران اور گردش کی وجہ سے روح باصرہ بھی چکر لگائے گی لہذا ہر شئے چکر کھاتی ہوئی معلوم ہوگی اور ابخرات مذکورہ کی گردش کی وجہ سے نظام عصبی بھی غیر منتظم ہو جائیگا اس وجہ سے انسان میں کھڑے ہونیکی قدرت باقی نہیں رہیگی۔

اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جب یہ بخارات کثرت سے ہونگے تو اُن کا استحالہ یعنے تبدیل ایک رطوبت کیجانب ہوگا اور اُس رطوبت غلیظ سے سُدہ تامہ پیدا ہوتا ہے جو باعث سکتہ ہے یا سدہ ناقصہ پیدا ہوگا جو باعث صرع (مرگی) ہوگا

کثرت اختلاج عام بدن مرض تشنج یا سکتہ کا خوف دلاتا ہے

کثرت اختلاج عام بدن یعنی تمام بدن کا اکثر اوقات پھڑکتے رہنا مرض تشنج یا سکتے کے آنے پر خوف دلاتا ہے اور امراض مذکورہ کے پیدا ہو جانے کا ظن غالب ہوتا ہے بشرطیکہ تنقیہ یا استفراغ بلغم نہ کیا جائے یا کسی دوسری خلط غالب کا کہ جو سبب اختلاج ہے اخراج نہ کیا جائے۔

اختلاج سے تشنج یا سکتہ کے پیدا ہونیکا اسوجہ سے خوف ہوتا ہے کہ اختلاج اُس حرکت کا نام ہے کہ جو عضلات بدن اور اُس گوشت بدن کو عارض ہوکہ جو عضلات کے متصل ہے اور یہ حرکت بتحریک اُن ریاح غلیظ کے وقوع میں آتی ہے کہ جو عضلات بدن میں محبوس ہوکر تحلیل ہونے یا خارج ہونیکا قصد کریں۔ اور ظاہر ہے کہ ریح غلیظ بدن میں نہیں ہوتی ہے تاوقتیکہ کوئی خلط بارد و غلیظ مثل بلغم یا سودا بدن میں موجود نہوں اور خلط مذکور کو حرارت تامہ

یعنے کہ طاقت حرارت تحلیل اور فنا کرنے کا قصد کرے مگر اپنے ضعف و کم طاقت ہونیکی وجہ سے تحلیل و فنا پر تو قدرت حاصل نہ کر سکے مگر اُس مادہ کے بعض اجزا کو ریاح یا بخار کی شکل میں تبدیل کر کے دماغ کی جانب پہونچاتی رہے۔ پس اگر یہ سلسلہ صعود ریاح یا بخار کا دماغ میں یہاں تک طول کھینچے کہ تمام بطون دماغ (دماغ کے خانے) کو بھر دے اور مجاری یعنی روح نفسانی کے گزرگاہوں کو بند کر دے تو بالضرور سکتہ پیدا ہوگا۔ اور اگر باوجود امور مذکورہ کے دماغ میں ایک معقول حد تک قوت ہے تو دماغ بخار اور ریاح مذکورہ کو اعصاب کی جانب کہ جن سے اُن کا قوی تعلق ہے دفع کریگا پس دفعتہً مرض تشنج پیدا ہوگا۔ اور اگر دماغ اُس حد تک قوی نہیں ہے تو ممکن ہے کہ صرع کا مرض ہو جائے۔ پس جبکہ یہ کیفیت اختلاج کی اکثر اوقات دیکھی جائے تو امراض مذکورہ کا احتمال غالب سمجھ کر کسی عاقل طبیب سے امر استفراغ وغیرہ میں مشورہ کر کے معالجہ شروع کرنا چاہیئے۔

مستثنےٰ

اگر بوجہ بعض دیگر اسباب جزئیہ بدن کل یا جزو بدن میں اتفاقاً حالت اختلاجی عارض ہو جائے تو امراض مذکورہ کا خوف نہ کرنا چاہیئے یا مثلاً غصہ کی حالت میں بدن کے مختلف مقامات پر اختلاج عارض ہو جاتا ہے تو یہ اختلاج بھی وہ اختلاج نہیں ہے کہ جو امراض مذکورہ کے آنیکا خوف دلائے۔

حواس خمسہ بیرونی کی کدورت اور حرکات کا ضعف مرض سکتہ یا تشنج کا خوف دلاتا ہے

جبکہ حواس کی کدورت یعنے قوۃ باصرہ و سامعہ و شامہ و لامسہ و ذائقہ (دیکھنے سننے سونگھنے چھونے اور چکھنے کی حسیں) و حواس باطنہ معلومہ کے افعال صاف و صفے نہ نگے بلکہ انکے افعال میں اصلی حالت کی نسبت کدورت معلوم ہوگی۔ اور بدن کے حرکات بھی ضعیف ہونگے اور یہ ضعف حرکات بدن بوجہ ضعف قوت بدن بھی نہ ہو بلکہ بوجہ امتلائے بدن اور اعصاب کے حرکات بدن میں ضعف عارض ہوا ہو تو یہ جملہ علامتیں اس بات کا خوف دلاتی ہیں کہ عنقریب مرض سکتہ یا تشنج پیدا ہونیوالا ہے۔ کدورت حواس ایسی حالت میں اس وجہ سے ہوتی ہے کہ بوجہ کثرت صعود (چڑھنے) بخارات روح دماغی یعنے روح نفسانی غلیظ ہو جاتی ہے۔ اور ضعف حرکات بدن اس وجہ سے لاحق ہوگا کہ مادہ بارد اعصاب کے جوہر میں متداخل (سمایا ہوا) ہوگا اور ان دونوں حالتوں میں ظن غالب ہوتا ہے کہ مادہ دماغ کے بطون (خانے) کو بھر دے اور سکتہ پیدا کرے۔ اور اگر بطون دماغ میں مادہ سے امتلائے کلی نہ ہو بلکہ فی الجملہ بطون (خانے) مذکورہ میں مادہ پہونچ جائے تو صرع اور تشنج پیدا ہونے کا احتمال قوی ہے۔ لہذا بصلاح عاقل طبیب استفراغ وغیرہ و تدبیرات لائقہ سے تدارک مناسب کرنا چاہیئے۔

مستثنیٰ

اگر عوارض مذکورہ بوجہ ضعف قوۃ عام بدن لاحق ہوں یا تابع دیگر امراض ہوں تو امراض مذکورہ کے آنے کا خوف نہیں ہوسکتا۔

عام بدن کا اکثر اوقات سُن ہوجانا مرض فالج یا سکتہ یا تشنج کا خوف دلاتا ہے

اگر اکثر اوقات عام بدن سُن ہوجاتا ہے تو احتمال قوی ہے کہ مرض فالج یا صرع یا تشنج کا پیدا ہوجائے اس لئے کہ مرض سُن ایک حالت غیر طبعی ہے کہ جو حس لمس (چھونا) میں عارض ہوتی ہے۔ اور جس کے ساتھ حرکات بدنی میں یا تو نقصان پیدا ہوجاتا ہے یا حرکات مذکورہ بالکلیہ باطل ہوجاتی ہیں پس جبکہ سُن عام بدن میں پایا جائیگا تو اس بات کی صاف دلیل ہے کہ مادہ بارد یا تو دماغ میں ہے یا اعصاب بدن میں پس اگر مادہ مذکورہ دماغ میں ہے تو اس کی ترقی سے فالج پیدا ہوجاتا ہے بشرطیکہ مادہ رقیق ہوگا۔ اور اگر مادہ گاڑھا ہے تو مرض تشنج پیدا ہوجانا لازم ہے پس جبکہ خدر (سُن) مذکور پایا جائے تو حفظ امراض مذکورہ کے لئے استفراغ مادہ بارد کرنا چاہیئے۔

مستثنیٰ

گاہے بوجہ ضعف عام دماغ جملہ قوائے دماغ ضعیف ہوجاتے ہیں لہذا حس لامسہ (چھونے والی) بھی ضعیف ہوجاتی ہے۔ بدیں وجہ قوت مذکورہ جانب اعضا سریع الیسر (جلد چلنے والی) نہیں ہوتی ہے۔ پس اس وجہ سے عام بدن میں ایک کیفیت خدر (سُن) کی محسوس ہونے لگتی ہے۔ پس یہ حالت حالت اولی (پہلی حالت) سے مستثنےٰ ہے۔ اس حالت میں اگر بوجہ غلطی کے استفراغ کیا جائیگا۔ تو معاملہ نازک ہوجائے گا۔ اور ہلاکت کا اندیشہ ہے۔

چہرہ کا اکثر اوقات پھڑکتے رہنا مرض لقوہ کے آنے کا خوف دلاتا ہے

اگر وداما کسی شخص کا چہرہ پھڑکتا رہتا ہو تو اُس کی نسبت یہ ظن غالب ہوتا ہے کہ وہ مرض لقوہ میں مبتلا ہوجائے۔ اس لئے کہ قبل اس کے بیان کیا گیا ہے کہ اختلاج اُس مادہ بارد کی ریاح کیوجہ سے ہوتا ہے کہ جو عام بدن میں موجود ہو پس جبکہ یہ مادہ مخصوص چہرہ میں موجود ہوگا۔ تو زیادہ ہوجانے کی صورت میں کسی شق کے اعصاب میں متداخل (سما جانا) ہوجائے گا اور لقوہ پیدا ہوگا۔

مستثنےٰ

غصہ کی حالت میں بوجہ مذکورہ بالا چہرہ کے کسی اجزا میں اختلاج (پھڑکنا) پیدا ہو جائے تو یہ کیفیت حالت اختلاجیہ مذکورہ بالا سے مستثنےٰ ہے۔

چہرہ و آنکھ کی کثرت سرخی کہ جو آنسو جاری کرے اور روشنی سے نفرت ہو تو مرض سرسام کے آنے کا خوف دلاتی ہے

اگر کسی شخص کی آنکھ و چہرہ دفعتہً یا بتدریج سرخی کی جانب متغیر ہو جائیں حتی کہ یہ سرخی چہرہ و آنکھ کی اُس کی آنکھوں سے آنسو بہانے لگے۔ اور دوسرے بھی پیدا کرے۔ تو یہ امور سرسام پیدا ہو جانے پر قوی طور سے گمان دلا سکتے ہیں اس لئے کہ یہ سرخی آنکھ و چہرہ اُس وقت میں ہوگی جبکہ خون دماغ کی جانب زیادہ جذب ہوگا۔ اور سیلان اشک اسی وقت میں ہوگا جبکہ دماغ میں افراط سے حرارت ہوگی اور دوسرے اُس حالت میں ہوگا کہ جب بہت زیادہ گرمی دماغ میں ہوگی اور روشنی سے نفرت کی وجہ بھی حرارت دماغ کی ہے پس جب حرارت اس درجہ دماغ میں ہوگی تو یہ حرارت بہت جلد اور کثرت سے مادہ کو دماغ میں جذب کرے گی۔ اور جذب مادہ کثیر سے یقیناً سرسام پیدا ہو جائیگا۔ پس جبکہ عوارض مذکورہ ظاہر ہوں تو حفظ مرض سرسام کے خیال سے کسی لایق طبیب کے مشورہ سے فصد یا اسہال یا جذب و امالہ (کھینچنا و لوٹانا) مادہ کی تدبیرات کرنا چاہیئے۔

کثرت غم و خوف بلا سبب خارجی مالیخولیا کے مرض کا خوف دلاتا ہے

بے وجہ ظاہری کثرت سے غم اور ملال کا لاحق ہونا اور بلا وجود خارجی اسباب خوف کے خوفناک رہنا مرض مالیخولیا پیدا ہونیکا خوف دلاتا ہے۔ اس لئے کہ آزردگی و غم و خوف بلا وجہ کا باعث خلط سودا اور اسکے دخانات (دھوئیں) ہوتے ہیں کہ جو قلب کو انبساط سے مانع ہونگے پس جبکہ یہ حالت مستمر (ہمیشہ) قایم رہے گی۔ تو مرض مالیخولیا پیدا ہو جانا کچھ بعید نہیں ہے بدیں غرض قبل حدوث مالیخولیا اگر استفراغ یا تعدیل خلط سودا کیا جائے تو مالیخولیا سے امن ہو سکتا ہے۔

چہرہ کا رنگ مایل بہ تیرگی اور پھولا ہوا معلوم ہونا مرض جذام سے خوف دلاتا ہے

اگر دفعتہً یا بتدریج چہرہ کی رنگت سرخ سیاہی مایل ہو جائے۔ اور باوجود اس کے چہرہ کسی قدر اُبھرا ہوا بھی معلوم ہوا اور یہ حالت ایک معقول مدت تک قایم رہے۔ تو غالباً جذام پیدا ہونے کا خوف ہے اسلئے کہ جذام مرض سوداوی ہے۔ اور سودا کے ہجوم سے آثار مذکورہ پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی تیرگی رنگ وغیرہ کا سودا باعث ہوتا ہے پس جبکہ آثار مذکورہ پائے جائیں تو فوراً کسی حاذق طبیب سے بغرض علاج رجوع ہونا چاہیئے۔

گرانی و سستی بدن اور رگوں کی امتلاء سے رگ کے شق ہو جانے یا سکتہ یا ناگہانی موت کا خوف ہوتا ہے

اور اگر دفعتہً یا بتدریج کسی شخص کے بدن میں ثقل یا گرانی معلوم ہو اور بدن کی رگیں خون سے پُر اور لبریز ہو جائیں تو اُسکی نسبت خوف غالب ہو سکتا ہے

کہ بدن کی رگیں پھٹ جائیں یا اسکو مرض سکتہ یا ناگہانی موت کا حادثہ پیدا ہو جائے۔ اِسلئے کہ آثار مذکورہ نہیں ہوتے ہیں مگر بوجہ افراط امتلائے بدن (بدن کا مادہ سے پُر ہونا) کے اور امتلائے بدن امراض مذکورہ پیدا کر سکتا ہے خصوصاً اس وقت میں جبکہ ایسے شخص کو حرکات بدنی یا حرکات نفسانی مثل غصہ وغیرہ لاحق ہوں یا کوئی دوا یا غذا گرم کھائی جائے۔ اِسلئے کہ ایسی حالت میں خون زیادہ گرم ہو جائے گا اور اسکا حجم بڑھ جائے گا۔ اور کوئی راستہ وسیع نہیں پائیگا پس یا تو تفرق اتصال بعض رگوں میں پیدا کریگا یا فضائے دماغ میں پہونچ کر سکتہ پیدا کریگا یا فضائے قلب (دل کی کشادگی) میں داخل ہوگا۔ اور ناگہانی موت کا باعث ہوگا۔ پس جب آثار مذکورہ ظاہر ہوں تو امراض مذکورہ سے خایف ہو کر امر علاج میں مشغول ہونا چاہئے۔

چہرہ، پلکوں اور ہاتھ پیروں کا بھرا بھرا معلوم ہونا مرض استسقا کا خوف دلاتا ہے

اگر کسی شخص کا چہرہ اور پلکیں اور ہاتھ پیر بھرے بھرے معلوم ہوں جس کو طبی اصطلاح میں تہبج کہتے ہیں تو اُس کی نسبت خوف استسقا کا ہو سکتا ہے اِسلئے کہ یہ تمام امور مزاج جگر کے بگڑ جانے کی وجہ سے ظاہر ہوتے ہیں اور ہرگاہ کہ جگر کا مزاج بگڑ گیا تو اُس سے استسقا کا پیدا ہونا یقینی خیال کیا جاتا ہے بشرطیکہ ابتدا میں جگر کے علاج کی جانب توجہ نہ کی جائے۔

بدبو پاخانہ و پیشاب مختلف قسم کے تپوں کا خوف دلاتا ہے

اگر چند روز تک برابر براز جسکو عرف عام میں پاخانہ کہتے ہیں بدبودار خارج ہوتا رہیگا خصوصاً پیشاب بدبودار تو یہ امر اس بات کا خوف دلاتا ہے کہ اخلاط بدن میں تعفن آگیا ہے اور تعفن اخلاط باعث مختلف قسموں کی تپ کا ہوتا ہے پس قبل حدوث تپ کے تعفن اخلاط کا تدارک کامل طور سے کرنا چاہئے۔

مستثنے

اگر بدبوئے براز بوجہ فساد غذا یا فساد معدہ ہے تو یہ حالت حالتِ مذکورہ بالا سے مستثنے ہے۔

ماندگی اور اعضا شکنی بھی تپوں کا خوف دلاتی ہے

اگر کسی شخص کو ماندگی بدن یا اعضا شکنی عارض رہتی ہے تو یہ امر بھی تپ کے آنے پر خوف دلاتا ہے اس لئے کہ ماندگی اور اعضا شکنی مطلقاً کسی مرض کے آنے پر دلالت کرتی ہے پس جبکہ ماندگی زیادہ محسوس ہوگی تو یقیناً تپ کے آنیکا خوف ہوگا۔ مگر ایسی ماندگی کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ تابع کسی اور مرض کے نہ ہو بلکہ مستقل طور سے اسکا ظہور ہوا ہو کہ جو حالات سے معلوم ہو سکتی ہے۔

بھوک کا زایل یا باطل ہو جانا کسی آنیوالے مرض کا خوف دلاتا ہے

بھوک کا مطلقاً زایل ہو جانا یا بڑھ جانا کسی مرض غیر معین کے پیدا ہو جانیکا خوف دلاتا ہے اِسلئے کہ یہ دونوں حالتیں غیر طبعی ہیں اور جو غیر طبعی حالتیں ہونگی ان سے مرض کا پیدا ہو جانا یقینی ہے۔

مستثنیٰ

اگر زیادہ بھوک بوجہ بدل ما یتحلل (رطوبات فنا شدہ کا معاوضہ) کے پیدا ہوئی ہے جیسا کہ اکثر اوقات بعد سہل یا بعد جماع یا بعد حمام یا بعد امراض کے بڑھ جاتی ہے یا بوجہ فساد غذا وغیرہ بھوک معدوم ہو جاتی ہے تو یہ سب صورتیں حالات مذکورہ بالا سے مستثنیٰ ہیں۔

ہر عادت کا تبدیل ہو جانا کسی آنے والے مرض کا خوف دلاتا ہے

بھوک کے کم یا زیادہ ہونے پر کچھ حصر نہیں ہے بلکہ ہر عادت کا بدل جانا علامت حدوث (پیدا ہونے) کسی مرض کے ہو سکتی ہے۔ مثلاً بھوک پیاس بول براز (پائخانہ پیشاب) پسینہ شہوت جماع سونا جاگنا یا بدن کی غیر معمولی خارش یا ذہن کی تیزی سستی یا منہ کا ذائقہ یا کمی و بیشی احتلام یا عادت غیر طبعیہ کا بدل جانا مثلاً خون بواسیر یا استحاضہ (حیض غیر طبعی) یا نفث یا نکسیر وغیرہ کہ جو احوال غیر طبعی ہیں مگر بوجہ عادت کے طبعی ہو گئے ہیں تو یہ تبدیلیات بعض امراض کے پیدا ہونے کی دلیل ہیں اس لئے کہ ہر عادت غیر طبعی بھی ایک طبیعت ثانی ہو جاتی ہے جیسا کہ حکماء کا مقولہ ہے العادۃ طبیعۃ ثانیۃ۔ (عادت دوسری طبیعت ہے)

مستثنیٰ

بواسیر کا خون یا استحاضہ (حیض غیر طبعی) اگر بوجہ تنقیہ (صفائی) بدن موقوف ہو گیا ہے۔ تو یہ موقوفی کسی آنے والے مرض کا خوف نہیں دلا سکتی ہے۔

دواماً درد سر رہنے سے زوال بینائی کا خوف ہوتا ہے

درد سر یا درد نصف سر جسکو شقیقہ (آدھا سیسی یا آدھو کی) کہتے ہیں نزول الماء (موتیا بند) کے پیدا ہو جانیکا خوف دلاتا ہے اسلئے کہ جب درد مذکور دواماً (ہمیشہ) سر میں عارض ہوگا تو یقینی امر ہے کہ دماغ میں ضعف پیدا کر دیگا اور جب دماغ میں ضعف ہو جائیگا تو اُس کا ہضم بھی ضعیف ہوگا اور جب ہضم ضعیف ہو جائیگا تو لامحالہ رطوبات غیر ضروری دماغ میں ہجوم کریں گی۔ اور اِن رطوبات مجتمعہ سے ممکن ہے کہ کچھ حصہ ثقبہ عنبی (جو سوراخ آنکھ کے پردہ عنبیہ میں ہے) میں جذب ہو کر بصارت کو باطل کر دے۔

اسی طرح سے چند روز آنکھوں کے سامنے اشکال مختلف جن کی ہیئت مچھر یا مکھی وغیرہ کے ساتھ مشابہ ہوتی ہے۔ اور جن کا خارج میں وجود نہیں ہوتا ہے یعنے محض خیال ہی خیال ہوتا ہے موجود رہنا اور اس کے ساتھ یوماً فیوماً بینائی کم ہوتے جانا نزول الماء (موتیا بند) کا خوف دلاتا ہے۔ اس لئے کہ یہ اشکال بوجہ قیام اُن اجسام غیر شفاف کے آنکھوں کے روبرو نظر آتے ہیں کہ جو درمیان باصرہ اور اُن اشکال اجسام بیرونی کے حائل ہو جاتے ہیں کہ جو باصرہ کی جانب آتے ہیں۔ پس اگر یہ خیالات بوجہ قرحجات یا خشکی رینۃ طبقہ قرنیہ (نام طبقہ چشم) نہ ہونگے تو ضرور یہ

کہ اُن رطوبات زاید سے ہونگے کہ جو نزول الماء کا باعث ہو سکتی ہیں۔

مستثنیٰ

اگر خیالات مذکورہ آنکھوں کے روبرو چھ ماہ تک یا اُس سے زاید قایم رہیں گے تو نزول الماء کا خوف جاتا رہیگا بلکہ اس حالت میں ان خیالات کے اور اسباب ہونگے۔

گرانی وخلش داہنی جانب جگر کے کسی مرض کے آنیکی دلیل ہے

اگر داہنی جانب پسلی کے متصل گرانی وخلش محسوس ہوتی ہوگی تو اس سے ثابت ہوگا کہ جگر میں کوئی نہ کوئی مرض ہے اسلئے کہ جگر داہنی جانب ہے اور گرانی وخلش سے عام بدن کی گرانی اور خلش مراد نہیں ہے بلکہ داہنی پسلی کی گرانی اور خلش مراد ہے کہ جو محل جگر کا ہے۔

مستثنیٰ

اگر گرانی وخلش اتفاقیہ جگر میں عارض ہو جائے اور وہ جلدی زایل بھی ہو جائے تو یہ حالت حالت مذکورہ بالا سے مستثنیٰ ہے۔

گرانی اور کھنچاوٹ تہیگاہ اور کمر کی گردہ کے امراض کا خوف دلاتی ہے

گرانی اور کھنچاوٹ تہیگاہ یا کمر کے نیچے کے حصہ بدن کے اور تبدیل حالات پیشاب کا گردہ کے کسی مرض کے پیدا ہو جانے پر دلالت کرتے ہیں بشرطیکہ یہ تغیرات ایک مدت معقول تک قایم رہیں اس لئے کہ گردے کمر سے متعلق ہیں اور تہیگاہ کے قریب ہیں اور پیشاب کی گذرگاہ ہیں پس ضرور ہوا کہ گرانی وکشش ان دونوں مقام پر معلوم ہو اور بوجہ اس کے کہ گردہ میں مادہ مرض موجود ہے تو پیشاب بھی متغیر ہوگا۔

پاخانہ سپید رنگ آنا مرض یرقان کا خوف دلاتا ہے

براز جس کو عرف میں پاخانہ کہتے ہیں عادت سے زیادہ سفید رنگ آنا یرقان کے مرض کا خوف دلاتا ہے اسلئے کہ ایسا پاخانہ دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ صفرا کے گرنیکا راستہ کسی نہ کسی وجہ سے بند ہو گیا ہے کہ جو انتڑیوں پر فضلہ براز کو صاف کرنے کی غرض سے گرا کرتا ہے پس ہرگاہ کہ یہ شکل ظہور پذیر ہوگی تو صفرا عام بدن میں منتشر ہوگا۔ اور مرض یرقان پیدا کریگا الا اگر یہ صفرا قے یا پیشاب کے ذریعہ سے خارج ہو جائیگا تو پھر مرض یرقان کا باعث باقی نہیں رہیگا۔

مستثنیٰ

اگر پاخانہ کا سپید آنا بوجہ غذا کے خام رہ جانے کے ہے کہ جو ہاضمہ کے قصور سے ظہور پذیر ہوا ہے تو یہ

حالت دوسری ہے اس سے مرض یرقان کے پیدا ہونیکا خوف نہیں ہو سکتا ہے۔

پیشاب کی سوزش سوزاک اور مثانہ کے قرحہ پیدا ہوجانیکی دلیل ہے

اگر پیشاب میں ایک عرصہ تک سوزش محسوس ہوتی رہے گی تو خوف ہو سکتا ہے۔ کہ سوزاک کا مرض یا مثانہ میں قرحے پیدا ہو جاویں اس لئے کہ سوزش پیشاب بھی کثرت صفراء یا دیگر مواد سوزندہ کی وجہ سے ہوتی ہے پس ہرگاہ کہ یہ کیفیت طول زمانہ تک قایم رہے گی تو بطن غالب مقامات مذکورہ میں خراش پیدا ہو کر قرحہ پیدا ہو سکتا ہے۔

سوزندہ پاخانہ انتڑیوں کی خراش وقرحہ پیدا ہوجانے پر دلالت کرتا ہے

پاخانہ یا دست سوزندہ اگر چند روز تک ہوتا رہے تو اس بات کا احتمال قوی ہے کہ آنتوں میں خراش یا قرحہ ہو جائے اس لئے کہ سوزش وجلن اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی مادہ تیز غالب ہو رہا ہے اور کچھ شک نہیں ہے کہ ایسا مادہ انتڑیوں میں خراش پیدا کریگا۔

بھوک کا جاتا رہنا با وجود نفخ وقے دلیل قولنج پیدا ہونے کی ہے

بھوک کا معدوم ہوجانا اور ساتھ ہی اس کے تے کا ہونا اور نفخ کا رہنا اور ہاتھ پیروں میں درد رہنا دلیل مرض قولنج پیدا ہونیکی ہے اسلئے کہ بھوک کا جاتا رہنا دلیل کثرت مواد کی ہے اور قے کا ہونا یہ بات بتا رہا ہے کہ مادہ مذکورہ اصلی راہ سے یعنے براہ پاخانہ دفع نہیں ہو سکتا ہے اور نفخ اس بات کو ظاہر کر رہا ہے کہ مادہ مذکور محبوس ہے لہذا اس سے ریاح اُٹھ رہی ہیں اور ہاتھ پیروں کا درد دلیل اس بات کی ہے کہ ثقل محبوس اُن اعصاب کی مزاحمت کر رہا ہے کہ جو اطراف یعنی ہاتھ پیروں کی جانب آتے ہیں۔

پاخانہ کے مقام کی خارش بواسیر کا خوف دلاتی ہے

بشرطیکہ چھوٹے چھوٹے کیڑوں کی وجہ سے نہ ہو تو پاخانہ کے مقام میں چند روزہ خارش کے ہونے سے خوف کیا جاتا ہے کہ مرض بواسیر پیدا ہو جائے اس لئے کہ یہ خارش دلیل اس بات کی ہے کہ مادہ شور یا نمکین مقام مذکور پر گرتا ہے۔

چھوٹی چھوٹی پھنسیاں بڑے دنبل پیدا ہوجانیکی دلیل ہے

متفرق مقام پر چھوٹی چھوٹی پھنسیاں یقیناً اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ عنقریب کوئی بہت بڑا دنبل بدن پر ظاہر ہونیوالا ہے اس لئے کہ کثرت خروج شدہ (پھنسیاں) مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ بدن کے اندر مادہ فاسد زیادہ ہے لہذا طبیعت اس مادہ کو یکجا کر کے ظاہر بدن پر ایک دنبل کی شکل میں ظاہر کرے گی۔

داد کی کثرت سے برص سیاہ پیدا ہوجانیکا خوف ہوتا ہے

داد کی کثرت برص سیاہ کے پیدا ہو جانے پر خوف دلاتی ہے اس لئے کہ داد جلد کی ایک خشونت ہے کہ جس کا رنگ گاہے سیاہ ہوتا ہے اور گاہے سرخ۔ پس ہرگاہ کہ یہ خشونت شدت پکڑ جائے گی تو جلد بدن میں وقت رسوخنگی، شدید اور خارش قوی ہو کر فلوس مثل فلوس مچھلی کے پیدا ہو جائینگے اور یہی برص سیاہ ہے۔

چھیپ سپید برص سپید کا خوف دلاتی ہے

بہق سپید یعنے چھیپ سپید کثرت اور شدت سے اگر بدن پر ظاہر ہو جائے تو سپید برص کا خوف کرنا چاہیئے اسلئے کہ دونوں کا مادہ ایک ہی ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ چھیپ کا مادہ گہرا نہیں ہوتا ہے اور برص کا مادہ گہرا ہوتا ہے پس ہرگاہ کہ چھیپ کی کثرت و شدت ہوگی۔ تو عجب نہیں ہے کہ مادہ بدن کی گہرائی میں پہونچ کر سپید برص کی حد تک پہونچے۔

طوالت عمر کے احکام

تدبیرات سے عمر بڑھانا ایک امکانی حالت ہے

اس تقریر کے عنوان کو دیکھکر شاید عوام کو حیرت اور تعجب ہوگا کہ عمر کا زیادہ کرنا کیا افعال اختیاری میں سے ہے یعنے انسان اپنی قدرت و اختیار سے اپنی عمر کو گھٹا بڑھا سکتا ہے لیکن یہ شبہ اُن کو اوس وقت تک حیرت کے عالم میں رکھیگا جبتک کہ اُن کو وجوہ موت کا تفصیلی علم نہیں ہوگا پس اس تقریر میں ہم اولاً وجوہ موت کی تشریح کرتے ہیں اور پھر اجمالاً اُن تدبیرات و انتظامات کا اعادہ کرتے ہیں کہ جو عمر طبعی کے حصول کے لوازم ضروریہ ہیں اور جس سے تمام کتاب بالتفصیل آراستہ و پیراستہ ہے غرضیکہ امور مذکورہ کے جاننے اور عمل کرنیکا نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان قبل از وقت نہیں مریگا بشرطیکہ کوئی ناگہانی امور باعث موت نہ ہوں مثلاً قتل و غرق وغیرہ امور اتفاقیہ۔ اور اگر امور ناگہانی سے اُس کی موت وقوع میں بھی آئیگی تو امور مذکورہ کے عمل کرنیسے مرتے دم تک صحت بحسب العمر قایم رہیگی۔

انسان امکاناً کب تک زندہ رہ سکتا ہے

اب رہا یہ امر کہ انسان کس مدت تک زندہ رہسکتا ہے یعنے اس کی طبعی عمر کس قدر ہے سو یہ مسئلہ نہایت دقیق ہے اس لئے کہ کرہ زمین کی مختلف آب و ہوا اور مختلف معموروں کے آسمان و زمین کے مختلف اوضاع اور آثار اور طبعی مزاج انسانوں کے متعدد اور مختلف حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ ہر ملک کے افراد انسانی بلکہ ہر فرد بشر کی طبعی عمر مختلف ہوسکے تغلیباً یعنے غالب امر و حالات کے لحاظ سے اکثر قطعات زمین میں اور اکثر حالت مزاج طبعی افراد ان کے لحاظ سے ایک سو بیس سال تک انسان زندہ رہسکتا ہے اس لئے کہ سن نمو یعنے جسم و قوائے بدنی کے ترقی کا زمانہ تیس سال تک اور سن وقوف یعنے ترقی مذکورہ کے قیام کا زمانہ چالیس سال تک سن کہولیت یعنے ترقی و کمال مذکورہ کے بعد کا زمانہ جبکہ بتدریج (آہستہ آہستہ) قوائے بدنی و رطوبت غریزی (اصلی) کا نقصان شروع ہو جاتا ہے ساٹھ سال سن شیخوخت یعنے جبکہ نقصان قوائے بدن و رطوبات غریزی کا بحت سرعت اور تیزی کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے۔ ساٹھ سال سے آگے ساٹھ سال تک جسکا مجموعہ ایک سو بیس سال ہوا۔

بعض حکما کی رائے ہے کہ انسان کی عمر طبعی ایکسو چالیس سال تک ہوسکتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ

نو سو بلکہ ایک ہزار سال انسان زندہ رہ سکتا ہے بعض قدما فلاسفہ کا قول ہے کہ انسان امکانا ہمیشہ زندہ رہ سکتا ہے میری رائے ہے کہ انسان ایک سو چالیس برس سے بھی زیادہ زندہ رہ سکتا ہے بشرطیکہ اوضاع فلکی اور آثار ارضی اُس زمانہ و مکان کے جہاں وہ رہتا ہے مقتضی طول عمر مذکورہ کے ہوں۔

انسان کے لئے بہر حال موت ضروری ہے

حق بات یہ ہے کہ انسان کے لئے موت ضروری ہے اور اس کا دوام بقا حکمت کے منافی ہے اس لئے کہ جسم انسانی ایسے عنصروں سے مرتب کیا گیا ہے کہ جو ایک دوسرے کے خلاف اور ہمیشہ بہت زور و شور سے خواہان فراق (جدائی) کے رہتے ہیں اگر قاسر (جابر) یعنے حرارت غریزی ان چاروں عنصروں کی مواصلت میں اہتمام نہ کرے تو حضرت انسان کا یہ کالبد خاکی حباب کی طرح سے معدوم ہو جائے اور اس حرارت غریزی (اصلی) کا بقا و قوت و ضعف صرف رطوبت غریزی کے بقا و قوت و ضعف پر منحصر ہے کیا معنے رطوبت مذکورہ حرارت غریزی کا مادہ ہے اور حرارت غریزی چونکہ بدن کی کلیں چلانے کی غرض سے متحرک رہتی ہے لہذا اُسکا مادہ یعنی رطوبت غریزیہ آناً فاناً فنا ہوتی رہتی ہے تا اینکہ حرارت مذکورہ کے دوام حرکت سے ایک نہ ایک دن رطوبت غریزی بالکل فنا ہو جائیگی جب یہ رطوبت فنا ہو جائیگی تو یہ حرارت بھی بجھ جائیگی جس طرح سے کہ تیل کے صرف ہو جانے سے چراغ یا لیمپ گل ہو جاتا ہے پس اس حرارت کے بجھ جانیسے ان چاروں مخالفوں (چار عنصر) میں بھی افتراق ہو جائیگا یعنے ہر ایک ان میں اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہونچ جایئں گے کیا معنے قالب انسان فنا ہو جائیگا اس لئے کہ اس حرارت کیوجہ سے ان مخالفوں میں باہم ارتباط اور اتفاق تھا۔

انسان کا دوام بقا منافی حکمت ایزدی اس لئے ہے کہ انسان اگر ظالم و شریر ہے تو اُس کے دوام شر و ظلم سے عالم دنیا میں آفات و شر برپا رہیں گے اور یہ امر منافی انتظام ہے اور اس لئے بھی دوام بقا انسان کا منافی حکمتِ الٰہی ہے کہ اگر موت و آخرت نہ ہوتی تو نیک و صالح انسان بدترین انسان ہو جاتے اس لئے کہ اُن کو ترک لذات دنیا سے کوئی معاوضہ یا فایدہ حاصل ہونے کی امید نہیں تھی۔

کن کن وجوہ سے موت پیدا ہوتی ہے

یہ بات تو ظاہر ہے کہ بدن انسان کا مبدا (سرچشمہ) پیدایش مرد اور عورت کی منی اور حیض کا خون ہے اور یہ دونوں جبکہ مخلوط ہو کر بستہ ہو جاتے ہیں تو ان میں بوجہ جزو ارضی و جزو ناری (مٹی اور آگ کے جزو) سیلان تو نہیں رہتا ہے مگر ڈھیلا ڈھالا ایک مضغہ گوشت کی شکل سے متشکل ہو جاتا ہے اور اس درجہ اس مضغہ گوشت میں صلابت (سختی) بھی نہیں ہوتی ہے جیسے کنکر و پتھر میں سختی ہوتی ہے اگر ایسی سختی ابتدا سے اُس مضغۂ گوشت میں ہوتی تو حضرت انسان ایسی جلدی منزل ناگزیر (موت) پر پہونچنے کی عجلت نہ کرتے۔ بالجملہ چونکہ ہمارے بدن کی بنا ابتدا ہی سے ضعیف اور سست ہے لہذا دو طرح کی

آفات کا سامنا دوامًا لگا رہتا ہے۔ ایک آفت داخلی۔ دوسری آفت خارجی۔ آفت داخلی سے اُن رطوبات کی تحلیل اور فنا مراد ہے کہ جس سے ہمارے جسموں کی پیدائش ہے کہ جو بتدریج (آہستہ آہستہ) زمانہ موت تک فنا ہوتی رہتی ہیں اور آفت خارجی سے وہ آفت مراد ہے کہ جو رطوبات و اخلاط کے تعفن و فساد کی وجہ سے عارض ہوتی ہیں اور یہ خارجی آفت گو بادی النظر میں اُس داخلی آفت سے جداگانہ معلوم ہوتی ہے مگر نتیجہ لازمی اس کا بھی تحلیل ہونا اُنہیں رطوبات کا ہے کہ جو ہمارے جسموں کا مبدء (سرچشمہ) آفرینش ہے اس لئے کہ جب بوجہ تعفن رطوبات میں فساد ہوگا تو اُن میں صلاحیت جزو بدن ہونے کی نہ رہیگی۔ آخرکار وہ خاکستر ہوکر رہ جائے گی۔

اور یہ دونوں آفتیں یعنی رطوبتوں کا تحلیل اور اُن کا متعفن ہونا اُن آفات سے علاوہ ہیں کہ جو رطوبات بدن کو دیگر وجوہ سے لاحق ہوتی ہیں۔ مثلاً برف کی سردی سے۔ باد صرصر و سموم (لوہ) کی گرمی سے یا مختلف اورام و امراض بدن سے۔ لیکن اس مقام پر مابہ البحث (جس سے بحث کیجائے) آفات اول الذکر ہیں۔ قصہ مختصر یہی دونوں آفتیں اسباب خارجیہ سے پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ کیا سنئے یہی معمولی ہوا کہ جو ہر وقت ہمارے بدن سے ملاقات کرتی رہتی ہے ہماری رطوبات بدن کو ہر وقت فنا کرتی رہتی ہے۔ اور یہ ہوا جبکہ اس میں ایسی خرابی پیدا ہو جاتی ہے کہ رطوبات بدن میں عفونت پیدا کرنے لگتی ہے تو یہ عفونت بطور مذکورہ بالا وجہ تحلیل رطوبت بدن ہوتی ہے۔

علے ہذا القیاس رطوبت مذکورہ اسباب باطنی سے بھی فنا ہوتی رہتی ہے یعنے ہمارے بدنوں کی حرارت غریزی (اصلی حرارت) اور دواؤں اور غذاؤں کے اجسام کی حرارت ہر وقت و ساعتًا فساعتًا ہماری بدنی رطوبات کو جلاتی رہتی ہے۔

بالجملہ یہ کل اسباب عام اس سے کہ رطوبات کے فنا و تحلیل کرنے والے ہوں یا اُس کے خراب اور متعفن کرنیوالے ہمارے اور آپ کے بدنوں کو وقتًا فوقتًا خشک کرنے میں اعانت کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ ہمارے روزمرہ کے حرکات تحصیل معاش و طلب علم وغیرہ ہمارے رطوبات بدن کو تحلیل کرتے رہتے ہیں۔ آخرکار یہ رطوبات بدنی اسباب مذکورہ سے تحلیل ہوتے ہوتے ایک روز بالکل فنا ہو جائیں گے پس یہ حرارت غریزی (اصلی حرارت) بدن کی بھی بجھ جائیگی۔ جس طرح سے تیل کے فنا ہو جانے سے چراغ یا لیمپ بجھ جاتا ہے۔ اسی طرح سے زندگی کا چراغ بھی بدن کی رطوبات اصلیہ کے فنا ہو جانے کی وجہ سے گل ہو جائیگا۔ اور یہی وجہ موت طبعی کی ہے۔

اب رہا یہ امر کہ رطوبات بدن کس طرح سے بالکل فنا ہو جاتی ہیں درحالیکہ وہ روزمرہ غذا سے پیدا ہوتی ہیں سو اس اجمال کی تفصیل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے پس اوس کی تفصیل سنئے۔ کہ شروع زمانہ سے خلقتًا چونکہ ہم نہایت

درجہ ذی رطوبت پیدا کئے گئے ہیں جیسا کہ قبل اس کے شرح کا بیان ہو چکا ہے پس ضرور ہوا کہ اُس رطوبت پہونچانیوالی حرارت ہمارے بدنوں پر مسلط کیجائے تاکہ حرکات ارادی طلب معاش و تحصیل منافع و دفع ضرر و نقصان وغیرہ میں اس رطوبت کے غلبہ کیوجہ سے عصیان اور قصور واقع نہ ہو چنانچہ بدیں وجہ زیادہ حرارت ہمارے بدن پر مسلط کی گئی۔

اب اس حرارت مسلط کا فعل یعنے رطوبات کا کم کرنا ہر وقت قایم رہیگا ابتدا سے آخر العمر (عمر کے آخر تک) حتی کہ یہ حرارت رطوبات بدنیہ کو جب ایک اعتدالی حالت پر قایم کر دیگی تو بدن انسان اعتدال کے قالب میں آجائیگا اور یہی اعتدالی حالت بدن انسان کی انسان کے شباب کا عالم ہے پس اس سن میں رطوبات کو تو حرارت مذکورہ نے جلا کر کم کر دیا مگر وہ خود بمقدارہ (اپنے مقدار پر) باقی ہے اور اب اعتدالی حالت سے آگے چلکر یعنے عالم شباب سے آگے چلکر بھی رطوبات بدنی کو حرارت بدستور سابق فنا کرتی رہیگی پس بدن میں وقتاً فوقتاً خشکی بڑھتی جائیگی تا اینکہ رطوبات بدن جب بالکل فنا ہو جائینگی تب یہ حرارت بھی بجھ جائیگی۔

جب اعتدالی حالت یعنے زمانہ شباب سے آگے چلکر یہ حرارت رطوبت بدنی کو فنا کرتی جائیگی تو جوں جوں رطوبات مذکورہ فنا ہوتی رہیں گی اُسیقدر حرارت بھی کمزور ہوتی جائیگی اور جب حرارت کمزور ہوگی تو طبیعت غذا سے معاوضہ کافی اُن رطوبات کا کہ جو فنا ہوتی رہتی ہیں پہونچانے پر قادر نہ ہوگی لہذا حرارت کے روز بروز کم ہونے سے تحلیل شدہ رطوبات کا غذاؤں سے بدل و معاوضہ پہونچنا بھی روز بروز کم ہوتا جائیگا۔ الغرض جب طبیعت بوجہ ضعف حرارت بالکل معاوضہ پہونچانے پر قادر نہ ہوگی اُس وقت موت طبعی وقوع میں آویگی۔

> اجمالاً ان تدبیرات کا ذکر کہ جو طول عمر کا باعث ہو سکتی ہیں

اگرچہ آغاز کتاب کا ہم نے اُنہیں تدبیرات سے کیا ہے کہ جن کے عمل میں لانے سے صحت بدن قایم ہو کر انسان اپنی انتہائی عمر کو پہونچ سکتا ہے یعنے کھانے پینے سونے جاگنے حرکات و سکنات و استفراغ وغیرہ کی تفصیل مگر اس مقام پر مناسب خیال کیا گیا ہے کہ بغرض مزید بصیرت بالاجمال تدابیر مذکورہ کا اعادہ کریں۔

خیال رکھنا چاہیے کہ دارمدار تکمیل عمر طبعی کا صحت کی حفاظت سے ہے اور حفظ صحت سات امور کی تعدیل (باقاعدہ استعمال میں لانا) سے ہوتا ہے۔

اول مزاج کو بذریعہ ہوا کے ٹھکانے سے رکھنا یعنے روح و حرارت غریزی (حرارت اصلی) بدن کو بحسب الضرورت ہوائے صاف و شفاف سے ٹھنڈک پہونچانا جس کا بیان انشاء اللہ ہم آیندہ مقدمہ تشریح و باء کے بیان میں کرینگے۔

دوسرے غذا و پانی کا مناسب طریقے سے استعمال کرنا جس کے مراتب ہم شروع کتاب میں تعلیمات

و تفہیمات میں بیان کر آئے ہیں۔

تیسرے خواب و بیداری کا بالاعتدال (باقاعدہ) عمل میں لانا جس کے قواعد و احکام طبعی نیند اور بیداری کے بحث میں منضبط ہو چکے ہیں۔

چوتھے۔ اصلاح و تعدیل حرکات بدنی و نفسانی جس کی توضیح حرکات و سکنات کے بیان میں مرقوم ہوئی ہے۔

پانچویں اصلاح لباس کی جس سے حرارت و رطوبت بدنی قایم رہے جس کا بیان ضمناً فصلوں یعنی موسموں کی تدبیرات کی ذیل میں مذکور ہوا ہے۔

چھٹے۔ فضلات بدن کا تنقیہ جس کے احکام کی تشریح استفراغ کے بیان میں عمدہ طور سے گذر چکی۔

ساتویں ہوا کو کہ جو قلب اور حرارت بدن کو پہونچتی رہتی ہے اشیائے معطرہ و مقویہ روح سے اصلاح کرنا۔

علاوہ ان کے احکام سفر و غسل و حمام وغیرہ کہ جو قبل اس کے عمدہ طور سے شرح ہو چکے ہیں بجالانا عمر طبعی کے حصول کے معاون (مددگار) ہیں۔

بوڑھوں کے حفظ صحت کے احکام

بوڑھوں کو اصولاً حفظ صحت کے لئے کون کون امور اختیار کرنے چاہئیں اور بوڑھوں کو نیند کی سخت ضرورت ہے

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ جب تک مزاج انسان کی حالت اعتدالیہ قایم رہیگی اس وقت تک اس کی صحت بھی اچھی رہے گی اور اگر کسی بے اعتدالی سے حالت مذکورہ میں مزاج انسان جادۂ (راستہ) اعتدال سے منحرف بھی ہوگا تو ذرا سی تدبیر سے صحت زایلہ واپس آویگی۔ اور ہرگاہ کہ مزاج اعتدالیہ حالت سے بعید ہو جائیگا تو وہ صحت سے بھی بعید ہوگا چونکہ عالم بڑھاپے میں مزاج پر سردی و خشکی کا غلبہ ہوتا ہے اور کیفیات سردی و خشکی دونوں اعتدالی حالت کے مخالف ہیں یعنی حرارت و رطوبت کی ضد ہیں لہذا اس سن میں حفظ صحت اولے بالاہتمام (نہایت کوشش کی مستحق) ہے پس وہ تدبیریں عمل میں لانا چاہئیں کہ جن کے آثار بدن میں کیفیت گرمی و تری کی پیدا کریں تاکہ برودت و یبوست کا کہ جو لازم سن مذکور ہے تدارک ہو جائے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ خیال رکھنا بھی ضرور ہے کہ بوڑھے ایسی تدبیرات داخلی و خارجی ہرگز عمل میں نہ لاویں کہ جو ان کے بدنوں میں گرمی پیدا کریں مثلاً اغذیہ نہایت گرم یا ادویہ نہایت گرم یا افراط ریاضت یا جماع وغیرہ۔ اسلئے کہ غایت درجہ کی حرارت ان کے مزاجوں میں نہایت درجہ خشکی پیدا کریگی جس کا نتیجہ لازمی یہ ہوگا کہ انکو وقت کے پہلے موت سے مواصلت ہوگی۔ یا کسی مرض سخت میں مبتلا ہونگے۔

چونکہ حسب تقریر ما سبق (پہلی تقریر کے مطابق) بوڑھوں کو حرارت خفیفہ و رطوبت کثیرہ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے

لہٰذا اسی بنا پر اُن کا نیند کا زمانہ بہت طویل (دراز) ہونا چاہیئے اور سکون و آرام کی کثرت اور حرکات بدنی کی قلت کرنا چاہیئے چنانچہ جالینوس کا قول ہے کہ "اِنّی الآن حریصٌ علی النوم" یعنی میں اب عالم بوڑھاپے میں نیند کا حریص ہوں۔ نیند کے حال پر سکون و آرام کو بھی قیاس کر لو اس لئے کہ دونوں سے یعنے نیند اور سکون سے رطوبات بدن میں ترقی ہوتی ہے پس کثرت سکون اور کثرت نیند کی عدمی حالت یعنی کثرت بیداری و کثرت حرکت بوڑھوں کو سخت مضر ہوگی۔

علیٰ ہذا القیاس بوڑھونکو شیر یں اور نیم گرم پانی سے روز مرہ ایکبار غسل کرنا اور غسل کے درمیان میں معتدل طور سے مالش بدن کی کرنا نہایت درجہ نافع ہوگا اور شور یا سرد پانی کا غسل نہایت مضر ہوگا۔

بوڑھونکو ادرار بول (پیشاب لانا) کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے تاکہ اُن کے بدن میں فضلات مجتمع نہ ہوں۔

علیٰ ہذا القیاس اُن کے معدوں سے اخراج بلغم براہ امعا آنتونکے راستے یا مثانہ نہایت درجہ مہتم بالشان ہے حتیٰ کہ بدیں غرض بوڑھونکی طبیعت ملین رکھنا چاہیئے اس لئے کہ قبض کی حالت اُن کو سخت مضر ہے۔ بغرض تلیین و ادرار اُن کو ادویہ و اغذیہ مدرہ و ملینہ (پیشاب آور اور قبض کُشا) کا استعمال مناسب ہے۔

بوڑھونکو مالش بالاعتدال تمام بدن کی تیل سے خواہ خوشبودار ہو یا بلا خوشبو سخت مفید ہوگی اس لئے کہ ایسی مالش سے اُن کے بدن میں حرارت اور رطوبت کی ترقی ہوگی جس کی اُن کو سخت ضرورت ہوتی ہے۔

بوڑھونکو اگر غذائے قلیل قلیل بہ تفریق دیجائیگی تو یہ امر اُن کو بہت مناسب ہوگا۔ بہ نسبت اسکے کہ ایکدفعہ انکو غذائے کثیر دیجائے۔ اس لئے کہ ایک ہی دفعہ غذا دینے میں اُن کی قوت ہاضمہ ہضم کی برداشت کی متکفل نہیں ہوسکتی ہے۔

بوڑھوں کے لئے کن غذاؤں کی ضرورت ہے

بوڑھوں کے لیئے وہ غذائیں مفید ہیں کہ جو جید الکیموس ہوں یعنی اُن میں فضلات کم ہوں اور زیادہ حصہ اُن کا جزو بدن ہوتا ہو۔ مثلاً بیضہ مرغ و طیور بار سے کے گوشت کے شوربے اور دودھ کسی قدر زنجبیل جوش دیکر۔ اور ترکاریوں میں شلجم و چقندر و گاجر وغیرہ وہ ترکاریاں کہ جن کا مزاج گرم و تر ہے اور شیرینیوں میں شہد سادہ یا دودھ میں شامل کرکے۔ اور دال مسور اور جملہ اقسام ترشیوں سے اور جملہ اغذیہ سرد تر یا گرم خشک سے سخت پرہیز ضروری ہے۔ بجز اس کے کہ بر سبیل دوا یا کسی اور ضرورت سے استعمال کرائی جائیں۔

بوڑھوں کے لئے جو تدبیرات تحریر کی گئی ہیں وہ باعتبار غالب امر کے ہیں۔ کیا معنے عالم پیری میں چونکہ برودت و یبوست کا غلبہ ہوتا ہے اس لیئے اُس کے لحاظ سے تدبیرات ترقیم ہوئی ہیں مگر یہ لازمی نہیں ہے کہ جملہ مزاج کے بوڑھوں کے لیئے یہ تدبیریں کافی ہوں بلکہ ممکن ہے کہ بعض بوڑھے بوجہ امور عارضی تدبیرات مذکورہ کی ترمیم و تبدیل سے نفع پائیں۔

حصّہ دُوم کتاب

حفظِ صحت بعض اعضا کے احکام

حفظِ صحت بعض اعضاء کے متعلق ایک تقریر

اگرچہ حالتِ زندگی میں انسان کے لئے عالم تندرستی جملہ اعضاء وجوارح وقوائے بدن کا ایک لطیفہ عجیبہ اور نعمتِ عظیمہ ہے مگر بعض اعضاء ایسے ہیں کہ اگر وہ صحت کے دایرہ سے خارج ہو جائیں تو شیرازہ جمعیت اکثر اعضائے بدن درہم وبرہم ہو جاتا ہے اور حیات دنیا کا لطف جاتا رہتا ہے اگرچہ اُن اعضاء کی حفاظت کے مدارج ضمناً اکثر کتب طبیہ میں سے مخرج ومستنبط ہو سکتے ہیں مگر بطور مستقل اس وقت تک ہمارے کسی پیشرو نے مفصل وشرح بیان نہیں کئے حالانکہ اُن کو بیان کرنا چاہئے تھا چونکہ مجھ کو اس امر کی بہت ہی زیادہ ضرورت محسوس ہوئی بدیں وجہ میں اُن اعضاء کی حفاظت کے مراتب بوجہ احسن شروحاً بیان کرتا ہوں۔

دماغ

دماغ اور اوس کی حفاظت کے مدارج ولوازم

واضح ہو کہ اعضائے بدن انسان میں سے ریاست دماغ کی مسلمات سے ہے اور عضو مذکورہ قوۃ باصرہ قوت سامعہ قوت ذائقہ قوت لامسہ قوت شامہ قوت فکریہ وحرکات ارادیہ وغیرہ کا مبدء (سرچشمہ) ہے کیا معنے قوتہائے مذکورہ اسی کے دامن فیض سے وابستہ ہیں اور یہی عضو اُن قوتوں کا مربّی اور سرپرست ہے لہذا اُس کی صحت میں اگر کوئی خرابی پیدا ہو گئی تو قوتہائے مذکورہ میں سے ایک یا چند قوتوں کا شیرازۂ اطمینان برہم و درہم ہو جائیگا۔

حتّٰی کہ اگر عام دماغ میں ایک عرصہ معقول تک ضعف قایم رہیگا اور یہ ضعف مستحکم ہو جائیگا تو اس حالت میں بہت سے امراض مزمنہ اور مہلکہ مثل فالج وصرع (مرگی) وسکتہ وغیرہ بھی دفعتہً پیدا ہو جانیکا خوف بہت ہی قریب ہوتا ہے اور عجب نہیں ہے کہ یہ ضعف مرگ مفاجات (اچانک موت) کی حد تک پہونچا دے۔ اور یہ امور عاقل وماہر علم بدن پر مخفی نہیں ہو سکتے ہیں اور عوام کے لئے ان کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔

اور دماغ میں ضعف اور اس کی صحت میں نقصان آجانا فی زماننا بہت کثرت سے شروع ہو رہا ہے خصوصاً اعلےٰ طبقہ افراد انسان میں سے کمتر اشخاص ایسے پائے جائیں گے کہ جو دماغ یا اُس کے قوائے متعلقہ کی درماندگی کے شاکی نہ ہونگے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ طبقہ مذکورہ میں اکثر والیان ملک یا ریاست ہیں کہ جو رات اور دن سر انجام امور اہم ملک و ریاست میں اپنی ہمتوں کو مصروف اور اپنے قوائے دماغی کو بیدار رکھتے ہیں۔

یا اکثر وہ لوگ ہیں کہ ہوش سنبھالتے ہی اسکولوں میں انگریزی تعلیم کے لئے داخل کئے جاتے ہیں اور اُن کو بتقاضائے ضرورت کم سے کم انٹرنس کی سند حاصل کرنی پڑتی ہے اور اعلےٰ تعلیم کی تو انتہا ایم۔اے تک ہے بعد تکمیل درجات مذکورہ اُن کو اکثر علوم و فنون کے سنگلاخ (دشوار) راستوں پر گشت کرنا پڑتا ہے مثلاً انجنیری یا قانونی یا طبی وغیرہم۔

یا طبقہ مذکورہ میں وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے قانونی استعداد کے ذریعہ سے معاش پیدا کرنیکی سبیل اختیار کی ہے مثلاً وکلا و بیرسٹر و اٹرنی وغیرہ۔

یا اُن کو عملاً قانون و نظائر کی ہدایت کے موافق اپنے لوازم منصبی کو انجام دینا پڑتا ہے مثلاً صاحبان جسٹس و جج و منصف و کلکٹر و کمشنر و صاحبان بورڈ مال وغیرہم۔

یا طبقہ مذکورہ میں وہ برگزیدہ انفاس ہیں کہ جو شب و روز بکمال تحقیق و غور و فکر علوم عربی عقلی و نقلی کی تحصیل میں مصروف ہیں علی الخصوص جبکہ وہ کتب دقیقہ کے حل مطالب و مضامین میں بالکل از خود رفتہ و مدہوش ہو جاتے ہیں اہل علم جانتے ہیں کہ فقہ میں ہدایہ کے معاملات اور اصول فقہ میں توضیح۔تلویح و مسلم الثبوت منطق میں ملا حسن و ملا جلال و زواہد ثلاثہ حکمت میں صدرا و شمس بازغہ کیسی نزاکت و مشکلات سے لبریز ہیں۔شفا۔اشارات و افق المبین کا تو کوئی ذکر نہیں ہے اسلئے کہ ان دونوں کتابوں کے پڑھنے والوں کی بزم اور پڑھانیوالوں کی انجمن کا انیسویں صدی عیسوی پر خاتمہ ہوگیا یعنی مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی اور مولوی عبد الحق صاحب خیر آبادی کی وفات نے اس مجلس کو برہم و درہم کر دیا البتہ مولوی لطف اللہ صاحب علی گڈھی سلمہ اللہ مفتی دار الحکومت حیدر آباد دکن کتب مذکورہ کے پڑھانے والوں میں سے ایک ممبر اسلئے موجود ہیں مگر کبر سنی کی وجہ سے مصداق مرزا غالب کے اس شعر کے ہوئے ہیں ؎

بزم فراق صحبت شب کی جلی ہوئی ایک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

بالجملہ اشخاص مذکورہ کا دماغ بوجہ حرکات فکریہ نشان حلاوت اور جولانگاہ آفات رہتا ہے چنانچہ یہ لوگ خود اپنے دماغ کے حالات کو محسوس کرتے ہونگے۔

یا اس زمانہ میں ارباب ضعف دماغ وہ لوگ پائے جاتے ہیں کہ جن کے دماغ کو بوجہ مشارکت دیگر اعضا صدمہ پہنچا رہتا ہے۔مثلاً بوجہ ضرر رحم و ضرر امعاء (انتڑیاں) و ضرر معدہ وغیرہ۔یا ارباب بواسیر یا ارباب قبض کہ جو غالب امر میں ضعف دماغ کے شاکی اور اُس سے درماندہ رہتی ہے۔بہرحال دماغ کی شکایت کی حکایت اس زمانہ میں کثرت سے جاری ہے بدیں وجہ امر حفاظت دماغ کا ایک واقعہ اہم اور مسئلہ دقیق ہے لہذا میں اس کے قوانین حفاظت بیان کرتا ہوں اور اللہ کے

؎ فقہ۔منطق اور حکمت کی کتابوں کے نام ہیں۔

فضل اور اس کی حمایت کے اعتماد پر یہ ظاہر کرتا ہوں کہ جو شخص اپنے دماغ کی حفاظت حسب قوانین مذکورہ عمل میں لاویگا۔ اُس کی صحت کا میں ذمہ وار ہوں۔

دماغ کی حفظ صحت کیلئے متعلق ایک مفید تمہید

چونکہ اعصاب حس و حرکت دماغ ہی کے خانہ زاد ہیں اور حواس ظاہرہ و باطنہ کا بھی دماغ ہی مبدا اور منشا ہے لہذا بوجہ حاجات ضروریہ کے اعصاب مذکورہ کے اکثر اوقات کاروبار کرتے ہی گذرتے ہیں۔

علاوہ ازیں علی ہذا القیاس حواس خمسہ باطنہ بھی ہر وقت اپنے کام میں سرگرم رہتے ہیں لہذا اس دوام (ہمیشگی) حرکت اعصاب و قوائے مذکورہ کا اثر تسخین (گرمی) ہر وقت دماغ کو پہونچتا رہتا ہے۔ بدیں وجہ حکیم مطلق نے جوہر دماغ کی آفرینش نہایت ہی تر و تازہ بنائی ہے تاکہ حرارت و یبوست کے صدمات سے کہ جو حرکات کو لازم ہے خود بھی بچا رہے اور اپنے خانہ زادوں (یعنے اعصاب و قوے) کو بھی بچائے رکھے۔ اسوجہ سے طبیعت اجزائے غذا میں سے حتی الامکان ایسے اجزائے غذا دماغ کو پہونچاتی ہے کہ جو اس کی سرسبزی و شادابی کے لئے وہ کام دیں کہ جو درختوں اور نباتات کیلئے پانی کام دیتا ہے فرق اس قدر ہے کہ شجر و نباتات کے برگ و بار کا مبدء فیض اُن کی جڑیں ہیں کیا یعنی جڑوں کی آبیاری سے درخت اور نباتات کے برگ و بار و ثمرہ کا کہ جو اُن کے فوقانی (بالائی) اجزا ہیں نشو و نما و بقا ہوتا ہے اور یہاں معاملہ بالعکس ہے کیا یعنی دماغ کی سرسبزی سے اعضا و جوارح بدن انسان کے اعصاب و قوے کی جو تحتانی اجزائے بدن ہیں بقا و نشو و نما ہوتی ہے۔ یوں سمجھنا چاہئے کہ گویا پیکر انسانی شجر (درخت) معکوس (الٹا) ہے یعنے اس کی جڑ دماغ ہے کہ جو اوپر کی جانب واقع ہے اور شجر کی جڑ نیچے کی جانب مستحکم کی گئی ہے پس اس تقریر سے لازم آتا ہے کہ طبقات مذکورۃ الصدر قسم کے لوگوں کے دماغ چونکہ جولانگاہ حرارت کے رہتے ہیں لہذا یہ حرارت اُن کے دماغ جوہر کی ضروری تر و تازگی میں کمی پیدا کرتی ہے جسکی وجہ سے انکے افعال میں نقصان آجاتا ہے۔

اور گاہے حرارت و خشکی دماغ ایک خارجی تری اور نمائشی رطوبت کی شکل میں ہنگامہ افروز ہوتی ہے یعنے نزلہ و زکام کی یورش و ہجوم اکثر اوقات میں ہوتی رہتی ہے حالانکہ زمانہ حال کے اکثر طبیب یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ یہ نزلہ و زکام دماغ کی خشکی کی وجہ سے ہے یعنے بوجہ حرارت و خشکی اُس کا ہضم ضعیف ہوگیا ہے لہذا دماغ اُس غذا کو عمدہ طور سے ہضم نہیں کر سکتا ہے کہ جو طبیعت اس کی پرورش کی غرض سے بر سبیل تقسیم پہونچاتی ہے اور دماغ ناک کے راستہ سے خارج کرتا ہے جسکو زکام کہتے ہیں یا صدر پر گراتا ہے جسکو نزلہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ بالجملہ ماحصل اس تقریر کا یہ ہے کہ میں تجربتہً و قیاساً منع کرتا ہوں۔

والیان ملک و ریاست و طلبا علم عربی و انگریزی و وکلا و بیرسٹر و حکام و اہلکاران عدالت کے حفظ دماغ کے مدارج و لوازم

کہ اشخاص مذکورہ اُن غذاؤں کے استعمال میں نہایت درجہ قلت (کمی) کریں کہ جو گرم و خشک یا سرد و خشک ہوں یا اُن میں تیزابیت ہو۔ اور غذا سے یہاں وہ چیزیں مراد ہیں کہ جس کو انسان کھاتا ہے طبی اصطلاح کی غذا مراد نہیں ہے اس لئے کہ طبی

اصلاح کی غذا سے اکثر وہ چیزیں خارج ہو جائیں گی کہ جو انسان کے کھانے میں آتی ہیں۔ جملہ اقسام گوشت (علی الخصوص جس کے جوہر میں خرابی ہو) مثلاً گائے بھینس اونٹ وغیرہ حیوانات کبیر الجسم (بڑے جسم والے) کا گوشت اور دال مسور و مونگ اور جملہ ترشیاں خصوصاً سرکہ بوجہ علت مذکورہ دماغ کو نہایت درجہ مضر ہیں مگر عند الضرورت ان چیزوں کا استعمال جائز ہو سکتا ہے۔

ترکاریاں و بقولات گرم خشک یا غایت درجہ خشک مثلاً کریلا بینگن۔ ساگ۔ سویا و میتھی وغیرہ بھی اشخاص مذکورہ کی دماغ کے لئے مضر ہیں بجز اس کے کہ کوئی وجہ عارضی ان چیزوں کے استعمال کے لئے پیدا ہو جائے۔

کثرت استعمال شیرینی خصوصاً حالت خلوئے معدہ میں دماغ کی صحت کیلئے سخت مضر ہے مگر وہ شیرینی کہ جسکا شریک غالب روغن ہو اور بعد الغذا (غذا کے بعد) استعمال کرنا مضایقہ نہیں ہے۔ مرچ سُرخ کا استعمال اشخاص مذکورہ کی تر و تازگی دماغ کیلئے ایک صاعقہ (بجلی) قہر ہے۔

حقہ و چُرٹ وسگار و شراب کا پینا اور تماکو کا کھانا بنظر اُن توجیہات کے کہ جو تمہیدات آغاز کتاب میں مشرحاً بیان کی گئی ہیں۔ دماغ کی سرسبزی کے لئے ایک باد صرصر و سموم (لوہ) کا جھونکا ہے۔

سنکھیا وغیرہ سمیات کا کسی غرض سے استعمال کرنا دماغ کے لئے ایک سخت آفت ہے۔

لسن و پیاز و گندنا بوجہ حرارت و خشکی اور بوجہ منجر ہونیکے اور نیز بوجہ تیزابی الجوہر ہونیکے دماغ کے لئے قوی تر مضرات سے ہیں اور دماغ کی شادابی زایل کرنے میں ایک عجیب کرشمہ ساز مگر قدرے قلیل غذاؤں کے مصالحہ جات میں استعمال کرنیکا مضایقہ نہیں ہے۔

مشک و زعفران و ایلوا و ہینگ وغیرہ ادویہ گرم کی بو کی افتاد بھی دماغ کے لئے مضر ہے۔ لباس زرد یا اتنیائے زرد یا نہایت سپید و تابندہ اکثر اوقات پیش نظر رکھنا صحت دماغ کو نہایت درجہ ایذا پہونچاتا ہے۔

حرارت آفتاب وغیرہ خصوصاً برسات کی دھوپ اور ہوا کی سردی سخت سے اور پانی کی سخت برودت سے دماغ کو بے انتہا مضرت پہونچتی ہے۔

حد سے زیادہ پیادہ پا چلنا اور دوڑنا اور سخت درجہ کی گرمی یا سردی کے زمانہ میں سفر کرنا جسقدر کہ وہ سفر تکلیف دہ ہوگا اسیقدر موجب ضعف دماغ ہے۔

افراط جماع و فصد و مسہلات و کثرت تعریق (پسینہ لانا) باعث ضعف دماغ ہے۔ الا اگر بوجہ شباب و امتلائے منی کثرت جماع کی ضرورت ہو تو وہ صورت مستثنے ہے۔

کسیقدر بیداری بھی باعث ضعف دماغ ہو جاتی ہے بے حد اور متواتر بیداری تو دماغ کو ضعیف اور تباہ کرنیکے لئے سب سے بڑھ کر قوی قاہر ہے۔

امور مذکورہ کا نقصان پہونچانا کچھ اشخاص طبقات مذکورہ کے ہی لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر شخص کا دماغ حوادث مذکورہ سے ضعیف اور پامال ہو سکتا ہے لیکن مخطورات مذکورہ کے خطرات غالب امر میں اشخاص مذکورہ کو بہت جلد اور

سر گرمی کے ساتھ نقصان پہونچائیں گے۔ اور امور مذکورہ خراب کن حالت دماغ کا حصر کچھ انہیں امور مذکورہ میں نہیں ہے کہ جو بیان کئے گئے ہیں بلکہ جو امور بیان کئے ہیں وہ زمانہ موجودہ حالات و عادات ارباب زمانہ کے لحاظ سے بیان کئے گئے ہیں علاوہ ان کے اور بہت سے اسباب مضعف دماغ بسبیل استقرار (تلاش) دریافت ہو سکتے ہیں۔

اب میں اُن طریق کی بصورت کلیہ و جزئیہ تشریح کرتا ہوں کہ جن کے اختیار کرنے سے خصوصاً اشخاص طبقات مذکورہ کے دماغ اور قوائے دماغیہ کو امن و عافیت نصیب ہوتی ہے۔ دودھ گھی کا استعمال دماغ اور دماغ کے قوے کو قوی اور شاداب رکھتا ہے خصوصاً دودھ و گھی گائے کا۔

خشکہ باریک چانولوں کا حسب رغبت طبیعت دال یا شوربے یا کسی شیریں چیز کے ساتھ حسب رغبت طبیعت موسم گرم میں کھانا دماغ کو شاداب رکھتا ہے۔

سردی کے زمانہ میں بیضہ مرغ اور گوشت تیتر و لوہ و بٹیر و کبوتر صحرائی دماغ کے لئے نافع ہیں اور خارجی سردی سے جوہر دماغ اور اعصاب کے حافظ ہیں۔

یخنی پلاؤ و یا قورما پلاؤ و یا بریانی موسم سرما میں دماغ کی تقویت کے لیئے ایک عمدہ چیزیں ہیں۔ فربہ دنبہ اور فربہ مینڈھا اور فربہ بکرا یا بکری کا گوشت اور فربہ و نوجوان مرغیوں کا گوشت بجمیع الوجوہ جاڑوں کے موسم میں دماغ کے لیئے بہتر ہیں مگر مرغ کا گوشت نافع نہیں ہے۔

لوکی یعنی گھیا کدو اور پیٹھہ کدو کا حلوا موسم گرم میں دماغ کے لئے بہترین چیزوں سے ہے باقی اکثر اقسام کے حلوائے گرم موسم سرما میں مقوی دماغ ہوں گے۔

گھیا کدو یعنی لوکی کی ترکاری موسم گرم میں اور شلجم و گاجر موسم سرد میں دماغ کے لئے بہتر ہیں۔

موسم سرما میں کلہ پایہ و سری بکرا یا بکری یا فربہ مینڈھی جوان کے اور حلیم کہ جو ایک قسم کی غذائے مشہور ہے نہایت درجہ مقوی دماغ ہے۔

حسب رغبت طبیعت سرد خوشبودار چیزیں موسم گرما میں اور گرم خوشبودار چیزیں موسم سرما میں سونگھنا دماغ کی تقویت کے لئے مناسب ہوتی ہیں۔

گرمیوں کے زمانہ میں روزمرہ یا ایک دن درمیان دیکر ہاتھ کی ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں میں روغن گل یا روغن کیوڑہ یا روغن بنفشہ یا تل کے تیل میں کسی قدر روغن مغز تخم کدو شامل کرکے پندرہ منٹ تک ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں میں مالش کرکے اچھے طور سے دھو ڈالنا چاہیئے کہ یہ عمل نہایت درجہ مقوی دماغ ہے۔

روغن مقوی دماغ جس کو اسرار غیبی میں سے کہنا چاہیئے

روغن مفصلہ ذیل کی ایکبار یا دو بار روزمرہ اچھے طور سے اگر دماغ پر مالش کی جاوے تو دماغ اور جملہ قوائے دماغی کے لئے ایک سر اسرار غیبیہ و لطیفہ لطائف عجیبہ سے ہے جس کی تعریف کے لیئے

کوئی حد مقرر نہیں ہو سکتی ہے اُس کے اجزا اور طریقہ تیاری حسب تفصیل ذیل ہے۔

گل سُرخ۔ گل نیلوفر۔ گل بنفشہ۔ برادہ صندلین۔ بادرنجبویہ۔ تخم کاہو نیم کوفتہ مغز بادام شیریں نیم کوفتہ ہر ایک ایک تولہ آملہ خشک تین تولہ ان جملہ ادویہ کو رات کے وقت ایک سیر گھیا کدو یعنی لوکی کے پانی میں تر کرکے صبح کو جوش دیں ہرگاہ کہ نصف پانی سے کم یعنی قریب ایک ثلث پانی کے باقی رہجاوے اُس وقت دواؤں کو خوب مُلکر پارچہ میں چھان لینا چاہئے۔ اور اس چھنے ہوئے پانی میں آدھ پاؤ تل کا تیل شامل کرکے پھر آنچ پر رکھیں تاآنکہ پانی بالکل فنا ہو جاوے اور خالص تیل باقی رہجاوے اس روغن کو شیشی میں رکھ کر شیشی کا منہ موم خام سے بند کرکے تین روز تک اس شیشی کو پانی میں غرق رکھیں بعدہ دماغ پر مبالغہ کے ساتھ مالش کی جائے یعنے دیر تک مالش کی جائے اور گھیا کدو یعنی لوکی کا پانی لوکی تازہ کو کوٹ کر اور پارچہ میں چھان کر لیا جائیگا اور اگر لوکی میسر نہ آوے تو بجائے اوس کے کیلے کے کا بھے سے پانی نکالکر ادویہ مذکورہ تر کرکے بدستور مرقومہ روغن بنایا جائے۔ اور اگر جاڑوں کا موسم ہے تو اسطوخودوس کبوہ بالچھڑ سعد کوفی ادویہ بوزن مذکورہ کے ساتھ شامل کرکے آب کدو یا آب کیلا پانی میں تر کرکے بدستور مرقوم روغن بنایا جائے۔

روغن مقوی دماغ بصفات مذکورہ۔	روغن مفصلہ ذیل گاہ گاہ دونوں کانوں میں قطرہ قطرہ ٹپکانا قوت دماغ اور اس کے افعال کی تقویت کے لئے نہایت نافع ہے اور اس روغن کی دماغ پر مالش بھی نہایت ہی دماغ کو مفید ہوگی۔ اس کا طریقہ

تیاری حسب ذیل ہے۔

خالص تل کا تیل آدھ پاؤ۔ روغن مغز تخم کدو۔ روغن مغز بادام شیریں۔ روغن بنفشہ۔ روغن تخم کاہو ہر ایک دو تولہ باہم شامل کرکے تین تولہ ورق گل سرخ تازہ اور تین تولہ گل نیلوفر تازہ ان تیلوں میں ڈالکر ملایم آنچ رکھیں ہرگاہ کہ دونوں پھول مرجھا جائیں اور اُن کا پانی سوختہ ہو کر صرف تیل باقی رہجاوے تب صاف کرکے اس میں پھر بمقدار مذکورہ بالا گل سرخ و گل نیلوفر تازہ شامل کرکے دوبارہ ملایم آنچ پر رکھیں ہرگاہ کہ حسب بیان سابق پھول آنچ پر پژمردہ ہوجائیں اور پانی سوختہ ہو کر خالص روغن باقی رہجاوے تب اس روغن کو شیشی میں محفوظ کرکے شیشی کا منہ موم خام سے بند کرکے دو روز پانی میں غرق رکھیں بعدہ حسب تصریح مرقومہ صدر استعمال میں لائیں۔

کھیرا ککڑی تازہ و لیمو و نارنگی و سیب تازہ و آم خوشبودار سونگھنا مقوی دماغ ہے۔

سبز مخمل یا سبز ساٹن کا تکیہ سر کے نیچے رکھنا مقوی دماغ ہے علے ہذا القیاس مکانات سکونت میں پردہ ہائے سبز رنگ آویزاں کرنا اور گلدستے برگ سبز و گل ریاحین تر و تازہ مرتب کرکے قرینہ سے مکانات میں رکھنا مقوی دماغ اور مقوی قوائے دماغ ہیں +

قاعدہ کلیہ بابت معالجہ دماغ۔	جو امور باعث تفریح و تقویت قلب ہیں اُن سے دماغ کو بھی تقویت ہوتی ہے خواہ وہ امور نفسانیہ ہوں یعنی خوشی و بے فکری وغیرہ خواہ وہ متعلق دوا و غذا ہوں علے ہذا القیاس جو امور کہ موجبات

ضعف قلب ہیں اُن سے دماغ کو بھی ضعف لاحق ہوتا ہے مثلاً کدورات نفسانی یعنی رنج وفکر وغم وغیرہ یا ادویہ واغذیہ مضعف قلب۔

معدہ امعاء (انتڑیاں) کی حمایت وحفاظت تقویت دماغ کے لئے ضروریات سے ہے علیٰ ہذا القیاس اصلاح حال جگر کی دماغ کے لئے ضروری ہے۔

تقریر اخیر نسبت علاج حفظ دماغ

ہم نے درباب حفظ قوت دماغ جو کچھ تدبیریں تحریر کی ہیں وہ مجموعۃً اشخاص طبقات مذکورہ سے پورے طور سے متعلق ہوں گی مگر علاوہ اُن لوگوں کے دیگر ارباب ضعف دماغ کو کہ جن کے دماغ بوجہ مشارکت بعض اعضاء مثلاً جگر ومعدہ وغیرہ دردمند ہیں اور ضعیف رہتے ہیں ان کے لئے باوجود اہتمام تدبیرات مذکورہ قطع سبب مرض بھی ہونا چاہئے۔

اور یہ بھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ اصحاب طبقات مذکورہ کے لئے جو جو ممنوعات یا جو جو واجبات تحریر کئے گئے ہیں اُن سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ وہ ممنوعات بہرحال ممنوع اور وہ واجبات بجمیع جہات واجب رہیں گے۔ بلکہ اگر تقاضائے ضرورت و وقت محسوس ہوگا۔ تو اُن عوارض کا لحاظ اہم اور ضروری ہے۔ فرض کرو ترشی عموماً مضر دماغ ہے۔ اِلّا اگر بوجہ فساد غذا یا اشتعال صفرا یا حرارت سادہ اندر دماغ یا کوئی اور کیفیت حرارت دماغ میں پیدا ہو جائے تو بغرض رفع عارضہ لاحقہ ترشیاں دینا جائز ہوگا۔ یا معدہ میں فساد غذا یا سوء ہضم صفرا وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے تو ادویہ واغذیہ ترش دینا مباح ہو جائیں گی علیٰ ہذا القیاس اور عوارض جزئیہ کو بھی اس جزئی تمثیل پر قیاس کرو۔

یا جو امور دماغ کی حفظ قوت کے لئے تحریر کئے گئے ہیں وہ وقت ظہور بعض عوارض بالضرور ممنوع ہو جاویں گے مثلاً گائے کا دودھ گھی دماغ کے لئے ایک نافع چیز ہے اِلّا اگر اعضائے ہضم میں بوجہ افراط رطوبت یا بوجہ قصور ہضم نفخ و قراقر ہے یا دماغ میں فضلات بلغمیہ کا ہجوم ہے تو گھی و دودھ ممنوع ہو جائے گا۔

قلب

قلب اور اس کی حفاظت کے لوازم

واضح ہو کہ تمام اعضائے رئیسہ وشریفہ کے قلب کی ریاست وشرافت جملہ اعضاء سے اعلیٰ اور اکمل ہے اور اس کے سارے اعضائے بدن سے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ حرارت غریزیہ کا اصلی (حرارت) منبع (سرچشمہ) ہے کہ جس کی وجہ سے تمام نظم ونسق بدن کا ہوتا رہتا ہے اور جس کے ذریعہ سے بدن کی تمام کلیں چل رہی ہیں اور روح حیوانی کا معدن ہے کہ جو مدار بقائے زندگانی ہے اور روح یعنی نفس ناطقہ کا پہلے اس سے تعلق ہوتا ہے بعدہٗ اسی کے ذریعہ سے تمام اعضاء پر روح کا فیضان ہوتا ہے اور قلب وہ پہلا عضو ہے کہ

وقت تعلق حیات سب سے پہلے حرکت کرتا ہے اور وقت انقطاع حیات جملہ اعضاء سے آخر میں اس کی حرکت بند ہوتی ہے اور بوجہ اپنی شرافت اور ریاست کے متحمل اُن آفات اور واردات کا نہیں ہوتا ہے کہ جن کے اور اعضائے بدن متحمل ہو سکتے ہیں حتیٰ کہ اگر بقدر دانہ سوئی کے بھی اس میں پھنسی پیدا ہو جاوے تو غالباً ہلاکت وقوع میں آجاتی ہے یا کسی تھوڑے حصہ میں بھی ورم پیدا ہو جائے تو مرگ ناگہانی کا واقعہ پیدا ہو جاتا ہے بایں ہمہ قلب مظہر تجلیات حقانی اور مظہر فیوض ربانی ہے گویا بادی النظر میں یہ صنوبری شکل ایک مشت کے برابر قد و قامت میں معلوم ہوتا ہے مگر لاانتہا اسرار و لطایف کا گنجینہ ہے۔ بالجملہ اُس کی شرافت و جلالت قدر کا قصہ اور اُس کی حفاظت و نگہداشت کی ذمہ داری کا داستان مولانا روم کے اِن دو شعر پر ختم کرتا ہوں۔

دِل بدست آور کہ حج اکبر است ✤ از ہزاران کعبہ یکدِل بہتر است ✤ دِل گزرگاہِ جلیلِ اکبر است ✤ کعبہ بنگاہِ خلیلِ آزر است

ضعیف دِل سے کیا کیا آثار ظاہر ہوتے ہیں

ہرگاہ کہ دِل انسان بوجہ امراض یا دیگر وجوہ سے ضعیف ہو جائیگا تو اندک اندک حوادث داخلی و خارجی سے کہ جن کے وارد ہونے سے عادتاً کوئی انسان بھی خالی نہیں ہو سکتا ہے۔ متاذی (ایذا پانیوالا) اور دردمند ہوتا رہیگا۔ مثلاً معدہ و امعاء و رحم و جگر و مراق وغیرہ اعضائے تحتانی (نیچے کے) کے بخارات دِل کے دُکھلانے اور اُس کو مضطر کرنیکے لئے کافی ہونگے۔ یعنی اُسکو معمولی بخارات سے خفقان اور اختلاجی حالت و غم و حُزن و الم و اندوہ کی کیفیت پیدا ہوگی اور اُس میں عوارض نفسانیہ یعنی غم و غصہ و خوف و خوشی کی برداشت مفقود ہو جائیگی تا اینکہ بعض عوارض نفسانیہ مذکورہ کی کیفیات سے ضعیف القلب (کمزور دل والے) کو اختلاج قلب اور اختلاج سے غشی اور غشی سے موت پیدا ہو جانا بہت ہی قریب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایسی حالت میں ایسے سانحے اکثر پیش آگئے ہیں۔

علے ہذا القیاس ضعیف القلب اندک اندک افکار و اندیشوں و خوف سے مضطر و خائف ہو جاتا ہے اور اُنمیں ثبات اور استقلال کی قدرت مفقود ہو جاتی ہے لہذا اکثر ضعیف القلب متلوّن مزاج ہو جاتے ہیں۔

دِل کن اسباب سے ضعیف ہو جاتا ہے

بجز اُس صورت کے کہ دِل خلقتاً (پیدائشی) ضعیف پیدا ہوا ہو دل کثرت افکار و غم و ہم وغیرہ کیفیات نفسانیہ سے اور بکثرت اخراج منی سے ضعیف ہو جاتا ہے خصوصاً جبکہ اتلاف و اخراج منی اُن وسیل سے کیا جاوے کہ جن کی شریعت اسلام و دیگر مذاہب کے احکام مذہبی نے ممانعت کی ہے بجز اُس صورت کے کہ بوجہ سن شباب یا کثرت منی اُس کے اخراج کی ضرورت ہو کیونکہ اس صورت میں کثرت جماع مضر نہ ہوگی بلکہ باعث قوت قلب ہوگی۔

کثرت خروج خون مثلاً بذریعہ بواسیر یا نکسیر وغیرہ بھی مضعف قلب ہے۔

تشنگی و گرسنگی متواتر بھی ایک قوی سبب دل کا ضعیف کرنیوالا ہے ایسا ہی کثرت ریاضت و مشقت بھی مضعف قلب ہے۔

متواتر سفر کرنا خصوصاً سفر تکلیف دہ علے الخصوص وہ سفر کہ جسکا باعث تردد و تشویش ہو نہایت درجہ مضعف

قلب ہے الا موسم خوشگوار اور آرام واطمینان کا معتدل ہونا پیدا نہیں ہے بلکہ مفرح قلب ہے۔

کثرت بیداری بھی ایک سبب عظیم ضعف قلب کا ہے۔

گرم ہوا اور لو کے اثر سے بہت ہی جلد ضعف قلب پیدا ہوتا ہے۔

حقہ یا چرٹ یا سگار وغیرہ کے ذریعہ سے تمباکو پینا یا پان وغیرہ میں تمباکو کھانا اور کثرت سے شراب پینا اور بھنگ چانڈو ومدک وغیرہ منشیات کا استعمال نہایت درجہ مضعف قلب ہیں۔

خروج منی کا زیادہ استعمال کرنا بھی مضعف (کمزور کرنے والا) قلب ہے۔

میلا اور کثیف اور خشن (کھردرا) لباس پہننا اور بدن کا کثیف رکھنا اور بعد انزال کے خواہ انزال خواب میں ہو یا بیداری میں غسل نہ کرنا حتے کہ ایسے غسل میں توقف کرنا مضعف قلب ہے۔

مکانات غیر مصفا وتنگ صحن وتیرہ وتاریک میں جہاں ہوا کی آزادانہ درآمد برآمد کی سبیل نہ ہو دائمی سکونت رکھنا مضعف قلب ہے۔

اُن مقامات کی سکونت رکھنا جہاں کی آبادی گنجان ہو خصوصاً جبکہ وہاں کی مردم شماری بھی زیادہ ہو یا وہاں کی ہوا نہایت درجہ گرم ہو یا وہ معمورہ (آبادیاں) دریائے شور کے سواحل پر آباد ہوں یا زمین کے نشیب ونمناک مقامات پر آباد ہوں مضعف قلب ہے۔

جن اغذیہ یا اشیائے خوردنی سے طبیعت کو نفرت ہو وہ اغذیہ یا اشیائے خوردنی مضعف قلب ہیں ہوائے مکدر یعنے ہوائے غیر صاف یا ہوائے بدبو سے زیادہ ملاقات مضعف قلب ہے۔

بعض لوگ بعض عوارض کے نفع کے خیال سے سنکھیا وغیرہ سمیات کھاتے ہیں چنانچہ اُن کا یہ طرز عمل مضعف قلب ہے۔

بچوں کو توہمات مختلف سے خوف دلانے کی عادت ڈالنا جیسا کہ ہندوستان میں عورات نیکی بی بی یا ہیجا یا لولو یا جوجو کہہ کر ڈراتی ہیں مضعف قلب ہے۔

بعض اعضاء کے متضرر (نقصان رسیدہ) ہونے سے بھی قلب وروح قلبی ضعیف ہوجاتی ہے مثلاً رحم ومعدہ وجگر وطحال وغیرہ۔

گاہے ضعیف دماغ بھی باعث ضعف قلب ہوجاتا ہے جیسا کہ ضعف قلب اکثر اوقات میں وجہ ضعف دماغ ہوتا ہے۔

علاوہ مضعفات (کمزور کرنے والی چیزیں) قلب مذکورہ صدر اور بہت سے جزئی اسباب مضعف قلب ہوسکتے ہیں۔ جن کا حصر دشوار ہے مگر جسقدر معرض تحریر میں آئے اُن میں سے اکثر ایسے ہیں کہ آج کل

بر سبیل عادت ہمارے ارباب ملک اُن کے استعمال میں لانیکے عادی ہیں اور جن کو وہ سرسری خیال کرتے ہیں اور اُن کا اضرار (نقصان رسانی) اُن کے خیال میں بھی نہیں ہے۔ معہذا ادویہ واغذیہ جو مضر قلب ہیں ان کو ہم بیان نہیں کر سکتے ہیں اس لئے کہ اول تو کوئی شخص اُن کا حصر نہیں کر سکتا ہے ثانیاً جمیع انسان کے مزاجوں کے لئے اُن کا یکساں اثر نہیں ہو سکتا ہے۔

دلایل اجمالی ضعف قلب

اب رہا یہ امر کہ اسباب مذکورہ ضعف قلب کے باعث کیوں ہوتے ہیں سو اس کی تشریح اہل علم کے نزدیک تو مخفی نہیں ہے مگر عوام کی آگاہی کے لئے اجمالاً ان کے دلایل یہاں بیان کر دینے مناسب معلوم ہوتے ہیں۔

غم و ہم و افکار و خوف و غصّہ وغیرہ کیفیات نفسانیہ سے چونکہ روح حیوانی و قوت حیوانی کو غیر منتظم حرکات ہوتے رہتے ہیں اور چونکہ روح و قوت مذکورہ کا معدن قلب ہے لہذا قلب کو بھی باتباع روح و قوت حیوانی کے حرکات غیر منتظم ہونگے۔ اور حرکات غیر منتظم کا ہونا بالخصوص بالافراط ہونا مضعف قلب ہے۔

اور بوجہ اس کے کہ منی کے ساتھ روح قلبی کا زیادہ اخراج ہوتا ہے اس لئے کثرت اخراج منی مضعف قلب ہے اور یہی علت ضعف قلب اُس وقت میں موجود ہوگی جبکہ کثرت سے اخراج یا خروج خون (بالفصد و فصد کے ساتھ خون نکلنا، یا دیگر حوادثے و قوع میں آیا ہو اس لئے کہ خون کے ساتھ میں بھی روح قلبی کا استفراغ ہوتا ہے۔

اور مسہلات کثرت سے یا بے محل مسہل سے بھی یہی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور باایں ہمہ ادویہ مسہلہ کی حدت اور بعض ادویہ مسہلہ مستعملہ کا سمی الجوہر ہونا بھی قلب کی نقصان رسانی کے لئے کافی ہوتا ہے۔

اور بھوک پیاس سے بھی رطوبات غریزی و روح حیوانی کا تحلیل ہونا یقینی امر ہے۔

کثرت بیداری اور سفر تکلیف دہندہ میں چونکہ ارواح و قوے و خون کو خارج بدن کی جانب حرکت ہوتی ہے اور ان چیزوں کی حرکات الی الخارج (باہر کی طرف) سے تحلیل روح قلبی بھی ہوتی ہے اور تحلیل روح قلبی حسب بیان سابق مستلزم ضعف قلب ہے۔

حُقّہ و چُرٹ یا سگار وغیرہ کے ذریعہ سے تمباکو پینا یا پان وغیرہ کے ساتھ کھانا اور شراب و منشیات مادکا استعمال کرنے سے ضعف قلب کا پیدا ہونا بہت صاف طور سے تعلیمات و تفہیمات میں بیان ہو چکا ہے۔

مرچ سُرخ بوجہ حدت و حرارت کے جوہر قلب کو اور روح قلبی کے لئے ایک بلائے سخت ہے بلکہ ایک قہر اور آفت۔

مکانات تیرہ و تاریک وغیر مصفا اور معمورہ جات (بستیاں) مذکورہ میں سکونت و بود و باش رکھنے سے ہوائے صاف و تازہ بتازہ قلب و روح حیوانی و حرارت غریزی کو میسر نہیں ہوتی ہے جسکی بہت ہی ضرورت

ہوتی ہے اور اسوجہ سے قلب میں ضعف پیدا ہوجانا ایک ضروری بات ہے۔

سواحل دریائے شور کی اور نمناک و پست مقامات کی آبادیوں کی ہوا چونکہ مکدرات (کدورت پیدا کرنے والی آمیزشوں) اور رطوبت فاسدہ سے خالی نہیں ہوتی ہے لہذا سریع الفساد (جلد خرابی پیدا کرنیوالی) بھی ہوتی ہے اور دل خوش کن نہیں ہوتی ہے اور مقامات مذکورہ کے باشندگان کی تفتیح مسامات کیوجہ سے حرارت غریزی ضعیف ہوتی ہے لہذا روح حیوانی اور قلب بھی ضعیف ہوجاتا ہے۔ ادویہ سمیہ (زہریلی) مثل سنکھیا وغیرہ کا استعمال چونکہ منافی حیات ہے اور مخالف روح قلبی ہے لہذا سمیات قلب کی ضرر رسانی میں کب کمی کرسکتی ہیں۔

چونکہ خوف کیحالت میں روح حیوانی اور حرارت غریزی قلب کیجانب گریز کرتی ہے جسکی وجہ سے قلب کو سخت انقباض ہوتا ہے پس اگر بچوں کو اکثر اوقات مخوفات (ڈرانیوالی چیزوں) خیالی سے ڈرایا جاویگا۔ تو ان کے قلب میں ایک ضعف مستحکم پیدا ہوجائیگا۔ اور انکو خائف ہوجانے کی عادت ہوجائیگی۔

بچوں کی تعلیم و تربیت بموجب اصول حکماء

چونکہ اس مقام پر سلسلہ بیان اجمالی دلایل ضعف قلب میں بچوں کی عادت کا تذکرہ آگیا ہے اور عادت کا بہت بڑا اثر اخلاق پر عام اس سے کہ اخلاق حسنہ (اچھی عادتیں) ہوں۔ یا اخلاق ذمیمہ (بُری عادتیں) پڑتا ہے۔ اور اخلاق قلب کے خانہ زاد اور اس کے اہلبیت (گھر کے لوگ) ہیں لہذا مجھ کو مناسب ہوا کہ بچوں کی طرز تربیت کے بارہ میں جس کا عادت پر بہت قوی اثر پڑتا ہے گفتگو کروں۔

یہ جو ایک مشہور مقولہ ہے کہ العادۃ طبیعۃٌ ثانیۃٌ یعنی عادت بطور مستقل ایک طبیعت دوسری ہوجاتی ہے فی الواقع یہ بہت ہی محقق اور مجرب مقولہ ہے خصوصاً بچوں میں اس مقولہ کا تحقق اور وجود بہت جلد اور آسانی سے ہوتا ہے اس لئے کہ ان کے نفوس درحالیکہ وہ قالب عنصری (بدن) سے متعلق کئے جاتے ہیں وہ حالت ابتدا میں ہر قسم کے ملکات (عادتیں) و عوارض سے پاک ہوتے ہیں مگر بدن سے رابطہ پیدا ہوتے ہی وہ قلب کے توسط سے اوصاف جمیلہ یا ملکات (عادتیں) ردیہ سے متاثر ہونے لگتے ہیں اور چونکہ نفس کا تعلق یکدم سے اوسیوقت بچے کے جسم سے ہوجاتا ہے کہ جب وہ ماں کے رحم میں ہوتا ہے لہذا اس وقت میں بچے کا نفس بالکل ماں کے نفس کی تابع ہوتا ہے اور ماں کے اخلاق کا عکس اور پرتو پیٹ میں بچے کے اخلاق پر پڑنا شروع ہوتا ہے جس سے یہ بات لازم آئی کہ بچوں کے اخلاق کی اصلاح اوسیوقت سے ہونا چاہئے۔ جبکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہوں کیا معنے سردست زمانہ ولادت تک بچہ کی اخلاقی حالت پر رحم کرکے اس کی ماں سنگدلی و کینہ و بغض و رنج و غم وغیرہ کیفیات ردیہ (بُری کیفیتیں) نفسانیہ سے اپنے آپکو باز رکھے یا اس کے باز رہنے کی کوشش کی جاوے۔

علے ہذا القیاس بعد ولادت زمانہ رضاعت (دودھ پلانے کا زمانہ) تک اخلاقی تاثیرات سے متاثر (اثر پذیر)

ہونیکے اعتبار سے ایسی (دودھ پلائی) مقرر کی جائے کہ جو صحت جسمانی کے علاوہ پاکیزگی اخلاق سے بھی موصوف ہو۔

ہرگاہ اس میں مشی و خرام (چلنے پھرنے) کی قدرت پیدا ہو جائے تو اُس کو بلا ضرورت گود میں لئے نہ رہیں جس طرح سے کہ ہمارے ملک میں امرا اور آسودہ گھرونکے بچوں کا طریقہ پرورش و نگہداشت ہے کہ جس کی وجہ سے عادت آرام طلبی اُن کے نفوس میں مرتسم (منقش) ہو جاتی ہے اور زندگی کی مُہمات کی تکمیل کی قدرت اُن میں مفقود ہو جاتی ہے۔ اور جبکہ کسیقدر بھی اُن کو ادراک اور شعور حاصل ہو تو اُن کو بحکمت عملی عورات کی صحبت سے علیحدہ رکھیں الا بقدر ضرورت۔ اگرچہ وہ عورتیں ماں بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں ہوں۔ اس لئے کہ جنس عورت کے ناقص العقل ہونے میں کوئی شک نہیں ہے خصوصاً ہمارے ملک کی عورات کہ جن کو بوجہ جہالت اور عدم تربیت فاتر العقل کہنا چاہیئے۔ بچوں میں اولے العزم اور عالی خیالات پیدا نہیں کر سکتی ہیں بلکہ اپنی حماقت کیوجہ سے اُن کے نفوس کو تباہ و برباد کرتی ہیں اس لئے کہ اس ناتربیت یافتہ گروہ کے نزدیک انتہا درجہ کا کمال اور اعلے درجہ کی عقل یہ سمجھی جاتی ہے کہ کسی کی غیبت یا مضحکہ (ہنسی) کر لیا یا بتحریک حسد کسی کی اہانت کی یا کسی کو نشانہ اتہام (تہمت لگانا) بنایا یا کسی کا مضحکہ کیا۔ یا اپنے اغراض خباثت حاصل کرنیکے لئے نادان کو عاقل اور عاقل کو نادان بنایا۔ غرضکہ ان امور میں جس کو زیادہ مہارت ہوگی وہی اُن کے گروہ میں زیادہ عقلمند کہلائیگی۔ باہم شقاق (جدائی) و نفاق پیدا کرنیکا بھی انمیں ایک عجیب مادہ ہوتا ہے اور اسی قسم کی تعلیمات صراحتاً یا اشارتاً بچونکو بھی دیتی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے نفوس میں اسی قسم کے خیالات پست و ذلیل مرتسم (منقش) ہو جاتے ہیں اور اُن کے اخلاق تباہ و برباد ہو جاتے ہیں اور اُن علوم و فضایل دینی و دنیوی حاصل کرنیکا اُن میں ذوق و شوق باقی نہیں رہتا ہے کہ جسکے لئے خلاق عالم نے اُن کو پیدا کیا ہے۔

علے ہذا القیاس اُن کو ان اطفال کی صحبت سے بحکمت عملی و ملاطفت و نرمی الگ رکھنا چاہیئے کہ جو مشاغل لہو و لعب (کھیل کود) میں اپنی عمر عزیز ضائع کر رہے ہوں اس لئے کہ اُن کی مخالطت (میل جول) سے بھی اُن کے نفوس میں ادنے درجہ کے خیالات منطبع ہونگے۔ کہ جو فضایل و علوم حاصل کرنیکے نقیض ہیں۔

پاکی اور طہارت اور ادائے فرائض مذہبی اور ورع و تقوے (پرہیزگاری) اور راست گوئی و دیانت پر ان کو مایل و شایق کریں اور جو اشخاص اوصاف مذکورہ سے موصوف ہوں حاضر و غیب میں بچونکے روبرو اُن کی عزت و وقار کریں تاکہ اُن کے دلوں میں اوصاف مذکورہ کی قدر ہو بچونکی اہانت و ذلت و تحقیر قولاً و فعلاً روا نہ رکھیں اور اُن کے وقار کی نگہداشت کریں تاکہ اُنکے دلوں میں اپنی تمکنت اور خودداری پیدا ہو جائے۔ اور لوگونکی نگاہ میں بھی اُن کی عظمت و توقیر ہو۔ جس کی وجہ سے وہ یقیناً حرکات خفیفہ سے اور لہو و لعب سے باز رہیں گے۔

جایز طور سے کسب معاش کے وسایل کی قولاً و فعلاً ترغیب دیتے رہیں اور افلاس و ناداری کے نقصانات اور ذلتیں عمدہ پیرایوں میں ظاہر کرتے رہیں (اعزہ (عزیز اور رشتہ دار) کے ساتھ سلوک اور غمخواری ہمسایہ کے ساتھ مراعات (رعائتیں) بنی نوع انسان سے ہمدردی گورنمنٹ وقت کے مدارج اطاعت زمانہ موجودہ کی ضرورتوں کو باحسن وجہ محسوس کراتے رہیں۔ مہمان نوازی کی خوبی اور اسراف اور فضول خرچی کے نتایج ذلت و رسوائی باحسن وجہ ذہن نشین کراتے رہیں +

اُن کی حاجات زندگی کے لوازم اور تحصیل علوم و تربیت وغیرہ کے متعلق صرف کرنے میں دریغ نہ کریں بشرط امکان ہر قسم کی آرایش اور لوازم آسایش اُن کے لئے مہیا کر دیں بشرطیکہ اُن میں کوئی قباحت شرعی۔ یا قباحت عقلی نہ ہو۔

اُن پر بے محل سختی نہ کریں تاکہ وہ سرکش نہ ہو جائیں اور اُن کے دلوں میں وقاحت (بے حیائی) پیدا نہ ہو جائے بلکہ جملہ امور میں ملائمت اور فہمایش سے کام لیں اور اگر سختی سے تادیب کا موقع ہو تو تنہائی میں اُن کی تادیب و تنبیہ کریں مجمع عام میں ایسی تادیب و تنبیہ مناسب نہیں ہے۔

اُن کو اوقات اور مشاغل کا پابند کریں اور حفظ اوقات کی بکمال ابتدائی عادۃ ڈالیں وگرنہ کوئی کام اُن سے علے وجہ الکمال (پورے طور پر) تکمیل نہ ہوگا۔

اُن سے معاملات میں رائے طلب کیا کریں اور مشورہ لیا کریں تاکہ اُن کو معاملات اور امور میں غور کرنے کی عادت پیدا ہو جائے۔

اُن کو اولاً تعلیم امور مذہبی ہونا ضروری ہے بعدہٗ علوم عقلی میں سے علم ریاضی سے تعلیم کا آغاز ہونا چاہیے تاکہ اُن کے ذہنوں میں تزکیہ و جودت پیدا ہو پھر باقتضائے وقت و زمانہ و حالات و مناسبت طبیعت جو تعلیم مناسب حال ہو اُس کی انجام دہی کو مقدم اور ضروری خیال کرنا چاہیئے۔

مفرحات و مقویات قلب مع دلایل اجمالیہ۔

آبادی کے باہر کی نسیم سحری یعنی صبح کی ٹھنڈی ہوا کی ہوا خوری مقوی و مفرح قلب ہے خصوصاً اُس باغ کی ہوا کہ جہاں گل و ریاحین معطر کن دماغ موجود ہوں یا وہاں سبزہ زار ہو بالخصوص اُس سبزہ زار کے قرب و جوار میں کوئی آبشار بھی ہو مگر شرط یہ ہے کہ بڑے بڑے درختوں کا ہجوم یا زراعت طویل القامت (زیادہ بڑھی ہوئی) کا وجود نہ ہو غرضکہ ایسی نسیم سحری کدورتوں سے پاک ہوتی ہے پس دل کی تفریح اور تقویت میں بھی اعلیٰ درجہ ہوگی۔

محبوبہ جمیلہ کے ساتھ ہم آغوشی بشرطیکہ جماع کی کثرت سے خالی ہو نہایت درجہ مقوی قلب ہے اسلئے کہ حالت مذکورہ میں بوجہ سرور و خوشی قلب کو انبساط ہو جائے۔ کہ جو اُس کی تقویت کا موجب ہے۔

عطریات مرغوب طبیعت کا سونگھنا اور روایح طیبہ (خوشبودار چیزیں) خصوصاً کافور و صندل وغیرہ نہایت

درجہ مقوی قلب ہیں اس لئے کہ خوشبو سے روح قلبی کو غایت درجہ تقویت پہنچتی ہے اور روح قلبی کی قوت تقویت قلب کا باعث ہے۔

موسم ربیع کی سردی جہاں تک وہ قابل برداشت ہے نہایت درجہ مقوی قلب و روح قلبی ہے اس لئے کہ اس موسم کی سردی چونکہ بالطبع پاکیزہ و لطیف ہوتی ہے لہذا حرارت غریزی بدن کے لئے اور قلب کے لئے قوت کا باعث ہوتی ہے۔

غذائے لذیذ اور مطبوع (پسند) خاطر بشرطیکہ وہ رداءت (خرابی) سے خالی ہو عموماً مقوی قلب ہے۔ اس لئے کہ ایسی غذاؤں سے بھی قلب میں انبساط پیدا ہوتا ہے کہ جو باعث تقویت قلب ہے۔

گرمیوں کے زمانہ میں عرق بید سادہ و عرق بید مشک یا عرق کیتکی یا عرق نیلوفر یا عرق کیوڑہ یا عرق گلاب سرد پانی میں شامل کرکے اور قند و شکر وغیرہ سے شربت مرتب کرکے پینا مفرح قلب ہے اس لئے کہ موسم مذکور میں سرد پانی سے جوہر قلب اور حرارت غریزی کو غایت درجہ تقویت ہوتی ہے اور عرقیات مذکورہ مفرح قلب ہیں۔ اور شیرینی کی وجہ سے شربت کا اثر معدہ سے قلب تک بہت جلد پہنچتا ہے۔

پونڈے کی گنڈیریاں خصوصاً سیاہ یا سرخ پونڈے کہ جو عرق کیوڑہ چھڑک کر چوسی جائیں نہایت درجہ مفرح و مقوی قلب ہیں۔

سبز کشمش کو صاف کرکے چینی کے پیالے میں رکھ کر موسم ربیع کی شب ماہ میں رکھا جائے اور اس پر کسی قدر کیوڑہ چھڑکا جائے یہ کشمش صبح کو ایک ایک کرکے کھانا نہایت درجہ مقوی و مفرح قلب ہے۔

شیر برنج کہ جو عرق کیوڑے سے خوشبودار پکائی گئی ہو اُس کو مٹی کے کورے سکوروں میں موسم ربیع کی شب ماہ میں رکھ کر صبح کے وقت کھانا مقوی و مفرح قلب ہے۔

گھیاکدو یعنی لوکی و شلجم و چقندر و گاجر و کسیر و سیب و بہی و امرود و انگور و ناشپاتی و اناناس و آملہ مربی۔ اور آم اور آنار شیریں اور آڑو مفرحات و مقویات قلب ہیں۔

تندرست و فربہ و جوان دُنبہ و مینڈھا اور فربہ و جوان مرغیوں کا گوشت اور ان کے بیضے نہایت درجہ مقوی قلب ہیں اس لئے کہ اشیائے مذکورہ مسمن (فربہ کنندہ) بدن ہیں۔ اور جو چیز مسمن بدن ہے۔ وہ قلب کو قوی کرے گی۔

حلیم جو ایک قسم کی مشہور غذا ہے خصوصاً وہ حلیم کہ جو اقسام گوشت مذکورہ بالا سے ترتیب دے کر پکایا جائے نہایت درجہ مقوی قلب ہے اس لئے کہ ایسا حلیم نہایت درجہ فربہ کنندہ بدن ہے اور ہر غذا خواہ دوا فربہ کنندہ بدن مقوی قلب ہے۔

لطیف اور شیریں شیر گرم پانی سے روزمرہ غسل کرنا اور لباس صاف و ملایم پہننا غایت درجہ مفرح قلب ہے۔
وجہ اس کی بہت صراحت کے ساتھ احکام غسل و لباس میں بیان ہوئی ہے۔

گرمیوں کے موسم میں ہر دو کف پا و کف دست کو روغن گل سے اور جاڑوں میں روغن حنا سے جس کو صالح تیل کہتے ہیں اچھی طرح سے مالش کر کے کف پا و کف دست کو گرم پانی سے دھو ڈالنا نہایت درجہ مقوی قلب ہے اس لئے کہ اس عمل سے حرارت غریزی اور روح حیوانی میں نہایت درجہ تقویت ہوتی ہے کہ جو باعث تقویت قلب ہے۔

نسخہ مرکب کہ جو قلب کے فواید مذکورہ کے سئے ایک شان عجیب ہے

مرکب مفصلہ ذیل اسرار عجیبہ سے ہے۔ اور بدرجہ غایت مقوی قلب و روح حیوانی ہے جتی کہ رنج و غم والم و افکار و خوف کی حالت میں استعمال کرنے سے کیفیات مذکورہ کا نشان بھی باقی نہیں رہیگا۔ اور حالت سفر میں اس کے استعمال سے اُن تغیرات و حوادث سے کہ جو بوجہ تبدیل آب و ہوا سفر کنندہ کی صحت کو لاحق ہوتے ہیں بحول اللہ (خدا کی قدرت سے) حفاظت اور نجات کی پوری امید ہے۔ اور ہر قسم کے امراض وبائیہ سے اُن کے جاری ہونیکے زمانہ میں پورے طور سے امن کی امید ہے یعنے زمانہ شیوع (جاری ہونے) وبا میں استعمال کرنیوالے کو ہوائے ردی کی حفاظت سے ایک عمدہ حصار عافیت ہوگا۔ اور اُس کا استعمال بعد الجماع (جماع کے بعد) اُن نقصانات کا تدارک کریگا کہ جن کا ظاہر ہونا ممکن الوقوع ہے اور نہایت درجہ ممسک بھی ہوگا اور عورت عقیمہ یعنے بانجھ عورت کے لئے باعث تولید اولاد (اولاد پیدا ہونے) ہوگا۔ اور حاملہ کو قبل ماہ ہفتم استعمال کرانا باعث تقویت حمل ہوگا اور حاملہ مذکورہ سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ نہایت درجہ ذہین اور عقیل و شجاع و مستقل مزاج ہوگا۔ اور باایں ہمہ نہایت درجہ مقوی دماغ و مقوی قلب و جملہ اعضائے رئیسہ ہے اُسکے بنانے اور مختلف موقعوں پر استعمال کا دستور العمل مشروحاً بیان کیا جاتا ہے۔

لاجورد مغسول زمرد سبز۔ زبرجد۔ یاقوت سرخ۔ یاقوت زرد۔ فیروزہ۔ یشب سبز۔ عقیق سرخ۔ عقیق زرد۔ ہر یک چھ ماشہ ان جملہ اجزا کو اولاً ہاون دستہ میں بہت احتیاط کے ساتھ کوٹ کر باریک کر لینا چاہیے بعدہ ان سب کو کھرل سنگ سماق یا کسی اور ایسے کھرل میں کہ جس کے اجزا گھستے نہ ہوں ڈالکر آدھ پاؤ عرق گلاب قسم اول میں کھرل کرے ایک گھنٹہ تک۔ بعدہٗ اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دے تاانیکہ تھوڑے عرصہ میں یہ کل دوائیں تہ نشین ہو جائیں گی اور گلاب صاف رہجائیگا۔ پس نہایت احتیاط کے ساتھ یہ گلاب منقطر کر لینا چاہیے تاکہ محض اجزائے ادویہ کھرل میں باقی رہجائیں بعدہٗ مروارید ناسفتہ۔ طباشیر کبود۔ جدوار ختائی زہر مہرہ ختائی عنبر اشہب زعفران ہر یک چھ ماشہ چہار ورق طلا۔ چہار ورق نقرہ ہر یک نو ماشہ کشتہ نقرہ تین ماشہ کھرل مذکور میں دواؤں مذکورہ کیساتھ شامل کرکے پانچ روز عرق کیوڑہ اور پانچ روز عرق بیدمشک اور پانچ روز عرق گلاب میں کھرل کیجائیں۔ پندرہویں روز جب جملہ تقات مذکورہ میں کل ادویہ کھرل ہو کر خشک ہوجاویں تب ان ادویہ سائیدہ کو کھرل سے علیحدہ کریں۔ بعدہٗ گل مختوم بادرنجبویہ بہمن سپید تخم خرفہ سیاہ تخم بالنگو تخم فرنجمشک بہدانہ

برگ بھنگ خشک گل سرخ گل گاؤزبان برگ گاؤزبان کشنیز خشک دانہ الائچی خورد ہر یک ایک تولہ ہاون دستہ میں خوب باریک کوٹ کر دو روز کال خشک کھرل کرنا چاہئے اُس کے بعد سفوف جواہرات مذکورہ تیار شدہ میں شامل کرکے چار پہر ان مجموعہ دونوں سفوف کو بھی کھرل کرنا چاہئے ہرگاہ کہ یہ دونوں سفوف چار پہر کے کھرل کے بعد ایک ذات ہو جائیں پس اس سفوف کے دو حصے کرنا چاہئے ایک حصہ میں عرق بید مشک مخلوط کرکے گولیاں چنے کے برابر بنائی جاویں اور اُن حبوب پر ورق طلا پیچیدہ کریں چنانچہ یہ حبوب بعد تیاری دس روز کے بعد قابل استعمال ہونگی۔ اب رہا ملبقے نصف حصہ سفوف مذکور سو اسکو اشیائے مفصلہ ذیل کے قوام میں مخلوط کرکے مثل خمیرہ کے معجون بنا لیا جائے۔

ہلیلہ مربی و آملہ مربی تا ب گرم شستہ رب سیب۔ رب بہی۔ رب امرود۔ رب آلو۔ یعنے فواکہ مذکورہ کی جیلی گلقند آفتابی گلقند سیوتی ہر ایک دو تولہ یہ جملہ اشیاء ایک مقدار عرق گلاب مثانی آدھ سیر گلاب میں بہت مبالغہ کے ساتھ سائیدہ کرکے پارچہ سپید باریک ململ میں چھان لیں تا اینکہ کل ادویہ سائیدہ پارچہ مذکورہ سے نکل جائیں۔ بعدہ شیرہ مغز بادام شیریں شیرہ مغز تخم کدوے شیریں۔ شیرہ مغز تخم نیلوفر۔ شیرہ مغز تخم پیٹھہ ہر ایک ایک تولہ تین چھٹانک عرق بید مشک میں خوب سائیدہ کرکے حسب تحریر صدر پارچہ ململ میں چھانے جاویں اور یہ دونوں چھنی ہوئی اجزا باہم ملا کر ان میں قند سپید آدھ سیر نبات سپید آدھ سیر مخلوط کرکے دیگچی نقرئی اور بدرجہ مجبوری دیگچی قلعی دار میں آنچ پر رکھی جائیں ہرگاہ کہ مثل قوام شربت کے قوام ہو جائے تب بقیہ نصف سفوف مذکورہ اُس قوام میں شامل کرکے اچھی طرح سے بذریعہ چمچہ وغیرہ مخلوط کرکے آنچ سے علیحدہ کر لینا چاہئیے ہرگاہ کہ سرد ہو جائے تب اس معجون کو مرتبان شیشہ یا جستی یا کسی ظرف نقرہ میں چالیس روز تک غلہ جو میں دفن کر دینا چاہئے بعدہٗ حسب طریقہ و ہدایت مندرجہ ذیل استعمال میں آئیگا۔

نسخہ مذکورہ میں غربا کے لئے تبدیل	چونکہ حبوب معجون ہذا کے بعض اجزا قیمتی ہیں لہذا ان کی بہم رسانی میں غریب لوگوں کو دشواری ہوگی بدینوجہ ان لوگوں کی آسانی کے لئے تجویز کیا جاتا ہے کہ بجائے کل یا بعض اجزائے بیش قیمت کشتہ قلعی تین

ماشہ یعنی رانگ کا کشتہ تین ماشہ صدف مروارید یعنے وہ سیپی کہ جس میں موتی پیدا ہوتا ہے اور مونگا اور مونگے کی شاخ ہموزن ادویہ بیش قیمت سفوف مذکورہ بالا میں مدت معینہ مذکورہ بالا تک کھرل کرکے شامل کریں اور اس سفوف سے حبوب و معجون حسب ترکیب مصرحہ صدر بنایا جائے۔

جن اغراض کے لئے مینے یہ حبوب معجون تجویز کیا ہے بنظر ان ضروریات و خصوصیات کے مجھکو یقین کامل ہے کہ اس میں برگ بھنگ شامل کرنا شریعت اسلام بھی جایز رکھے گی ایسی حالت میں فقہاء و علماء اسلام حلت یا حرمت یا اباحت (یعنی حرام یا مباح ہونا) کا مرتبہ طبیبوں کی رائے سے معین کرتے ہیں۔

نسخہ استعمال کی ہدایت	رنج و غم و افکار و خوف و سفر کی حالت میں اور توحش کے زمانہ میں نصف ماشہ حبوب مذکورہ روزمرہ یا ایک روز درمیان دیکر استعمال کیجائے وقت صبح کے۔ اور اُس کے اوپر چھ تولہ عرق نیلوفر یا عرق بید سادہ

یا عرق کاسنی یا عرق گاؤزبان یا عرق بادرنجبویہ یا تازہ پانی میں شربت نیلوفر یا شربت انگور ایک تولہ شامل کرکے پیا جاوے۔ اور اگر قبض وغیرہ عارض ہو تو بجائے شربت نیلوفر شربت آلوئے بخارا یا شربت املی مناسب ہوگا علیٰ ہذا القیاس حالت سفر میں حبوب مذکورہ بمقدار مذکورہ حسب قاعدہ علاوہ عرقیات یا پانی تازہ کے ساتھ کھایا جائے

خفقان کی حالت میں معجون مذکورہ سے مقدار چھ ماشہ روزمرہ صبحدم کھلایا جائے گا۔ بعدہ عرقیات مذکورہ میں شربت نیلوفر یا شربت سیب یا شربت انار شیریں یا شربت انگور یا شربت ورد یا شربت آلو یا شربت فالسہ یا شربت نارنج یا شربت کیوڑہ وغیرہ شامل کرکے پلایا جاوے۔ اور عرقیات اور شربت مذکورہ کی تبدیل وتجدید ہوتی رہے۔ اور عرقیات وشربتوں مذکورہ کے علاوہ بحسب الضرورت جو مناسب معلوم ہوئے بدرقہ جات ساتھ کی دوائیں مناسبہ بجائیں

فوراً بعد جماع اس معجون کا استعمال بدیں طریقہ ہوگا۔ کہ مقدار چھ ماشہ بعد جماع کھایا جائے اس کے بعد پاؤ سیر یا اس سے زیادہ گائے کا دودھ شیریں کرکے پینا چاہیئے۔

امساک کے لئے بھی چھ ماشہ کھانا چاہیئے اور اس کے بعد بمقدار مذکورہ بالا گائے کا دودھ کسیقدر شیریں کرکے پینا چاہیئے۔ جماع سے تین چار گھنٹہ قبل۔

اور عورت عقیمہ (بانجھ) کو بعد قطع سبب مرض عقر (بانجھ ہونا) کے عرقیات مذکورہ کے ساتھ شربت مذکورہ میں سے کوئی شربت شامل کرکے دیا جائیگا۔ اور قدر خوراک معجون مذکور کے یہاں بھی چھ ماشہ ہونا چاہیئے۔

اور اگر بانجھ ہونیکا سبب مجہول ہو یا اشتباہ کی حالت میں ہو تو پنڈلیوں پر حجامت مع الشرط یعنی پچھنے لگانا یا بھری ہوئی سینگیاں لگانا کہتے ہیں لگا کر اور خون نکالکر چند روز متواتر معجون بمقدار مصرحہ بالا عرقیات وشربت مذکورہ بالا کے ساتھ استعمال کرانا چاہیئے۔ اور حاملہ عورت کو قبل آغاز ماہ ہفتم ایک روز خواہ دو روز درمیان دیکر چھ ماشہ معجون مذکورہ آدھ پاؤ عرق گاؤزبان کے ساتھ کھلایا جائیگا۔ مگر بعد ماہ ہفتم صرف ضعیف حاملہ یا ضعف حمل کی صورت میں چھ ماشہ معجون گائے کے دودھ کے ساتھ استعمال کرنا مناسب اور بہتر ہوگا۔

وزن حبوب اور معجون کا جو تحریر ہوا ہے وہ باعتبار قدر خوراک کے وزن کامل معین کیا گیا ہے یعنے پندرہ سال سے زیادہ عمر والوں کے لئے وزن مذکورہ کافی ہوگا اور پندرہ سال سے کم اور دس سال سے زیادہ عمر والوں کو نصف وزن کامل مذکور۔ اور دس سال سے کم عمر والونکو لغایت پانچ سال ایک ثلث (تیسرا حصہ) وزن کامل مذکور کا۔ اور پانچ سال سے کم عمر والوں کو ایک چہارم وزن کامل مذکور سے۔ یا اس سے بھی کم۔

تقریر اخیر نسبت علاج حفظ قلب

ہم نے جو جو علاج ولوازم حفظ قلب تحریر کئے ہیں ان کا حصر کچھ انہیں پر نہیں ہے بلکہ اور بہت سے مراتب حفظ قلب نکلسکتے ہیں مگر یہ بات ضروری ہے کہ امر حفاظت قلب جو تحریر کئے گئے ہیں ان کا روزمرہ کے طرز زندگی انسان پر بہت قوی اثر پڑتا ہے ان میں سے اکثر امور ایسے ہیں

کہ اگر اُن کی نگہداشت نہ کی جائے اور ممنوعات سے احتراز نہ کیا جائے تو اور طریقوں کی حفاظت قلب سے کوئی نتیجہ مفید پیدا نہ ہوگا - اور مراتب مذکور جیسا کہ قلب کی صحت موجودہ کو قایم رکھتے ہیں اسی طرح سے اُس کی صحت زایلہ کو واپس بھی لاکر بہت

صدر

صدر (سینہ) اور اُس کی حفاظت کے مدارج

اطبا کی اصطلاح میں مفہوم لفظ صدر میں ریہ یعنے پھیپھڑہ اور اُس کا نواح اور اس کی جھلیاں اور پسلیاں اور پسلیوں کی جھلیاں اور حنجرہ جسکو گلا کہتے ہیں داخل ہے بالجملہ صدر کا کارخانہ قلب اور حرارت غریزی کو بذریعہ سانس کے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا پہونچاتا رہتا ہے اور چونکہ اس کی سمت فوقانی (اوپر کی طرف) میں دماغ شائع ہے اس لئے دماغ کے فضلات بھی اس پہ نازل ہوتے رہتے ہیں جس سے قطع نظر اور حوادث کے دماغ کے فضلات نازلہ کی وجہ سے بھی محل خطر میں رہتا ہے اور صدر کو جس قدر امراض لاحق ہوتے ہیں ان میں سے اکثر خطرناک اور تکلیف دہ ہیں مثلاً سل - ذات الصدر - ذات الریہ - ذات الجنب - ذات العرض ضیق النفس و نزلہ و کھانسی وغیرہم

اِس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صدر کے احتیاط کے مراتب تحریر کئے جائیں چنانچہ ضروری مراتب احتیاط کی تشریح کی جاتی ہے -

دھوئیں اور غبار آلود ہوا سے صدر کو سخت نقصان پہنچتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اُس میں امراض مختلفہ پیدا ہونیکی استعداد پیدا ہو جائے گی -

ترشی اور مرچ سرخ صدر کو سخت مضر ہیں اس لئے کہ صدر کے اکثر اجزا پٹھوں سے مرتب کئے گئے ہیں اور ترشی خصوصاً سرکے کی ترشی مضر ترین اشیا اعصاب کے لئے ہے اور مرچ سرخ کی حدت جوہر اعصاب کی رطوبت لطیف کو فنا کرتی ہے -

بہت زیادہ سرد پانی خصوصاً وہ پانی جو برف ڈال کر سرد کیا جائے یا جو شربت برف ڈالکر بہت زیادہ سرد کیا جائے صدر کے لئے نہایت درجہ مضر ہے علے الخصوص جبکہ اُس کی کثرت اور مداومت اختیار کی جائے -

بہت زیادہ ڈنڈ کرنا اور اعتدال سے زاید موگدر ہلانا یا اکثر اوقات بارگراں دونوں ہاتھوں سے سر کی طرف اٹھانا اجزائے صدر کے لئے نہایت مضر ہے اسلئے کہ حرکات مذکورہ سے رطوبات صدر کے تحلیل ہوتی ہے جس سے الآخر انواع انواع امراض صدر کا وقوع ہوتا ہے مگر بااعتدال ڈنڈ و موگدر ہلانا مقوی اجزائے صدر ہیں -

سیدھی وضع پر چیت لیٹنا صدر کے لئے نہایت ہی مضر ہے اسلئے کہ ایسی حالت میں دماغ سے فضلات کا نزول دیر ہونے لگتا ہے -

اب یا دیگر منشیات کا استعمال صدر کو نہایت مضر ہے - بموجب اُن دلایل کے کہ جن کی

توضیح تعلیمات وتفہیمات میں گذر چکی ہے۔

موسم سرما اور فصل برسات کی سردی سے صدر کو نہایت نقصان پہونچتا ہے اور امراض خطرناک لاحق ہونیکی استعداد پیدا ہوتی ہے لہذا زمانہ مذکورہ کی سردی سے صدر کو بچانا بہت ہی ضروری ہے خصوصاً حالت سفر میں حفظ صدر کا سردی اور گرمی سے نہایت اہتمام طلب امر ہے۔ صدر کی حفاظت سفر وحضر میں روئی دار یا پشمینہ یا دبیز کپڑے کی صدری سے ہو سکتی ہے۔

بہت زیادہ چیخنا یا شور وغل مچانا صدر کے لئے مضر ہے مگر بالاعتدال اور ملایمت سے گانا یا پڑہنا یا تلاوت کلام مجید کرنا مقوی صدر۔

بہت زیادہ دوڑنا یا کوئی اور ایسی ریاضت کرنا جس سے لمبے لمبے سانس لینے کی ضرورت ہو صدر کے لئے سخت مضر ہے علیٰ ہذا القیاس کثرت جماع بھی مضعف صدر ہے۔

گلوبند پشمینہ موسم سرما و برسات کی سردی کے لئے اور گلوبند دبیز سوتی کپڑے کا لوہ کی حفاظت کے لئے سفر وحضر میں واسطے صدر کے مفید ہے۔ اسلئے کہ گلوبند سے نوازل صدر پر نہیں گرتے ہیں۔

موسم سرما میں بیضہ مرغ اور فربہ مرغیوں کا گوشت اور روہو مچھلی اور شلجم وگاجر اور حریرے مغزیات اور ہر قسم کے حلوے مقوی صدر ہیں۔

اور موسم گرما میں خصوصاً جبکہ لوہ چلتی ہے گائے کا دودھ اور ترکاریوں میں گھیا کدو یعنے لوکی اور گھیا ترئی اور ساگ پالک وخرفہ وبتھوا مقوی صدر ہیں علیٰ ہذہ القیاس موسم مذکورہ میں مسکہ دگائے کا مکھن نہایت درجہ مقویات صدر سے ہیں۔ جو چیزیں مقویات صدر تحریر کی گئی ہیں اُن کو بسبیل تبدیل کھانا مناسب ہے یعنے کبھی وہ اور کبھی یہ۔

معدہ

معدہ اور اُس کی حفاظت کے مدارج

جس طرح سے چمن کی آبیاری نہر یا کنوئیں یا رجباہ یا حوض وتالاب سے ہوتی ہے اسی طرح سے تمام اعضائے بدن کی ارتغذیہ (غذا پہونچانا) کی تکمیل کا معدہ متکفل اور ذمہ دار ہے لہذا جملہ اعضا کی سلامتی کا موقوف علیہ معدہ ہی ہے اِس بنا پر اگر وہ عضو رئیس نہیں ہے تو اُس کے عضو شریف اور کریم اور جملہ اعضائے بدن کے ولی نعمت ہونے میں تو کچھ شک نہیں ہے لہذا اُس کے افعال کی روانی اور اُس کی حرکات کی نگرانی میں جہانتک اہتمام کیا جائے اِس اہتمام کے شکریہ ادا کرنے کے جملہ اعضاء مستعد وجوہ اُسکے لوازم احتیاط بیان کئے جاتے ہیں۔

اور کھانا مناسب ہوگا۔ اور غربا کے لئے ظروف گلی اغراض مذکورہ کے لئے بہتر ہیں بشرطیکہ زیادہ سے زیادہ دو تین بار استعمال میں لائے جائیں۔ دیگر ظروف آہنی و ظروف مسی و ظروف پیتل و کانسی جلد جلد چاندی یا پارہ یا رانگ کی قلعی کرا کے استعمال میں لاویں مگر ظروف آخر الذکر میں زیادہ عرصہ تک کھانا رکھنا نہ چاہئے۔ کھانا کھانے اور کھانا رکھنے کے لئے چینی و شیشے یعنی کانچ اور سونے و چاندی کے برتن نہایت مناسب اور سب سے زیادہ اولیٰ اور اعلیٰ مٹی کے برتن ہیں بشرطیکہ اُن میں ایک ہی بار کھانا رکھا یا کھایا جائے۔

اور وباء کے زمانہ میں باسی کھانا نہایت ہی مضر ہے جس سے نہایت پرہیز کرنا چاہئے۔

(و)

وباء کے زمانہ میں حرکات وسکون بدنی کی ہدایت

قبل اس کے حرکات و سکون کے قواعد نہایت شرح و بسط کے ساتھ کہ جو تندرستوں کو عمل میں لانا چاہئیں۔ ہم بیان کر چکے ہیں مگر قواعد مذکورہ کا عمل میں لانا اُسی زمانہ تک محدود ہے کہ جب فساد ہوا یا وبا نہ ہو لیکن جبکہ امراض وبائیہ شروع ہوں یا ہوائے فاسد کی وجہ سے مختلف امراض کی یورش ہو تو اُس حالت میں حرکت و سکون کے احکام میں ایک تبدیل عظیم کرنے کی ضرورت واقع ہو جاتی ہے۔ المختصر وباء کے زمانہ میں حرکات قویہ اور ریاضت نہایت درجہ مضر ہے بلکہ سکون و راحت کی نہایت ضرورت ہے۔ اس لئے کہ حرکات اور ریاضت سے مسامات بدن کی تفتیح ہوتی ہے اور متواتر سانس کے ذریعہ سے ہوا بھی زیادہ جسم کے اندر داخل ہوتی ہے اور بدن کے رطوبات بھی تحلیل ہوتے ہیں۔ اور یہ امور اجسام انسان میں وباء کی تاثیرات پیدا کرنے کے لئے نہایت قوی اور خوفناک مُؤثرات ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے کثرت بیداری بھی زمانہ وباء میں مضر ہے اس لئے کہ بیداری بوجہ خروج ارواح و قوتے و حرارت کی جانب خارج بدن کی کلیۃً حرکت و ریاضت سے مشابہ ہے پس زیادہ جاگنے سے بھی وہی نتائج پیدا ہونگے کہ جو حرکات قویہ اور ریاضت سے حاصل ہوتے ہیں اور اگر ریاضت اور حرکات غیر معمولی کے ترک پر کسی وجہ سے قدرت نہ ہو تو اُس میں قلت اور کمی تو ضروری ہونا چاہئے بجز اس کے کہ کوئی اور اسباب ایسے پیدا ہو جائیں کہ جس کی وجہ سے حرکات قویہ اور ریاضت کی ضرورت ہو۔

امتناع حرکت سے یہ بات لازم نہیں آتی ہے کہ معمولی کاروبار کے لئے بھی حرکات ممنوع ہو جاویں بلکہ اگر ایام وباء میں گہوارہ یا جھولے کے ذریعہ سے حرکت دیجائے تو نہایت ہی مناسب ہوگا۔ اس لئے کہ سوائے راکد و قایم ہوا کا تبادلہ بھی ہوتا رہیگا اور معتدل حرکت کے فواید بھی حاصل ہو جائیں گے۔

وباء کے زمانہ میں اہل اسلام کو علاوہ نماز پنجگانہ اکثر اوقات نماز نوافل پڑھنا نہایت ہی فایدہ مند ہوگا اس لئے کہ نماز نوافل سے مسرت روحانی بھی یقیناً حاصل ہوتی ہے۔ اور حرکات معتدلہ کا بھی فایدہ پہونچتا رہیگا۔

زمانہ وباء میں مسہل و قے و فصد و جماع سے نہایت ہی پرہیز چاہئے اس لئے کہ یہ چیزیں بدن میں حرکات قویہ پیدا کرتی ہیں اور ان سے ارواح و رطوبات بدن کا اخراج بھی ہوتا ہے لہٰذا زمانہ وباء میں امور مذکورہ کا ارتکاب نہایت ہی پُر خطر معاملہ ہے۔

(ز) وبا کے زمانہ میں سکون و حرکات روحانی کی ہدایت

قبل اس کے ہم رحجی علاج کی بحث میں بدلایل ثابت کر چکے ہیں کہ بدن کی تاثیرات نفس (روح) پر اور نفس کی تاثیرات بدن پر قوی طور سے واقع ہونا یقینی ہیں اسی بنا پر ہمکو یہ تحریر کرنا ضروری ہے کہ وبا کی حالت میں غم و غصہ والم و خوف و فکر وغیرہ عوارض نفسانیہ کا عارض ہونا ایک خطرناک معاملہ ہے کہ جو حرکات نفسانی کی تفاصیل کی بحث دیکھنے سے عمدہ طور سے ثابت ہو جائیگا۔ البتہ حرکات نفسانی سے مسرت اور ابتہاج (خوشی) ایسی ایک کیفیت نفسانی ہے کہ جس کے حصول کی اکثر حالات و امراض خصوصاً وبا کے زمانہ میں ضرورت ہوتی ہے۔ لہذا ایام وبا میں غم و غصہ و فکر و خوف اور وہم سے جس طرح سے ممکن ہو آزاد رہنا چاہئے اگرچہ امور مذکورہ کا عارض ہونا امور اختیاریہ سے نہیں ہے مگر تاہم تدبیرات سے اور عقل کی جانب رجوع کرنیسے اُن میں کمی آجانا یا بالکل زایل ہو جانا ممکن ہے وبا کے زمانہ میں اکثر آدمیوں کی طبایع پر توہم و خوف و ہراس غالب ہوتا ہے اس کے لئے بہترین تدبیر یہ ہے کہ امور مصرحہ صدر یعنے مراتب حفظ صحت کی پابندیاں کر کے اپنے آپکو بالآخر فانی اور فنتی میں شمار کر کے اپنے قلب کو حقد (کینہ) و حسد و بغض و نفسانیت و قساوت قلبی (سنگدلی) وغیرہ ملکات ردیہ سے باز رکھے اور اکثر اُن کتابوں کا مطالعہ کرتا رہے کہ جن میں سلف صالحین اور انبیاء و اولیاء و علماء کا تذکرہ یا اُن میں طرح آخرت کے بیان کا زیادہ اہتمام کیا گیا ہو اور کثرت تلاوت کلام مجید خصوصاً و سورہ تغابن و کثرت نوافل تغابن (غلبہ) وبا کے لئے انشاء اللہ تعالے ایک عمدہ حصار عافیت ہوگا۔ اور مولانا غزالی علیہ الرحمۃ کی کتب مصنفہ کہ جن کا زبان اردو میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے مطالعہ کرنا ایک عجیب جمعیت روحانی اور اطمینان قلبی دیگا۔ چنانچہ خاکسار کو عین شدت وبا میں احیاء العلوم مصنفہ مولانا ممدوح کے مطالعہ سے اور سورہ تغابن کی تلاوت سے ایک عجیب جمعیت قلب حاصل ہوئی ہے۔

(ح) وبا کے زمانہ میں غسل و حمام و لباس کی ہدایت

قبل اس کے ہم غسل و حمام و لباس کے قواعد مفصلاً بیان کر چکے ہیں جن کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے یہاں صرف اسقدر لکھنا ضروری ہے کہ وبا کی حالت میں سرد و شیریں پانی سے ایک بار روزمرہ غسل کرنا نہایت ہی مناسب ہے اس لئے کہ ایسا پانی مسامات بدن کو جمع اور حرارت غریزی کو قوی کرتا ہے بدینوجہ ہوائے فاسد کے شر و فساد سے باعث امن ہوگا بشرطیکہ موسم گرم ہو اور اگر موسم سرد ہے یا مزاج ضعیف ہے تو آب گرم و شیریں سے غسل کرنا چاہئے اور اگر کوئی عوارض مانع موسم گرم میں سرد پانی سے غسل کرنے کے موجود ہوں تو مجبوری ہے ایسی حالت مجبوری میں آب نیمگرم و شیریں سے غسل کرنا چاہئے علے ہذہ القیاس بوڑھوں اور بچوں کے مزاجوں کو متحمل غسل آب سرد دیکھکر گرمیوں میں سرد پانی سے غسل کرنا چاہئے ورنہ نیمگرم شیریں پانی سے غسل مناسب ہوگا بہرحال جس طور سے مناسب ہو زمانہ وبا میں ایکبار روزمرہ غسل کا التزام ضرور رکھنا چاہئے تاکہ فضلات بدن صاف ہوتے رہیں اور وہ فواید حاصل ہوں کہ جو غسل کے بیان میں بہت تشریح کے ساتھ اس کتاب میں مرقوم ہوئے ہیں خصوصاً جنب کو یعنی اُس شخص کو کہ جسکو انزال ہوا ہو خواہ بالجماع یا بالاحتلام (حالت خواب میں انزال ہو) یا دیگر وسایل سے غسل کرنا بہت ہی ضروری ہے

مگر حمام فصل وبا میں نہایت مضر شے ہے اس لئے کہ حمام سے تفتیح مسامات و تحلیل رطوبات بدن و انتشار حرارت غریزی ہوتا ہے اور یہ امور ہوا کو تاثیرات وبائی پیدا کرنیکا اچھی طرح سے موقع دیں گے۔

صفائی لباس کا بھی اس خوفناک موسم میں بہت ہی اہتمام چاہیئے یعنی حتی الامکان جلد جلد لباس تبدیل ہوتا رہے اور اگر بوجہ عدم امکان جلد جلد تبدیل لباس ممکن نہ ہو تو اُس کو روزمرہ دھو کر پہننا چاہیئے اور عطریات مناسبہ ملنا چاہیئیں۔

بالجملہ صفائی و پاکیزگی جسم و لباس کا اس موسم میں نہایت درجہ اہتمام ضروری ہے۔ اور اگر خوف تحریک نزلہ و زکام نہ ہو تو شدت وبا کے زمانہ میں لباس صندل وکافور میں رنگ کر پہننا مناسب ہوگا۔

(ط)

وبا کے زمانہ میں ادویات کے استعمال کی ہدایت

حسب تقریر ماسبق تندرستی کی حالت میں ادویہ کا استعمال نامناسب ہے مگر زمانہ وبا میں چونکہ ہر انسان کے اخلاط و رطوبات بدن میں کسی نہ کسی طرح کے تغیرات رہتے ہیں گویا ہر انسان من وجہ کسیقدر مریض ہوتا ہے اور قوائے بدن بھی فی الجملہ ضعیف ہو جاتے ہیں اور ہوائے محیط درپے ایذا رہتی ہے۔ بدیں وجوہ علاوہ انتظامات مسطورہ بالا کے ان ادویہ مفردہ یا مرکبہ سے بہت اچھی طور سے انسان کو نفع پہونچتا ہے کہ جو مفرح و مقوی قلب و روح قلبی بھی ہوں اور معدہ کی تقویت دہندہ اور مصلح ہوا ہوں۔ چنانچہ بدیں غرض نسخہ جات معہ ترکیب تیاری بقید نمبر ترقیم تحریر ہوتے ہیں بعدہ بہ نشان نمبر اُن نسخہ جات کے مواقع استعمال و مقدار و ترکیب استعمال وغیرہ کی بوجہ احسن تشریح کی جائیگی۔ اور قبل اس کے ادویہ بنانیکی ہدایتیں کہ جن کو عوام ایک سرسری امر خیال کرتے ہیں مگر وہ فی الواقع امور اہم سے ہیں بیان کی جاتی ہیں تاکہ اُن ہدایتوں کا ہر حالت میں خیال رکھا جائے۔

(ی)

ادویہ مفردہ و مرکبہ بنانے اور تیار کرنے کی ہدایت

جملہ ادویہ مفردہ مثلاً جوشاندہ یا خیساندہ اور جملہ ادویہ مرکبہ مثلاً جوارش و معجون و خمیرہ جات و شربت و عرقیات وغیرہ کی دوائیں اُسی وقت ظروف مسی یا ظروف برنجی میں رکھنا چاہیئیں کہ جب تک ظروف مذکورہ کو آنچ پر رکھنے کی ضرورت ہو بشرطیکہ ظروف مذکورہ قلعی دار ہوں ورنہ بجائے نفع کے نقصان عاید ہوگا۔ خصوصاً جبکہ اجزائے ادویہ میں کوئی جزو ترش ہو اس صورت میں بہت دیر تک ظروف مذکورہ میں رکھنے سے بہت سے زیادہ فساد کا خوف ہے۔ بالجملہ اگر نسخہ مفرد یا مرکب کی دوائیں بھگوئی جائیں یا رکھی جائیں۔ تو سونے یا چاندی یا سنگی یا چینی یا شیشے یا قلعی دار مسی و برنجی ظروف میں بھگونا و رکھنا چاہیئے اور بدرجہ مجبوری ظروف گلی میں جو کورے اور غیر مستعمل ہوں بھگونا اور رکھنا چاہیئے اور یہ بھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ جس قدر نسخہ جات مرکبہ و مفردہ ہم اس کتاب میں تحریر کرینگے اُن کے تمام اجزا کے بہم پہونچانے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ اور اگر منجملہ اجزائے مذکورہ کوئی جزو بہم نہ پہونچے تو اس وجہ سے منافع اس دوا کے سلب نہ ہونگے جیساکہ عاقل طبیب و ماہر فن کو نسخہ جات کے ملاحظہ سے معلوم ہو جائیگا۔ ہم جسقدر نسخہ جات مفردہ و مرکبہ اس کتاب میں ترقیم کریں گے وہ کسی طب کی کتاب سے

ستعار نہیں لئے گئے ہیں اور نہ کسی طبیب کے بیاض سے نقل کئے ہیں اور نہ ہم امر معالجہ میں ادویہ مفردہ و مرکبہ مرتب کرنے میں قدماء کی ترتیب و ترکیب کے محتاج و پابند ہیں جیسا کہ ہمارے زمانہ کے اطبا بلکہ مشہور اطباء کا طرز عمل ہے۔ اس لئے کہ استادان سلف کے اکثر نسخے مرتبہ جس حیثیت سے کہ وہ مرتب اور مرکب کئے گئے ہیں ہم ہندی نژادوں کے لئے بیکار ہو گئے ہیں اور جو نسخہ جات کارآمد ہو سکتے ہیں انکو ہم زمانہ موجودہ و حالات درپیش شدہ کے لحاظ سے نفع کا ظن غالب خیال کر کے استعمال کرا سکتے ہیں پس ایسے نسخہ جات قدما کی کتابوں میں بہت کم دستیاب ہونگے سکہ جو عندالضرورت بجنسہ بلا تصرف استعمال کرائے جائیں پس ضرور ہوا کہ اپنے ملک کی فصلوں اور مزاجوں کے لحاظ سے مرکبات مرتب کئے جائیں چنانچہ خاکسار اس موقع پر یا جہاں جہاں ضرورت ہوگی ایسا ہی التزام کریگا اور معالجہ مریضوں میں میرا طرز عمل یہی ہے اور اپنے اس طریقہ کی پابندی کا معاملہ علاج میں مشکور بھی ہوں۔

(ب)

وبا کے زمانہ میں حفظ صحت کے لئے ادویہ مفصلہ ذیل استعمال کرنا چاہئے

بطور اصل کلی کے تو ہم نے قبل اس کے بیان کر دیا کہ وبا کے زمانہ میں اصولاً کس قسم کی ادویہ نفع کریں گی اب اس اصل کلی کی فروعات یعنے ادویہ جزئیہ قابل استعمال زمانہ وبا تحریر کی جاتی ہیں۔

نمبر ۱۔ سکنجبین سرکہ سادہ بدیں ترتیب بنانا چاہئے۔

سرکہ خالص ایک حصہ آب تازہ شیریں ایک حصہ قند سپید یا چینی سپید ہموزن پانی و سرکہ کے مخلوط کر کے فوراً دیگچی قلعی دار میں آنچ پر رکھا جائے تا ایں کہ شربت کا قوام بن جائے اور ایک دن اور ایک رات گزر جانے پر یہ سکنجبین قابل استعمال ہوگی۔

نمبر ۲۔ سکنجبین لیموں جو ایک دن اور ایک رات گزر جانے پر قابل استعمال ہوگی۔

آب لیموئے کاغذی یک حصہ آب تازہ شیریں یک حصہ باہم مخلوط کیا جائے اور ان دونوں حصوں کے ہموزن قند سپید یا چینی سپید مخلوط کر کے فوراً قلعی دار دیگچی میں آنچ پر رکھکر شربت کا قوام بنایا جائے۔

نمبر ۳۔ شربت فواکہ (میوہ جات) خانہ ساز با وصف منافع مطلوبہ نہایت درجہ مفرح قلب و مقوی و مفرح و دافع وحشت نافع خفقان حار و غشی و نہایت درجہ اشتہا پیدا کنندہ ہے اور تیاری کے بعد دو روز کے قابل استعمال ہوگا۔

آب نارنج یک حصہ آب فالسہ ترش یک حصہ آب لیموئے کاغذی یک حصہ آب نارنگی یک حصہ آب سیب ولایتی یک حصہ آب بہی تازہ یک حصہ آب انگور دیسی یک حصہ آب انار ولایتی یک حصہ عرق بید مشک یا عرق گلاب قسم اول کل آبہائے مذکورہ کے مجموعہ کا نصف شامل کر کے ان سب پانیوں اور عرق کے دو چند قند سپید یا چینی سپید مخلوط کر کے دیگچی قلعی دار میں فوراً شربت کا قوام بنایا جائے۔

نمبر ۴۔ شربت خانہ ساز باوصاف مذکورہ کہ جو دو روز تیاری کے بعد قابل استعمال ہوگا۔

زرشک سماق بہی مربی آب گرم شستہ ہر ایک چار تولہ ان سب چیزوں کو عرق بید سادہ یا عرق بید مشک یا عرق گلاب یا تازہ پانی میں کہ جو وزن میں ایک ان میں سے آدھ سیر ہو خوب سائیدہ کرکے آدھ سیر قند سپید یا چینی سپید مخلوط کرکے دیگچی قلعی دار میں فوراً آنچ پر رکھکر شربت کا قوام کیا جائے۔

نمبر ۵۔ شربت خانہ ساز جامع جملہ اوصاف مذکورہ کہ جو دو روز تیاری کے بعد استعمال کے قابل ہوگا۔

رب بہی۔ رب سیب رب انبہ رب امرود رب نارنگی رب انار ترش رب آلو یعنی اشیائے مذکورہ کی جیلی ہر ایک چار تولہ ان سب کو آدھ سیر عرق بید مشک میں خوب سائیدہ کرکے ڈیڑھ پاؤ قند سپید یا چینی سپید مخلوط کرکے فوراً دیگچی قلعی دار میں آنچ پر رکھ کر شربت کا قوام بنایا جائے۔

لفظ فوراً کا فایدہ نسخہ جات مذکورہ کے بنانے میں ہر جگہ لفظ فوراً تاکیداً جو تحریر کر دیا گیا ہے اس تاکید کا فایدہ یہ ہے کہ ادویہ و اجزائے ترش کو تانبے یا پیتل کے برتن میں زیادہ دیر رکھنے سے ان میں زنگاریت پیدا ہو جاتی ہے کہ جو غایت درجہ قریب سمیت کے مضر قلب و دیگر اعضا ہے لہذا لفظ فوراً کی قید لگانے سے تیاری کی حالت میں فایدہ مذکورہ پہونچیگا اور ضرر مذکورہ سے تحفظ ہوگا۔

نمبر ۶۔ شربت خانہ ساز دافع مضر وبائے و مفرح قلب اور فی الجملہ سردی کے موسم میں نہایت مناسب ہوگا اور تیاری سے تین روز گذرنے کے بعد قابل استعمال ہوگا۔

بیج کیوڑہ۔ تخم کاسنی نیم کوفتہ۔ بادرنجبویہ۔ گل لیمو۔ بہمن سپید نیم کوفتہ ہر ایک تین تولہ ان جملہ ادویہ کو عرق گاؤزبان یا عرق بید سادہ یا عرق بید مشک یا شیریں پانی میں کہ جو ان میں کوئی وزن میں تین پاؤ ہو وقت شب تر کرکے صبحگاہ جوش دیا جائے جبکہ ایک ثلث پانی باقی رہجائے تب ادویہ ملکر پارچہ صاف میں چھانی جاویں اور اس میں ڈیڑھ پاؤ قند سپید یا چینی سپید مخلوط کرکے آنچ پر شربت کا قوام بنایا جائے اور یہ شربت دو روز بعد تیاری قابل استعمال ہوگا۔

نمبر ۷۔ شربت خانہ ساز باوصاف مذکورہ نہایت درجہ قوی العمل اور قابل اہتمام کہ جو کسی قدر سردی کی وبا کے زمانہ میں قابل استعمال ہے اور چار روز بعد تیاری قابل استعمال ہوگا۔

بادرنجبویہ ابریشم خام۔ برادہ صندل سپید۔ زرشک ناریل دریائی نیم کوفتہ۔ عود غرقی باریک کوفتہ جدوار ختائی نیم کوفتہ۔ تخم کاسنی نیم کوفتہ ان جملہ ادویہ کو وقت شب تین پاؤ عرق گاؤزبان یا عرق بید مشک یا عرق بید سادہ یا عرق کاسنی میں تر کرکے صبح کو جوش دیا جائے۔ جبکہ تین پاؤ پانی میں سے پاؤ بھر پانی باقی رہجاوے بعدہ ادویہ ملکر چھانی جاویں اور آدھ سیر چینی سپید مخلوط کرکے قلعی دار دیگچی میں آنچ پر شربت کا قوام بنایا جائے

اور اثنائے قوام میں عنبر اشہب۔ زعفران ہر یک ایک ماشہ ایک چھٹانک عرق کیوڑہ میں کھرل کر کے شامل کریں اور سرپوش سے دیگچی کا منہ محفوظ رکھنا چاہئے تاکہ خوشبو زایل نہ ہونے پاوے۔ اور ادویہ مذکورہ بالا ہر یک ڈھائی تولہ وزن میں ہونا چاہئیں۔

نمبر ۸۔ معجون بجمیع صفات موصوف کہ جو بعد تیاری کسی ظرف میں رکھکر کم سے کم اکیس روز غلہ جو میں مدفون کرکے قابل استعمال ہوگا۔

بہی مربی۔ آملہ مربی۔ سیب مربی۔ زنجبیل مربی ہر ایک تین تولہ ان جملہ مربہ جات کا شیرہ گرم پانی سے دھو کر اور تین تولہ زرشک اور تین تولہ سماق کے ساتھ آدھ سیر گلاب قسم اول میں سائیدہ کرکے باریک ململ کے پارچہ سے گزار کے آدھ سیر چینی ملاکر آنچ پر رکھیں جب شربت کا قوام آجائے تب اس میں سفوف ادویہ مفصلہ ذیل ڈال کر چمچہ وغیرہ سے خوب مخلوط کریں۔ گل ارمنی گل مختوم زہر مہرہ ختائی یشب سبز لاجورد مغسول دانہ الائچی خورد طباشیر کبود۔ برادہ صندل سپید جدوار۔ کشنیز خشک گل سرخ بہمن سپید ہر یک چھ ماشہ جملہ ادویہ بہت باریک سائیدہ کرکے قوام مذکورہ میں شامل کی جاویں۔ اور معجون کا قوام بنایا جائے۔

نمبر ۹۔ معجون بصفات مذکورہ بالا یہ معجون بھی حسب تصریح معجون صدر کم سے اکیس روز غلہ جو میں مدفون رہیگا تب قابل استعمال ہوگا۔

برگ گاؤزبان۔ گل گاؤزبان۔ برگ بادرنجبویہ۔ گل سیوتی ارنڈ خربوزہ ہر ایک دو تولہ ان جملہ ادویہ کو تین پاؤ عرق گاؤزبان میں وقت شب تر کرکے صبحدم جوش دیا جائے۔ ہر گاہ کہ ایک تہائی پانی باقی رہ جائے تب ادویہ ملکر اور چھان کر قند سپید یا چینی سپید پاؤ سیر مخلوط کرکے شربت کا قوام بنایا جائے۔ اور جب قوام آجائے تب کشنیز خشک دانہ الائچی خورد بہمن سپید برادہ صندل سپید ہر یک تین ماشہ مثل غبار باریک سائیدہ کرکے اور طباشیر کبود یشب سبز زہر مہرہ ختائی گل ارمنی گل مختوم ہر یک تین ماشہ چار پہر کھرل میں سائیدہ کرکے جملہ ادویہ کو قوام مذکورہ میں شامل کرے اور چمچہ سے خوب مخلوط کرے۔

نمبر ۱۰۔ معجون با اوصاف مذکورۃ الصدر نہایت قوی العمل اور ایک لطیفہ عجیبہ ہے اور یہ معجون بھی کم سے کم اکیس روز کسی برتن چینی یا شیشے وغیرہ میں غلہ جو کے اندر دفن رہیگا اسوقت میں قابل استعمال ہوگا۔

گل چاندنی۔ گل کیوڑہ گل نیلوفر گل سرخ گل گاؤزبان بادرنجبویہ زرشک۔ ابریشم خام ہر یک دو تولہ ان جملہ ادویہ کو وقت شب تین پاؤ عرق بید مشک یا عرق بید سادہ یا عرق نیلوفر یا عرق کاسنی یا عرق گلاب یا ایک یا چند عرقیات میں سے جو مناسب ہوں یا تین پاؤ صاف وشیریں پانی میں تر کرکے علے الصباح جوش دیا جائے ہر گاہ کہ ایک تہائی یعنی پاؤ سیر عرق یا پانی باقی رہ جائے تب ادویہ مذکورہ کو چھانی جاویں اور اس میں ڈیڑھ پاؤ

قند سپید یا چینی سپید شامل کرکے بدستور مذکور قوام کیا جائے۔ جب قوام آجائے تب یاقوت رمانی زمرد سبز مروارید ناسفتہ۔ یشب سبز ہر یک تین ماشہ آٹھ پہر کھرل میں سائیدہ کرکے اور کشنیز خشک دانہ الائچی خورد درونج عقربی تخم فرنجمشک ہر یک چھ ماشہ مثل غبار علیحدہ سائیدہ کرکے یہ سفوف اور سفوف کھرل شدہ مذکورہ دونوں کو شامل کرکے قوام مذکورہ میں چمچہ وغیرہ سے مخلوط کئے جائیں۔

نمبر ۱۱ ۔معجون با اوصاف مذکورۃ الصدر کہ جو یونانی طریقہ کے معالجہ میں اس سے غرض مذکورہ کے لئے اور تقویت قلب و دماغ و افعال دماغی مثلاً تقویت حافظہ و تقویت قوت مفکرہ و تقویت بصارت وغیرہ و تقویت جملہ قوائے بدن اور خفقانیت وحشت کے دفع کے لئے اور استقلال و جمعیت قلب کے حاصل کرنے کے لئے اور دیگر ان جملہ امراض میں امداد قوت بدن کے لئے بدرقہ جات (ساتھ کی دوائیں) مناسبہ کے ساتھ اس سے زیادہ کوئی دوا مفید نہیں ہو سکتی ہے۔ حافظ صحت اور شایق تندرستی کو چاہئے کہ قبل وقوع حوادث مذکورہ اس معجون کو تیار کرائے۔ اس لئے کہ یہ معجون بعد تیاری چالیس روز حسب تصریح صدر غلہ جو میں مدفون رہیگا تب قابل استعمال ہوگا۔ اور اس کی قوت بارہ سال تک قایم رہیگی۔ یعنے بارہ سال تک روزافزوں اوصاف مذکورہ کا فایدہ دیتا رہیگا۔ اوس کے اجزا اور طریقہ بنانیکا حسب ذیل ہے۔

گل کنیکی۔ گل کیوڑہ۔ گل لیمو۔ بیخ کیوڑا۔ گل سرخ۔ گل گاؤزبان۔ بادرنجبویہ۔ برگ گاؤزبان۔ گل چاندنی۔ زرشک بیدانہ تخم کاسنی نیم کوفتہ بارتنگ نیم کوفتہ ہر ایک دو تولہ ابریشم خام تین تولہ ان جملہ ادویہ کو رات کے وقت عرق گاؤزبان یا عرق بیدمشک یا عرق گلاب یا عرق کیوڑہ کہ جو مجموعہ عرقیات مذکورہ یا ایک عرق کوئی ان میں سے ایک سیر مروجہ وقت ہو وقت شب تر کئے جائیں اور صبح کو جوش دیا جائے۔ جبکہ ایک تہائی عرق باقی رہجائے تب ادویہ مذکورہ ململ کپڑے میں چھانی جاویں۔ اور ان چھنی ہوئی ادویہ کے پانی میں آب نارنگی۔ آب سیب تازہ آب بہی تازہ۔ آب انگور ولایتی آب انار ولایتی آب فالسہ ترش ہر ایک ایک چھٹانک اور اگر آبہائے فواکہ مذکورہ بہم نہ پہونچے تو بجائے ان کے سیب مربی و بہی مربی و آملہ مربی باب گرم شستہ ہر یک دو تولہ عرق بیدمشک آدھ پاؤ میں بہت باریک سائیدہ کرکے شامل کیا جائے اور اگر انار یا فالسہ یا انگور بہم نہ پہونچیں تو بجائے ان کے اشیائے مذکورہ کا شربت ہر یک بقدر چار تولہ شامل کیا جائے اور بعدہٗ قند سپید یا چینی سپید تین پاؤ مخلوط کرکے قلعی دار دیگچی میں آنچ پر رکھنا چاہئے جب شربت کا قوام آجائے اسوقت سفوف ہذا قوام مذکور میں چمچہ سے مخلوط کریں بعدہ فوراً عنبر اشہب زعفران ہر یک دو ماشہ پانچ تولہ عرق کیوڑہ کے ساتھ کھرل میں خوب سائیدہ قوام میں ڈالیں اور چمچہ سے خوب مخلوط کرکے آنچ سے علیحدہ کرلیں۔

تفصیل ادویہ سفوف جو قوام مذکور میں شامل ہونگے

زرد سبز یاقوت رمانی لاجورد مغسول مروارید ناسفتہ۔ یشب سبز مرجان عقیق زرد عقیق سرخ۔ زہر مہرہ ختائی ورق نقرہ۔ ورق طلا۔ ہر ایک تین ماشہ ان جملہ ادویہ کو پاؤ سیر عرق گلاب قسم اول سنگ سماق یا کسی اور عمدہ کھرل میں سائیدہ کریں تا اینکہ جملہ عرق گلاب سائیدہ کرنے میں جذب ہو جائے اور اس کھرل شدہ ادویہ میں سفوف کشنیز خشک دانہ الائچی خورد تخم زرشک۔ تخم بالنگو۔ بہمن سپید۔ تخم خرفہ سیاہ۔ برادہ صندل سپید۔ جدوار ختائی گل مختوم گل ارمنی ہر ایک چھ ماشہ بہت ہی باریک مثل غبار سائیدہ کر کے شامل کرے بعدہ ان دونوں سائیدہ سفوف کو قوام مذکورہ بالا بذریعہ چمچہ وغیرہ چوب مخلوط کر لیں اور آنچ سے علیحدہ کر لیں جبکہ سرد ہو جائے تب شیشہ یا چینی یا الک وار ظرف میں رکھ کر چالیس روز تک غلہ جو میں دفن کیا جائے اور اگر ظرف نقرہ یا طلا میں رکھا جائے تو اس کی قوت میں نہایت درجہ ترقی ہو گی۔

نمبر ۱۲۔ عرق خانہ ساز بغرض منافع مطلوبہ ونہایت مفرح ومقوی قلب ومعدہ و دافع خفقان و رافع توحش۔

خس خوشبو مقرض جوانسہ مغز کنول گٹہ نیم کوفتہ تخم کاسنی نیم کوفتہ زرشک۔ بارتنگ نیم کوفتہ۔ الائچی سپید سلم نیم کوفتہ۔ آلوئے بخارا۔ عود غرقی باریک کوفتہ گل سرخ ہر ایک پانچ تولہ وقت شب گنگا جل یا آب شیریں وصاف دریائے رواں یا کنوئیں کے پانی میں تر کر کے صبحدم پانچ سیر عرق کشید کیا جائے اور یہ عرق چوبیس گھنٹہ گزرنے کے بعد قابل استعمال ہوگا۔

نمبر ۱۳۔ عرق خانہ ساز بلحاظ منافع مذکورہ عرق اول سے قوی ہے۔

ملباتیر کبود نیم کوفتہ گل لیمو تازہ یا خشک برگ بید سادہ برگ نارنج گل کیتکی۔ گل سرخ۔ زرشک کچری قتلعات ارنڈ خربوزہ۔ عود غرقی باریک کوفتہ۔ کشنیز خشک ہر ایک پانچ تولہ رات کو ان ادویہ کو گنگا کے پانی یا صاف و شیریں کنوئیں کے پانی میں تر کر کے علی الصباح قلعی دار دیگچی میں ڈالکر نارنگی کی قاشیں آدھ سیر توڑ کر اور امرود تازہ و سیب تازہ و بہی تازہ ہر ایک پاؤ سیر کی قاشیں چاقو سے تراش کر دیگچہ مذکور میں ڈالدیں بعدہ ان جملہ اشیاء کا پانچ سیر عرق کشید کیا جائے۔ اور یہ عرق چوبیس گھنٹہ بعد تیاری کے قابل استعمال ہوگا۔

نمبر ۱۴۔ عرق خانہ ساز باوصاف مذکورہ کہ جو تیاری سے چوبیس گھنٹہ بعد استعمال کے قابل ہوگا۔

کچری تخم کاسنی نیم کوفتہ تخم کاہو۔ تخم خیارین نیم کوفتہ تخم خرفہ سیاہ نیم کوفتہ گل نیلوفر۔ مغز کنول گٹہ نیم کوفتہ عود غرقی باریک کوفتہ گل سرخ زرشک ہر ایک پانچ تولہ ان جملہ ادویہ آبہائے مذکورہ میں وقت شب تر کر کے صبحدم پانچ سیر بدرجہ حال عرق کشید کیا جائے۔

نمبر ۱۵۔ عرق نیلوفر مفرد نافع مرض وباء موسم سخت گرم۔

گل نیلوفر خشک پاؤ سیر وقت شب گنگا جل یا صاف و شیریں کنوئیں کے پانی میں تر کر کے صبح کو دو سیر

عرق کشید کیا جائے اور تیاری سے چوبیس گھنٹہ گزرنے کے بعد قابل استعمال ہوگا۔

نمبر ۱۶۔ عرق بارتنگ مفرد باوصاف مذکورہ کہ جو گرمیوں کی وبا میں نافع ہوگا۔

بارتنگ نیم کوفتہ آدھ سیر رات کے آبہائے مذکورہ بالا میں ترکرکے صبح کے وقت چار سیر عرق کشید کیا جائے اور یہ عرق بعد تیاری بارہ گھنٹے کے بعد قابل استعمال ہوگا۔

نمبر ۱۷۔ سفوف باوصاف مذکورہ بالا نہایت قوی العمل۔

طباشیر کبود دیشب سبز زہر مہرہ ختائی۔ عود غرقی ہر ایک یکتولہ۔ مروارید ناسفتہ چھ ماشہ عنبر اشہب یکماشہ جملہ ادویہ بہت باریک مثل غبار سائیدہ کرکے سفوف بنایا جائے۔

نمبر ۱۸۔ سفوف باوصاف مذکورہ ہم رتبہ سفوف مصرحہ صدر۔

لاجورد مغسول طباشیر کبود۔ برادہ صندل سپید۔ سبزی کنول گٹہ۔ زردی گل نیلوفر عود غرقی۔ بہمن سپید۔ ہر ایک چھ ماشہ زعفران یک ماشہ۔ ان جملہ ادویہ کو بہت باریک مثل غبار سائیدہ کرکے سفوف بنایا جائے

نمبر ۱۹۔ حبوب باوصاف مذکورہ۔

جدوار ختائی۔ طباشیر کبود۔ زہر مہرہ ختائی۔ گل ارمنی گل مختوم۔ عود قماری۔ مروارید ناسفتہ ہر ایک تین ماشہ ورق طلا۔ ورق نقرہ ہر ایک ایک ماشہ ان جملہ ادویہ کو آٹھ روز تک عرق بید مشک میں کھرل کرکے بقدر ماش حبوب بنائی جائیں۔ اور تیاری سے ایک ہفتہ بعد استعمال میں لائی جائیں۔

نمبر ۲۰ حبوب باوصاف مذکورہ بدرجہ غایت قوی العمل۔

افیون خالص دو تولہ آدھ پاؤ عرق بید مشک قسم اول میں ترکی جائے جب خوب گھل جائے۔ تب اچھی طرح سے حل کرکے پارچہ صاف میں مقطر کرلے۔ بعدہ شیرہ زعفران۔ شیرہ مغز بادام شیریں۔ شیرہ مغز تخم کدوئے شیریں۔ شیرہ مغز چلغوزہ ہر ایک تین ماشہ۔ ڈیڑھ چھٹانک عرق کیوڑہ میں نکال کے افیون مقطر میں شامل کرکے قلعی دار دیگچی میں آنچ پر رکھ دی جائے جبکہ گاڑھی ہوجائے تب ادویہ مفصلہ ذیل کا سفوف شامل کرلیا جائے۔ ادویہ سفوف۔

بادرنجبویہ۔ بہمن سپید۔ طباشیر کبود۔ زہر مہرہ ختائی۔ جدوار ختائی۔ مروارید ناسفتہ۔ دانہ الائچی خورد۔ عود غرقی۔ درونج عقربی۔ بیخ اذخر۔ مصطگی رومی۔ پودینہ خشک۔ باریک سائیدہ کرکے قوام مذکور میں ملاکر کسی قدر روغن بادام سے چرب کرکے بمقدار چنے کے گولیاں بنائی جائیں۔

ادویہ مذکورہ کی وبا کے زمانہ میں استعمال کی ہدایت	اگر قرب وجوار وبا کا آغاز ہونا شروع ہو تو احتیاطاً سکنجبین نمبر ایک سکنجبین سرکہ یا نمبر ۲ یعنے سکنجبین ان دونوں میں سے جو مرغوب طبیعت ہو روزمرہ قبل غذا العصر بقدر القند یک

یا دو تولہ چاٹ لینا چاہئے۔ اور اگر وبا اس معمورہ (آبادی) میں شروع ہوگئی ہے جہاں کا وہ باشندہ ہے تو بادیہ
استعمال ہر دو سکنجبین مذکورہ بالا کے شربت فواکہ (میوہ جات) نمبر ۳ یا شربت نمبر ۴ یا شربت نمبر ۵ میں سے
جو موجود ہو بقدر تین تولہ آدھ پاؤ عرق نمبر ۱۲ میں مخلوط کرکے گاہ گاہ بسعدم پی لینا چاہئے۔ اور اگر عرق مذکور موجود
نہ ہو تو تازے پانی میں محلول کرکے پینا چاہئے اور اگر شربت ہائے مذکورہ موجود نہ ہوں تو صرف تین چھٹانک
عرق مذکور یعنی نمبر ۱۲ پینا چاہیئے۔ یا سفوف نمبر ۲ بقدر تین ماشہ شربت نمبر ۲ دو تولہ میں مخلوط کرکے گاہ گاہ
بسعدم نوش کیا کریں۔ اس کے بعد آدھ پاؤ عرق نیلوفر یعنے عرق نمبر ۱۵ یا عرق بارتنگ یعنے عرق نمبر ۱۲ پیا جائے
اور اگر سفوف نمبر ۱ بقدر تین ماشہ دو تولہ شربت نمبر ۳ میں مخلوط کرکے کھایا جائے۔ بعدہٗ عرق نیلوفر یعنی عرق نمبر ۱۵
یا عرق بارتنگ یعنی عرق نمبر ۱۲ مقدار آدھ پاؤ پیا جائے تو نہایت ہی مناسب ہوگا۔ اور اگر مزاج زیادہ گرم نہ ہو یا موسم گرم
نہ ہو تو نمبر ۳ سفوف بقدر تین ماشہ نمبر ۲ شربت خانہ ساز دو تولہ میں مخلوط کرکے عرق نمبر ۴ خانہ ساز آدھ پاؤ پیا جائے
بجائے عرق نمبر ۴ کے۔ یا جبوب نمبر ۹ بقدر دو ماشہ ایک چھٹانک عرق گاؤزبان یا عرق نیلوفر یا عرق بید سادہ کے
ساتھ کھانا چاہیئے۔ اور اگر وبا کا ہنگامہ نہایت ہی ترقی پر ہے تو معجون نمبر ۱ بقدر چھ ماشہ لغایت ۹ ماشہ دوسرے
تیسرے روز کھایا جائے۔ بعدہٗ عرقیات مذکورہ سے کوئی عرق پیا جائے۔

اور اگر نعوذ باللہ وبا نہایت درجہ مہلک اور قتال ہے تو معجون نمبر ۱ چھ ماشہ لغایت نو ماشہ کھا کر اس پر
عرقیات مذکورہ سے کوئی عرق آدھ پاؤ پیا جائے۔ روزمرہ۔

یا جبوب نمبر ۲ یعنے حبوب افیونی ایک عدد چار گھڑی دن باقی رہے کھا کر کوئی عرق عرقیات مذکورہ
سے دوسرے روز پینا چاہئے۔ اور سکنجبین لیموں یا سکنجبین سرکہ روزمرہ ہر حالت میں قبل غذا یا بعد غذا
استعمال کرنا مناسب ہوگا۔ مابقی دیگر ادویہ مذکورہ دوسرے تیسرے روز استعمال میں آنا چاہئے۔
مگر ادویہ مصرحہ کے دوران استعمال میں اس بات کا لحاظ ضرور رکھنا چاہئے کہ ادویہ مستعملہ کسی حالت
بدنی کو تو ضرر نہیں پہونچا رہی ہیں۔ اگر ایسا دیکھا جائے تو اس دوا کا مبادلہ دوسری دوائی مذکورہ
سے کیا جائے۔ یا دو چار روز ترک کرکے پھر استعمال شروع کرنا چاہئے۔ یا گاہے استعمال کرے اور
گاہے ترک کر دے۔

ادویہ مذکورہ کا باعتبار (سن) عمر قدر خوراک کے مراتب

ادویہ مذکورہ کی جو قدر خوراک بیان کی گئی ہے وہ مقدار وزن کامل ہے۔ لہذا
یہاں یہ امر ظاہر کرنا ضروری ہے کہ چودہ سال سے کم عمر والے کو لغایت سات سال نصف
یا نصف سے کوئی جزو قدر خوراک مقرر کرنا چاہئے۔ اور سات سال سے کم عمر والے کو ایک چہارم یا چہارم کا کوئی
جزو ادویہ مذکورہ کی مقدار خوراک ہونا چاہئے۔

احکام متفرقہ زمانہ وبا کی ہدایت

علاوہ تدبیرات مذکورہ کے زمانہ وبا، دونوں کف دست وکف پا میں روغن گل یا روغن کیوڑہ اور اگر فصل زیادہ گرم نہ ہو تو روغن چنبیلی یا روغن جوہی یا روغن موتیا یا روغن بیلا دن بھر میں ایکبار خوب مالش کرکے فوراً نیم گرم پانی سے کف دست وکف پا کو مبالغہ سے دھونا چاہیئے۔

جس مکان میں کوئی امراض وبائیہ کا مبتلا ہو یا مرجائے تو اس مقام کے قیام سے نہایت درجہ پرہیز چاہیئے اور اگر ممکن نہ ہوسکے تو قلت قیام بہتر ہے اور قیام با ایں احتیاط ہونا ضروری ہے کہ مریض کے جسم سے یا اسکے فضلات سے جو ہوا ملاقات کرتی رہتی ہے۔ اس کی مواصلت سے امن رہے اور مریض سے جس قدر فضلات خارج ہوں وہ صحیح آدمی کے کسی عضو سے متصل یا ملاقی نہ ہونے پاویں۔ بلکہ زمین پر بھی نہ گرنے پاویں۔ اُن کو کسی ظرف میں لینا چاہیئے۔ اور فوراً اسپر راکھ یا خشک مٹی ڈال کر مع ظرف مذکور بعید مقام پر پھینکدینا چاہیئے۔ اور اگر ہر بار تبدیل ظرف ممکن نہ ہو تو ظرف مذکور فوراً پانی سے صاف کرکے تیز آنچ سے خشک کر دینا مناسب ہے اور مریض کا لباس وغیرہ کے اتصال سے نہایت احتراز لازم ہے اور اگر مریض مرجائے تو اسکے لباس موجودہ جسم کو جلاکر خاکستر کردینا چاہیئے۔ اور اس مکان کو کہ جہاں مریض کا واقعہ موت ہوا ہو گندک اور لوبان وعود غرقی وغیرہ کا حسب تصریح بالا نہایت اہتمام کے ساتھ دھواں دینا واجب ہے اور اگر ممکن ہوسکے تو اس مکان سے دوسرا مکان تبدیل کرنا چاہیئے۔ اسلیئے کہ مبتلائے مرض کے جسم کے فضلات وغیرہ کے تاثیرات سے بطور انتقالات قیاساً وتجربتہً بہت ہی جلد تندرست انسان اثر پذیر ہو جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں رواج طریقہ عیادت (بیمار پرسی) نہایت وحشیانہ اور خوفناک ہے۔ طریقہ مذکورہ نہ محض مریض کو ہی سم قاتل ہے بلکہ تندرستونکو بھی خطرہ میں رکھتا ہے یعنی مکان مریض میں ایک مجمع کثیر آدمیونکا ہو جاتا ہے مگر سخت افسوس ہے کہ اس مہلک اور خوفناک مجمع اور طوفان بے تمیزی کا کوئی بھی خیال نہیں کرتا ہے اے ارباب ملک اس طوفان بےتمیزی سے باز آؤ۔ اور اپنے آپکو دانائے فرنگ (اہل یورپ) کا نشانہ ملامت نہ بناؤ۔

تدبیرات دفع وبا کے بارہ میں تسکین

وبا سے بچاؤ کے بارہ میں جو بسیط اور شرح تدبیرات بیان کی گئی ہیں ہر عاقل اور ذی شعور ان کا ضرور ہی انضباط کریگا مگر عوام کی تنبیہ کے لئے مجھ کو یہ امر قابل تحریر معلوم ہوتا ہے کہ جو امور بغرض تحفظ صحت زمانہ وبا کے تحریر ہوئی ہیں اُن کی بجا آوری کو اہم خیال کریں اس لئے کہ یہ امر بدیہی ہے کہ وبا ہو مشترک فی البدن ہے۔ اور یہ امر بھی خیال رکھنے کے قابل ہے کہ وبا ہوا اور پانی وغیرہ کے غیر طبعی حالت کے استحالہ (تبدیل) ہونے سے پیدا ہوتی ہے اور ہر حالت غیر طبعی کا قیام وبقا چند روزہ ہوتا ہے لہذا بقائے صحت اور حفظ تندرستی کے لئے ایک زمانہ محدود تک پابندیاں مذکورہ کچھ دشوار نہیں ہیں اسلئے کہ صحت اور زندگی پر تمام مدارج ولوازم دُنیا وآخرت کے مربوط ہیں۔

ہیضہ وبائی کے احکام

(الف)

ہیضہ وبائی کی نہایت مشرح و بسیط تدابیرات

قبل اس کے ہم نے بیان کیا ہے کہ وبا مختلف امراض کے قالب میں ظاہر ہوتی ہے پس اگر وبا مرض ہیضہ کی صورت میں ہنگامہ گرم کن ہو کر کسی فرد بشر کو عارض ہوئی ہو۔ تو بشرط امکان مریض کے آرامگاہ شمال رویہ اور کشادہ مکان میں جہاں ہوا کو آزادی سے درآمد و برآمد کا راستہ ملے معین کرنا چاہیئے۔ اور مریض کے مکان کی اصلاح اور اُس کے قوائے جسمانیہ و قلب و دماغ و حرارت غریزی (اصلی حرارت) کی تقویت و حفاظت و اخراج مادہ سمیہ میں نہایت دلجمعی اور استقلال سے ہمت کو مصروف کرنا چاہیئے۔

اصلاح ہوا کی ایسے وقت میں بہتر سبیل یہ ہے کہ اُس میں عمدگی اور صلاحیت بھی پیدا ہو جائے اور کامل طور سے استعداد ترویح (ٹھنڈک پہونچانا) حرارت غریزی اور تقویت قلب و روح قلبی بھی حاصل ہو اور اغراض مذکورہ اصلاح سے مکمل ہو سکتے ہیں کہ مکان مریض سے اسباب و ظروف خانہ داری و کثیف فرش و جملہ اشیائے غیر ضروری فوراً علیحدہ کر دی جائیں اور فرش و لباس مریض نہایت صاف و عطر خس و عطر کیوڑہ و عطر گلاب وغیرہ عطریات سے معطر کر دینا چاہیئے۔ اور مکان مریض کی در و دیوار و زمین بالکل صاف کر دینا چاہیئے۔

پس اگر موسم گرم خشک ہے۔ تو کافور سرد و شیریں پانی میں حل کر کے تمام مکان کے در و دیوار پر تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد چھڑکنا چاہیئے۔ اور مکان مریض کے در و دیوار پر تھوڑے تھوڑے توقف کے بعد چھڑکنا چاہیئے۔ اور مکان کے دروازوں پر صندل و کافور میں تر کر کے پردے آویزاں کیئے جائیں اور خشک ہو جانے پر اُن پردوں کو تر کرتے رہیں۔ اور عرق کیوڑہ اور عرق گلاب اور کافور و صندل سرد پانی میں ملا کر تاش یا ناند کلاں وغیرہ میں پر کر کے چھلنی وغیرہ سے اچھالتے رہیں اور کیلے کے پتوں میں لیموں و نارنگی و گل نیلوفر و گل سُرخ و کھیرا و ککڑی و سیب تازہ و آلوئے بخارا تازہ اور دیگر گل و ریاحین و ثمرہ جات سرد سے گلدستے مرتب کر کے قریب تر مریض کے رکھے جائیں۔ اور متواتر فرشی اور دستی پنکھوں کو حرکت دیتے رہیں۔

اور اگر موسم برسات کا تر و نمناک ہے یا سردی کا زمانہ ہے تو تدبیرات مذکورہ اصلاح ہوا میں ترمیم کرنا ہوگی یعنی بجائے اس کے کہ صندل و کافور پانی میں محلول کر کے در و دیوار پر چھڑکا جائے۔ یا اشیائے مذکورہ سے تر کر کے پردے مکان کے دروازوں پر آویزاں کیئے جاویں۔ صندل و کافور و عود کی ایک صاف مکان میں عرصہ معقول تک تبخیر کی جائے۔ اور جب دھوئیں اور بخارات کا غبار بالکل زائل

ہوجائے تب مریض کو نہایت آہستگی کے ساتھ بدوں حرکت قوی اور بغیر دقت اُس مکان میں لانا اور اُس کی آرامگاہ تجویز کرنا چاہیئے اور اُس مکان کے طاقچوں پر یا جہاں مناسب ہو برادہ صندل و کافور کو ظروف کورے وگلی میں رکھکر جا بجا رکھنا چاہیئے۔ اور گرمی اور حبس ہوا کو پنکھوں وغیرہ کے ذریعہ سے رفع کرتے رہیں۔ مگر تبدیل مکان مذکورہ کے بارہ میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ مکان تبدیل شدہ جس میں صندل و کافور سے تبخیر کی ہے۔ بہت فاصلہ سے نہ ہو اس لیئے کہ اکثر اوقات نقل حرکت مریض کے لیئے باعث ضعف قوے ہو جاتی ہے اور اگر کسی قدر حرکت سے بھی باعتبار حالت مریض ضعف وغشی وغیرہ کا خوف ہو تو اُس صورت میں حرکت نہایت درجہ مضر ہوگی۔ ترکِ حرکت ہی بہتر ہوگا۔ اِس صورت میں مکان مریض میں مناسب جگہوں پر مثلاً طاقوں وغیرہ پر پارچہ صندل و کافور وعطریات مفرحہ مذکورہ سے تر کرکے رکھنا ضروریات سے ہوگا۔ اور عرق کیوڑہ یا عرق گلاب یا عرق بید سادہ یا عرق بید مشک مریض کے قریب کی دیواروں پر خفیف خفیف چھڑکنا چاہیئے۔ اور صفائی اور پاکیزگی مکان اور منع کثرت مجمع میں بہرحال اہتمام ہونا ضروریات سے اور ہر حالت میں مکان مریض اشیاء زواید خانہ داری سے خالی ہونا مناسب ہے اور لباس و بستر و تکیہ صاف و معطر کا انتظام ٹھیک طریقہ سے کرنا بہت بہتر ہے۔ امور مصرحہ کو شاید عوام امور زایدہ اور سرسری خیال کریں۔ اِس لئے ان کی تنبیہ کیلئے اور ان کے بیدار کرنے کی غرض سے لکھا جاتا ہے کہ فی الواقع یہ امور خارجیہ متعلقہ اہتمام مکان وصفائی وغیرہ امر علاج میں خصوصاً امراض وبائیہ میں نہایت ہی مہتم بالشان ہیں۔ اگر ان امور کا عمدہ طور سے انجام ہوگا تو انشاء اللہ تعالےٰ طبیعت مریض مرض وبائی پر غالب ہوکر فوراً مرض کو دفع کرے گی اور مریض صحت یاب ہوگا۔ اِسلئے کہ ان تدبیروں سے اصلاح ہوا و ترویح حرارت غریزی و تقویت قوائے بدنی و قلب و روح قلبی بدرجہ کمال ہوتی ہے اور ان امور کی تکمیل دار مدار صحت کی ہے اور ان تدبیرات سے مریض ہیضہ کا کرب و بے قراری و رفع تشنگی بہ نسبت استعمال ادویہ داخلی کے بہت سہل اور آسان ہوتا ہے۔ منجملہ تدبیرات مذکورہ کے ایک قوی تدبیر رفع شدت اعراض ہیضہ کے لیئے یہ ہے کہ مریض کو لخلخے سونگھائے جائیں تاکہ اس کی قلبی اور اندرونی سوزش فرو ہو۔ اور لخلخوں کے لیئے اجزائے مفصلہ ذیل مناسب ہونگی۔ مثلاً

کافور۔ برادہ صندل سپید۔ کشنیز خشک۔ گل سرخ۔ تخم کاسنی۔ خس ہتر مض (کتری ہوئی)۔ خس اگل (منی) گل مختوم۔ عطر خس۔ عطر گلاب۔ عطر کیوڑہ۔ عطر مٹی۔ عطر گلاب۔ عرق کیوڑہ۔ عرق نیلوفر۔ عرق بید مشک۔ عرق بید سادہ۔ وغیرہم اجزاے کلاً یا جزءً جو دستیاب ہوں۔

اور لخلخہ کی تیاری اور تبدیل اور تجدید کا بیان قبل اس کے ہو چکا ہے۔ حاجت اعادہ نہیں ہے۔ مگر ہر لخلخہ میں کسی قدر تیز سرکہ بھی شامل کرنا مناسب ہوگا۔ اِسلئے کہ سرکہ بوجہ اپنی حدت کے ادویہ لخلخہ سے اجزائے

لطیف مبادا کرتا ہے کہ جو ہوا میں عمدہ طور سے شامل ہو کر قلب اور دماغ تک بخوبی پہونچ سکتے ہیں بشرطیکہ طبیعت سرکہ کی بو سے نفرت نہ کرے۔

اور اگر وبا موسم سردی میں شروع ہوئی ہو تو جملہ تدبیر متعلقہ صفائی واہتمام مکان ولباس مریض میں وہی عملدرآمد رہیگا کہ جو قبل اس کے بیان ہوا ہے مگر ہوا کی تعدیل میں ترمیم ہوگی یعنی سردی کے موسم میں اُن چیزوں سے ہوا کو معطر ومعتدل کرنا چاہئے کہ جن میں فساد ہوا کے لئے عطریت اور تریاقیت کا اثر ہو اور ہوا میں عارضی سردی کی تخفیف ہو مثلاً بجائے آبپاشی در و دیوار مکان مریض و دیگر تدبیرات مذکورہ بعض کی ایسے مکان میں آرامگاہ تجویز کرنا مناسب ہے جہاں تبخیر (دہواں دینا) لوبان ویا عود ویا بالچھڑ ویا مصطگی ویا سعد کوفی ویا اشنہ ویا صندل ویا کافور ویا عنبر ویا مشک وغیرہ کی عمدہ طور سے کی گئی ہو۔ اور اس مکان میں تبخیر کے غبار کا اثر زائل ہوگیا ہو اس لئے کہ تبخیر کے غبار سے مریض کو ایذا اور اضطراب پیدا ہوجانیکا احتمال ہے علے ہذا القیاس موسم سردی میں عطریات مائل حرارت کا سونگھنا مناسب ہوگا مثلاً عطر موتیا وعطر چنبیلی وعطر عنبر وغیرہ اور جملہ موسموں میں ہوائے مکان مریض کو حبس (بند) کرنا مناسب نہیں ہے یعنے ہوا کے آنے جانیکا راستہ کھلا رہے۔ سرد موسم میں مکان مریض کے دروازوں کو بالکل بند کرنے سے یہ امر بہتر ہوگا کہ زیادہ روئی دار لحاف وغیرہ سے یا مکان میں آگ کی انگیٹھیوں کے ذریعہ سے سردی کا تدارک کیا جائے۔ مگر پھر بھی بمزید تاکید لکھا جاتا ہے کہ جاڑوں میں بھی ہوائے تازہ کے آنیکا راستہ کھلا رہنا چاہیئے۔

تعلیم

تدبیرات مذکورہ کے بارہ میں ایک عمدہ تعلیم

دربارہ تعمیل تدبیرات خارجیہ متعلقہ صفائی مکان ولباس وعطریات وتخلخہ جات وآبپاشی مکان وو دیگر مدارج جو احکام تاکیدی بعرض تحریر میں آئے ہیں اُن کی نسبت یہ امر بہت ہی لحاظ کے قابل ہے کہ اگر منجملہ تدبیرات مذکورہ بالا کے مریض کسی تدبیر سے یا کسی چیز کی خوشبو سے یا بدبو سے بالطبع متنفر ہو اور اس کا طبعی میلان اُس پر ناگوار اور شاق ہو تو اُس پر جبراً اُس کی تعمیل کرنا داخل حماقت ہے۔ لہذا اُس سے وہ ناگوار شے بالکل علیحدہ رکھنا چاہیئے۔ بلکہ مریض کی خدمت کرنے والوں کا یہ فرض ہے کہ وہ خود بکمال فراست اس بات کے نگراں رہیں۔ کہ مریض کس تدبیر سے رنجیدہ ہوتا ہے اس لئے کہ اکثر مریض بوجہ شرم وحیا یا آداب ایسے اکابر یا لحاظ طبیب معالج کے اپنی ناخوشگواری کو مطلق ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ خصوصاً چھوٹے چھوٹے بچے تو اپنی حالت کے بیان سے بالکل عاجز ہوتے ہیں۔ اور یہ قاعدہ ہر مرض کے علاج میں جاری ہوگا۔

ہیضہ کا علاج کلّی

ہیضہ کا معالجہ بطور قاعدہ کلیّہ

باعتبار شدت وضعف اعراض ہیضہ اصولاً مرض ہیضہ میں اختیار ادویہ وتدبیرات میں امور مفصلہ ذیل کا بالاجتماع یا بالانفراد یعنی جیسی ضرورت ہو لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(الف) اصلاح مادۂ سمیّہ۔

(ب) اخراج مادۂ سمیّہ محرکہ۔

(ج) تقویت قلب مع روح قلبی وترویح (ٹھنڈک پہونچانا) حرارت غریزی بدن۔

(د) سکون ارواح وقوائے بدنی بذریعہ خواب (نیند) وترک حرکات بدنی ونفسانی دیگر تدبیرات سے۔

(ہ) تدارک عوارض دوران مرض ہیضہ۔

ہیضہ کا علاج جزئی

ہیضہ وبائی کا معالجہ بصورت جزئیات

ہیضہ کے مرض کے شروع ہوتے ہی نہایت استقلال کے ساتھ تدبیرات خارجی معرض عمل میں لائی جائیں اور نہایت ہی فراست کے ساتھ دیکھا جائے کہ آیا مادہ متحرکہ کا اخراج بذریعہ قے واسہال کافی طور سے ہو رہا ہے یا نہیں۔ اگر طبیعت کی مدافعت سے مادہ قے یا اسہال سے بطور کافی دفع ہو رہا ہے تو تمامتر عنایت تقویت قلب وانعاش حرارت غریزی اصلاح کیفیت کی جانب زیادہ متوجہ ہونا چاہئے۔ مگر فی الجملہ طبیعت کی بھی دستگیری کی جائے گی۔ تاکہ اخراج مادۂ سمیہ میں اس کو مدد حاصل ہو اور یہ امور تدبیرات ذیل سے تکمیل پا سکتے ہیں۔ ناریل دریائی پپیتا ہر یک ایک ماشہ آدھ پاؤ گلاب قسم اول میں سائیدہ کرکے دو تولہ سکنجبین سرکہ حل وملا کرکے پلانا چاہئے۔ یا

جدوار ختائی ایک ماشہ ایک چھٹانک عرق گلاب اور ایک چھٹانک عرق بید سادہ۔ یا عرق نیلوفر یا عرق بید مشک میں سائیدہ کرکے دو تولہ سکنجبین سرکہ شامل کرکے پلایا جائے اور ادویہ مذکورہ بہ ترتیب مطلوب دو دو گھنٹہ کے فاصلہ پر دن رات میں چند بار پلانا چاہئے۔ یا کوئی اور دوا مناسب دن رات میں چند بار پلائی جائے۔

اور اگر پیاس کا غلبہ ہو تو اندک اندک نقوع (خیسانده) ادویہ مفصلہ ذیل ٹھنڈا کرکے دیا جائے اور اگر بوجہ حرارت موسم حسب مطلوب سرد ہونا ممکن نہ ہو تو شوری یا برف سے کسی قدر سرد کر لینا مفید ہوگا یا جس طور سے سرد کرنا ممکن ہو شورہ یا برف سے سرد کرنے سے مراد یہ ہے کہ شورہ یا برف پانی میں ڈال کر اس

پانی میں خیسانده ادویه بذریعه صراحی یا بوتل سرد کر لیا جائے یعنے خیسانده مذکور کی بوتلیں یا صراحیاں برف یا شوره
سے جمی جاویں۔

خیسانده مذکور کہ جو
ازبا ہیضہ کو دیا جائیگا

عرق گلاب پاؤ سیر عرق بید مشک آدھ پاؤ ستاذہ صاف وشیریں پانی تین پاؤ ان سب کو باہم
مخلوط کرکے کسی کورے ظرف گلی میں ڈال کر تیس عدد آلوئے بخارا گرد وغبار سے صاف کرکے
اُس میں چھوڑ دینا چاہئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد صاف لکڑی وغیرہ سے خوب جنبش دیکر حسب طریقہ مذکورہ
برف یا شورہ سے سرد کرکے آہستہ آہستہ بقدر رفع تشنگی پلایا جائے۔ اور جس قدر وہ لال آلوئے بخارا صرف
ہوتا جائے اسی قدر اس میں عرقیات مذکورہ وصاف وسرد پانی زیادہ کرتے رہیں اور لکڑی سے جنبش دیتے
رہیں۔ غرض ایسا نہ کیا جائے کہ مریض تشنگی سے بیتاب ہے۔

اور تقویت قلب وروح قلبی کے لیئے نخلخہ ذیل مرتب کرکے متواتر سونگھانا ضروری ہے۔ برادہ صندل
سپید خس مقرض (مقراض سے کتری ہوئی) تخم کاسنی کوفتہ۔ گل سُرخ۔ کافور ہر یک ایک تولہ ان سب
اجزا کو آبخورہ گلی آب نارسیدہ یا چھوٹی صاف بوتل یا شیشے میں رکھ کر ایک چھٹانک عرق گلاب اور ایک
چھٹانک عرق کیوڑہ ڈال کر نخلخہ بنایا جائے۔

اور اگر ناگوار طبع نہ ہو تو اس نخلخہ میں دو تولہ عمدہ اور تیز سرکہ شامل کر دینا نہایت مستحسن اور ابلغ النفع ہوگا
اور اس نخلخہ کو دو دو پہر کے بعد تبدیل کرنا ضروری ہے ورنہ بجائے نفع کے نقصان عاید ہوگا۔

علے ہذا القیاس تقویت قلب وترویح حرارت غریزی وروح قلبی کے لئے کہ جو اعظم امور معالجہ سے
ہے خس کی یا دستی پنکھے عطر خس یا عطر گلاب یا عطر کیوڑہ یا عطر صندل ملکر اور عرق گلاب وعرق کیوڑہ وعرق
بید سادہ وعرق مشک وغیرہ چھڑک کر جھلتے رہیں۔ مگر عطریات وعرقیات وغیرہ میں رغبت طبیعت کا دیکھنا ضروری ہے
جس چیز سے طبیعت کو سخت درجہ نفرت ہو اُس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

اور اگر ثابت ہو کہ طبیعت مادہ سمیہ کو اچھی طور سے دفع پر قادر نہیں ہے یا غذائے فاسد و
غیر منہضم موجود ہے تو فوراً آثار وعلامات مخصوصہ سے معلوم کرنا چاہیئے کہ آیا مادہ سمیہ کے دفع کرنے پر
طبیعت کا کس جانب کو رجحان ہے۔ مثلاً اگر غثیان وتہوع (او بکائی) وکرب واضطراب وغیرہ کے
آثار پائے جاتے ہیں یا قے ہوتی ہے مگر آزادانہ نہیں ہوتی ہے تو ان امور سے ثابت ہوگا کہ دفع مادہ سمیہ
کے لئے طبیعت کا رجحان قے کی جانب ہے پس فوراً چھال نیب پانی میں جوش دیکر اور سکنجبین سرکہ بقدر ضرورت
اُس میں مخلوط کرکے نیم گرم پلا کر قے کرانا چاہئے اور اگر جوشاندہ چھال نیب سے خود بخود قے نہ ہو تو کبوتر کے
پر وغیرہ کو حلق میں ڈال کر قے کرانا چاہئے۔ اور بعد قے کے موجودہ حالت کو بہت غور سے دیکھنا

چاہیئے اگر مادہ سمیہ ایکبار کی قے سے خارج نہیں ہوا ہے تو دو بار یا تین بار یا چند بار بطریق مذکور مبلا قے
کرانا چاہیئے یا جب کرب و اضطراب محسوس ہو اُس وقت بھی قے کرانا ضروری ہے اور اگر دونوں صورتوں میں
قے کرانے میں مضایقہ کیا جائیگا تو احتمال قوی ہے کہ مادہ سمیہ داخل بدن کی جانب رجعت کرے اور اعضائے
رئیسہ اور شریفہ پر ایک خونخوار حملہ کرکے اُن کو متھور کردے کہ جس کا نتیجہ موت ہوگا۔ یا غشی وغیرہ کہ جو اخوات
موت یعنی موت کی بہنیں کہی جاتی ہیں۔ بالجملہ جبکہ بذریعہ قے ایکبار یا چندبار مادہ سمیہ خارج ہو جائے تو پھر
اصلاح مادہ سمیہ کی جانب تمام تر ہمت کو مصروف کرنا چاہیئے یعنی

تا تحلیل وبائی پپیتیا جدوار عرق گلاب و عرق بید مشک یا عرق بید سادہ وغیرہ میں حسب تصریح مذکورہ مالیدہ
سکنجبین سرکہ شامل کرکے وقتاً فوقتاً پلانا چاہیئے اور باقی جملہ تدبیرات خارجیہ مذکورۃ الصدر بدستور رہیں گی اور
رفع تشنگی کے لئے وہی زلال آلوے بخارا بطریق مذکورہ دیا جائیگا جس کا تذکرہ ابھی گذر چکا ہے اسلئے کہ سمیہ
وبائی اور سمیہ صفراوی میں مریض کو پیاسا رکھنا درحقیقت اُسکے لئے سخت بدسلوکی کرنا ہے بلکہ اُس کو ہلاکت
میں ڈالنا ہے اور اگر ثابت ہو کہ مادہ سمیہ متحرکہ کو طبیعت براہ اسہال دفع کرنے کی کوشش کر رہی ہے مثلاً اسہال
رنگ برنگ کے آتے ہیں اور انتڑیوں میں نفخ و قراقر و مغص یعنی مروڑ کے آثار نمودار ہیں تو اس حالت میں طبیعت کی
مدد کے لئے آلوے بخارا دس دانہ املی ایکتولہ گلقند آفتابی دو تولہ آدھ پاؤ عرق گلاب اور آدھ پاؤ عرق کاسنی
میں تر کرکے ملکر اور چھان کر پلانا چاہیئے اور اگر اس سے بھی کام نہ چلے اور ثابت ہو کہ بہرحال اسہال کے ذریعہ
سے مادہ خارج ہونے میں امن اور عافیت ہے تو فوراً ڈیڑھ پاؤ عرق گلاب یا اسی قدر عرق کاسنی میں ایکتولہ
نمک شور محلول کرکے اور روغن گل ایکتولہ شامل کرکے احتقان یعنی حقنہ جس کو عمل اور عمل طائر بھی کہتے
ہیں کیا جائے باقی جملہ تدبیرات مذکورہ بالا عام اس سے کہ داخلی ہوں یا خارجی ہوں بدستور رہیں گی اور
پیاس کے لئے وہی زلال آلوے بخارا بگلاب یا دیگر عرقیات میں نکالکر دیا جائے گا۔ اور حتے الامکان اس
زلال کو برف یا شورہ وغیرہ سے سرد کر لینا مناسب ہے۔

(ب) انسداد قے و اسہال بلب ہیضہ

اور ہر گاہ کہ قطع اسہال یا انسداد قے کی ضرورت ہو مثلاً اس وقت میں کہ مادہ موذیہ
کا اخراج ہو گیا ہو اور قوت دافعہ کا فعل بوجہ دیگر عوارض بدنی اسی طرح سے جاری ہے یعنی قے و اسہال کا سلسلہ
قطع نہیں ہوتا ہے یا کثرت و شدت قے سے کسی اور سخت اور بدتر حالت پیدا ہونے کا خوف ہے تو بہت ہی جلد
ملائمت کے ساتھ تدریج عوارض مذکورہ کا تدارک کرنا چاہیئے مثلاً اولاً ادویہ قابضہ خفیفہ سے کہ جس میں تقویت معدہ
و تقویت قلب و استفراغ مواد سمیہ کے مجموعی اوصاف پائے جائیں دینا چاہیئے جیسا کہ خیسوند مشک شیو
سماقی ہر یک چھ ماشہ الائچی سفید تخم پانچ عدد آدھ پاؤ عرق گلاب میں مالیدہ کرکے دو تولہ سکنجبین لیموے ترش

شامل کر کے پلایا جائے یا

رب سیبی یا بہی مربی ایک تولہ عرق کاسنی یا عرق نیلوفر یا تازہ پانی میں سائیدہ کر کے سکنجبین سرکہ دو تولہ شامل کر کے پلایا جائے اور

تین تولہ سکنجبین لیمونی ترش میں تخم خرفہ سیاہ بریاں طباشیر کبود بریاں تخم حماض بریاں ہر ایک دو دو ماشہ باریک سائیدہ کر کے مخلوط کیا جائے اور تھوڑا تھوڑا چاٹا جائے اس کے بعد ماء الدوغ یعنی گائے کے ترش دہی کا پانی گھونٹ گھونٹ پیا جائے۔ یا شربت نارنج یا شربت فالسہ ترش یا شربت انگور ترش یا شربت ندشک یا شربت بہی یا شربت سیب ترش چار تولہ میں بارتنگ بریاں جدوار ختائی زہر مہرہ ختائی طباشیر کبود بریاں مغز تخم حماض بریاں رشیب سبز ہر ایک دو ماشہ بہت باریک پیس کر مخلوط کر کے لعوق بنائی جاوے اور تھوڑی تھوڑی مقدار وقتاً فوقتاً اولاً کھلائی جائے۔ اوس کے بعد عرق بارتنگ یا عرق کاسنی برف یا شورہ میں سرد کر کے گھونٹ گھونٹ پلایا جائے۔

اور اس حالت میں یعنی قے بند کرنیکی صورت میں جو ادویہ کھلائی یا پلائی جائیں وہ بشرط امکان برف یا شورہ میں یا کسی اور طریقے سے سرد کر کے دیجائیں۔ گرم یا نیمگرم دینا ہرگز مناسب نہیں ہے اور ایسے وقت میں پیاس کے وقت بجائے زلال آلوئے بخارے کے زلال زرشک عرق بارتنگ یا عرق کاسنی یا تازہ و شیریں پانی میں بنا کر حسب طریقہ مذکورہ بالا سرد کر کے پلانا چاہئے۔ اور اگر تدبیرات مذکورہ سے بھی قے و اسہال بند نہ ہوں اور قے و اسہال بند کرنیکی اشد ضرورت ہو تو ادویہ قابضہ مقویہ معدہ اور زیر ناف یعنے انتڑیوں پر سرد کر کے ضماد کرنے سے نفع کامل کی توقع ہے مثلاً برادہ صندل سپید آملہ خشک زرشک اقاقیا گلنار فارسی وغیرہ میں سے ایک یا دو یا چند دوائیں پانی میں پیسکر سرد ضماد کرنا چاہئے علاوہ اس کے اور ادویہ مفردہ مرکبہ مناسبہ قابضہ داخلاً و خارجاً استعمال میں لانا چاہئے اور اثنائے تدبیرات مذکورہ بالا میں ان تدبیرات کی جانب رجوع کرنا چاہئے کہ جو ادویہ مسہلہ سے بکثرت اسہال جاری ہونیکے بیان میں قبل اس کے مسہلات کی بحث میں بیان کی گئی ہیں اور ان تدبیرات سے بھی استمداد لینا چاہئے کہ جو قے متواتر کی بحث میں تھوڑی دور آگے چلکر حرف (ل) کی تحت میں بیان ہونگی۔ اس مقام پر ان تدبیرات کی اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اثنائے مرض ہیضہ میں ہر انس بالحفظ کا تدارک

جملہ تدابیر اس وقت کافی ہو سکتی ہیں کہ جب تک مرض ہیضہ اپنی سیدھی رفتار پر چلتا ہے مگر اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بوجہ بدتدبیری یا خطاء معالجہ یا بوجہ استعداد و قابلیت اعضائے بدن اس مرض موذی کے قہر سے اندرونی اعضا بھی متضرر ہوتے ہیں امنا مجبہ کونٹ عوارض

اور حوادث کو بیان کرنا اور ان کی تدبیرات تحریر کرنا ضروری ہے کہ جو قیاساً و تجربۃً ممکن الوقوع ہو سکتی ہیں اور وقوع میں آتی ہیں پس اللہ کے فضل پر اعتماد کر کے بیان کئے جاتے ہیں۔

خفقانی حالت کا تدارک کہ بے طبیعت کی بے اختیاری سے یا بوجوہ مذکورہ بالا یہی مواد متحرکہ سینہ قلب کی جانب حرکت اور توجہ کرتا ہے جس کی وجہ سے خفقان و اختلاج قلب عارض ہوتا ہے پس جبکہ مریض ہیضہ میں آثار مذکورہ دیکھے جائیں اسوقت فوراً مواد مذکورہ واپس لانے اور قلب کو قوت دینے کی جانب اپنی ہمت کو مصروف کرنا چاہئے مثلاً جملہ تدبیرات خارجی تفریح و تقویت قلب وغیرہ مذکورۃ الصدر کے ساتھ میں فوراً صندل سپید بگلاب سائیدہ پارچہ تر کر کے قلب پر رکھیں اور پارچہ مذکور بار بار تبدیل کرتے رہیں اور عرق بید مشک و عرق گاؤزبان و عرق نیلوفر و عرق بید سادہ یا عرق صندل مجموعۃً یا منفرداً یا محض تازہ پانی میں شربت سیب یا شربت نارنج یا شربت انار ترش یا شربت نیلوفر جو بہم پہونچے مخلوط کر کے اور کسیقدر عرق کیوڑہ سے خوشبودار کر کے پلانا چاہئے اور جس کے یا سادہ پنکھے عرق گلاب یا عرق کیوڑہ وغیرہ میں چھڑک کر بہت تیزی کے ساتھ چلتے رہیں اور لخلخہ جات مذکور خصوصاً ایسے وقت میں بہت عمدہ کام دینگے اور قے کرانا نہایت درجہ نافع ہوگا۔

غشی کی حالت کا تدارک اگر بوجوہ مذکورہ غشی اور بیہوشی کی نوبت پہونچے تو سرد پانی میں عرق گلاب یا عرق کیوڑہ شامل کر کے چہرہ اور سینہ پر خوب زور سے چھینٹے دیویں اور جملہ تدبیرات افاقہ غشی کی مثلاً لخلخہ سونگھانا اور صندل سپید بگلاب سائیدہ کا پارچہ تر کر کے بار بار بہ تبدیل پارچہ قلب پر رکھنا و دیگر اعمال دفع غشی عمل میں لانا ضروری ہے افاقہ غشی کے لیئے قے کرانا بدرجہ غایت مفید اور ایک قسم کی تدبیر ہے جس طرح سے ممکن ہو سکے قے کرانے کی سخت کوشش کرنا چاہئے۔ مثلاً پر مرغ یا پر کبوتر روغن گل میں تر کر کے حلق میں پہونچایا جائے یا سر کے بال خصوصاً کنپٹی کی جگہ کے بال کھینچکر تکلیف دیجائے علی ہذا القیاس شد اطراف یعنے ہاتھوں کو بغل سے کہنیوں تک اور پیروں کو کنج ران سے پنڈلیوں تک پارچہ وغیرہ سے بشدت باندھنا نہایت ہی مفید ہوگا اور کہا ہے شاخیں کف دست وکف پا میں کھنچوانے سے جلد افاقہ ہو جاتا ہے۔ بالجملہ غشی سے افاقہ میں لانیکے لئے نہایت کوشش اور اہتمام کرنا چاہئے اس لئے کہ غشی جس قدر طول ہوگی اسی قدر روح زیادہ تحلیل ہوگی۔

اور واسطے ازالہ غشی کے زہر مہرہ خطائی ایک ماشہ آدھ پاؤ عرق بید مشک یا ایک چھٹانک عرق گلاب یا عرق بید سادہ یا عرق گاؤزبان میں سائیدہ کر کے شربت نارنج یا شربت سیب یا شربت نیلوفر شامل کر کے چمچہ وغیرہ سے پلانا چاہئے یا

جواہر مہرہ دو ایک رتی باریک سائیدہ شربت ہائے مذکورہ بالا میں مخلوط کر کے ایک عدد ورق طلا محلول کر کے اولاً کھلایا جائے بعدہٗ عرق گلاب عرق کیوڑہ عرق بید مشک ہر ایک دو تولہ شربت نیلوفر تولہ بھر شامل کر کے بذریعہ چمچہ وغیرہ حلق سے نیچے اتارا جائے۔ یا

یاقوتی بارد خواہ یاقوتی معتدل حسب تقاضائے وقت یا دواء المسک بارد و یا معتدل بقدر ایک ماشہ ورق نقرہ پیچیدہ کر کے یا عرق گلاب ایک چھٹانک میں محلول کر کے کھلائی جائے اور بعد افاقہ غشی کے بھی بجہت دفع ضرر قلب مقویات ومفرحات مذکورہ دیگر مفرحات ومقویات مناسب وقت کھلانا پلانا چاہئے۔

بالجملہ غشی کے زوال کرنیکے لئے جو کچھ تدبیرات داخلی وخارجی مناسب ہوں جلد جلد عمل میں لانا ضرور ہیں اور اگر غشی عمیق (گہری) ہو اور تدبیرات مذکورہ سے افاقہ نہ ہو تو داہنے ہاتھ کی رگ باسلیق سے کسی قدر خون نکالنے کی اجازت ہے کہ جسکی وجہ سے ہوش میں آجانا یقینی امر ہے مگر افاقہ کے ساتھ ہی فوراً خون بند کر دینا چاہیئے۔

(۵)

سرسام و درد سر کی حالت کا تدارک گاہے بوجہ توجہ مادہ سمیہ کی جانب دماغ آثار بدحواسی وحالت سرسامی اولیاء مریضہ کو پیدا ہو جاتی ہے ایسی حالت میں معالج کو اپنی تمام ہمت دماغ کی حالت کو درست کرنیکی جانب مصروف کرنا چاہئے لیکن پہلے کف پا و کف دست میں محاجمہ یعنی خالی سینگیاں بکثرت کھنچوانا چاہئے۔

اور عرق گلاب قسم اول میں سپیدہ بیضہ مرغ ولعاب اسپغول و روغن گل محلول کر کے پارچہ تر کیا جائے اور دماغ پر رکھا جائے اور ایک ایک گھنٹہ بعد اس پارچہ کی تبدیل وتجدید ہوتی رہے۔

اور لخلخہ تخم کاہو کوفتہ کشنیز خشک تخم کاسنی برادہ صندل سپید گل سرخ خس خوشبو مقرض کا فور مساوی الوزن حسب طریقہ معروفہ صد ظرف گلی یا شیشی وغیرہ میں ڈال کر عرق گلاب یا عرق کیوڑہ اور کسی قدر سرکہ شامل کر کے لخلخہ سونگھایا جائے۔

اور نمک طعام یا نمک شور پاؤ سیر خاکشی پاؤ سیر باریک سائیدہ کر کے کیقدر سختی کے ساتھ تر دو کف پا میں اکثر اوقات خشک مالش ہوتی رہے یا

پارچہ صاف وخشن (کھرا کھرا) کی دونوں کف پا میں اکثر مالش کی جائے خلاصہ کلام یہ ہے کہ کف پا کی مالش میں نہایت سرگرمی سے اہتمام ہونا چاہئے۔

اور اگر حرکات سے اور آفات کا خوف نہ ہو تو صرف گرم پانی سے پاشویہ کرانا مناسب ہوگا مگر نہایت احتیاط کے ساتھ پاشویہ کا اہتمام ہونا چاہئے تاکہ گرم پانی کے بخارات دماغ اور قلب کو نہ پہونچیں۔

اور اگر کیفیت سرسامی طول ہو جائے تو بغرض ضرورت سپیدئ مرغ گرم گرم دماغ پر باندھنا چاہئے یا مونگ کے آٹے کی روٹی بکری کے دودھ میں ایک جانب خام پکا کر اور جانب خام روغن گل ملکر دماغ پر باندھی جائے۔

اور اگر عوارض سرسام نہایت ہی پرخطر ہوں تو حقنہ جس کو عمل اور عمل طائر بھی کہتے ہیں سواپاؤ عرق گلاب قسم اول اور دو تولہ روغن کا نہایت ہی بلیغ النفع اور فایدہ مند علاج ہے۔

اور اگر مریض ہیضہ کو درد سر کی شکایت ہو تو عرق بید سادہ یا عرق نیلوفر یا عرق گاؤزبان یا عرق کاسنی یا عرق بید مشک یا عرق گلاب میں شربت نیلوفر شامل کرکے پلانا چاہئے اور جملہ تدبیرات متعلقہ سرسام بحسب شدت وضعف عمل میں لانا چاہئے۔ اور عرق بید سادہ و عرق نیلوفر درد سر کے لئے خصوصاً نہایت ہی مفید عرقیات ہیں۔

تشنج و رعشہ کا تدارک — اگر دوران مرض ہیضہ میں بوجہ تاذی (ایذا پانے) دماغ کے تشنج و رعشہ ظاہر ہو تو روغن بادام میں سپیدئ بیضہ مرغ مخلوط کرکے پارچہ تر کیا جاوے اور دماغ پر رکھا جائے اور دو دو گھنٹہ بعد اسکی تبدیلی ہوتی رہے۔

اور اگر چار تولہ تل کے تیل میں ایک جزو بوا یا ایک ماشہ سائیدہ مخلوط کیا جائے اور تمام بدن پر مالش کی جائے خصوصاً پس گردن تو اس عمل سے رعشہ کو نہایت فایدہ کی امید ہے۔

حبس بول زائل کھلنے کی تدابیر — اور اگر بوجہ بعض جزئیہ مرض ہیضہ وبائی میں پیشاب بند ہو جائے تو اس حالت میں جملہ تدبیرات ادرار بول عمل میں لانا چاہئیں پس اگر ایسی حالت میں سکنجبین بزوری یا سکنجبین سادہ سکہ دو تولہ آدھ پاؤ عرق مکو یا آدھ پاؤ عرق کاسنی یا تازہ پانی میں مخلوط کرکے پلایا جائیگا تو نہایت نفع کی امید ہے۔ یا

حجر الیہود۔ خاکستر چوب۔ انگور گل داؤدی ہر یک دو ماشہ مجموعۃً یا جو چیز ان میں سے وقت پر بہم پہونچ جائے۔ دو تولہ سکنجبین بزوری یا سکنجبین سادہ سرکہ محلول کرکے کھلائی جائے اور اس کے بعد آدھ پاؤ عرق گلاب پلایا جائے تو نہایت عمدہ تدبیر ہے۔ یا

دو ماشہ قلمی شورہ۔ دو ماشہ حجر الیہود یا ایک سائیدہ سکنجبین مذکورہ دو تولہ میں ملا کر کھلایا جائے اور اس کے بعد عرق مکو یا عرق کاسنی آدھ پاؤ یا تازہ پانی میں دو تولہ شربت بزوری سرد شامل کرکے پلانا چاہئے۔

اور تدبیرات خاصہ ادرار بول میں سے آبزن ایک عجیب النفع تدبیر ہے مگر اس باب ہیضہ کے لئے

تاوقتیکہ اشد ضرورت و نہایت درجہ کا اضطراب پیدا نہ ہو آبزن سے بچنا مناسب ہے مگر ادویات مفصلہ ذیل میں سے
کل یا جزو کا نطول بینے تریڑا سخت مفید ہوگا۔
مثلاً گل کیسو۔ گل بابونہ۔ نمک لاہوری۔ گل خطمی۔ گل داؤدی۔ سبوس گندم۔ برگ مکو۔ برگ سوئیہ۔ برگ ہولی
ان ادویہ میں سے جو دوا جس قدر وقت پر بہم پہونچے دس پندرہ سیر پانی میں جوش دی جائیں ہر گاہ کہ خوب
جوش آجائیں اُس وقت یہ پانی نیم گرم پیرو پر تریڑا کیا جاوے اور پیڑو اور آلہ بول کو ہاتھ سے آہستہ آہستہ
مالش کرتا رہے اور بعد تریڑے کے تھوڑا سا ثفل ادویہ میں ایک تولہ قلمی شورہ ملا کر سائیدہ کرکے نیم گرم
پیرو پر ضماد کیا جائے۔

اور اگر تدبیرات مذکورہ سے پیشاب کی عقدہ کشائی نہ ہو تو اُس حالت میں بجز استعمال آبزن چارہ
نہ ہوگا جس کا طریقہ یہ ہے کہ ادویہ مذکورہ بالا میں سے کلاً یا جزاً اور نمک لاہوری ایک مقدار خاص بیس پچیس
سیر پانی میں جوش دی جائیں اور یہ پانی گرم گرم کسی ظرف وسیع مثلاً ناند یا دیگ کلاں وغیرہ میں ڈالا جائے
اور اس پانی میں مریض بٹھایا جائے بایں طور کہ مریض کے پیڑو تک پانی پہونچا ہو پس اس حالت میں مریض
پیشاب کرنیکا قصد کرے اور پیڑو اور عضو بول کو آہستہ آہستہ ملنا چاہئے۔
اور اگر ادویہ مذکورہ کا جوشاندہ وقت پر بہم نہ پہونچے تو صرف گرم پانی سے بطریق مذکورہ بالا آبزن کیا جائے
مگر آبزن دہپارہ میں نہایت درجہ کی احتیاط چاہئے کہ بھاپ پانی کی مریض کے دماغ اور قلب کو نہ پہونچے۔
اور اگر آبزن سے کرب و غشی یا اضطراب پیدا ہو جائے تو فوراً مریض کو آبزن کے ظرف سے علیحدہ کرکے
تفریح قلب کی تدبیریں جن کا اوپر مذکور ہوا ہے جلد عمل میں لانا چاہئیں۔

(ح م)

حبس اسہال زائل کرنے کی تدبیرات

اور اگر مرض ہیضہ میں کسی امر عارضی کی وجہ سے اسہال آتے آتے رُک جائیں یا اسہال
لانیکی ضرورت ہو تو فوراً اسہال جاری کرنے کی کوشش کی جائے پس ایسے وقت میں
سرکہ و گلاب اول قسم کا مساوی الوزن باہم مخلوط کرکے پارچہ تر کرکے پیٹ پر دس پندرہ منٹ پھیرتا رہے
جس طرح سے کہ درد و نفخ شکم کی تدبیرات کی ذیل میں بیان کیا جائیگا اور ایسے وقت میں حقنہ یا احتقان
جس کو عمل اور عمل طائر بھی کہتے ہیں نہایت انفع اور حکمی علاج ہے یہ حقنہ عرق گلاب میں روغن بادام
یا روغن بیدانجیر یا روغن گل شامل کرکے کیا جائیگا یا جن ادویہ سے حقنہ دینا مناسب ہو عمل میں لانا چاہئیں۔

درد شکم و نفخ شکم زائل کرنیکی تدبیرات

اگر اسباب جزئیہ غیر محدودہ کی وجہ سے ارباب ہیضہ کو نفخ اور درد شکم عارض ہوا ہے
تو پپیتا ایک ماشہ اور تخم خربوزہ دو ماشہ۔ الائچی سپید چار عدد۔ آدھ پاؤ عرق گلاب
میں شیرہ کشیدہ کرکے اور سکنجبین سکہ دو تولہ شامل کرکے پلانا چاہئے اور آدھ پاؤ گلاب قسم اول اور

اسیقدر عرق بادیان اور چار تولہ سرکہ تیز شامل کرکے آنچ پر رکھا جائے جب کہ گرم ہوجائے تو اس میں پارچہ ترکرکے پیٹ پر تکمید (سینک) کی جاوے یعنے پیٹ پر پھیرا جائے اس تدبیر سے یقین ہے کہ شکایات لاحقہ زایل ہوجائیں گی۔ اور علاوہ اسکے جو تدبیرات مفیق (افاقہ دہندہ) درد شکم اور مناسب وقت ہوں عمل میں لانا چاہئیں۔

(ی)

عرق سرد بند کرنے کی تدبیرات اور گاہے بوجہ ضعف قوت ماسکہ بدن کے ارباب ہیضہ کو سرد پسینہ آتا ہے۔ جسکی وجہ سے ساعتاً فساعتاً ان کی قوت سلب ہوتی جاتی ہے اور غشی کی حد تک نوبت پہونچتی ہے پس ایسے وقت میں بھی قلب کی تقویت کی جانب ہمت کو زیادہ مصروف رکھنا چاہئے مثلاً خمیرہ گاؤزبان عنبری یا خمیرہ گاؤزبان سادہ ورق طلا یا ورق نقرہ بیچیدہ کرکے کھلایا جائے۔ بعدہ عرق نیلوفر یا عرق بارتنگ یا عرق گاؤزبان میں دو تولہ عرق کیوڑہ یا دو تولہ عرق بید مشک شامل کرکے شربت لیمو شامل کرکے پلایا جائے۔ جواہر مہرہ چار رتی۔ عنبر اشہب ایک رتی باریک سائیدہ کرکے شربت سیب دو تولہ میں مخلوط کرکے کھلایا جائے۔ اس کے بعد عرق صندل ماکوی اور عرق عرقیات مذکورہ بالا سے پلایا جائے۔

یا دواء المسک بارد تین ماشہ۔ ورق نقرہ بیچیدہ کرکے کھلائی جائے۔ اوس کے بعد عرقیات مذکورہ سے کوئی عرق پلایا جائے۔ یا

یاقوتی یا خمیرہ مروارید یا خمیرہ ابریشم یا خمیرہ صندل چھ ماشہ عرقیات مذکورہ میں سے کسی عرق کے ساتھ دیا جائے اور سفوف ذیل بالیقین ایسی حالتمیں نافع ہوگا۔

بادرنجبویہ۔ جدوار ختائی۔ زہر مہرہ ختائی۔ طباشیر کبود۔ برادہ صندل سپید۔ یشب سبز ہر یک تین ماشہ زعفران ایک ماشہ۔ زروی گل نیلوفر سبزی کنول گٹہ ہر یک دو ماشہ جملہ ادویہ نہایت باریک مثل غبار کے سائیدہ کرکے سفوف بنایا جائے اور دو ماشہ یہ سفوف شربت سیب ایک تولہ میں شامل کرکے کھانا چاہئے بعدہٗ عرق بید سادہ ایک چھٹانک پینا چاہئے۔ بعد ایک گھنٹہ تین ماشہ سفوف مذکورہ دو تولہ شربت سیب میں شامل کرکے کھلایا جائے اُس کے بعد دو تولہ عرق کیوڑہ اور دو تولہ عرق بید مشک پلایا جائے۔

اور ایسے وقت میں صندل سپید بگلاب سائیدہ پارچہ ترکردہ قلب پر رکھنا اور اس پارچہ کو بار بار گھنٹہ گھنٹہ بھر کے بعد تبدیل کرنا ایک عجیب سحر کار تدبیر ہے۔

ملے ہذا القیاس نسخہ جات مذکورہ بالا کا بھی ایسے وقت میں سونگھنا ایک پُر نفع چیز ہے اگرچہ

خشک ایک تولہ آرد جو۔ آرد مسور ہر یک دو تولہ جدوار تین ماشہ ان جملہ اجزا کو باریک سائیدہ کرکے پانی میں مخلوط کرکے تمام بدن پر یہاں تک مالش کریں کہ جسم سے پتیاں بن کر چھوٹنے لگیں اس عمل سے یقیناً عرق سرد بند ہوجائے گا۔

ہچکی زائل کرنے کی تدبیرات اگر مریض ہیضہ کو ہچکی عارض ہو پس غور کرنا چاہیے کہ اگر سبب ہچکی کا کوئی مادہ موذی ہے کہ جو فم معدہ کو ایذا دے رہا ہے تو اس صورت میں سکنجبین لیمو یا سکنجبین سکری بمقدار دو تولہ چٹائی جائے بعدہٗ آدھ پاؤ عرق گلاب پلایا جائے۔

اور سرکہ و گلاب مساوی الوزن میں پارچہ تر کرکے فم معدہ پر پھیرا جائے کہ اس تدبیر سے اکثر قسم کی ہچکیاں زائل ہوجاتی ہیں یا

ایک تولہ گلقند آفتابی اور ایک تولہ سکنجبین تیز سرکہ مخلوط کرکے کھلائی جائے اور اس کے اوپر عرق کاسنی یا عرق بادیان ایک چھٹانک پلانا چاہیے۔

اور اگر ہچکی بوجہ غلبہ یبس (خشکی) بالائے معدہ و فم معدہ پیدا ہوئی ہے تو فم معدہ پر روغن گل یا روغن مغز تخم کدو کی مالش شاید مفید ہو یا

آرد جو عرق گلاب میں سائیدہ کرکے فم معدہ و کل اجزائے معدہ پر ضماد کرنا چاہیے۔

اور نیند کا لانا بموجب قوانین گذشتہ و آیندہ ہچکی کے زائل کرنے کے لئے جملہ معالجات و تدبیرات داخلی و خارجی سے اعلیٰ اور افضل معالجہ ہے۔

قے متواتر زائل کرنے کی تدبیرات کاہے مرض ہیضہ میں بوجہ انصباب صفرا و دیگر رطوبات سوزندہ مجذوبہ بالائے معدہ (جو معدہ کے بالائی حصے سے کھنچکر آئی ہوں) اور نیز بوجہ اشتعال حرارت معدہ و امعا نہایت درجہ سوزش و تلیش پیدا ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے رطوبات مجذوبہ اور نیز ادویہ مشروبہ اور پانی جو پیا جائے گرم اور سوزندہ ہوکر قوت دافعہ کی تحریک سے نہایت قے متواتر خارج ہوتا ہے ایسی حالت میں وہ تدبیریں عمل میں لانا ہے کہ جن سے رطوبات مذکورہ کا جذب فی المعدہ (معدہ میں جذب ہوتا) موقوف ہوجائے۔ اور حرارت مشتعلہ بھی فرو ہوجائے علاوہ یہ امر اس طریقے سے حاصل ہوسکتا ہے کہ

معدہ پر ضماد ادویہ قابضہ باردہ مقویہ معدہ کیا جائے مثلاً معدہ پر ضماد ادویہ قابضہ مفصلہ ذیل کیا جائے۔

برادہ صندل سپید۔ آملہ خشک۔ گلنار فارسی ہر یک ایک تولہ کافور چھ ماشہ پوست الائچی سپید تین ماشہ پانی میں سائیدہ ...... کرکے بشرط امکان برف وغیرہ سے سرد کرکے معدہ پر ضماد کیا جائے۔

یا قطعہ برف کا معدہ اور فم معدہ پر رکھا جائے۔

اور دونوں پنڈلیوں اور دونوں بازوؤں کو سختی کے ساتھ نواڑ وغیرہ سے باندھا جائے۔ اور بغرض انطفاء (بجھانے) نائرہ حرارت و سوزش معدہ و انتڑیوں اور روغ (دوالیبی) صفرا اور رطوبات جو شدہ و مجذوب بارتنگ۔ تخم خرفہ سیاہ بریان۔ زرشک سماق ہر ایک چھ ماشہ آدھ پاؤ عرق گلاب میں سائیدہ کرکے کپڑے میں چھان کر سکنجبین لیموں شامل کرکے بعد نصف گھنٹہ ضماد مذکورہ کے پلایا جائے۔ یا

عرق لیموئے کاغذی نو ماشہ عرق گلاب آدھ پاؤ میں مخلوط کرکے شربت سیب یا شربت نیلوفر یا دونوں شربت شامل کرکے پلانا چاہیئے یا۔

سکنجبین لیمو چار تولہ میں طباشیر کبود بریاں۔ زہر مہرہ ختائی۔ تخم کشنیز خشک دانہ الائچی خورد بریاں تخم خماض بریاں۔ بیشب سبز ہر ایک ڈیڑھ ماشہ کافور چار رتی باریک سائیدہ کرکے ملا کر لعوق بنایا جائے اور بعد ضماد مذکور اندک اندک چٹائی جائے یا

رب بہی۔ رب سیب۔ رب امرود۔ رب آڑو کل یا جو دستیاب ہوں مساوی الوزن۔ زرشک نصف وزن کسی قدر عرق گلاب میں سائیدہ کرکے اور تھوڑی سی سکنجبین لیموں شامل کرکے لعوق بنایا جائے اور بعد ضماد مذکور تھوڑی تھوڑی یہ چٹنی چٹائی جائے یا

صندل سپید سائیدہ طباشیر کبود تخم خماض بریاں زہر مہرہ ختائی ہر ایک ڈیڑھ ماشہ باریک سائیدہ کرکے شربت بہی یا شربت سیب یا شربت غورہ یا شربت لیمو دو تولہ میں شامل کرکے کھلایا جائے بعد ضماد مذکور کے بعدہٗ ایک چھٹانک گائے کے دہی کا پانی سات بار چاندی سے بجھا کر پلانا چاہیئے۔

اور اگر تدبیرات مصرحہ بالا کافی نہ ہوں تو مخدرات (سست کرنیوالی دوائیں) کے استعمال سے چارہ جوئی کرنا چاہیئے۔ مثلاً پوست خشخاش پانی میں سائیدہ کرکے معدہ پر ضماد کرنا چاہیئے یا

افیون بقدر نصف رتی کھلانا چاہیئے اور۔

انسداد قے کے لئے نیند بھی حسب طریقہ مذکورہ بالا و آئندہ ایک عمدہ معالجہ اور قوی تدبیر ہے اور انسداد ہر قسم کی قے کے لیئے دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کا سرد پانی میں رکھنا اکثر حالات میں قے کے سلسلہ کو قطع کرتا ہے اور ایک پر تاثیر عمل ہے۔

علیٰ ہذا القیاس خالی سینگیاں معدہ پر کھینچنا یا آتشین گلاس کے ذریعہ سے معدہ کو جذب کرلینے یعنی معدہ پر بادے لگانا اکثر اوقات میں ناامیدی کی حالت میں قے سے نجات دیتا ہے بالجملہ اعمال خارجیہ مذکورہ بوجہ جذب وامالہ اکثر حالات میں سخت نافع ہوتے ہیں۔

تشنگی زائل کرنیکی تدبیرات بشرطیکہ مرض ہیضہ بوجہ سوء ہضم نہ ہو یا معدہ میں غذائے فاسد غیر منہضم موجود نہ ہو تو مریض ہیضہ کی تشنگی رفع کرنیکی نہایت احتیاج اور ضرورت ہوتی ہے یہ خیال اُن جہلاء اور سفہاء (ناداں و بیوقوف) کا ہے کہ جن کو علم اور ادراک سے بہرہ نہیں ہے کہ جو مریض ہیضہ وبائی کو پانی سے باز رکھتے ہیں اور مریض العطش العطش (پیاس پیاس) کہتا ہوا داعی اجل کو لبیک کہتا ہے یعنی اس کی زندگی کا قصہ تمام ہوتا ہے اگر اس مسئلہ میں مدلل بحث کی جائیگی تو قصہ طولانی ہو جائیگا اور عقلاء کے نزدیک ارباب ہیضہ کو پانی دینے کا قضیہ محتاج ثبوت بھی نہیں۔ الغرض مریض ہیضہ کو بشرط ارتفاع موانع مذکورہ سرد پانی یا ہمشکل سرد پانی کے کوئی چیز بغرض رفع تشنگی دینا ضروریات سے ہے مگر خاص احتیاطوں کے ساتھ اُس کے لئے سبیل پانی پلانیکی مقرر کریں یعنی اولاً ادویہ مسکن تشنگی دینا ضروریات سے ہے اگر اس سے مقصود حاصل نہ ہو تو زلال آلوئے بخارا یا زلال املی یا زلال زرشک یعنے جو مناسب ہو عرق گلاب یا عرق کاسنی یا عرق بید سادہ یا تازہ پانی وعرقیات مذکورہ میں نکالکر سرد سرد دیا جائے یا۔

سرد و شیریں پانی بقدر ضرورت و تسکین دیا جائے اور اگر شورہ و برف کے ذریعہ سے زلال مذکور یا پانی کسی قدر سرد کر لیا جائے تو نہایت مناسب ہوگا۔

علے ہذہ القیاس عرقیات بارد مثل عرق کاسنی وعرق بید سادہ وعرق نیلوفر عرق بارتنگ وغیرہ سرد سرد خواہ شورہ و برف سے کسیقدر سرد کرکے جرعہ جرعہ (گھونٹ گھونٹ) پلانا چاہئے مگر ہر حال میں ایکدم سے غٹا غٹ پانی پلانا مضر ہوگا۔

اور اگر تشنگی تدبیرات مذکورہ سے زائل نہ ہو اور سوزش اور التہاب (شعلہ زنی) بر سر ترقی رہے تو معدہ پر برادہ صندل سپید بگلاب سائیدہ ولعاب اسپغول یا لعاب بہدانہ تاب برآوردہ باہم مخلوط کرکے پارچہ ترکرکے اور چند تہ کرکے رکھنا چاہئے اور تھوڑی دیر کے بعد اس پارچہ کی تبدیل کرتے رہیں یا۔

صندل و کافور پانی میں سائیدہ کرکے پارچہ ترکرکے معدہ پر رکھا جائے اور اس کی تبدیلی کرتے رہیں اور جملہ تدبیرات مثل تخلخہ و تبرید ہوائے مکان مریض و دیگر تدبیرات مثل تخلخہ و تبرید ہوائے مکان مریض و دیگر تدبیرات مصرحہ صدر نہایت اہتمام کے ساتھ عمل میں لانا چاہئیں اور تسکین عطش (تشنگی) کے لئے قلب کی ترویح یعنے حسب تشریحات صدر دل کو ٹھنڈک پہونچانا عمدہ طور سے متکفل ہو سکتا ہے۔

تعلیم

ارباب ہیضہ کی حرکات و سکون و خواب و بیداری و غذا کی شرح تدبیرات ہر حالت میں ارباب ہیضہ کو سکون یعنی ترک حرکات بدن

نہایت ہی ضروری ہیں یعنی مریض کو اُس کے آرامگاہ سے بلا اشد ضرورت کے حرکت نہ کرنا چاہیئے یا نہ دینا چاہیئے اور ترک حرکات میں ترک حرکات نفسانیہ بھی داخل ہیں یعنی غم و غصہ و خوف و فکر وغیرہ سے بھی اُس کو آزاد رکھنا ایک نہایت مقدم امر اور لولاہ لاتمتنع کے حکم میں داخل ہے یعنے امور مذکورہ سے اگر اس کو نجات نہ ہوگی تو اُس کی صحت ممتنع ہو جائے گی۔

اور بہر صورت مریض کے نیند لانے میں سخت کوشش کرنا چاہیئے یا کم سے کم اس کو خوابیدہ صورت میں آرمیدہ رہنے دیں۔ خواب آور تدبیروں کا تذکرہ اجمالاً ہم بیداری کی بحث میں کر چکے ہیں مگر ضرورتاً بعض خواب آور تدبیروں کا حسب تقاضائے وقت یہاں بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا اور ادویہ مسہلہ سے مسہل بکثرت جاری ہونیکی بحث میں بھی ہم نے تدابیر منومہ بیان کی ہیں وہ تدبیریں بھی اس مقام پر بلکہ جملہ مقام پر جہاں نیند لانیکی ضرورت ہو پورے طور سے متعلق ہونگی۔

خواب آور تدبیروں کا بیان حقیقت خواب بیداری کی تو پورے طور سے تشریح قبل اس کے ہم بیان کر چکے ہیں مگر اس مقام پر مریض ہیضہ کے مناسب جو تدبیرات خواب آور ہیں ان کو بیان کرتے ہیں پس معلوم کرنا چاہیئے۔ کہ مریض ہیضہ کو نیند لانے کے لئے لخلخہ مفصلہ ذیل سخت نافع ہوگا۔

تخم کاہو نیم کوفتہ پوست خشخاش نیم کوفتہ برادہ صندل تخم خرفہ سیاہ نیم کوفتہ۔ گل نیلوفر گلِ سرخ مساوی الوزن کے لخلخہ جات بہت ہی نفع کریں گے یعنے ادویہ مذکورہ عرق گلاب یا عرق کیوڑہ یا عرق بید سادہ یا تازہ پانی میں سائیدہ کر کے کسی ظرف گلی یا شیشی میں رکھکر لخلخہ بنایا جائے اور سونگھایا جائے۔

علے ہذا القیاس شیر دختر یعنے دختر والی عورت کا دودھ دماغ اور ناک میں دھاریں مارنا منوم ہے اور ایسا ہی آب برگ خرفہ سبز آب برگ کاسنی سبز میں تخم کاہو ایک تولہ سائیدہ کر کے دماغ پر ضماد کرنا چاہیئے یا تخم کاہو۔ تخم خرفہ سیاہ۔ گل نیلوفر گل بنفشہ ہر یک ایک تولہ عرق نیلوفر یا عرق گلاب یا عرق بید سادہ یا تازہ پانی میں سائیدہ کر کے دماغ پر ضماد کرنا منوم (خواب آور) ہے یا

مغز تخم کدوے شیریں نیم کوفتہ مغز تخم تربوز۔ تخم خشخاش سپید۔ آرد جو ہر یک ایک تولہ پانی میں سائیدہ کر کے کل روغن ملا کر نیم گرم دماغ پر ضماد کیا جائے اور اگر مزاج و فصل گرم ہو تو مغز کدو یعنے گھیا کدو کا مغز عرق گلاب میں سائیدہ کر کے روغن گل ملا کر دماغ پر ضماد کیا جائے۔

اور اگر تدبیرات مذکورہ یا مثل تدبیرات مذکورہ سے نیند لانے کی سخت ضرورت ہو تو گل بابونہ گل بنفشہ گل سرخ گل نیلوفر۔ تخم کاہو۔ تخم خشخاش سپید ہر یک تین تولہ۔ جو مقشر پانچ تولہ پانچ سیر پانی میں جوش دیا جائے۔ اور اس کے نیم گرم پانی کو دماغ پر نطول (تریڑا) کیا جائے۔ اور ان دوائے ثفل کسی قدر

عرق گلاب میں سائیدہ کرکے گل روغن تین ماشہ مخلوط کرکے دماغ پر ضماد کیا جائے۔ یا

برگ کاسنی سبز برگ بید سادہ قطعات کدو یعنی گھیا کدو کے ٹکڑے ہر ایک بقدر ایک چھٹانک یا کم و بیش گل بابونہ پانچ تولہ چھ سات سیر پانی میں جوش دیا جائے اور اُس پانی کو دماغ پر ایک بالشت کے فاصلہ سے نطول (تریڑا) کرنا چاہئے بعدہٗ ثفل ان ادویہ کا بقدر ضرورت عرق گلاب میں سائیدہ کرکے کسی قدر روغن گل و یا روغن بنفشہ یا روغن مغز تخم کدو شامل کرکے دماغ پر ضماد کرنا چاہئے۔

یا روغن تخم خشخاش یا روغن بنفشہ یا روغن نیلوفر کی دماغ پر اور دونوں کف دست اور دونوں کف پا میں خوب مالش کرکے کف دست اور کف پا کو گرم پانی سے دھو ڈالے اور روغن ہائے مذکورہ سے ناف کو بھی چرب کرنا چاہئے۔

اور اگر تدبیرات مذکورہ سے بھی نیند نہ آئے اور بلحاظ حالات موجودہ نیند لانے کی نہایت ضرورت ہو تو بذریعہ ادویہ مخدرہ نیند لانا چاہئے مگر ادویہ مخدرہ کی اصلاح بھی عمل میں لانا ضروری ہوگا۔ مثلاً

پوست خشخاش دو تولہ گل بابونہ چار تولہ تخم خشخاش سپید چار تولہ چھ سیر پانی میں خوب جوش دیکر حسب تصریح مذکورہ بالا نطول کیا جائے یا

مریض کو افیون سونگھائی جائے مگر زیادہ دیر تک سونگھانے سے احتراز کرنا چاہئے۔

یا تین چھٹانک گائے یا بکری کے دودھ میں تین تولہ تخم خشخاش سائیدہ اور ایک تولہ تخم بنگ باریک سائیدہ شامل کرکے پکایا جائے جب دودھ میں یہ چیزیں پک کر دودھ گاڑھا ہو جاوے تب ہر دو کف پا و کف دست میں مثل مہندی کے ضماد کریں۔

یا برگ بھنگ بکری کے دودھ میں سائیدہ کرکے مثل مہندی کے ہر دو کف پا و ہر دو کف دست میں ضماد کیا جائے۔

یا تخم دھتورہ ایک تولہ باریک سائیدہ پاؤ سیر دودھ میں پکایا جائے اور حسب تصریح صدر جب خوب پک جائے تب ہر دو کف پا میں ضماد کیا جائے۔

بالجملہ تدبیرات مذکورہ بالا و دیگر تدابیر منومہ سے جو مناسب وقت ہو نیند لانے کے لئے استعمال کی جائے اس لئے کہ مریض ہیضہ کو نیند لانے سے بہتر کوئی عمدہ علاج نہیں ہے۔

ارباب ہیضہ کے لئے غذا جب اعراض ہیضیہ ساکن ہو جاویں اور طبیعت مواد سمیہ یا غذائے غیر منہضمہ و فاسد کو دفع کر چکی ہو اس وقت میں مریض کو غذائے ملائم اور سریع الہضم اور جید الکیموس یعنی جس میں فضلات کم ہوں اور جزو بدن زیادہ ہوتی ہو دینا چاہئے مثلاً شوربائے چوزہ مرغ پھلکہ گندم کے ساتھ دیا جائیگا۔ بشرطیکہ حرارت مزاج و حرارت غریزی

نہ ہو وگرنہ بکری کا شوربا یا چھوٹی چڑیوں کے گوشت کا شوربا مثلاً تیتر ولوہ وبٹیر پھلکہ گندم کے ساتھ کھلانا چاہئے
اور شوربوں میں کسی قدر ترشی شامل کرنا مناسب ہوگا مثلاً عرق لیمو وعرق نارنج یا آب نارنگی و رنگترہ و زرشک وغیرہ۔

اور شوربا میں پھلکہ تھوڑے عرصہ تک تر رکھنا چاہئے تاکہ سریع الہضم ہو جائے اور تاوقتیکہ ایک ہفتہ کا زمانہ صدمات مرض ہیضہ سے اعضائے ہضم کو تسکین اور اطمینان حاصل نہ ہو پیٹ بھر کے کھانا چاہئے

اور اگر طبیعت راغب ہو تو شوربائے مذکورہ کے ساتھ خشکہ ملایم پورانے اور باریک چانولوں کا یا ملایم کھچڑی مونگ کی تنہا یا شوربوں متذکرہ صدر کے ساتھ کھلانا مضایقہ نہیں ہے۔

یا دال رقیق مونگ کے ساتھ گیہوں کا پھلکہ کھلانا مناسب ہوگا۔

اور اس بات کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ جو غذا دیجائے وہ مرغوب طبع ہو۔

عجیب نکتہ متعلق غذا اکثر ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض متوہمین (وہمی) اور خفقانی مزاج اپنے غلط خیال سے بتوہم ہیضہ غذا کھانے میں کوتاہی کرتے ہیں حتی کہ خلوئے معدہ میں حرارت کا جوش وخروش شروع ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے مرارہ سے صفرا اور رطوبات سوزندہ نہایت طیش اور اضطراب کے ساتھ براہ قے واسہال نکلنا شروع ہوئے اور ہیضہ کی شکل میں ہنگامہ آرا ہوئی پس مریض کو اور معالج کو ایسی حالت کے حادثہ سے خبردار رہنا چاہئے یعنے اگر فاقہ وگرسنگی سے ہنگامہ مذکورہ برپا ہوا ہے تو بہترین معالجہ یہ ہے کہ مریض کو فوراً غذائے ملایم کھلائی جائے بعد اس کے شاید خفیف تدبیر کی بھی ضرورت باقی نہیں رہیگی۔

عجیب حکایت متعلق وہم ہیضہ قصبہ چاندپور ضلع بجنور کے رہنے والے ایک خان صاحب اہلکار عدالت میرے دوا ودہمسائیہ میں ان کو سنہ ۱۸۹۲ء میں عین تلاطم وبائے ہیضہ کے زمانہ میں یہ توہم دامن گیر ہوا کہ اگر میں پاخانہ رفع حاجت کے لئے جاونگا تو مجھ کو اسہال ہیضہ شروع ہو جائیں گے چنانچہ اسی خیال سے وے رفع حاجت نہیں کرتے تھے۔ ایک روز اُن کا چہرہ بہت ہی متغیر دیکھا گیا۔ اُن سے باعث پریشانی دریافت کیا گیا تب انہوں نے میرے اصرار پر واقعیت واصلیت حال بیان کی میں نے ان کو اس حالت سے بہت خوف دلایا آخرکار انہوں نے بعد فہمایش کے فضلہ مقیدہ کو رہائی دی یعنی پاخانہ جاکے رفع حاجت کی اس کے بعد کا حال مجھے معلوم نہیں ہے کہ وبا کے زمانہ میں طریقہ عمل معاملہ مذکورہ میں اُن کا کس طرح سے رہا۔

تدابیر ہیضہ وبائی کا حاصل قابل غور قبل اس کے ہم نے مختلف حالات اور مختلف موقعوں کی تدبیرات مرض ہیضہ بہت تشریح کے ساتھ بیان کر دی ہیں اب ہم کو اُن تدبیرات کا ماحصل بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ لہذا بیان کیا جاتا ہے کہ تدبیرات تقویت قلب و روح قلبی و ترویح حرارت غریزی و اصلاح ہوا ان طریقوں

سے کہ جو ہیضہ کے علاج جزئی کی بحث میں بیان ہوئے ہیں علاج امراض وبائی کے لئے ایک عظیم الشان ذریعہ نجات اور عمدہ ترین وسیلہ رستگاری ہے اور قے واسہال کے بند کرنے میں یا ان کو جاری وقایم رکھنے میں نہایت درجہ فراست اور ہوشیاری کام میں لانا چاہئے ایسا نہ ہو کہ وضع الشئے علے غیر محلہ (کسی چیز کا بے محل استعمال کرنا) کا مضمون صادق آجائے یعنے قے واسہال بے موقع بند کئے جائیں یا بے موقع ان کے جاری رکھنے کی کوشش کی جائے۔

ہیضہ کی تدبیرات داخلی وخارجی جو بیان کی گئی ہیں ان تدبیرات میں تبرید وترتیب کا زیادہ لحاظ رکھا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اکثر اوقات وبائی ہیضہ گرم فصلوں میں زیادہ شائع ہوتی ہے با ایں ہمہ سبب محرک وبا بھی بتغیر حالات میں حرارت غریبہ ہی ہوتی ہے۔

اور دوران مرض ہیضہ کے اکثر وہی اعراض بیان کئے گئے ہیں اور ان کے انتظامات وہی تحریر ہوئے ہیں کہ جو قیاساً وتجربۃً کثیر الوقوع ہیں مگر اس بات سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ دیگر عوارض وتدبیرات مناسب وقت ہمارے بیان سے محدود ہو گئے ہیں۔ ممکن ہے کہ بجز عوارض مذکورہ حسب حالات موجودہ کسی قسم کے اور عوارض دوران مرض میں لاحق ہو جائیں علی ہذا القیاس ممکن ہے کہ بجز تدابیر مذکورہ کے اور کسی تدبیر یا تدبیرات کی ضرورت ہو۔ مگر یہاں کلیتہً یہ امر بیان کر دینا ضروری ہے کہ اس مرض کے ہنگامہ آرائی میں جو جو عوارض ظاہر ہوتے ہیں ان کا تدارک بموجب ان قواعد کے ہونا چاہئے۔ کہ جو ان جیسی عوارض کیلئے مخصوص یا مناسب ہوں مگر حتے الامکان اصل مرض ہیضہ کے علاج کا پہلو ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہئے۔

جس مقام پر قے متواتر کے تدارک کی تشریحات کی گئی ہیں ان تدبیروں کا وہ مقام ہے کہ جہاں انتہا درجہ کی سادہ حرارت معدہ وانتڑیوں کی وجہ سے رطوبات سوزندہ وصفرا معدہ میں جذب ہونا شروع ہو یا قے متواتر ہونے کی وجہ سے دیگر آفات کا خوف وخطرہ ہو ایسی قے ہرگز بند کرنے کے قابل نہ ہوگی کہ جس میں طبیعت مواد فاسدہ یا غذائے غیر منہضم کے دفع کرنیکی اہتمام کر رہی ہو بلکہ ایسی حالت میں طبیعت کی اعانت قے کے ہونے میں حسب تصریح صدر ضروریات سے ہے۔ دونوں حالتوں کی قے کا فرق اول تو مایخرج مابقے (جو چیز قے سے خارج ہو) کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کیا معنے غیر منہضم غذا ومواد سمیہ کی صورتیں مبصر اور ماہر اور عاقل پر مخفی نہیں رہ سکتی ہیں سو دوسرے یہ امر کہ غذائے غیر منہضم اور مادہ سمیہ کے خروج مابقے (قے کے ساتھ نکلنا) سے اضطراب رفع ہو جائیگا اور سبکی معلوم ہو گی اور اول قسم کی قے کے بعد ملتاً بعد زمان اضطراب اور کرب وتشنگی بڑھتی جائیگی فعلیکم ایہا المعالجین فی ہذا الامر بالتفکر والتدبر۔ یعنے اے معالجو اس معاملہ میں غور اور فکر کو لازم پکڑو۔

علے ہذا القیاس مرض ہیضہ میں تشنگی کا رفع کرنا یا نہ کرنا ایک غور طلب واقع ہوتا ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اگر ہیضہ بوجہ سوء ہضم پیدا ہوا ہے یا ہیضہ وبائی ہے مگر معدہ میں غذائے غیر منہضم موجود ہے تو ایسی حالتیں تشنگی کا ضبط ضروری ہے اور اگر ضبط ممکن نہ ہو تو عرق گلاب یا عرق بادیان وغیرہ عرقیات مناسبہ نیم گرم بجائے پانی کے جرعہ جرعہ (گھونٹ گھونٹ) پلانا چاہیئے۔ اور اگر ہیضہ وبائی ہے اور غذائے غیر منہضم بھی معدہ میں نہیں ہے۔ بلکہ مریض کو مادہ سمیہ کی سوزش والتہاب کیوجہ سے تشنگی کا تقاضا ہے تو ایسی حالت میں اس کو زلال آلوئے بخارا وغیرہ مناسب حال عرق گلاب وغیرہ یا محض صاف وشیریں پانی میں تصریح مذکورۃ الصدر کے بموجب سرد سرد پلانا چاہیئے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ایسی حالت میں کسی طرح سے مریض کو ضبط تشنگی کی تکلیف نہ دی جائیگی۔ اور جس قدر مادہ سمیہ کے آثار مریض میں زیادہ دیکھے جائیں گے اُسی قدر زلال مذکورہ یا عرقیات مذکورہ یا سرد وصاف وشیریں پانی دیا جائیگا۔ حتٰے کہ اگر زلال وعرقیات وپانی میں سردی مطلوبہ بالذات موجود نہ ہو تو شورہ وبرف کے ذریعہ سے سرد کرنا چاہیئے جیسا کہ قبل اس کے ان امور کے اہتمامات کی تشریح گذر چکی ہے۔ البتہ مریض بے تحاشا یعنی بے باکی سے وحشیانہ اور مضطربانہ پانی پینے سے ممنوع کیا جائے بلکہ بتدریج آہستہ آہستہ پانی پلانے اور پینے کا حکم دیا جائیگا۔ اور باوجود اس کے اور تدبیرات مسکن عطش وتسکین دہندہ تشنگی بھی عمل میں لانا چاہیئے مثلاً لخلخہ جات سونگھنا یا قطعات ککڑی وکھیرا ولوکی سونگھنا۔ اور صندل وکافور عرق گلاب یا عرق بید مشک یا عرق بید سادہ یا پانی میں سائیدہ کرکے اور اس سے پنکھے تر کرکے ہوا کو حرکت دینا اور مریض کی دیوارہائے متصلہ کو اشیائے مذکورہ سے چھڑکنا چاہیئے اور لعاب بہیدانہ یا لعاب اسپغول کو چوسنا پوٹلی بستہ کرکے اور عرقیات مذکورہ میں ترکرکے۔ یا آلوئے بخارا وغیرہ مسکنات تشنگی کو منہ میں رکھنا چاہیئے اور اگر باوجود انتظامات مذکورہ کے پیاس میں کمی اور سوزش والتہاب میں تخفیف معلوم نہ ہو تو تدبیرات مذکورہ کے ساتھ صندل وکافور وغیرہ ادویہ باردہ عرق گلاب وغیرہ میں سائیدہ کرکے لعاب اسپغول یا لعاب بہیدانہ شامل کرکے پارچہ تر کیا جائے اور معدہ پر رکھا جائے اور اس پارچہ کی تھوڑی دیر کے بعد تجدید وتبدیل ہوتی رہے اور اگر معاملہ تشنگی کا حد سے گذر جائے تو اجزائے مذکورہ میں کسی قدر پوست خشخاش یا تی دو۔ تی افیون شامل کرکے پارچہ ہائے مذکور تر کئے جائیں۔ اور پیٹ پر رکھے جائیں۔

اب رہا دوران مرض ہیضہ میں مسئلہ غذا کا سو اس کی بھی تشریح کی جاتی ہے کہ تا وقتیکہ اعراض وصدمات مرض مذکور زائل نہ ہو جائیں اُس وقت تک غذا سے مریض کو مجبور رکھنا ضرور ہے۔ الّا اگر دوران مرض ہیضہ کا بڑھ جائے اور مریض کو اشتہا معلوم ہو اور طبیب بھی بغرض حفظ قوت غذا دینا مناسب خیال کرے تو اس حالت میں کوئی غذا صالح اور سریع الہضم بمقدار مناسب دینا مناسب ہوگی۔

ہم نے امر علاج ہیضہ میں جو تدبیرات داخلی وخارجی بیان کی ہیں اُس میں بالکل پابندی ضوابط اور قواعد کی کی ہے۔ جن جن دواؤں کی مختلف مقامات پر استعمال کی ہدایت کی ہے وہی دوائیں ہیں کہ جو باعتبار اپنی کیفیات کے مریض ہیضہ کو نافع ہونگے۔ ہم نے اُن دواؤں کا ذکر نہیں کیا ہے کہ جو شخصی تجربہ میں بعض افراد انسان کے لئے مرض ہیضہ میں نافع پائی گئیں۔ اس لئے کہ ایسی ادویہ بلحاظ اختلاف مزاج وحالات بعض افراد انسان کو سخت درجہ مضرت اور نقصان پہونچا کر ہلاکت کی حد تک پہونچاتی ہیں۔ اور علاج ہیضہ کی بحث اور اس سے حفاظت کے طریقوں میں جو کچھ تدبیرات داخلی وخارجی بیان کی گئی ہیں۔ وہ بطور قاعدہ کلیہ کے ہیں یعنی علاوہ مرض ہیضہ کے اکثر حالات اور اکثر امراض میں اسی طرح سے نفع کریں گی۔ جیسا کہ عوارض ہیضہ میں نفع دیں گی +

وبائی طاعون کے احکام

وبا کا مرض طاعون کے قالب میں آنا

لاحول ولا قوت الا باللہ العلی العظیم طاعون اُس خانہ برباد مرض وبائی کا نام ہے کہ جس نے صدہا برس کے بعد پھر ۱۸۹۶ء سے انڈیا (ہندوستان) میں اولاً مدینۃ البلاد (شہروں کا افسر) بمبئی میں اپنی شرر افشانی شروع کر کے بمقام پونا وکراچی وغیرہ شعلہ افگن ہوا بعدہٗ بعض صوبہ جات پنجاب میں ہنگامہ گرم کن ہوا چنانچہ اس وقت تک کہ سن اُنیس سو ایک عیسوی ہے اور ۱۳۱۸ ہجری سے یہ بلائے ناگہانی ہمارے ملک میں کسی نہ کسی اطراف میں شور محشر برپا رکھتی ہے چنانچہ آج کل کلکتہ وعظیم آباد و دانا پور وغیرہ بلاد پورب کی جانب اسکی چشمک ہو رہی ہے۔ اس قہرمان نے گورنمنٹ موجودہ کو جو اس وقت بامر اللہ ہمارے جان ومال کی محافظ ہے سخت تشویش میں ڈالا ہے حتے کہ گورنمنٹ موصوف صرف زر و بجا آوری تدبیرات دفع اس بلا میں وہ ہمت مصروف کرچکی ہے اور کر رہی ہے کہ جو کسی طاقت ور غنیم کے بیٹنے کی جاتی ہے۔ فقصہ مختصر اب میں اس مرض کی ماہیت اور حقیقت پر پورے طور سے بحث کرونگا بعدہٗ اُس سے تحفظ کے انتظامات صحیح لوگوں کے لئے اور صحت کی تدبیرات مبتلا بہ یعنے مریضوں کے لئے بہت تشریح کے ساتھ ترقیم کرونگا پس اولاً حکما واطبائے یونانی کے منقولے دربارہ حدود وتعریف مرض طاعون بیان کرتا ہوں بعدہٗ بلحاظ حالات زمانہ حال مرض طاعون کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرونگا۔

مرض طاعون کے بارہ میں شیخ بو علی سینا کی رائے

شیخ الرئیس بو علی سینا کا قول ہے کہ قدیم حکمائے یونان اول تو مرض طاعون اس ورم گرم اور قاتل کو کہتے ہیں کہ جو اعضائے غدودی اور ذی حس میں پیدا ہو مثلاً پستان یا بیخ زبان یا خصیہ یا عضو غدودی غیر ذی حس میں اس کا ظہور ہو مثلاً بغل یا کنج ران۔ بعدہٗ حکمائے موصوف ایسے ہر ورم قاتل کو طاعون کہتے ہیں کہ جسکے مادہ کا استحالہ (تبدیل) کیفیت سمیۃ کی جانب ہو کر اس عضو کے

جوہر کو فاسد کر دے کہ جس میں اس کا ظہور ہوا ہے اور اپنے قرب جوار کے اعضا کو متغیر اور سیاہ کر دے اور ممکن ہے کہ احیاناً ایسا ہوتا ہے اُس ورم سے کسی قدر خون اور زرد آب قطرہ قطرہ ٹپکنے لگے اور ممکن ہے کہ اس کے مادہ کی کیفیات ردیہ براہ شرائین دل کی جانب پہونچیں جس کی وجہ سے خفقان وغشی وقے وغیرہ کے حوادث ظہور پذیر ہوں اور جبکہ عوارض و حوادث مذکورہ کی طغیانی ہوگی تو اُس کا انجام ہلاکت ہوگا۔ اس تشریح کے بعد شیخ صاحب اپنی رائے ظاہر فرماتے ہیں کہ وجوبا یہ ورم قاتل یا مثل اُن اورام قتالہ کے اعضائے ضعیفہ میں ہی ظہور پذیر ہوتا ہے مثلاً بغل وبن ران وپس گوش وغیرہ۔ اور بدترین ورم مذکورہ باعتبار روایت کے وہ ورم ہے کہ بغل اور پس گوش عارض ہو اس لئے کہ بغل قلب کا جوار ہے اور پس گوش دماغ کا ہمسایہ ہے اور قلب و دماغ کی ریاست و شرافت مسلمات سے ہے۔ اور سالم ترین طاعون رنگت کے اعتبار سے وہ طاعون ہے کہ جس کا رنگ سُرخ ہو اُس کے بعد سلامتی میں زرد رنگ کا مرتبہ ہے۔ اور سیاہی مائل رنگ کا طاعون نہایت ہی بدتر ہے حتیٰ کہ دو ہی دن میں ہلاکت وقوع میں آجاتی ہے اور طاعون وبائیہ ہوا اور وبائیہ سالوں میں بکثرت شائع ہوتا ہے اور نیز اُن شہروں میں کہ جہاں کی ہوا جلد بگڑ جاتی ہے۔ اور باعتبار موسم کے فصل خریف اور آخر گرمیوں کے زمانہ میں اکثر شائع ہوتا ہے۔ اور تجربہ سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ طاعون کا چند مقامات بدن پر ظاہر ہونا بہتر ہوتا ہے بہ نسبت اس کے کہ ایک مقام پر اس کا ظہور ہو اور جو طاعون کہ بدن پر ایک مقام پر ظاہر ہو کر غایب ہو جائے اور پھر دوسرے مقام پر نمودار ہو تو یہ طاعون مقرون بعافیت وخیریت ہوتا ہے اور سبب طاعون کا خون کا صد درجہ جوشندہ ہو کر رقیق ہو جانا ہوتا ہے۔

مرض طاعون کے بارہ میں داؤد انطاکی کا مقولہ

داؤد انطاکی کا نسبت مرض طاعون مقولہ ہے کہ مرض طاعون اُس ورم مخصوص کا نام ہے کہ جو نہایت درجہ گرم اور قاتل اور جلد عفونت پذیر ہو اور پس گوش وغیرہ مقامات بدن پر ظاہر ہو اور وبائیہ حالت پر اُس کا اطلاق آتا ہے اس لئے کہ غالب امر میں وبا اور طاعون کے درمیان میں عام وخاص من وجہ کی نسبت ہوتی ہے اور ورم طاعون فی الحقیقت مقداراً دانہ باقلا یا کسی قدر اس سے بڑا ہوتا ہے اور طاعون کی علت مادی خون متعفن ہے اور اس کی علت فاعلی حرارت ناریہ ہوتی ہے اور تشکل ورم طاعون کی مستدیر یعنی ٹکیہ کی اور گول ہوتی ہے کہ جو خون اور پیپ سے بھرا ہوتا ہے اور انجام کار مرض طاعون کا ازہاق نفس (موت) ہوتا ہے۔

اور بدترین طاعون بائیں بغل کا ہے اس لئے کہ یہ مقام قلب کا ہمسایہ ہے اور اوس کے بعد برائی میں داہنی بن ران کا ہوتا ہے اس کے بعد داہنی بغل کا اوس کے بعد بائیں بن ران کا۔ اُس کے بعد گردن کا۔ اور یہ ترتیب اُن اطبا اور حکماء کی رائے کے موافق ہے کہ جن کی رائے صحیح مانی گئی ہے مگر بعضوں کی رائے ہے

کہ باعتبار محل اور مقام کے دونوں بغلوں کا طاعون دونوں رانوں کے طاعون سے بدتر اور خوفناک ہے
اور زمانہ کے اعتبار سے وہ طاعون بدتر ہے کہ جو خون کی زیادتی اور خون کے جوش کے زمانہ میں پیدا ہو
یعنی زمانہ فصل ربیع میں۔

اور باعتبار رنگت کے بدتر سیاہ نیلا رنگ کا طاعون ہوتا ہے۔ بعدہٗ سبز بعدہٗ زرد رنگ بعدہٗ سرخ رنگ کا۔
اور ہرگاہ کہ مریض طاعون کو اختلاط عقل عارض ہو اور سانس اور نبض کے متواتر حرکات ہوتے رہیں تو ایسا طاعون
لامحالہ مہلک ہوتا ہے اور مرض طاعون سے جو لوگ اکثر اور جلد ہلاک ہوتے ہیں اُن میں اطفال یعنی کم عمر بچے
ہیں۔ اس کے بعد اعراب یعنے بادیہ نشین عرب جن کو بدّو بھی کہتے ہیں۔ خصوصاً اعراب میں سے فرقہ زنگی۔ اور
ہندی اشخاص بھی اکثر ہلاک ہوتے ہیں اس لئے کہ اشخاص مذکورہ کے قوے اور مزاج میں ضعف ہوتا ہے۔
اور بعد ان لوگوں کے دموی مزاج اور بعد ان کے صفراوی مزاج اور کمتر سوداوی مزاج۔ اور صحیح ترین قول کے موافق
طاعون ایک مرض کا نام ہے کہ جو اُن بخارات متعفنہ کے اجتماع سے پیدا ہوتا ہے کہ جو گرمیوں کی بارش کی وجہ سے
صعود کرتے ہیں اور طاعون کے اسباب کثرت رطوبات و حرارت و خشکی موسم سرما اور سال ربیعی ہوتے ہیں علیٰ ہٰذا القیاس
کشتگان کی لاشوں کی کثرت جس کی وجہ سے ہوا مقتولوں کے خون سے ملاقی ہو کر متعفن ہو جاتی ہے اور بسبب ہوائے
متعفن اُن حیوانات اور ثمروں اور پانی سے ملاقی ہو کر جن کو انسان کھاتے ہیں۔ بدیں وجہ خون فاسد ہو جائیگا
اور ڈھیلے ڈھالے اور سست مقامات بدن پر خون مذکور دنبل کی شکل میں جمع ہوگا۔ بشرطیکہ رطوبات کا غلبہ ہو
وگرنہ بصورت آبلہ کہ جو مواد سے بھرا ہوگا نمودار ہوگا۔ اور مرض طاعون میں سبب موت طبعی اُسی خون کا استحالہ
و تبادلہ سمیت کیجانب ہو جانے سے ہوتا ہے کہ جو بالآخر قلب میں پہونچ جاتا ہے جس طرح سے کہ زہر باعث
ہلاکت ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ طاعون قاتل کو تپ و قے لازم ہے اور مرض طاعون کو وبا لازم ہے مگر
یہ بات نہیں ہے کہ وبا میں مرض طاعون کا پیدا ہو جانا لازمی امر ہو اور مصنف کتاب ترتیب کا مقولہ ہے کہ اگر
مرض طاعون میں عضو میں تغیر نہ آئے اور تپ اور خفقان بھی نہ ہو تو وہ سالم ہے وگرنہ مہلک ہے۔

مرض طاعون کے بارہ میں علامہ طبری کی تحقیقات

طبری کا قول ہے کہ عالم میں جبکہ وبا و فساد ہوا سے شروع ہوگی تو مثل طاعون اور ورکیس شتر اور برنجسی اور سموم امراض کے بدن انسان میں پیدا ہونگی۔ اگر خون میں فساد واقع ہوگا اور
ہوا کے فاسد ہونے کی دو صورتیں ہیں یعنی یا تو ہوا میں فساد کلی پیدا ہو جاتا ہے یا فساد جزئی عارض ہوتا ہے
پس اگر ہوا میں فساد کلی پیدا ہو گیا ہے تو اُس شہر میں امراض قتالہ اور مہلکہ پیدا ہونگی۔ اور اگر فساد جزئی ہے
تو اُس شہر میں امراض وبائیہ غیر مہلکہ پیدا ہونگی اور ہوا کے فساد کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ بوجہ وارد ہونے
شئے مفسد و متغیر کے اس کے جوہر میں فساد ہو جاتا ہے اور بوجہ فساد ہوا خون بھی فاسد ہو جاتا ہے۔ بقدر

فسادِ خون مختلف امراض پیدا ہوتے ہیں پس اگر فسادِ خون حدت اور غلیان کی حد تک پہونچ گیا ہے تو اُس سے بخارات گزندہ فاسدہ پیدا ہو کر خارش بغیر پھنسیوں کے ظاہر ہوگی۔ اور اگر فساد خلط مع الحدة والعفونت ہے تو اُس سے خارش تر اور پھنسیاں اور دنبل ظاہر ہونگے۔ اور اگر فساد خلط حدت سے متجاوز ہو کر کیفیت سمیہ سے تبدیل ہوگیا ہے تو مرض طواعین (جمع طاعون) قاتل پیدا ہونگی۔ کیونکہ یہ خون فاسد زہریا متعفن متغیر ہو کر کسی عضو پر گریگا۔ اور ہلاکت میں سرعت کریگا اور اگر یہ اخلاط مفسدہ مذکورہ قلب پر گریں گی تو فی الفور ہلاکت وقوع میں آویگی اور اگر صدر و دماغ کی جانب سے کسی مقام پر بدن میں بشکل دانہ مسور کوئی پھنسی ظہور پذیر ہوگی تو اس کو زیتیہ کہیں گے اس بنا پر بقراط حکیم نے حکم دیا ہے کہ علامات مذکورہ بالا چہرہ و ناک و بیخ گوش میں اگر ظاہر ہوں تو سرعت موت کی دلیل ہے۔

اور گاہے فسادِ خون یا فسادِ خلط کمتر درجہ پر ہوتا ہے تو اُس صورت میں اس حالت سے بنفسجی پیدا ہوتی ہیں یعنے نقطہ ہائے سبز جلد بدن میں ظاہر ہوتے ہیں اور یہ حالت سلیم اور غیر مخوف ہے بشرطیکہ رعاف (نکسیر) عارض نہ ہو اور اگر رعاف پیدا ہو کر جب میں تخفیف پیدا ہوگئی ہے تو یہ امر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خلط ردی اور قتال طاعون کی جنس سے ہے ایسی حالت میں متواتر نکسیر آتی رہے گی تا اینکہ ہلاکت وقوع میں آئے گی۔ اور گاہے ایسا بھی مشاہدہ ہوگا کہ گویا جسم انسان میں پسو یا مچھر وغیرہ نے کاٹا ہے اور بدن پر گہری سرخی ظاہر ہوگی۔ پس یہ حالت محمود اور سلیم ہے کہ جو ہلاکت کی حد تک نہیں پہونچا سکتی ہے۔

اور گاہے آثار گزیدہ اور سبز ظاہر ہوتے ہیں جن کے وسط میں خطوط سبز یا نیلے سیاہی ہوتے ہیں اس کو ورشکین کہتے ہیں اور یہ صورت قتال اور مہلک ہے عام اس سے کہ مبتلا کو رعاف (نکسیر) عارض ہو یا نہ ہو۔ اور اقسام مذکورہ سے ایک نوع سیاہی کی ہمرنگ ہوتا ہے اور اس نوع کو سوم کہتے ہیں اور یہ قسم اخلاط کے فساد اور احتراق پر دلالت کرتا ہے کہ جو خون میں شامل ہوگئی ہیں۔

اور ایک قسم باعتبار رنگ کے خاکی رنگ ہے کہ جو شکل بہق (چھیپ) کے ظہور پذیر ہوتا ہے اُس کا مبتلا اپنے عام بدن میں گرانی اور ثقل محسوس کرتا ہے من بعدہٗ اُس کا سر ورم کر جاتا ہے بعدہٗ ہلاک ہوتا ہے یا پتلا پاخانہ آکر ہلاکت وقوع میں آتی ہے اور امور مذکورہ دلیل اس بات کی ہے کہ خلط کا فساد دماغ پر غالب ہوگیا ہے اور خلط غایت درجہ ذی عفونت ہے اور انتہائے احتراق کی وجہ سے ہمرنگ خاکستر ہوگیا ہے۔

مرض طاعون کے بارہ میں مصنف کتاب کی تقریر

اس سے قبل طبری کے قول میں ظاہر ہوگیا ہے کہ اگر ہوا میں کلیتہً فساد نہیں آیا ہے تو یہ ہوا مضر صحت تو ضرور ہوگی مگر وبا کی حد تک نہیں پہونچیگی اور اگر ہوا میں فساد کلی پیدا ہوگیا ہے تو امراض وبائیہ کا شیوع ہوگا۔

مگر فساد کلی کی بھی مختلف شکلیں اور مختلف درجات ہیں یعنی اگر فساد کلی ایک خاص حد سمیت تک پہونچا ہے تو اس سے امراض وبائیہ ایسے شایع ہونگے کہ آزادانہ معالج کو علاج کی مہلت کافی مل جائے گی اور اگر فساد ہوا حد سمیت مذکورہ سے بھی زیادہ متجاوز ہوا ہے تو مہلت کافی معالجہ کی نہیں مل سکتی ہے اور اگر ہوا کی سمیت اس درجہ سے بھی بڑھ جائیگی تو مرگ مفاجات (دفعۃً موت) وقوع میں آویگی۔ بالجملہ ہوا کے فساد کلی کی صورت میں امراض وبائیہ عالم میں ظاہر ہونگے۔ مثلاً ہیضہ وبائی کہ جس کی تصریح قبل اس کے ہو چکی یا طاعون کہ جس کا یہ تذکرہ ہے اور جس کو میں تپ وبائی خیال کرتا ہوں میری رائے میں طاعون کوئی مستقل مرض نہیں ہے بلکہ تپ وبائی کا عرض ہے یا تپ مذکورہ کا ثمرہ ہے۔ اس اجمال کی تفصیل تپ وبائی کی ماہیت دریافت ہونے سے معلوم ہوگی چنانچہ اس کی ماہیت بیان کی جاتی ہے۔ واضح ہو کہ جب ہوا اور پانی و اشیائے ماکولہ (کھانے کی چیزیں) اپنی اصلی حالت سے متغیر ہو جائیگی جن کا تذکرہ بہت شرح کے ساتھ قبل بیان مرض ہیضہ وبائیہ گزر چکا ہے اور یہ اشیائے متغیرہ فاسدہ انسان کے بدن میں غذاءً داخل ہونگی۔ اور جبکہ بوجہ اُن خصوصیات جزئیہ غیر معلومہ کے خاص کر انہیں رطوبات کو متعفن کریں گی کہ جو دل و دیگر اعضائے رئیسہ میں یا اُس کے قرب و جوار میں ہیں اور بدیں وجہ اعضائے رئیسہ کی ارواح بھی فاسد ہو جائیگی پس اعضائے مذکورہ کی رطوبات و ارواح کے فساد کیوجہ سے حرارت غریبی پیدا ہوگی۔ یعنی تپ وبائی پیدا ہوگی اور چونکہ رطوبات فاسدہ مذکورہ میں بوجہ شدت فساد کیفیت سمیہ پیدا ہو جاتی ہے لہذا طبیعت اعضائے رئیسہ یعنے قلب و دماغ و جگر کی حمایت کیوجہ سے ان رطوبات فاسدہ سمیہ کو کسی مناسب مقام پر اعضائے بدن میں سے دفع کرے گی مثلاً بغل یا پس گوش یا زیر زبان یا خصیہ یا پستان وغیرہ اس لئے کہ بعض اُن اعضا میں باوجود غدودی ہونے کے اعضائے رئیسہ کے ملافع بھی ہیں یعنے اعضائے رئیسہ جب کبھی اپنے نفس سے کوئی مادہ دفع کرتے ہیں تو انہیں مقامات پر دفع کرتے ہیں۔ الحاصل مادہ سمیہ مذکورہ جبکہ مقامات مسطورہ پر طبیعت دفع کریگی تو وہاں تفرق اتصال یعنی ورم پیدا ہوگا اور اسی ورم کا نام طاعون ہے اور اس تپ اور طاعون وبائی میں خاص و عام مطلق کی نسبت ہے۔ یعنی ہر ورم طاعون کے لئے تپ کا ہونا لازمی ہے خواہ وہ خارج میں محسوس ہو یا نہ ہو اور تپ وبائی کے لئے طاعون کا پیدا ہو جانا لازمی نہیں ہے اس اختلاف کا نتیجہ کہ جو ہمارے اور اطبائے موصوف کے درمیان میں واقع ہوا یہ ہوگا کہ امر علاج میں فی الجملہ تغیر آجائیگا۔

وبائی طاعون سے حفظ کے انتظامات

اولاً ہم کو یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ العیاذ باللہ اگر وبائے طاعون عالم میں کسی مقام پر ظاہر ہو تو صحیح آدمیوں کو اس کے شر و فساد سے بچنے کے لئے کیا طریقہ اور کیا سبیل اختیار کرنا چاہئے ثانیاً یہ بیان کیا جائیگا کہ مبتلائے مرض طاعون کے لئے کیا کیا تدبیرات ضروری ہیں۔ چنانچہ مفہوم اول بیان کیا جاتا ہے۔

بجز احکام مزید جو آئندہ بیان ہوں گے بغرض حفاظت صحت و دفع مرض طاعون کے تمام تر وہی تدبیرات عمل میں لائی جائیں گی کہ جو قبل اس کے بیان (حفاظت صحت زمانۂ وباء) کی ذیل میں حروف ابجد کے تحت میں حسب مرقومہ ذیل تحریر ہوئی ہیں۔

(الف) تندرستوں کو زمانۂ وبا میں حفظ صحت کے لئے کیا انتظام کرنا چاہئے۔

(ب) وباء کے زمانہ میں کس قاعدہ اور کس قسم کی غذا استعمال کرنا چاہئے۔

(ج) وباء کے زمانہ میں غذا کی ترمیم و تبدیل۔

(د) وباء کے زمانہ میں پانی کس طرح کا اور کس قاعدہ کا استعمال کرنا چاہئے۔

(ہ) وباء کے زمانہ میں کس قسم کے برتنوں میں غذا رکھنا و پکانا چاہئے۔

(و) وباء کے زمانہ میں حرکات و سکون بدنی کی ہدایت۔

(ز) وباء کے زمانہ میں سکون و حرکات روحانی کی ہدایت۔

(ح) وباء کے زمانہ میں غسل و حمام و لباس کی ہدایت۔

(ط) وباء کے زمانہ میں ادویات کے استعمال کی ہدایت۔

(ی) ادویہ مفردہ و مرکبہ بنانے اور تیار کرنے کی ہدایت۔

(ک) وباء کے زمانہ میں حفظ صحت کے لئے ادویہ مفصلہ ذیل استعمال کرنا چاہئیں۔

(ل) لفظ فوراً کا فائدہ۔

(م) ادویہ مذکورہ کی زمانۂ وبا میں استعمال کی ہدایت۔

(ن) ادویہ مذکورہ کے باعتبار سن قدر خوراک کے مراتب۔

(س) احکام متفرقہ زمانہ وبا کی ہدایت۔

(ع) تدبیرات دفع وباء کے بارہ میں تسکین۔

وبائے طاعون میں حفاظت صحت کی تدبیرات مزید

علاوہ احکام مندرجہ تحت حروف (الف) لغایت حرف (ع) مشرحہ بالا کہ جو زمانہ ظہور وباء طاعون میں ہر شخص کو کہ جو حفاظتاً عمل میں لانا چاہیے مناسب ہے کہ ہر روز خوب صندل سپید بگلاب یا پانی میں سائیدہ کر کے زیر ہر دو بغل اور ہر دو بن ران اور بالائے پیشانی خفیف ضماد کرے اور کافور براوہ صندل سپید گل ارمنی گل مختوم کشنیز خشک گل سرخ زہر مہرہ ختائی ہر یک ایک تولہ باریک سائیدہ کر کے عرق گلاب یا عرق کیوڑہ یا عرق گلاب میں غلولہ بشکل گیند بنایا جائے گا اور اکثر اوقات ہاتھ میں رکھا جائے گا اور اگر موسم سرد ہے تو غلولہ مذکورہ میں بجائے صندل و کافور عود غرقی و جدوار شامل کرنا مناسب ہوگی۔

اور پانی میں ایک مقدار گل ارمنی جوش دیجائے اور جب گل ارمنی تہ نشین ہو جائے اور پانی سرد ہو جائے تب یہ پانی پیاس کی ضرورت پر پیا جاوے۔

اور گوشت جملہ اقسام خصوصاً گائے اور بھینس کا ترک کر دینا چاہئے اور اگر مجبوراً کسی وجہ سے ترک گوشت ممکن نہ ہو تو لوہ و تیتر و بٹیر یا بکری و بکرا کا گوشت کہ جو تندرست اور فربہ اور توانا و جوان ہو کسی قدر ترشی ڈال کر غذا کھانا مناسب ہوگا۔ اور ترشی کا استعمال ہر قسم کی وبائیہ فصل میں ایک عمدہ اور پُر نفع چیز ہے اور شربت و عرق مفصلہ ذیل انشاء اللہ تعالے عموماً ہر ضرر وبا سے اور خصوصاً وبائے طاعون سے سخت حفاظت کریگا بشرطیکہ موسم و مزاج زیادہ سرد نہ ہو۔

وبائے طاعون کے زمانہ میں اس شربت کا استعمال نہایت مفید ہوگا

بیخ کیوڑہ مغز کنول گٹہ نیمکوفتہ۔ زردی گل نیلوفر۔ گلقند آفتابی۔ زرشک بیدانہ سماق۔ گل گاؤزبان۔ تخم کاسنی نیم کوفتہ ہر یک تین تولہ ان جملہ ادویہ کو وقت شب ایک سیر عرق بید سادہ یا پاؤ سیر عرق بید مشک اور تین پاؤ صاف و شیریں پانی میں تر کرکے صبحدم جوش دیا جائے جبکہ ایک تہائی پانی باقی رہجائے۔ تب ادویہ مذکورہ ملکر اور پارچہ صاف میں چھانکر آب انار ترش۔ آب بہی تازہ آب سیب ولایتی۔ آب انگور ترش۔ آب نگترہ ہر یک تین تولہ اور اگر آبہائے مذکورہ سے کوئی پانی یا کل پانی بہم نہ پہنچے تو اُس پانی یا کل پانیوں کے مجموعہ کا نصف آب لیموں کاغذی یا سرکہ انگوری یا سرکہ سادہ مخلوط کرکے ڈیڑھ پاؤ قند سپید یا چینی سپید قلعی دار دیگچی میں آنچ پر رکھا جائے جب قوام آجائے تو درمیان قوام میں ایک تولہ گل ارمنی آدھ پاؤ عرق کیوڑہ میں محلول کرکے شامل کریں اور دو۔ وزن تیاری کے بعد روزمرہ یا گاہ گاہ زمانہ وبائے طاعون میں دو تولہ یہ شربت آدھ پاؤ عرق خانہ ساز میں شامل کرکے صبحدم پی لیا کریں۔ عرق خانہ ساز کی صراحت اور طریقہ تیاری حسب تصریح ذیل ہے۔

وبائے طاعون کے زمانہ میں یہ عرق سخت فائدہ کرے گا

طباشیر نیمکوفتہ برادہ صندل سپید۔ آلوئے بخارا۔ تخم خرفہ سیاہ نیمکوفتہ تخم کاسنی نیمکوفتہ تخم کاہو نیمکوفتہ عود غرقی باریک کوفتہ ہر یک پانچ تولہ ان جملہ ادویہ کو آب گنگ یا آب باران یا آب دریائے رواں میں نا صاف و شیریں کنوئیں کے پانی میں تر کرکے حسب طریقہ معلومہ مشہورہ عرق کشید کیا جائے۔ بمقدار چار سیر اور یہ عرق بعد چوبیس گھنٹہ تیاری کے قابل استعمال ہوگا۔

اور حبوب مفصلہ ذیل پانچ عدد آدھ پاؤ عرق بید سادہ یا ایک چھٹانک عرق گاؤزبان یا تازہ پانی کے ہمراہ کھانا عموماً صدمات وبا سے اور خصوصاً مرض طاعون و ہیضہ سے نہایت درجہ محافظ ہیں کہ جس کی توصیف نہیں ہو سکتی ہے۔

وبائے طاعون کے زمانہ میں حبوب مفصلہ ذیل سخت نافع ہونگی

طباشیر کبود۔ زہر مہرہ خطائی۔ سبزی کیول گٹہ زردی گل نیلوفر

یشب سبز۔ لاجورد مغسول ہر یک ایک تولہ مروارید ناسفتہ ریزہ یاقوت رمانی۔ زمرد سبز ہر یک چار ماشہ۔ عنبر اشہب ایک ماشہ ان جملہ ادویہ کو آدھ پاؤ عرق بید مشک اور اسیقدر عرق کیوڑہ میں عمدہ طور سے کھرل میں سائیدہ کریں ہرگاہ کہ سائیدہ ہوکر خشک ہو جاویں۔ بعدہ بہمن سپید۔ جدوار ختائی عود غرقی درونج عقربی دانہ الائچی خورد ہر ایک چھ ماشہ۔ تخم کاسنی مغز کشنیز خشک۔ تخم خرفہ سیاہ۔ برادہ صندل سپید ہر یک ایک تولہ ان جملہ ادویہ کو مثل غبار باریک سائیدہ کرکے ادویہ مذکورہ کھرل شدہ میں شامل کرکے مجموعہ ادویہ کو پھر ایک گھنٹہ کھرل کرنا چاہیئے۔ تاکہ جملہ ادویہ کا مخلوط ہوکر سفوف بن جائے۔ پس عرق گلاب قسم اول میں حل کرکے بقدر ایک ایک رتی حبوب بنائی جائیں اور تیاری کے دو روز گزرنیکے بعد استعمال کے قابل ہونگی جوان کے لئے قدر خوراک پانچ عدد اور کم عمر والونکو ایک گولی سے نہایت تین گولی تک اور اگر بوجہ افلاس وغیرہ یا بوجہ عدم بہم رسی ایک یا چند اجزائے حبوب بہم نہ پہونچیں توجس قدر اجزا بہم پہونچ جائیں ان سے حبوب بنائی جائیں اور یہ حبوب علاوہ اغراض مذکورہ کے نہایت درجہ مقوی قلب و دافع توحش و دافع خفقان ہیں۔

اور اگر وبا۔ طاعون یا ہیضہ یا دیگر اقسام وبا کے مقامات پر ضرورتاً اتفاق سفر کا ہو تو بالخصوص اُن مقامات کے پانی میں کسی قدر سرکہ پانی میں شامل کرکے پیاس کے وقت پینا امن صدمہ وبا کے لئے ایک عجیب چیز ہے۔

اب مجھکو تاکیداً پھر متنبہ کر دینا ضروری ہے کہ مرض وبا سے حفاظت کے لوازمات بکمال صراحت تحت حروف (الف) لغایت (م) بیان تندرستوں کے لئے وبا سے حفاظت کے طریقے ہیں کئے گئے ہیں۔ اُن کو مرض طاعون سے بھی تعلق سمجھو اور اُس مقام کی تدبیرات مرقومہ کی جانب رجوع ہوکر خیال کرو کہ گویا ہم مرض طاعون ہی کی حفاظت کی تدبیریں دیکھ رہے ہیں اور اُسی طرح سے ان تدبیروں کا یہاں بھی عمل کرنا چاہیئے۔

وبائے طاعون کے زمانہ میں مریض طاعون یا صحیح آدمیوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانا

قبل اس کے ہم بدلایل ثابت کر چکے ہیں کہ نفس کی تاثیرات بدن پر اور بدن کی تاثیرات نفس پر بہت قوت کے ساتھ واقع ہوتی ہیں حتیٰ کہ بعض اوقات محض تصور شفا سے صحت حاصل ہو جاتی ہے اور کبھی تصور مرض سبب مرض ہو جاتا ہے اسی بنا پر مجھکو یہ بات ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ اگر امراض وبائیہ میں مریض یا تندرست تو ہم کو کیا معنے وہ اشخاص کہ جو زمانہ وبا میں بہت زیادہ خوف و ہراس میں رہتے ہیں ایک مکان سے دوسرے مکان یا ایک مقام سے دوسرے مقام پر تبدیل جگہ پسند کریں تو اُن کو ایسا کرنا چاہیئے۔ اور اگر صحیح یا مریض وبا وبا کے زمانہ میں نقل و تبدیل مقام پسند نہ کرے تو اس کو ہرگز تبدیل مقام یا مکان کی تکلیف نہ دیجائے

خصوصاً جبکہ وہ تبدیل مقام سے زیادہ خایف و ہراساں ہو۔

مرض طاعون کے لیئے خطرناک مقامات

جن جن مقامات پر مرض طاعون کے وقوع کا خطرہ و اندیشہ زیادہ ہوتا ہے اور جن جن مقامات کا طاعون قتل اور ہلاکت نفوس پر زیادہ قادر ہوتا ہے اُن میں سے وہ معمورے آبادیاں ہیں کہ جو سواحل (کنارے) دریائے گنگ دریائے مذکورہ کے درمیان میں بطور جزیرہ نما آباد ہیں یا وہ مقامات ہیں کہ جو زمین نمناک پر آباد ہیں اس لئے کہ ایسے مقامات کی ہوا میں انفعالات جلد جلد اور قوی طور سے عارض ہوتے ہیں اور باوجود اس کے ایسے مقامات کے باشندے بوجہ انتشار حرارت غریزی ضعیف القوے بھی ہوتے ہیں۔ مگر جبکہ موثرات ہوا کے قوی ہونگے تو پھر کسی مقام کی تخصیص نہ ہوگی۔ ہر مقام پر خطرات وبا اور فساد ہوا و ہلاکت اور تلف نفوس کا بازار گرم ہوجائیگا۔

مرض طاعون کا معالجہ

مرض طاعون کے مبتلا کا معالجہ کیونکر کرنا چاہئے

طاعون کے مرض کے آثار ظاہر ہوتے ہی تمامتر وہی تدبیرات متعلقہ اصلاح ہوائے مکان و تفریح و تقویت قلب و ترویح حرارت غریزی عمل میں لائی جائیں گی کہ جو تحت (الف) بیان کی گئی ہیں ملاحظہ طلب ہیں بیان (وبائی ہیضہ کی نہایت شرح اور بسیط تدبیریں) بالجملہ جس طرح سے وبائے ہیضہ کے مرض میں تفریح و تقویت قلب و انعاش حرارت غریزی و اصلاح ہوا کی اشد ضرورت ہوتی ہے اوس سے زیادہ امور مذکورہ کی مرض طاعون میں احتیاج ہوتی ہے۔

امر معالجہ طاعون میں ایک ساتھ ہی تین امور پر لحاظ رکھنا ضروری ہے ایک تقویت و تفریح قلب و حفظ قوۃ۔ دوسرے اخراج و اصلاح مادہ سمیہ۔ تیسرے علاج ورم طاعون۔ پس واسطے تفریح و تقویت قلب و اصلاح مادہ سمیہ آغاز مرض طاعون میں وقت صبح دو تولہ شربت نیلوفر میں جدوار ختائی چار رتی کافور قیصوری ایک ماشہ زہر مہرہ ختائی دو ماشہ باریک سائیدہ کرکے اول کھلایا جائے بعدہٗ برگ گاؤزبان گل نیلوفر چھ چھ ماشہ آلوئے بخارا دس عدد عناب ولایتی سات عدد پاؤ سیر عرق گاؤزبان یا عرق بید سادہ یا عرق نیلوفر یا تازہ صاف و شیریں پانی میں تر کرکے ملکر کے چھان کے شربت نیلوفر دو تولہ شامل کرکے پلایا جائے اور وقت دوپہر عرق بید سادہ یا عرق نیلوفر آدھ پاؤ میں عرق بید مشک یا عرق کیوڑہ دو تولہ شامل کرکے شربت انار ترش یا شربت غورہ یا شربت نارنج یا شربت لیموئے ترش یعنی جو دستیاب ہوسکے دو تولہ شامل کرکے پیا جاوے اور شام کے وقت

یاقوتی تا دو چار ماشہ جسکا نسخہ ذیل میں معہ ترکیب درج ہے اول کھلائی جائے بعدہٗ برگ گاؤزبان

گل گاؤزبان۔ گل نیلوفر ہر یک چھ ماشہ گلقند آفتابی دو تولہ پاؤ سیر عرق گاؤزبان میں دوپہر کے وقت تر کر رکھے اور شام کیوقت ملکر پارچہ میں صاف کر کے نیم گرم پلایا جائے اور اگر یاقوتی مذکورہ بہم نہ پہونچے تو بجائے اس کے چھ ماشہ خمیرہ گاؤزبان یا خمیرہ صندل کھلانا چاہئے اور اگر طبیعت میں قبض ہو تو وقت صبح

آلوئے بخارا دس عدد۔ تمر ہندی ایک تولہ گل نیلوفر گل گاؤزبان ہر یک چھ ماشہ ترنجبین ولایتی ایک تولہ عرق گلاب وعرق کاسنی ہر ایک ڈیڑھ چھٹانک میں وقت شب تر کر کے صبحدم ملکر اور صاف پارچہ میں چھان کر شربت ورد مکرر دو تولہ داخل کیکے نیم گرم پیا جائے اور اگر فصل ومزاج زیادہ گرم ہے یا حالات موجودہ سے آثار حرارت زیادہ پائے جاتے ہیں تو۔

قرص کافور مفصلہ ذیل چھ ماشہ دو تولہ شربت نیلوفر میں مخلوط کر کے اولاً کھلایا جائے بعدہٗ شیرہ تخم خرفہ سیاہ شیرہ تخم کاسنی شیرہ گل نیلوفر ہر یک چار ماشہ آدھ پاؤ عرق بید سادہ یا عرق نیلوفر یا عرق کاسنی یا عرق گاؤزبان اور بدرجہ مجبوری تازہ شیریں پانی میں کشیدہ کر کے عرق بید مشک یا عرق کیوڑہ دو تولہ شربت عناب دو تولہ شامل کر کے پلانا چاہئے۔ اور اگر حرارت موسم کا غلبہ ہو یا حرارت مرض کا اکتفا منظور ہو کیونکہ تبرید اعضاء کی حدت مرض کی وجہ سے ضروری ہو تو

شیرہ مغز تخم کدوئے شیریں۔ شیرہ مغز تخم پیٹھہ بلعاب بہیدانہ یا لعاب اسپغول۔ عرق گاؤزبان یا عرق کاسنی یا عرق نیلوفر یا بید سادہ یا عرق گلاب میں یا تازہ پانی میں شیرہ ولعاب ادویہ مذکورہ نکالکر شربت نیلو یا شربت غورہ (انگور خام) یا شربت نارنج یا شربت پیٹھہ وغیرہ سے شیریں کر کے دن بھر میں چند بار پلانا چاہئے۔

علیٰ ہذہ القیاس طغیانی وافراط حرارت کے وقت میں ماء الخیار وماء القرع یعنے کھیرے اور لوکی یعنے گھیا کدو کا پانی شربت نیلوفر وغیرہ شامل کر کے پلانا چاہئے یا

تربوز کا پانی عرق کیوڑہ یا عرق بید مشک وشربت نیلوفر شامل کر کے پلانا چاہئے اور

آشجو عرق گلاب سے تیار کر کے شیریں کر کے پلانا وقت شدت حرارت ایک مفید مند اور پُر نفع چیز ہے۔ بالجملہ مرض طاعون میں اگر عوارض پر شورش ہوں اور مریض کو کرب وغیرہ زیادہ ہو تو مناسب حال جلد جلد ادویہ وتدبیر کی تبدیل وتجدید ہوتی رہے۔ اور ترکیب نسخہ یاقوتی جس کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے اور جس کے استعمال کی ہدایت کی گئی ہے حسب تفصیل ذیل ہے۔

نسخہ یاقوتی دافع مرض طاعون دمقوی قلب کرجوشل اسرار مخفیہ ہے

گل گاؤزبان برادہ صندل سپید گل نیلوفر ابریشم خام گل سرخ مغز تخم کدوئے شیریں نیمکوفتہ۔ برگ گاؤزبان مغز تخم پیٹھہ شیریں نیمکوفتہ ہر یک یک تولہ۔ ان جملہ ادویہ کو وقت شب آدھ سیر عرق گاؤزبان میں تر کر کے یا تازہ پانی میں تر کر کے صبحدم جوش دیا جائے جبکہ ایک ثلث پانی

باقی رہ جائے تب ادویہ مذکورہ ملکر چھانی جاویں بعدہٗ اس میں آب سیب ولایتی آب آنار ولایتی آب ہی تازہ ہر یک چار تولہ اضافہ کیا جاوے اور اگر اشیائے مذکورہ کا پانی بہم نہ پہونچے تو بجائے انکے یا کسی ایک کے سبب مربی آملہ مربی ہی مربی ہر یک دو تولہ گرم پانی سے دھو کر عرق بید مشک تین چھٹانک میں خوب سائیدہ کرکے شامل کیا جائے۔ پھر قند سپید یا چینی سپید ڈیڑھ پاؤ مخلوط کرکے قلعی دار دیگچی میں ملائم آنچ کے ذریعے قوام کیا جائے۔ جبکہ مثل قوام شربت کے ہوجائے تب سفوف ادویہ مفصلہ ذیل اندک اندک چمچہ سے مخلوط کرکے آنچ سے علیحدہ کرلیں۔ اور کسی مرتبان چینی یا لکسدار وغیرہ میں رکھکر غلہ جو میں چالیس روز تک دفن رکھیں بعدہٗ چار ماشہ لغایت چھ ماشہ ہمراہ بدرقہ (ساتھ کی دوائیں) مفصلہ ذیل کے ہر روز استعمال میں آئے۔

تفصیل ادویہ سفوف جو قوام میں شامل کی جائیں گی۔

تخم خرفہ سیاہ تخم بالنگو بہمن سپید۔ کہربائی شمعی کشنیز خشک۔ گل سیوتی۔ ہر یک چھ ماشہ ان جملہ ادویہ کو مثل غبار باریک سائیدہ کرکے سفوف بنایا جائے۔ اور یاقوت سرخ۔ یاقوت زرد۔ زمرد سبز۔ لاجورد مغسول زہر مہرہ خطائی۔ طباشیر کبود۔ گل مختوم۔ مروارید ناسفتہ۔ یشب سبز ہر ایک تین ماشہ ان جملہ ادویہ کو پاؤ سیر عرق گلاب قسم اول میں کسی عمدہ کھرل میں مثل سرمہ کے سائیدہ کرکے سفوف اول میں شامل کرکے قوام مذکور میں مخلوط کرے۔ اور بعد مخلوط کر دینے کے دیگچی کو آنچ سے علیحدہ کرے۔

اور قرص کافور مفصلہ ذیل مرض طاعون کے لئے نہایت درجہ نافع ہوگا اور باوجود اس کے سل و دق و حرارت جگر وغیرہ کے لئے بھی نہایت ہی مفید ہوگا۔

نسخہ قرص مرض طاعون باوصاف مذکورہ

سبزی کنول گٹہ۔ طباشیر کبود۔ تخم خرفہ سیاہ۔ زدوی گل نیلوفر۔ گل سرخ۔ ہیدانہ۔ برادہ صندل سپید۔ بہمن سپید۔ مغز تخم خیارین۔ گل مختوم۔ گل ارمنی ہر یک چھ ماشہ کافور قیصوری چھ ماشہ جملہ ادویہ مثل غبار باریک سائیدہ عرق کیوڑہ میں مخلوط کرکے بقدر چھ چھ ماشہ قرص بنا کر سایہ میں خشک کئے جائیں۔ قدر خوراک چھ ماشہ بدرقجات (ساتھ کی دوائیں) مذکورہ و آئندہ کے ساتھ۔

عرق و شربت مفصلہ ذیل انشاء اللہ تعالےٰ لئے مرض طاعون و دفع سمیت و تقویت قلب و دماغ و دفع خفقانیت کے لئے ایک عظیم الشان فایدہ مند ہے اور سل و دق و حرارت جگر و گردہ کے لئے بھی بہت نافع ہوگا۔

نسخہ عرق خانہ ساز نافع مرض طاعون باوصاف مذکورہ

بیخ کیوڑہ۔ خس خوشبو۔ مغز کیول گٹہ نیمکوفتہ۔ برگ گاؤزبان۔ برادہ صندل سپید۔ گل سرخ گل کیتکی۔ گل لیمو۔ گل نارنج۔ گل گاؤزبان۔ گل نیلوفر۔ تخم خرفہ سیاہ نیم کوفتہ۔ الائچی سپید نیم کوفتہ۔ طباشیر کبود نیمکوفتہ۔ بہمن سپید نیم کوفتہ۔ زرشک۔ آلو سے بخارا۔ عناب۔ تخم کاسنی نیمکوفتہ تخم کاہو نیمکوفتہ بادرنگ نیمکوفتہ کشنیز خشک۔ جدوار۔ عود غرقی باریک کوفتہ ہر یک تین تولہ۔ کافور قیصوری پوٹلی بستہ پانچ تولہ ان جملہ ادویہ

کو رات کے وقت قلعی دار دیگ میں پندرہ سیر مروجہ وقت ہذا گنگا جل یا آب باران یا دریائے رواں یا صاف و شیریں کنوئیں کے پانی میں تر کرکے صبحدم بطریق معمول چھ سیر عرق کشید کیا جائے اور اگر اجزائے مذکورہ سے کوئی جزو بہم نہ پہونچے تو کوئی مضایقہ نہیں ہے۔ اور اگر گل ہائے مذکورہ تر بہم نہ پہونچے تو خشک شامل ہو سکتے ہیں۔ اور یہ عرق بعد تیاری دو روز قابل استعمال ہوگا۔ قدر خوراک سات تولہ لغایت پندرہ تولہ جوان عمر کیلئے اور بچوں کیلئے اس سے کم لقدر سن و سال قدر خوراک مقرر کی جائے گی اور نسخہ شربت مذکور کا ذیل میں تحریر ہوتا ہے۔

نسخہ شربت نافع مرض طاعون موصوف با دستا مذکورہ

تخم کاسنی نیم کوفتہ گل نیلوفر زرشک آلو سے بخارا گل سرخ ہر یک تین تولہ رات کو بادیہ تین پاؤ عرق گاؤزبان یا تازہ پانی میں تر کرکے صبح کو جوش دیا جائے ہر گاہ کہ ایک تہائی پانی باقی رہ جائے تب ادویہ ملکر پارچہ صاف میں چھان کر آب سیب ولایتی آب انار ولایتی آب ہی تازہ ایک ایک چھٹانک اضافہ کرکے اور اگر آبہائے مذکورہ سے کوئی پانی میسر نہ ہو تو بجائے ان کے ہی مربی سیب مربی آملہ مربی ہر ایک دو تولہ گرم پانی میں دھو کر پاؤ سیر عرق کیوڑہ میں سائیدہ کرکے شامل کرکے آدھ سیر چینی سپید مخلوط کیجائے۔ اور قلعی دار دیگچی میں آنچ پر رکھا جائے اور شربت کا قوام بنایا جائے اور اثنائے قوام میں گل ارمنی ایک تولہ خشک سائیدہ قوام مذکور میں مخلوط کرے اور یہ شربت تیاری کے بعد چار روز کے قابل استعمال ہوگا۔ قدر خوراک دو تولہ سے بغایت پانچ تولہ۔

طریقہ استعمال عرق و شربت مذکورہ

بالجملہ اس عرق و شربت کا استعمال دن و رات میں کسی وقت ارباب طاعون کے لئے غایت درجہ نافع ہے اور طریقہ استعمال حسب تقاضائے وقت ہوگا یعنی کا ہے یہ عرق تنہا استعمال کیا جائیگا۔ یا شربت مذکورہ کے ساتھ یا عرقیات مذکورہ آئندہ کے ساتھ۔

عرقیات و شربت نافع مرض طاعون

مرض طاعون میں عرق کیوڑہ ایک شدید النفع چیز ہے گر مقدار ایک یا دو تولہ سے زائد تھوڑا چاہیے اس لئے کہ عرق کیوڑہ کے نفاخ اور مصدع یارح ہونے میں کچھ شک نہیں ہے علی ہذا القیاس عرق گلاب و عرق نیلوفر و عرق بید سادہ و عرق بید مشک و عرق بادرنگ و عرق گاؤزبان و عرق کسنگی و عرق مکوہ و عرق کاسنی و عرق خیر گاؤ و عرق پیٹھہ و عرق کیلا کہ حسب ضرورت وقت و مزاج مریض نہایت درجہ نافع چیزیں ہیں اور اسی طرح سے مرض طاعون میں شربت نیلوفر شربت سیب شربت نارنج۔ شربت غورہ شربت بہی شربت سیب شربت نارنج شربت انار شیریں۔ شربت فالسہ شربت عدد و کرر شربت لیموں شربت سنگترہ و شربت میٹھہ اقسام شربتوں سے حسب تقاضائے وقت جوشاندہ یا خیساندہ یا عرقیات مذکورہ میں مخلوط کرکے استعمال کرنا یا کرانا ایک عجیب الاثر چیز ہیں۔

مرض طاعون میں ادویہ مفردات کا فوم وجد وار و زہر مہرہ خطائی و گل ارمنی و گل مختوم مروارید ناسفتہ ناک

ہی بالغ النفع چیز ہیں یا ادویہ مفردہ مذکورہ کو حسب ضرورت باریک سائیدہ کرکے سکنجبین لیمو وغیرہ یا دیگر اقسام شربتوں میں شامل کرکے اور اس پر کوئی عرق عرقیات مذکورہ سے پینا ایک عجیب النفع چیز ہے۔

طریقۂ استعمال ادویہ وغیرہ

دستور العمل استعمال ادویہ وتدبیرات مذکورہ

ہم نے ادویہ مفردہ ومرکبہ مختلفہ وتدبیرات نوع بنوع واسطے استعمال مرض طاعون جو تحریر کی ہیں بحیثیت مجموعی ان سے معالج یا مستعالج کو بوجہ احسن یہ فائدہ ہوگا کہ وہ مختلف حالات ومختلف اوقات مرض مذکور میں ادویہ وتدبیرات بر سبیل تبدیل استعمال کرتا رہیگا۔

اور یہ امر بھی بیان کر دینا ضروری ہے کہ طاعون چونکہ مرض حاد اور پر خطر ہے اور اس کے عوارض خوفناک اور مشوش (پریشان کرنیوالے) ہیں لہذا مسلسل تدبیرات کا عمل میں لانا ضروری ہے یعنے ادویہ اور تدبیرات جلد جلد تبدیل وتجدید ہوتی رہیں یعنی جس قدر اعراض مرض طاعون کے سخت اور ہنگامہ برپا کن ہونگے۔ اسیقدر جلد جلد تدبیرات داخلی وخارجی عمل میں لانا چاہئیں۔

مریض طاعون کے پانی پلانے کی ہدایت

ہر حال میں اگر ممکن ہو سکے مریض طاعون کو بجائے پانی کے عرق بید سادہ یا عرق گاؤزبان یا عرق نیلوفر یا عرق کاسنی یا عرق بارتنگ یا عرق شیر گاؤ کسی قدر عرق کیوڑہ یا عرق گلاب یا عرق بید مشک سے خوشبودار کرکے بالانفراد یا بالاشتراک سرد سرد یا برف وشورہ سے کسی قدر سرد کرکے پیاس کیوقت پلانا چاہئے اور اگر عرقیات مذکورہ بہم نہ پہنچے تو صاف وشیریں پانی میں بقدر مناسب گل ارمنی باریک سائیدہ جوش دیجائے اور جبکہ یہ پانی مقطر او صاف اور سرد ہو جائے تب اس میں کسی قدر گلاب یا عرق کیوڑہ یا عرق بید مشک حسب رغبت طبیعت شامل کرکے سرد سرد پلایا جائے یعنے برف کے ذریعے سے اُس کو سرد کر لینا چاہئے مگر برف ڈال کر سرد نہ کیا جائے بلکہ برف یا شورہ میں صراحی یا بوتل لگا کر پانی سرد کرلے۔

مریض طاعون کو غذا دینے کی ہدایت

مریض طاعون کو اغذیہ سرد کھلانا مناسب ہے مثلاً دال مونگ یا دال مسور یا دال ارہر وماش مرکب و چھلکہ گندم یا ملایم خشکہ کے ساتھ دالہائے مذکورہ میں بقدر مناسب وبرغبت طبیعت المریض کوئی ترشی شامل کرنا مناسب ہوگی اور اگر فصل گرم یا مزاج گرم ہے تو آشجو ارباب طاعون کے لئے ایک عمدہ غذا ہے اور ایسی حالتیں گائے کا دہی اور گائے کا دودھ بھی بشیتر اوقات غذا کے مناسب ہوگی۔

علے ہذہ القیاس مریض طاعون کی غذاؤں میں گائے کا دودھ بھی بشیتر اوقات غذا کے مناسب ہوگی اور گائے کا گھی بھی ایک عظیم الشان فائدہ مند چیز ہے اور اگر وجہ معقول مثلاً حفظ قوت بدن یا انتہا درجہ طبیعت کی رغبت ہو تو چھوٹی چڑیونکے گوشت کا شوربا خصوصاً شوربا سے گوشت لوہ وبٹیر وتیتر یا بکری کا گوشت کہ جو صحیح اور تندرست

اور نوجوان ہو کسی قدر ترش کر کے کھلانا مناسب ہوگا اور چوزہ مرغ کا شوربا بھی کسی قدر ترش کر کے کھلانا مناسب ہوگا۔ مگر مرغ
یا مرغی کہ جو زیادہ عمر کے ہوں یا جوان ہوں نہ دینا چاہیئے۔ اور اگر قوت ہاضمہ قاصر نہ ہو تو گوشت مذکورہ میں کسی قدر ساگ
خرفہ یا پالک یا کسی قدر کھیا کدو دینے لوکی شامل کر لینا مناسب ہوگی۔

مریض طاعون کی تدبیرات خارجیہ کی بابت تاکید مزید

مرض طاعون کے شروع ہوتے ہی سب سے پہلے مقدم اور اہم امر یہ ہے کہ ہوائے مکان مریض
ولباس وبستر مریض کی صفائی اور اس کی اصلاح اور قلب و دماغ کی تقویت کا نہایت درجہ
اہتمام کرنا ضروری ہے اور ان امور کی تکمیل انہیں مراتب اور انہیں تدبیرات سے ہونا چاہیئے کہ جن کو ہم نے نہایت ہی اہتمام
اور صراحت کے ساتھ وبائے ہیضہ کے بیان میں ذکر کر دیا ہے یعنے مکان مریض خوشبو دار اور معطر سرد کرنا و لخلخہ جات کافور
وصندل وغیرہ سونگھانا اور اقسام اقسام گل و ریاحین وثمر و برگ بارد (سرد) سے مثلاً گل نیلوفر و گل سرخ و گل کیوڑہ و گل کیتکی
و گل لیمو و برگ کیلا و برگ خرفہ سبز و برگ لیموئے سبز و برگ نارنگی سبز و نارنج و برگ بید سادہ سبز و ثمرہ جات مثل لیمو و نارنگی
و نارنج و سیب و آنار و کھیرا و ککڑی وغیرہ ہم سے جو اشیا او وقت پر بہم پہنچیں ان سے گلدستے مرتب کر کے مریض کے
مکان میں رکھنا اور مکان مریض کو مجمع اور شور و غل سے پاک رکھنا اور علاوہ ان امور کے جو تدبیرات مناسب وقت و فصل
و رغبت مریض ہوں ان کو عمل میں لانا نہایت ہی ضروری ہے جن کی تشریح بہت عمدہ طور سے مرض ہیضہ کے بیان
میں ہو چکی ہے۔ چنانچہ وہ مقام ملاحظہ طلب ہے۔

مریض طاعون کے لئے ممانعت

مگر مرض طاعون میں حتی الامکان بدن مریض کو ہوائے سرد سے محفوظ رکھنا چاہیئے بایں طور کہ چادر وغیرہ
پارچہ مناسب سے تمام بدن ڈھکا رکھنا ضروری ہے تاکہ سرد ہوا جلد کے مسامات میں انقباض پیدا کرے
کہ جو بالآخر موجب غلظ مادہ ہو کر ترقی مرض کا باعث ہو اور اعراض مرض میں ایک شورش برپا کرے بالجملہ جس تدبیر سے ہو
ہوائے سرد اور خوشگوار قلب اور حرارت عزیزی کو تو عمدہ طور سے پہونچائی جائے مگر خارج بدن ہوائے سرد سے
محفوظ رہے۔

مریض طاعون کے حرکات و سکون بدنی و نفسانی

ہر حالت میں مریض طاعون کو حرکات بدنی مضر ترین امور سے ہے اس کو بہر حال سکون و راحت
میں رکھنا چاہیئے اور حرکات نفسانیہ میں یعنی غم و غصہ و فکر و اندیشہ میں مبتلا رکھنا اس کے لئے
حرکات بدنی سے بھی بدتر ہے بہر حال اس کو صحت پر یقین دلانا اور غم و غصہ وغیرہ سے فارغ رکھنا ایک بہترین
چارہ کار ہے۔

مرض طاعون کے اعراض لاحقہ کا تدارک

جس طرح سے مرض ہیضہ وبائی میں مریض کو مختلف عوارض دوران مرض میں لاحق ہو جاتے
ہیں اسی طرح سے مرض طاعون میں بھی مریض کو مختلف اعراض اکثر حالات میں لاحق ہو جاتے ہیں
مثلاً حالت خفقانی و غشی و سرسام و درد سر وغیرہ۔ پس عوارض لاحقہ کا تدارک اسی طور سے کرنا چاہیئے کہ جس طرح سے

اعراض ہیضہ کے تدارک کا بیان ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو بیان (اتفاقیہ مرض ہیضہ میں اعراض لاحقہ کا تدارک تحت حرف (ج) اور اس کے مابعد کے عوارض مندرجہ حروف (د) (ہ) (و) وغیرہ۔

مرض طاعون میں فصد و سہل وغیرہ استفراغ القانون

اکثر ماہرین کی رائے ہے کہ بوقت ظہور مرض طاعون فصد و سہل وغیرہ مرض طاعون میں مناسب نہیں ہیں اور کمتر ماہرین کی رائے ہے کہ سہل و فصد وغیرہ مرض طاعون میں مناسب ہے مگر خاکساران فریقین کے درمیان میں درباب استفراغ یہ قول تفصیل بیان کرتا ہے کہ مرض طاعون میں فصد و سہل مخلوط ضرور ہیں مگر ہر گاہ کہ مادہ مرض کے خطرات بر سر ترقی ہوں کیا معنے مادہ سمیہ کی حرکت قلب اور داخل بدن کی جانب ہو رہی ہو۔ اور اُس کا جوش و خروش قلب و دماغ پر اثر پیدا کر رہا ہو۔ تو فصد و سہل سے چارہ گری حاصل کی جائیگی اور ایسی حالت میں غالباً فصد باسلیق نافع ہوگی یا جو فصد مناسب حال اور وقت ہو لعل اسہال بذریعہ احتقان جس کو حقنہ اور عمل ادہ عمل طائر بھی کہتے ہیں نہایت ہی بے خوف و خطر اور بغایت درجہ نافع تدبیر ہے اور عمل مذکورہ کے قواعد تفصیل قبل اس کے ہم مسہلات کی بحث میں بیان کر چکے ہیں مگر اس مقام پر پھر ظاہر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مرض طاعون میں اگر مسہل بالاحتقان یعنی حقنہ کے ذریعہ سے مسہل دیا جائے تو ادویہ مسہلہ عرق گلاب یا عرق بید مشک یا عرق گاؤزبان یا عرق بید سادہ وغیرہ عرقیات مفرحہ میں تر کرنا بہت ہی مفید ہوگا۔ اور آشجو کہ جو عرق گلاب پکا کر بنایا جائے اور اس میں ترنجبین اور شیر خشت اور شربت دردکم و روغن بادام در روغن گل شامل کر کے حقنہ کیا جائے تو بجمیع صفات محمود اور بہتر ہوگا۔ اور عجب نہیں ہے کہ مادہ مرض کے اخراج میں کلیۃً کفایت کرے۔ علاوہ اسکے وقت افراط حرارت و صعود ابخرہ در دسر و کیفیت سرسامی کے آشجو مذکور اور آب برگ خرفہ و آب کدوئے شیریں یعنی لوکی و آب خیار و آب آلوئے بخارا بگلاب برآوردہ روغن گل شامل کر کے حقنہ کرنا عوارض مذکورہ کے لئے ایک عجیب علیحدہ مندرجہ چیز ہے۔

ورم طاعون کا معالجہ

ورم طاعون کے بارہ میں مصنف کتاب کی رائے

قبل اس کے جو مفرح تدبیریں بیان کی گئی ہیں وہ عام طور سے مرض طاعون کے لئے ترقیم ہوئی ہیں اب محض ورم طاعون کی تدبیرات تحریر کی جاتی ہیں واضح ہو کہ ورم طاعون کے آثار ظاہر ہوتے ہی تدبیرات و معالجہ مرض طاعون کے ساتھ ہی نفس ورم طاعون کی تدبیر و معالجہ میں نہایت ذکاوت کے ساتھ سرگرم ہونا چاہئے ایسا نہ ہو کہ بوجہ بد تدبیری معالجہ ورم طاعون مادہ سمیہ اس مقام سے واپس ہو کر اعضائے رئیسہ یا عام بدن میں منتشر ہو کر طوفان آفت و بلا برپا کردے۔ ورم مذکور پر ادویہ رادعہ یعنے مادے کے واپس کرنے والی یا ادویہ سرد و قابض ہرگز ضماد نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ تمامتر کوشش اور ہمت اس بات کی جانب مصروف ہونا

ضروری ہے کہ بذریعہ ضمادات (لیپ) ونطولات (تریڑے) وانکباب (بپارہ) ادویہ گرم ومحلل ودافع سمیت مادہ مرض کا مقام ورم کی جانب توجہ ورجحان رہے اور بایں ہمہ تسکین شدت درد کا بھی نہایت درجہ اہتمام ہونا چاہئے۔ جیساکہ قبل اس کے شرح ہو چکا ہے یعنی موضع ورم کی حفاظت ہوائے سرد سے کپڑے وغیرہ کے ڈھانک دینے سے اور ادویہ گرم کے ضمادات کر دینا ضروری ہے اور اس بات کی بھی سخت کوشش کرنا چاہئے کہ مادہ سمیہ کی توجہ عام بدن سے صرف موضع ورم کیجانب مصروف رہے۔ اور مادہ سمیہ کا نضج اور اس کی اصلاح بھی ہو۔ غرضکہ ان جملہ امور کی تکمیل کی غرض سے مقام ورم پر گل بابونہ تخم خطمی اکلیل الملک جدوار ختائی ہر یک مساوی الوزن پانی میں سائیدہ کر کے بقدر روغن گل شامل کر کے نیم گرم موضع ورم پر ضماد کیا جائے۔ اور چار گھنٹہ بعد تبدیل ہوتا رہے۔ اور جبکہ ضماد کو تبدیل کرنا چاہیں تو جوشاندہ برگ نیب وگل بابونہ کے پانی سے بپارہ دیکر آہستہ آہستہ دھو ڈالیں۔ اور اگر خوف انتشار مادہ سمیہ کا جانب اعضائے رئیسہ کے ہو اور ورم میں یا جوار ورم (ورم کے آس پاس) میں درد کی شدت ہو۔ اور قوت مریض بھی وفا کرے تو فصد باسلیق یا جو فصد مناسب ہو کرنا ضروریات سے ہوگا۔ اور اکثر اوقات گل بابونہ کے جوشاندہ کے پانی کا موضع ورم پر بپارہ کرتے رہیں مگر احتیاط رکھنا چاہئے کہ بپارہ کی بھاپ دماغ اور منہ میں نہ پہونچے۔ اور اگر درد کی شدت ہو تو یہی بپارہ وقتاً فوقتاً ہوتا رہے۔ بالجملہ نفس موضع ورم کو تدبیرات مذکورہ بالا سے تسخین (گرمی) پہونچاتے رہیں۔

اور اگر برگ خطمی تخم سویہ گل بابونہ پرسیاوشاں بادرنجبویہ ڈھائی سیر پانی وزن مروجہ حال میں جوش دیکر اور نیم بپارہ کیا جائے۔ بعدہٗ آہستہ آہستہ تریڑا کیا جائے۔ اور بعد اس کے انہیں ادویہ کا ثفل اسی پانی میں سائیدہ کر کے روغن گل مخلوط کر کے نیم گرم ضماد کیا جائے۔ تو نہایت درجہ فائدہ مند ہوگا کہ جو اندازہ سے باہر ہے۔

الحاصل جب تدبیرات مذکورہ یا مثل تدبیرات مذکورہ سے ورم پختگی پر آجائے اور خود بخود ٹوٹ جائے تو بہتر ہے وگرنہ وہ تدبیریں عمل میں لانا چاہئے کہ جو عام اورام کے توڑنے کے لئے مخصوص ہیں گو اس کا توڑنا بذریعہ نشگاف وغیرہ عمل میں لایا جاوے۔ پس جبکہ ورم ٹوٹ جائے اور مادہ سائل ہونا شروع ہو تو بغرض تنقیہ واخراج مادہ برگ نیب وشہد وایلوا کی ٹکیہ دو تین روز ورم کے مقام پر باندھنا چاہئے جب مواد وغیرہ سے پاک ہو جائے تب وہ تدبیرات کی جائیں گی کہ جو ورم کے اندمال کے لئے مخصوص ہیں۔

اگر کسی وقت ورم طاعون میں درد کی شدت ہو تو عرق گلاب یا تازہ پانی میں لعاب اسبغول یا لعاب بہیدانہ نکالکر روغن گل بقدر ضرورت شامل کر کے پارچہ تر کیا جائے اور مقام ماؤف یعنی درد کی جگہ رکھا جائے اور بار بلا فصل پارچہ کی تبدیلی ہوتی رہے یا

محض گرم پانی نیم گرم سے بپارہ کیا جائے اور اگر شدت درد سے ہلاکت کا خطرہ ہو تو پوست خشخاش تخم

خشخاش کا بپارہ دیا جائے اور اگر ان تدبیروں سے درد ساکن نہ ہو تو مجبوری کی حالت میں افیون و زعفران کا شیر گرم ضماد کیا جائے یا فصد کھولی جائے

ہم نے دربارہ علاج ورم طاعون جا معہ بیان کئے ہیں یا جو ماہرین کے قول آئندہ بیان ہونگے وہ اس قدر کفایت کرتے ہیں کہ معالج اُن سے امر علاج میں مستغنی ہو جائے۔

ورم طاعون کے بارہ میں شیخ بو علی سینا کی رائے

شیخ الرئیس بو علی سینا امر تدبیر مرض طاعون میں تقویت قلب و اصلاح ہوا و تبرید ہوائے مکان و بعض دامر غذا وغیرہ میں معالجین متقدمین اور متاخرین کے ساتھ تقریباً متفق الرائے ہیں مگر ورم طاعون کے متعلق شیخ الرئیس ممدوح باختلاف رائے اکثر معالجین بشرط الیفائے قوۃ فصد کرنا واجبات سے خیال فرماتے ہیں اور باختلاف رائے اکثر ماہرین اُن کی یہ رائے بھی ہے کہ ابتدائے ظہور ورم طاعون میں طلاء وغیرہ ادویہ باردہ (سرد) و قابضہ کرنا چاہئے۔ مثلاً سرکہ پانی یا عرق گلاب یا روغن مورد میں محلول کر کے پارچہ تر کر کے رکھا جائے بعدہٗ اگر ممکن ہو تو مقام ورم پر پچھنے لگائے جائیں جس کو بھری سینگیاں لگانا کہتے ہیں اور اس ذریعہ سے مادہ کو خارج کرنا چاہئے اور ورم کو سائل (بہتا ہوا) ہونے دیں۔ اور اس قدر مہلت دینا مناسب نہیں ہے کہ مادہ منجمد ہو کر سمیت میں ترقی اور افزائش پیدا کرے۔ اور اگر پچھنے لگانا ممکن ہو تو پچھنے لگا کر نہایت ملایمت سے سینگی کھینچنا چاہئے۔ اور اگر مادہ طاعون خراجی الجوہر (مثل مادہ دنبل) ہو تو وقت انتہا یا قریب انتہا کے ادویہ مفتحہ (توڑ کر بہا دینے والی) استعمال کرانا چاہئیں۔ اور اگر ورم طاعون کے ساتھ تپ بھی ہو تو سرد چیزوں کے استعمال میں توقف کرنا چاہئے تاکہ مادہ واپس نہ ہو ایسے مقام پر ورم کے نضج (پختگی) کے لئے گل بابونہ تخم سویہ وغیرہ مفتحات لطیفہ کہ جو اورام کی بحث میں مذکور ہیں پانی میں جوش دیکر بطور نطول (ترڑا) استعمال کرانا چاہئیں۔

ورم طاعون کے بارہ میں ابن الیاس کی رائے

ابن الیاس کی باختلاف رائے شیخ الرئیس بو علی سینا رائے ہے کہ مرض طاعون میں فصد جایز نہیں ہے جس طرح سے کہ زہر دار جانور مثل سانپ وغیرہ کے کاٹنے کے معالجہ میں فصد نہیں کی جاتی ہے تاکہ مادہ سمیہ جمیع بدن میں منتشر اور پراگندہ نہ ہو۔

اور موضع ورم پر ادویہ سرد و قابض کا استعمال نہ کرنا چاہئے اور مقام ورم کو پچھنے لگا کر نیم گرم پانی سے دھونا چاہئے۔ باقی جملہ تدبیرات حفظ قوت و تفریح قلب و اصلاح و تعطیر ہوا بیضہ مریض کے مکان کی ہوا اصلاح اور خوشبودار کرنا و دیگر علاج میں شیخ کے متفق ہیں۔

ورم طاعون کے بارہ میں جرجانی کا فیصلہ

جرجانی بھی باختلاف رائے شیخ بو علی سینا و باتفاق رائے ابن الیاس منع کرتے ہیں کہ ورم طاعون پر کوئی ضماد سرد یا قابض نہ لگانا چاہئے اور فصد بھی ممنوع کہتے ہیں الا اگر زیادہ امتلا ہو اور طلطبہ کا دور کرنا واجب اور ضروری ہو تو مقام ورم کو پچھنے لگا کر خفیف طریقہ سے چوسنا اور گرم پانی سے دھونا

مناسب ہوگا۔ اور اگر خفقان کی شدت ہو تو گرم پانی یا گل بابونہ و سپیل کے پتوں کے جوشاندہ پانی سے نطول (تریڑا) کرنا چاہیئے تاکہ مادہ قلب کی جانب سے واپس ہو کر ورم کی جانب رجوع ہو اور اُس میں نفخ (پھنگی) بھی آجائے اور ورم طاعون کے نکالنے کی وہی تدبیرات کی جائیں گی کہ جو دُبیل کے نکالنے کے لئے کی جاتی ہیں۔

ورم طاعون کے بارہ میں ابوالمنصور کی ہدایت

ابوالمنصور کی رائے ہے کہ جملہ مقویات قلب و مبردات (سرد کنندہ) حرارت غریبی (حرارت غیر طبعی) مثل آب انار ترش و آب سیب اور دہی گائے کا کھلانا چاہیئے اور خس خانہ یا مکان سرد میں مریض کی آرامگاہ معین کرنا مناسب ہے اور مریض کے گرداگرد تربوز اور سیب اور برگ انگور وغیرہ رکھے جائیں اور غذائے سرد اور مغلظ خون کھلانا چاہیئے۔ اور تمام امور کے ساتھ رُبّ بھی و ربّ امرود و قرص طباشیر وغیرہ کے کھلانے سے معدہ کی تقویت کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے اور اگر طلائے بارد یا مکان بارد سے خفقان عارض ہو تو موضع ورم پر گرم پانی کا بملایمت نطول (تریڑا) کریں اور تمامتر توجہ حفظ قوت بدن و معدہ و حفظ قوت قلب پر مصروف رکھنا ضروریات سے ہے اس لئے کہ بعد حفاظت قوت بدن و قوت قلب کے علاج نفس ورم کا ممکن اور آسان ہو جاتا ہے پس بعد خفت خفقان غور کیا جائے اگر ورم طاعون ساعی ہے یعنے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے تو اس کا معالجہ بذریعہ داغ دینے کے کرنا چاہیئے جس طرح سے کہ آکلہ کا علاج ہوتا ہے اور بعد داغ کے تدبیرات اندمال (بھر جانے) کی کرنا ضروری ہیں۔

اور اگر طاعون کا رنگ سیاہ ہے تو اس کا معالجہ بذریعہ پچھنے لگانے کے ہونا چاہیئے۔

اور محمد ذکریا کہتے ہیں کہ جس مقام یا جس شہر میں وبائے طاعون کی ظاہر ہو وہاں سے نقل مکان و گریز بہتر ہے پس اگر لشکرگاہ میں یہ مرض ظاہر ہوا ہو تو بلند مقامات ہوادار میں قیام کرنا چاہیئے علے ہذہ القیاس ہر ایسے مرض سے حفاظت کے لئے کہ جو بدبو یا ہوا کی خرابی سے پیدا ہو یہی حکم ہے۔

ورم طاعون کے بارہ میں داؤد انطاکی کا قول

داؤد انطاکی کی بھی یہی رائے ہے کہ ورم طاعون میں فصد جائز نہیں ہے مگر گرداگرد ورم طاعون سرکہ و گل ارمنی و گل سرخ و کافور سے ضماد رکھنا چاہیئے۔ باقی دیگر امور مثلاً تفریح و تقویت قلب و حفظ قوت و ترک اقسام گوشت و ترک شیرینی و امر اصلاح ہوائے مکان مریض و دیگر لوازم مذکورہ میں اختلاف نہیں ہے۔

ورم طاعون کے بارہ میں سمرقندی کا استحسان

سمرقندی کا قول ہے کہ جب مریض طاعون کی آرامگاہ کے لیئے مکان سرد کیا جائے تو ضروری امر ہے کہ محل ورم کو گرم رکھیں بدیں تدبیر کہ گل بابونہ و پرسیاوشان و خطمی کا ضماد کیا جائے۔ اور برگ سویہ و گل بابونہ کے جوشاندہ پانی سے مقام ورم کو سینکنا چاہیئے اور بعد پچھنے لگانے کے اگر گرم پانی سے جم پر نطول (تریڑا) کیا جائے تو اُس پانی میں ادویہ گرم جوش دیجائیں اور اگر فصد کی ضرورت دیکھی جائے تو اُس میں چند چیزوں کی رعایت ضروری ہے ایک یہ کہ پہلے ورم طاعون پر پچھنے لگائے جائیں تاکہ فضلہ عفونت سے مادہ خارج ہو

اور اُس کے انتشار کا عام بدن کی جانب خوف باقی نہ رہے۔

دوسرے یہ کہ قبل فصد گرداگرد طاعون ادویہ باردہ قابضہ۔

مثلاً رسوت وگل ارمنی و مامیثا و مثل ان کے دیگر اشیائے باردہ و قابضہ طلا کریں تاکہ مادہ سمیہ کو کہ جو بمقام ورم مجتمع ہے۔ فصد کے وقت عام بدن میں منتشر ہو جانے سے باز رکھے۔

تیسرے یہ کہ اعضائے رئیسہ خصوصاً قلب کے تحفظ میں زیادہ مبالغہ کیا جائے تاکہ مادہ متحرکہ بالفصد اعضائے رئیسہ کیجانب نہ پہونچے اور اس امر کی تکمیل اس طور سے ہو سکتی ہے کہ طلاہائے سرد و خوشبودار دل اور سینہ پر رکھنا چاہئے اور عطریات اور اشیائے سرد سونگھنا چاہئیں۔ اور عرق گلاب اور ٹھنڈا پانی مخلوط کر کے تا وقتیکہ خون نکلتا رہے۔ جرعہ جرعہ (گھونٹ گھونٹ) پلایا جائے۔ اور بعد اُس کے بھی یہی طریقہ جاری رہے تاوقتیکہ مادہ متحرکہ ساکن اور آرمیدہ ہو جائے اور یہ جملہ احتیاطیں کہ جو فصد کے بارہ میں بیان کی گئی ہیں اُس صورت میں ہیں کہ جب مادہ طاعون نہایت درجہ سمی (زہردار) ہو ورنہ ان احتیاطوں کی ضرورت نہیں ہے بلا خوف و خطرہ و بغیر احتیاط مذکورہ فصد کرنا چاہئے۔ مگر تاہم ان احتیاطوں کی نگہداشت فایدہ سے خالی نہ ہوگی۔

اور مادہ طاعون کی کثرت و قلت سمیت ورم کی رنگت سے معلوم ہو سکتی ہے جیسا کہ قبل اس کے بیان ہو چکا ہے اور درد سر کی شدت اور ہذیان مرض طاعون میں دلیل صعود (چڑھنے) مادہ کی جانب دماغ کے ہے۔ ہرگاہ کہ ایسے حالات دیکھے جائیں تو فوراً پاشویہ کرانا چاہئے اور بڑی بڑی خالی سینگیاں پنڈلیوں پر بشدت تمام کھنچوانا ضروریات سے ہے۔

| ورم طاعون کے بارہ میں خضر کا مقولہ |

علاج ورم طاعون کے بارہ میں خضر کی یہ رائے ہے کہ بقول میرے اُستاد کے فصد و مسہل مرض طاعون میں بلکہ ہر مادہ ردیہ میں کہ جو خارج بدن کی جانب متوجہ ہو رہا ہو یا ہو گیا ہو جایز نہیں ہے تاکہ اندرونی و بیرونی دو حرکت مخالف سے مادہ کی حرکت میں مخالفت واقع نہ ہو بعدہٗ حکیم موصوف اپنی رائے بیان کرتے ہیں کہ اگر مادہ نہایت درجہ جوشندہ ہے اور تمام بدن اور اعضائے رئیسہ کی جانب منتشر اور مایل ہو جانیکا خوف ہے تو ترک فصد اور ترک مسہلات کی بشرط الغائے قوت کے میں اجازت نہیں دونگا۔ چنانچہ اکثر ارباب طاعون فصد و مسہل کی تدبیر سے خطرات مرض طاعون سے صحیح و محفوظ رہے ہیں۔

اور کہا ہے مرض طاعون میں بحالت مذکورہ بچوں کو بجائے فصد کے پنڈلیوں پر پچھنے لگانے کا حکم دیا گیا ہے اور تبرید و تقویت قلب کی غرض سے شربت دروقانہ (شربت گلسرخ) و شربت صندل کا فور و عرق نیلوفر کے ساتھ دینا چاہئے۔ اور موضع ورم پر پچھنے لگا کر تدبیر لیکانے کی کیجائے جیسا کہ دنبل و دیگر اورام کے پکانیکی تدبیریں معین ہیں۔ اور حکیم ممدوح اپنے استاد کی نسبت فرماتے ہیں کہ میرے اُستاد مقام ورم پر پچھنے لگا کر حکم دیتے

سے کہ اُس پر بچہ مرغ پھاڑ کر گرم گرم باندھا جائے تاکہ بوجہ کافی مادہ سمیہ کا جذب وقوع میں آوے۔

اور اطباء کا مقولہ ہے کہ ارباب طاعون کے ورم طاعون پر داغ دیکر اُس میں روغن گاؤ کہنہ اور مرہم رسل کا قطرہ قطرہ ٹپکانا نافع ترین تدبیر ہے اور بعض اشخاص وقت شدت درد مسکن وقاتل افیون وزعفران کا ضماد ورم پر لگاتے ہیں مگر چونکہ افیون مادہ کو اندر کی جانب واپس کرتی ہے اور روح میں جمود بھی پیدا کرتی ہے لہذا یہ تدبیر خطرہ سے خالی نہیں ہے۔

مرض طاعون کے علاج وتدبیرات کے بارہ میں ایک جامع تقریر

ناظرین کتاب ہذا کو متنبہ اور آگاہ کیا جاتا ہے کہ اگر وہ امر علاج وتدبیرات مرض طاعون میں اس کتاب سے فایدہ اٹھانا چاہیں تو اُن کو لازم ہے کہ وہ آغاز بیان وبائے طاعون سے لغایت تقریر ہذا کل مکاتبات وبیانات کو نہایت ہی دل جمعی اور اطمینان کے ساتھ غور کرلیں اس لئے کہ بہت سی تدبیرات داخلی وخارجی مرض طاعون کی مرض مذکورہ کے بیان میں صراحتاً نہیں کی ہیں۔ بلکہ تدبیرات مذکورہ چونکہ مرض میں ہیضہ میں بکمال تشریح بیان ہو چکی ہیں لہذا بہ نشان حروف ابجد بیان مرض طاعون ومرض طاعون میں حوالہ دیا گیا ہے باایں ہمہ پھر خاتمہ بیان مرض طاعون پر تاکید کیا دلایا جاتا ہے۔ کہ اس مرض میں بھی تدبیرات وسامان تفریح قلب وتعدیل حرارت غریزی وتقویت قلب واصلاح ہوائے مکان مریض جیساکہ قبل اس کے بیان ہیضہ کی بحث میں تحت حروف ابجد بیان کئے گئے ہیں عمل میں لانا بہت ہی ضروریات سے ہیں۔ تاوقتیکہ امور مذکورہ کا حتی الامکان اہتمام نہ کیا جائے گا۔ مریض کا شفا پانا مشکل اور دشوار ہو جائیگا۔ اور تدبیرات مذکورہ کی بجا آوری کی حالت میں یقین کرنا چاہیئے کہ مرض طاعون وہیضہ ودیگر امراض وبائیہ سے شاذ ونادر صورتوں میں ہلاکت وقوع میں آئیگی۔

اور اس بات سے بھی مجھکو خبردار کر دینا ضروری ہے کہ جملہ امراض میں عموماً اور امراض وبائیہ میں خصوصاً معالج کو بجا آوری طبیعت کی مرغوبات کی اور دفع کرنا اس کے متنفرات کا ایک اہتمام طلب معاملہ ہے چنانچہ اس مفہوم کا اشارہ جابجا اس کتاب میں بھی کیا گیا ہے یہاں اُس مفہوم کلی کے چند افراد جزئیہ عوام کی تفہیم کے لئے ترقیم ہوتے ہیں۔

فرض کرو زید کو ہیضہ وبائی یا مرض طاعون پیدا ہوا ہے تو اس کے مکان آرامگاہ کے لئے جو جو اہتمام کئے جائیں گے اُن میں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ آیا مریض بالطبع اُن تدبیرات میں سے کسی تدبیر سے متنفر تو نہیں ہے مثلاً کافور یا سرکہ کی بو اُس کو سخت درجہ ناگوار ہے تو باوجود اس کے کہ ان دونوں جزوں کو اثر وبائی دفع کرنے میں کمال تخصیص ہے مگر ان کو مریض کے تنفر سے مجبور اور دور رکھنا چاہیئے علیٰ ہذا القیاس کھانے پینے اور خوشبو اور ہوائے مکان کے تبدیل کے بارہ میں بھی رعایت اس کی رغبت اور نفرت کی ضروری ہے۔

بہرحال جہانتک ممکن ہو سکے وہی تدبیرات داخلی وخارجی عمل میں لانا چاہیئے کہ جو مرغوب طبیعت بھی ہوں اور مناسب مرض بھی ہوں اور کم سے کم اس بات کا خیال ضروری ہے کہ تدابیر مذکورہ مناسب مرض ہوں مگر طبیعت اُس سے غایت درجہ متنفر نہ ہو اور یہی قاعدہ ہر مرض اور ہر مرض کے معالجہ وتدابیر میں جاری ہونا چاہیئے۔

طاعون کے ٹیکہ کا فیصلہ

طاعون کے ٹیکہ کو تریاق الطاعون کہنا چاہیئے

قبل اس کے وبائے طاعون پھیلا۔ عون و علم عونکے طب میں ہمنے کلام البسیط بیان قبل سے اس کتاب کو ختم کیا ہے چنانچہ بیان مذکورہ سے ہر خاص و عام کو اس کی ماہیت بھی معلوم ہو جائیگی اور اس روح فرسا بلا سے بعون اللہ حفاظت پر بھی قادر ہونگے۔ اور مریض طاعون کے لئے تدبیرات داخلیہ و خارجیہ بوجہ احسن عمل میں لانیکی قدرت اور ملکہ بھی حاصل ہوگا چنانچہ بیانات مذکورہ بر میں نے اس کتاب کو ختم کیا تھا مگر ہنوز یہ کتاب چھپکر شایع نہیں ہوئی تھی کہ وبائے طاعون کا سیلاب اور طوفان ہمارے ملک میں روز افزوں ہوا اور ملک ہندوستان کے اکثر معموروں میں اس بلائے جانگسل نے اپنے شر و طغیان سے ہزارہا نفوس کو قتل کر ڈالا اور قتل کر رہا ہے۔

اس رستخیز و قیامت برپاکن ہنگامہ میں گورنمنٹ موجودہ نے کہ جس کو شہنشاہِ عالم کی بارگاہ سے خلعت جہانداری عطا ہوئی ہے اور جو ہر طرح سے صلاحیت جہانداری اور جہانبانی رکھتی ہے اس طوفان مرگ کی مدافعت میں حکیمانہ تدبیرات و مجاہدات عمل میں لا رہی ہے اور جہانتک کہ طاقت بشری کا امکان ہے بذریعہ استقراء و تمثیل و قیاس و تجربہ اس غنیم عظیم کی مدافعت میں سرگرم ہے پروردگار عالم اُس کی کوششوں میں برکت دے۔

چنانچہ منجملہ تدبیرات دفع مرض طاعون سب سے اعلےٰ و افضل تدبیر امن و عافیت طاعون کا ٹیکہ ہے جس کو میں تریاق الطاعون سے موسوم کرتا ہوں اور جو گورنمنٹ نے ہمارے ملک میں ہمارے نفوس کے تحفظ کی غرض سے جاری کیا ہے۔ اور جسکو ہمارے ملک کے عوام بلکہ بعض خواص بھی نہایت وحشت اور کراہت کی نظر سے دیکھتے ہیں حتےٰ کہ طاعون کے ٹیکہ کے عمل میں لانے کے خیال سے بھی اُن پر ایک وہم و ہراس غالب ہوتا ہے اور اس وجہ سے یہ لوگ ایک عجیب وحشت کی حالت میں ہیں حالانکہ اس کو وحشت اور کراہت کی نظر سے دیکھنا سخت حماقت اور جہالت ہے جیساکہ تم ایک زمانہ دراز تک چیچک کے ٹیکہ سے وحشیانہ نفرت کرتے رہے تھے جسکا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ہزارہا معصوم بچے چیچک کی دستبرد سے دایہ اجل کے آغوش میں موت کی نیند سوئے حالانکہ طاعون کا ٹیکہ بھی انہیں اُصول پر مبنی ہے کہ جن اصول پر چیچک کا ٹیکہ۔ بس سمجھو کہ طاعون کا ٹیکہ ایک صنعت حکیمانہ ہے کہ جو خیر طاعون سے حفاظت کیلئے ایک عجب لطیفہ اور طرفہ کرشمہ ہے۔

طاعون کے ٹیکہ کو میں نے تریاق الطاعون سے اسلئے موسوم کیا ہے کہ جس طرح سے تریاقات خصوصاً تریاق الافعی زہر کو بدن انسان سے اپنے ہم شکل اور ہم جنس ہونیکی وجہ سے جذب و دفع کرتا ہے اس سے بہت زیادہ صفائی کے ساتھ طاعون کا ٹیکہ بیخوف و بغیر اندیشہ طاعون کو انسان کے بدن سے جذب و دفع کرتا ہے جیساکہ آیندہ تقریروں سے ثابت ہو جائیگا مگر قبل اس کے کہ میں اس عمل کے فوائد کا اثبات کروں مجھکو یہ ثابت کرنا

ضروری معلوم ہوا کہ بموجب اصول مسلمہ حکمائے یونان وقیاس وتجربہ حکمائے موصوف کے بھی ایسی تدبیرات نہایت مفید ثابت ہوئی ہیں جیسا کہ طاعون کا ٹیکہ ہے مگر میں تم کو یقین دلاؤنگا کہ تریاق بالطاعون یعنی طاعون کا ٹیکہ جس کے موجد ڈاکٹر ہافکن ہیں حکمائے سلف کی تدبیرات سے مرض طاعون سے بچنے کے لئے اور مادہ طاعونی دفع کرنے کے لئے اعلےٰ وافضل ہے جیسا کہ میرے اس دعوے کی تصدیق بحث آیندہ سے ہوجائیگی مگر قبل اس کے کہ میں اپنے دعوے کی تصدیق کروں مجھکو ایک ایسے مقدمہ کا بیان ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جس کے کل اجزا حکمائے یونان کے مسلمہ ہیں پس یہ مقدمہ ہرگاہ کہ ثالث وحکم ومنحصر علیہ مخالفین کے درمیان ہیں قرار دیا گیا تو اُس سے جو فیصلہ صادر ہوگا وہ قطعی الثبوت ہوگا چنانچہ اس مقدمہ کو بیان کرتا ہوں ؎

مقدّمہ

بموجب اصول حکمائے یونان ادویہ واغذیہ کا طریقۂ عمل

بموجب اصول معالجہ حکمائے یونان ہر مرض کا علاج اُس کی ضد سے ہوتا ہے کیا معنے مرض گرم کا علاج ادویہ واغذیہ سرد سے اور مرض سرد کا علاج ادویہ اغذیہ گرم سے اور مرض تر کا علاج ادویہ واغذیہ خشک سے ۔ اور مرض خشک کا علاج ادویہ واغذیہ تر سے ۔ مگر یہ علاج بالاضداد اُسیوقت ملحوظ رکھا جاتا ہے کہ جب ادویہ واغذیہ کی کیفیات اربعہ سے یعنے سردی وگرمی تری وخشکی کے لحاظ سے علاج کیا جائے لیکن ہرگاہ کہ ان چاروں کیفیتوں سے امر علاج طریقۂ یونانی میں قطع نظر کیا جائے تو پھر اس علاج بالاضداد کے قانون پر عمل نہیں ہوتا ہے بلکہ دوا وغذا کی خاصیت کا لحاظ رکھا جاتا ہے یعنے بلا لحاظ حرارت وبرودت ورطوبت ویبوست کے دوا وغذا کی خاصیت دفع مرض سے کہ جو اُس دوا یا غذا کی صورت نوعیہ سے مربوط ہے لحاظ کیا جاتا ہے مثلاً فاد زہر حیوانی یعنی وہ زہر مہرہ کہ جو اکثر حیوانات کے اجسام سے نکلتا ہے اور جسکو اکثر لوگ ناگ دون بھی کہتے ہیں یا تریاقات مرکبہ وغیرہ کہ ان دواؤں میں ایک ایسا خاصہ ہے کہ جو اس کی صورت نوعیہ سے متعلق ہے جسکے ذریعہ سے وہ اجسام انسان سے زہر کو زائل کرتا ہے اِسی طرح سے ہزاروں ادویہ واغذیہ صاحب خاصیت دفع امراض کے لئے حکمائے یونان کے معالجہ وغیرہ میں مستعمل ہیں یا وہ استعمال ہو سکتی ہیں یہ وہ مثالیں ادویہ ذوالخاصہ کی ہیں اور اغذیہ ذوالخاصیۃ مثلاً بکری وگائے کا دودھ وگھی وغیرہ کہ جو بالخاصہ جسم انسان سے سمیت کو زائل کرتا ہے غرضکہ دوا وغذا ذوالخاصیت میں گرمی سردی تری خشکی کا لحاظ نہیں ہوتا ہے بالجملہ کسی دوا صاحب خاصہ کا عمل تو بر سبیل فعل وانفعال ہوتا ہے اور کسی کا عمل بر سبیل جذب وکشش سم یا مادہ سمیہ یا مادہ مرضیہ ہوتا ہے جیسے سنگ مقناطیس لوہے کو اور کہربا گھاس کو بذریعہ اپنی خاصیت کے کشش کرتا ہے کہ جو اس کی صورت نوعیہ سے متعلق ہے ۔ اسی طرح سے فاد زہر حیوانی یعنی وہ زہر مہرہ کہ جو بعض حیوانات کے اجسام سے پایا جاتا ہے اور تریاق الافعی یعنی وہ

مرکب کہ جس میں افعی سانپ کا گوشت شامل ہوتا ہے بذریعہ اپنی خاصیت کے کہ جو اُس کی تمام نوعیہ سے متعلق ہے انسان کے بدن سے زہر کا اور مادہ زہریلہ کو جذب کرتا ہے۔ دیکھو قانون شیخ الرئیس میں فن خواص ادویہ مفردہ و مرکبہ و قرابادین کبیر کی جلد اول کے آغاز کو۔

پس ہرگاہ کہ اس مقدمہ سے طریقہ عمل کرنے ادویہ و اغذیہ کا حسب اصول حکمائے یونان معلوم ہوگیا تو اب یہ امر معلوم ہونا چاہیے کہ منجملہ ان ادویہ کے کہ جو بالخاصیت جذب سم یا مادہ سمیہ کرتی ہیں حکمائے یونان کے ایجاد سے مرکبات تریاقیہ بھی ہیں خصوصاً تریاق الافعی یعنی وہ تریاق کہ جس میں افعی سانپ کا گوشت منجملہ دیگر ادویہ کے ایک جزو اعلےٰ ہے چنانچہ نسخہ جات تریاقات و تریاق الافعی عام طور سے یونانی طب کی کتابوں میں خصوصاً طب کی قرابادینوں میں پائے جاتے ہیں دیکھو قرابادین شیخ الرئیس و قرابادین کبیر وغیرہ کہ ان کتابوں کے ملاحظہ سے یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ حکمائے یونان تریاقات خصوصاً تریاق الافعی کا کھلانا دفع سم داخلی و خارجی بدن انسان کے لئے اور دفع مادہ سمیہ کے لئے اور نیز اُس مادہ کے زائل کرنیکے لئے کہ جس میں بالفعل یا بالقوہ ایسی استعداد حاصل ہے کہ زمانہ وبائے طاعون میں یا دیگر قسم کی وبا میں سبب مرض طاعون و یا دیگر وبا ہو تیر بہدف جانتے ہیں اور اسپر نہایت درجہ اعتماد رکھتے ہیں چنانچہ میں اپنے ان مقولات کی تائید میں تریاق الافعی کی ترکیب و ترتیب کی تاریخ بیان کرتا ہوں جس کے ضمن میں اُس کے تمام فوائد بھی معلوم ہو جائیں گے اور اُس کے موجد کا نام اور سبب ایجاد بھی دریافت ہو جائیگا۔

تریاق الافعی کی ماہیت اور سبب ایجاد

تریاقات کے مرکبات تو قدیم الایام سے حکمائے یونان کے معالجات میں مستعمل ہیں مثلاً تریاق قاقلہ تریاق ثمانیہ تریاق اربعہ تریاق صغیر تریاق کبیر وغیرہ کہ ان تریاقات کے بعض بعض اجزا سمیت کے قریب ہیں مگر مجھکو چونکہ تریاق الافعی سے اپنے مطلب کو مطابق کرنا منظور ہے اسلئے اُس کا قصہ بیان کرتا ہوں۔

مصنف کتاب مجمع الجوامع جس کو قرابادین کبیر کہتے ہیں۔ بحوالہ کتب معتبرہ بیان کرتے ہیں کہ حکیم اندروماخس ثانی کہ جو سکندر ذوالقرنین کے زمانہ میں تھا بیس برس کی عمر میں بوجہ علم و فضل شہرۂ آفاق ہوگیا۔ اور اس حکیم نے تریاق فاروق کی ترکیب کو مکمل بھی کیا تھا چنانچہ بعد تکمیل ترتیب تریاق فاروق پندرہ سال تک وہ اس بات کی فکر میں رہا کہ اس مکمل تریاق میں کچھ ایسے تصرفات کئے جائیں کہ جس کی وجہ سے اسکے منافع میں ترقی مزید ہو۔ چنانچہ پندرہ سال کے تجربوں کے بعد اس کی رائے قرار پائی کہ اس تریاق میں افعی سانپ کا گوشت معہ تیتیس ادویہ مذکورہ کے اضافہ کیا جانا مناسب ہوگا چنانچہ اس نے اضافہ کیا۔ جب اندروماخس مذکور بعمر نوے سال فوت ہوگیا اس کے ڈیڑھ سو برس بعد حکیم جالینوس کا زمانہ آیا اُس نے بہت کوشش کی کہ تریاق فاروق کے اجزا میں کمی و بیشی کرے مگر اس کو ایسے تصرفات کی جرأت و ہمت نہ ہوئی۔ بدیں خیال کہ مبادا اِس تصرف سے اُسکے منافع میں کوئی نقصان واقع ہو لیکن جالینوس نے اگرچہ اس تریاق میں اپنی جانب سے کوئی تصرف تو نہیں کیا مگر درحقیقت اُسکے منافع کا ظاہر کرنیوالا اور اُسکے استعمال سے

نفع پہونچانیوالا جالینوس ہی تھا اگرچہ قاضی صاعد اندلسی نے کتاب طبقات الامم میں اُس کے منافع کا ظاہر کرنیوالا حکیم الیانوس استاد جالینوس کو قرار دیاہے چنانچہ قاضی صاحب کہتے ہیں کہ الیانوس استاد جالینوس کے زمانہ میں شہر انطاکیہ ملک روم میں وبائے طاعون شایع ہوئی چونکہ الیانوس شہر انطاکیہ میں موجود تھا اس نے بہت سے آدمیونکو تریاق افعی کھلانے سے وبائے طاعون سے محفوظ رکھا یعنے جس نے مرض طاعون کے لاحق ہونے سے پہلے تریاق مذکور استعمال کیا اُسکو بالکل مرض طاعون کا اثر نہیں ہوا۔ اور جن لوگوں نے بعد لاحق ہونے مرض طاعون کے استعمال کیا تھا بعض لوگ اچھے ہوگئے اور جن لوگوں پر مرض طاعون غالب ہوگیا تھا وہ مرگئے

جب جالینوس ستاسی سال کی عمر میں مرگیا اسکے بعد کسی کو ایسی قدرت حاصل نہیں ہوئی کہ جو اس تریاق میں تصرف کرتا اب یہ معلوم کرنا چاہئے کہ حکیم اندروماخس ثانی کو تریاق فاروق میں افعی سانپ کے گوشت کے شامل کرنے میں تین تجربے حاصل ہوئے تھے جسکی وجہ سے اسکو یقین ہوگیا تھا کہ افعی سانپ کا گوشت زہر کے دفع میں کمال درجہ قوت رکھتا ہے حتے کہ کوئی دوا اس کی نظیر نہیں ہے چنانچہ وہ تین تجربہ بیان کئے جاتے ہیں۔

تجربہ اوّل

اندروماخس مذکور کا بھائی ایک سیاح وجہانگرد آدمی تھا۔ ایک دن تنہائے سیر وسیاحت میں ایک درخت کے نیچے غافل سوگیا ناگاہ ایک افعی سانپ نے سوراخ سے نکلکر اُسکے ہاتھ میں کاٹا اس صدمہ سے وہ نیند کی حالت سے بیدار ہوا اور اُسکو معلوم ہوگیا کہ مجھکو سانپ افعی نے کاٹا ہے دفعتاً آثار غشی کے اُسپر طاری ہوئے اور اضطراب وقلق شروع ہوا اور تشنگی وخشکی اُس پر غالب ہوئی۔ اُس حالت اضطراب میں اس نے دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے ایک چھوٹا سا گڑھا ہے جس میں تھوڑا سا پانی مجمع ہے بوجہ غلبۂ تشنگی وخشکی کے تھوڑا پانی اُس نے اُس میں سے پیا۔ پانی کا پینا تھا کہ اس کا قلق واضطراب وغیرہ سب دور ہوگیا اور اپنی حالت تندرستی میں آگیا۔ یہانتک کہ وہ ایسا مطمئن ہوگیا کہ گویا اسکو سانپ نے کاٹا ہی نہیں تھا۔ چنانچہ وہ اس ماجرے سے نہایت تعجب کے عالم میں رہا کہ اس پانی میں ایسی کیا خاصیت تھی کہ اسکے ایک گھونٹ پینے سے افعی سانپ کے زہر ہلاہل سے نجات ملی۔ اِس فکر میں ایک لکڑی کو اٹھاکر اس سے اُس پانی کو جنبش دینا شروع کی دیکھا کہ دو سانپ افعی کا گھا مردہ اس پانی میں پڑا ہے اور آفتاب کی طپش سے سڑگیا ہو۔ وہانسے واپس آکر اُس نے اس حکایت کو اپنے بھائی اندروماخس مذکور سے بیان کی۔ اندروماخس مذکور کو اپنی ذاتی طبیعت سے معلوم ہوگیا کہ افعی سانپ کا گوشت اپنے زہر کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے اور اس زہر کا اثر اعضائے رئیسہ تک پہونچنے نہیں دیتا ہے۔

تجربہ دوم

اندروماخس مذکور اپنے کاشتکاروں کے لئے روزمرہ کھانا اور ایک سبوچہ شراب بھیجا کرتا تھا کہ کاشتکار اپنے کام کو

چشتی سے انجام دیں اور جلد کام کریں اتفاقاً ایک روز جب کاشتکار کھانے سے فارغ ہوئے تب شراب پینے پر آمادہ ہوئے جب سبوچہ شراب کھولا تب انہوں نے دیکھا کہ اُس سبوچہ پر شراب میں ایک سانپ افعی مر کر گھل گیا ہے اسلئے اُنہوں نے نفرت سے اوس شراب کو نہیں پیا اور آپس میں مشورہ کیا کہ بہتر یہ ہے کہ کچھ کھانا اور شراب اُس جذامی کو کھلائی جائے کہ جو آبادی سے باہر پڑا رہتا ہے اور جسکو بوجہ نفرت لوگوں نے آبادی سے باہر نکال دیا ہے تاکہ وہ مجذوم عذاب مرض جذام سے نجات پائے۔ چنانچہ یہ مشورہ کرکے وہ شراب اور کھانا اُنہوں نے اُس جذامی کو دیا اُس نے کھانا کھایا اور بہت سی شراب مذکور نوش کی تھوڑی دیر میں اُس پر بیہوشی اور بیخودی غالب ہوئی جب وہ ہوش میں آیا تو اس نے دیکھا کہ تمام بدن کی جلد اُس کے جسم سے جدا ہو گئی ہے اور ایک ایسی مقدار کثیر بدبودار پانی کی اُس کے بدن سے خارج ہوئی کہ اُس سے زیادہ خارج ہونا ممکن نہیں ہے اور مرض جذام سے بالکل تندرست ہو گیا جب یہ خبر حکیم اندروماخس مذکور کو دریافت ہوئی تو اُس کو تجربتاً ثابت ہو گیا کہ افعی سانپ کا گوشت مثل ان امراض کے نہایت درجہ نافع ہے ؁

تجربہ سوئم

بادشاہ وقت کا ایک غلام تھا اُس میں چغلخوری کا سخت عیب تھا۔ اور لوگوں کی بادشاہ سے چغلخوری کیا کرتا تھا اور بوجہ مخبری و چغلخوری کے بادشاہ کا بہت عزیز و مقرب تھا چونکہ اُس کی چغلخوری سے لوگوں کو رنج و تکلیف پہونچتی تھی لہذا ارکان دولت شاہی نے باہم متفق ہوکر اسکے قتل کا مشورہ کیا چنانچہ اُسکو ضیافت کے بہانے ایک باغ میں لے گئے اور وہاں لیجاکر دو درم افیون شراب میں ملاکر اوس کو کھلائی تھوڑے عرصہ میں غلام مذکور بیہوش ہو گیا تا آنکہ جملہ حاضرین کو ثابت ہو گیا کہ غلام مر گیا ہے اسلئے باہم متفق ہوکر سب نے اُسکو ایک مکان میں بند کرکے قفل لگا دیا اور سب کے سب بادشاہ کے دربار میں پہونچے تاکہ بادشاہ کو خبر کریں کہ غلام صحبت ضیافت میں دفعتاً مر گیا ہنوز ان لوگوں نے اس مضمون کو بادشاہ سے نہیں کہا تھا کہ خانۂ مقفل کے دربانوں نے دیکھا کہ ایک افعی سانپ باغ سے نکلکر اُس خانۂ مقفل میں گیا ہے تھوڑے عرصہ میں خانۂ مقفل سے غلام کا نالہ و فریاد سنائی دیا کہ دروازہ کھولو مجھکو سانپ افعی نے کاٹ لیا ہے اسلئے لوگ دوڑے اور دروازہ خانۂ مقفل کا توڑا اور غلام کو نکال مگر اب کچھ پریشانی غلام کو باقی نہیں رہی جب یہ خبر اندروماخس مذکور کو پہونچی تو اُس نے تجربتاً یہ دریافت کر لیا کہ زہر افعی کی حرارت نے افیون کی برودت سے مقابلہ کیا لہذا اُس کے قلب کی افیون کے زہر سے حفاظت ہو گئی سوا افیون چونکہ خون کو غلیظ کرتی ہے اسلئے افعی کے زہر نے اُسکے اعضاء میں اثر نہیں کیا بالجملہ چند سال کے ان تجربوں کے بعد اندروماخس مذکور نے پہلے تحقیقات و تجربہ افعی سانپ کے گوشت کے ہوا آخر کار بعد غور و فکر حکیم مذکور نے اُسکے گوشت کے قرص بنائے

کہ جس کو قرص افعی کہتے ہیں جس کا تذکرہ کتب مطولہ میں موجود ہے اور ان قرصوں کو تریاق فاروق میں داخل کیا۔ یہاں تک قول صاحب قرابادین کبیر کا نقل کیا ملاحظہ ہو صفحہ ۳۰۸ الغایت صفحہ ۳۱۱ قرابادین کبیر مطبوعہ کلکتہ چھاپہ کا

یہاں تک مطالب مذکورہ بالا سے حسب اصول مسلمہ حکمائے یونان ادویہ واغذیہ کا طریقہ عمل بخوبی ثابت و عیاں ہوگیا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ سم اور ادویہ سمیہ یا مثل ادویہ مذکورہ کے دفع و جذب سم و جذب و دفع مادہ سمیہ و دیگر امراض دیر سمت میلو شوار صحت میں ایک حیرتناک فائدہ دیتی ہیں پس جبکہ وہ تریاق فاروق کہ جس میں زہر ہلاہل یعنی سانپ کا افعی کا گوشت شامل ہو اس کے کھانے والے کو شہادت مذکورہ امراض مذکورہ و وبائے طاعون سے ایک حصار عافیت و ذریعہ نجات ہو تو ٹیکہ طاعون کو تریاق الافعی کی حالت پر قیاس کر کے کوئی عاقل چند لمحہ اور چند منٹ بھی اس کے نفع رسانی کے یقین پر تامل نہیں کر سکتا ہے خصوصاً جبکہ کثرت سے تجربے اس قیاس کے شاہد عادل ہیں جیسا کہ آج کل ملک پنجاب کے شہروں میں کہ جہاں اس وبائے مہلک کا بازار گرم ہے گورنمنٹ کی عاقلانہ عنایت سے عمل ٹیکہ جاری ہو رہا ہے اور جس کے فواید بالبداہت مشاہدہ ہو رہے ہیں جاہلوں کے طوفان بے تمیزی اور شور و غوغائے بے معنی پر توجہ نہ کرنا چاہئے۔

ٹیکہ طاعون تریاق الافعی سے بے خوف تر ہے

جبکہ تقریر مذکورہ سے معلوم ہوگیا کہ افعی سانپ کے گوشت والے تریاق کا کھانا بوجہ مشاکلت و مشابہت بدن انسان سے سم اور مادہ سمیہ کو جذب کرتا ہے اور اسی وجہ سے مرض طاعون سے بچنے کے لئے اُس تریاق کا کھانا ایک عجیب پُر نفع چیز ہے پس تریاق مذکور کی ماہیت پر ٹیکہ طاعون کو بھی خیال کرنا چاہئے یعنے ایک مادہ خاص جس کا مبدء ورم طاعون ہوتا ہے اور جو رطوبات ورم طاعون سے مرتب کیا جاتا ہے یا مثل اس کے کسی اور ایسے مادہ سے لگایا جاتا ہے کہ جس میں کیفیت سمیہ موجود ہوتی ہے بذریعہ ایک آلہ کے انسان کے بازو کی جلد میں بلا دقت و تکلیف پہونچا دیا جاتا ہے جیسا کہ طاعون کے ٹیکہ کے عاملوں کا طریقہ عمل ہے جسکی ماہیت کی تشریح کی ہم کو ضرورت نہیں ہے اور نہ اس تحقیق طریقہ عمل ہمارا فرض ہے۔

بالجملہ یہ مواد سمیہ کہ جو ٹیکہ کے عمل سے انسان کے بازو کی کھال میں عاملین ٹیکہ پہونچا دیتے ہیں بوجہ مماثلت و مشاکلت ہمشکل ہونا، جب اوس مادہ سمیہ کو بدن کے اندر سے جذب کرنا شروع کرتا ہے تو اس وقت طبیعت بھی کہ جو بحکم ازلی امر تدبیر بدن کی متولی اور مہتمم ہے اور ہر وقت انتظام بدن میں مصروف رہتی ہے بدن سے دفع مادہ سمیہ مذکورہ میں توجہ و تصرف کرتی ہے تا اینکہ بالکل استیصال اس مادہ کا انسان کے بدن سے ہو جانا یقینی ہو جاتا ہے کہ جس میں زمانہ موجودہ یا زمانہ قریب و بعید میں خطرات مرض طاعون پیدا ہو جانیکے موجود ہیں اور بدن بالکل پاک و صاف خطرات مذکورہ سے ہو جاویگا چنانچہ ٹیکہ طاعون سے جو اعراض ظاہر ہوتے ہیں یعنے خفیف خفیف درد سر خفیف تپ خفیف گرانی اعضاء مقام ٹیکہ کا ورم یہ جملہ امور شاہد اُن منافع کے ہیں کہ جن کی غرض سے

یہ ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔ اب میں ثابت کرتا ہوں کہ تریاق الافعی سے وبائے طاعون کے بارہ میں طاعون کا ٹیکہ برابر یا اس سے بڑھ کر فایق ہے مگر قبل اس کے مجھے کو افعی سانپ کی ماہیت کہ جس کا گوشت اس مرکب کا جزو اعظم ہے بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے لہذا بیان کیا جاتا ہے۔

افعی ایک قسم کا سانپ ہے اور اُس کو یونانی زبان میں احدیہ و احادیہ کہتے ہیں چنانچہ سانپوں کے بہت سے اقسام ہیں اور باعتبار رنگوں کے مختلف رنگ ہیں مثلاً بڑا چھوٹا سیاہ مایل بزردی مایل بسرخی مایل بہ نیلگی ابلق وغیرہ اور عمدہ ترین افعی بہت زرد مایل بسرخی ہوتا ہے اور اس کی مادہ کے چار دانت اور نر کے دو دانت ہوتے ہیں اور اس عمدہ ترین نوع افعی سے افعی مادہ جوان کو استعمال کرنا چاہئے۔ اوسکی جوانی کی علامت یہ ہے کہ تیز رفتار ہوگی اور اپنی تیز رفتاری کی وجہ سے سر برداشتہ رہتی ہے اور اس کی آنکھیں مائل بسرخی اور سر عریض اور مُنہ فراخ بدن سخت اور باریکی مایل ہوتا ہے اور پانی و عمارات و جنگل و مقامات شور سے دور ہوگا۔ اور آخر فصل بہار میں شکار کیا جائے اور بعد شکار کے فوراً سر و دُم اُس کا قطع کر لیا جائے۔ بدیں طور کہ اُس کا سر و دم یکجا کرکے تلوار وغیرہ سے بمقدار چار انگشت ایک چوٹ میں کاٹ ڈالیں اور جو اُس میں سے کم خون ہو یا بعد قطع کر لینے سر و دم کے بے حرکت ہو اسکو استعمال نہ کرنا چاہئے اور بعد قطع کرنیکے اس کی کھال اُتار ڈالیں اور اندر کی کل آلایش سے پاک کر لیں۔ اور نمک اور پانی سے دھو کر استعمال کریں۔ بغدادی کا مقولہ ہے کہ افعی کے سر و دم میں چونکہ گوشت نہیں ہوتا ہے اسلئے اسکو استعمال نہیں کرتے ہیں مجربین کہتے ہیں کہ افعی سانپ بوجہ کثرت سمیت اپنے سانس اور سیٹی کے ذریعہ سے بھی آدمی کو ہلاک کر سکتا ہے اور اگر افعی سانپ کی نظر کسی شخص پر پڑ جاتی ہے تو اس کی ہلاکت وقوع میں آ جاتی ہے بلکہ ایسے ہلاک شدہ شخص کے پاس جس کا گذر ہو جاتا ہے وہ بھی مر جاتا ہے دیکھو قرابادین کبیر جلد اول صفحہ ۳۰۳ لغایت صفحہ ۳۰۴ مطبوعہ کلکتہ چھاپہ ٹائپ۔

اب اس زہرلیہ مرکب یعنی تریاق الافعی کے فواید و منافع درباب تقویت ارواح و تقویت جملہ قوائے بدن و اعضائے رئیسہ و تقویت باہ و دفع جملہ سموم داخلی و خارجی و دفع مضر وبائے طاعون وغیرہ و مرض جذام و دیگر امراض کے کتب مذکورہ کے ملاحظہ سے دریافت کرو۔

جبکہ تریاق الافعی کی ماہیت اور اس کے منافع کی شرح ہو چکی تو اب یہ التماس ہے کہ فی الواقع محققین قدماء نے جسقدر تریاق الافعی کے فواید و منافع بیان کئے ہیں وہ تسلیم کر لینے کے قابل ہیں مگر ساتھ ہی اس کے ہر عاقل کو یہ بھی تسلیم کر لینا ضروری ہوگا۔ کہ تریاق الافعی کے کھانے سے اگر ایک مرض زایل ہو جائے تو ممکن ہے کہ اس کی تاثیرات دیگر افعال طبعی انسان کے لئے مضر ہو جائیں ممکن ہے کہ اسکا کھانا وبائے طاعون سے پوری حفاظت کرے مگر بعض مزاجوں میں اور کوئی حالت مضر افعال طبعی پیدا کرے جیسا کہ ادویہ کیمیکل عملی

تاثیرات مشاہدہ ہوتی رہتی ہیں۔

بخلاف طاعون کے ٹیکہ کے کہ وہ کسی وجہ سے افعال طبعی کو مضر نہیں ہوسکتا ہے اور وہ بجمیع الوجوہ استیصال اُس مادہ کے لئے کافی ہوگا کہ جس میں بالفعل یا بالقوہ استعداد مرض طاعون پیدا کرنیکی موجود ہے اس لئے کہ طاعون کا ٹیکہ اور اس کی تاثیرات خارج بدن تک محدود رہتی ہیں نہ اُس سے قوئے وارواح متاثر ہوتے ہیں اور نہ رطوبات واخلاط بدن وحرارت غریزی پر اثر خوفناک پہونچتا ہے نہ اعضائے رئیسہ وغیرہ کو کچھ خطرہ ہوتا ہے پس ع بلکہ وہ تریاق فاروق کہ جس میں افعی سانپ کا گوشت جزو اعلےٰ ہے طاعون و دیگر امراض سے حفظ کی غرض سے کھایا جائے اور اس کے کھانے والیکو قیاساً و تجربتہً امراض مذکورہ و مرض طاعون سے امن حاصل ہوا اور یہ زہریلا مرکب یعنی تریاق افعی زمانہ سابق وحال میں اغراض مذکورہ بالا کے حاصل ہونے کے لیئے کھایا جائے پس نہایت حماقت وجہالت کا طوفان ہے کہ طاعون کے ٹیکہ سے خوف و وحشت کی جائے اور حال یہ ہے کہ وہ ایک خارجی عاقلانہ تدبیر مرض طاعون سے حفاظت کے لئے اُن عقلاء وحکماء کی جماعت کا مسلمہ ہے کہ جس کا ہر فرد مرتبتہً وحکمتہً حکمائے سلف سے بڑھ کر ہے۔ اور جسکے رواج دینے میں ایسی گورنمنٹ سرگرم ہے کہ جس کی عاقلانہ جہانداری مثل آفتاب کے روشن ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

آخر فیصلہ میں تذکرۃً مجھ کو یہ بھی ظاہر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانہ میں یہ طاعون کے ٹیکہ کی وحشت و توہمات کہ جو ہمارے ارباب ملک کے دلوں میں جاگزین ہیں اطمینان وتسکین کے ساتھ مبتدل ہو جائیں گی اور اس طاعون کے ٹیکہ کو مرض طاعون سے حفظ وامن کے لئے ایک سپر سمجھیں گے۔ مگر جبکہ یہ خانمان برباد بے تعداد نفوس کو قتل کروالیگا اور صدہا خاندانوں کو صفحہ دُنیا سے مٹا دیگا اور لکھوکھا بچونکو یتیم وبےکس کر دیگا اور ہزاروں عورتوں کو بیوہ کر ڈالیگا اُس وقت میں اس طوفان جہالت ونادانی سے نکلو گے +

آنچہ دانا کند کند نادان
لیک بعد از فضیحتِ بسیار

زبانوں سے کیا کیا علمی کتابیں ترجمہ کیں، اسلامی کالج اور یونیورسٹیاں کس پایہ کی تھیں۔ تعلیم کا مسلمانوں میں کیا طریقہ تھا۔ ان تمام مباحث پر نہایت محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت بارہ آنے (۱۲؍) صفحہ ۲۶۰

رسوم دہلی۔ اس کتاب میں دکھایا گیا ہے کہ مسلمانان دہلی کی پہلے کیا رسمیں تھیں اور اب کیا ہیں۔ قدیم اسلامی تہذیب و تمدن و معاشرت کے دل آویز جلوس اس سے صاف نظر آجاتے ہیں۔ قیمت بارہ آنے

مستقبل اسلام۔ ہنگری کے مشہور مستشرق پروفیسر وامبری نے فیوچر آف اسلام (اسلام کی آئندہ حالت) کے متعلق ایک معنی خیز کتاب لکھی ہے جس میں نہایت بے تعصبی سے دنیا بھر کے مسلمانوں پر نظر ڈالی گئی ہے اور دکھایا گیا ہے کہ مسلمان کیونکر ہر جگہ بیدار ہو رہے ہیں۔ کس طرح میدان ترقی میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ غیر اسلامی حکومتوں کا مختلف ممالک میں اُن کے ساتھ کیسا برتاؤ ہے اور آئندہ چل کر اُن کا کیا حال ہوگا۔ مولوی ظفر عمر صاحب بی۔ اے ڈپٹی سوپرنٹنڈنٹ پولیس صوبہ متحدہ نے اس کا نہایت شستہ و شگفتہ زبان میں ترجمہ کیا ہے اور انتہائی خوبیوں کے ساتھ کتاب شائع ہوئی ہے۔ قیمت عہ

امثال۔ خان بہادر میرزا سلطان احمد صاحب وزیر مال ریاست بہاولپور نے اس کتاب میں پنجابی زبان کی تمام ضرب المثلیں مع اردو ترجمہ کے جمع کی ہیں اور اُن پر فلسفیانہ طریق پر نہایت معنے خیز تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ اُردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جو اس جامعیت کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ پنجاب کے قدیم روایات و معاشری حالات پر اس سے دلچسپ روشنی پڑتی ہے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ (عہ؍)

اُردو لشکر۔ یہ ایک دل آویز ترکیب بند نظم ہے جس میں حضرت احسن مارہروی نے اردو زبان کی خوبیوں کے متعلق تاریخی واقعات نظم کیے ہیں اور اُس کے نشو و نما و فصاحت و بلاغت کے حالات نہایت اثر خیز و دلنشین پیرایہ میں دکھائے ہیں۔

خیالات۔ اس کتاب میں خان بہادر میرزا سلطان احمد صاحب ای۔ اے۔ سی وزیر مال ریاست بہاولپور کے تمام وہ فلسفیانہ افادات جمع ہیں جن مختلف ضروری مسائل پر دلچسپ ترین اسلوب میں اعلیٰ درجہ کی موشگافی کی گئی ہے اور ہر سبجکٹ کے تمام پہلو سائنٹیفک ڈھنگ میں لائے گئے ہیں۔ قیمت (عہ؍)

اشاعت اسلام۔ اس ضخیم کتاب میں نہایت تفصیل کے ساتھ اُن تمام واقعات و بواعث پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جو اشاعت اسلام کے دوران میں پیش آتے رہے۔ اور جن کی وجہ سے اسلامی مشن کو عرب سے نکل کر تمام دنیا کو اپنے دائرہ اثر میں لینے کا موقع ملا۔ اشاعت اسلام کے اسباب و علل کے متعلق جس کی ہمہ گیر مقدس طاقت نے زمانہ کو از خود جذب کر لیا تھا۔ اس کتاب میں انتہائی وضاحت کے ساتھ ہر ایک پہلو سے

تشریح کی گئی ہے۔ اس کا حجم ۳۵۸ صفحہ ہے اور اتنی بڑی ضخامت پر صرف آٹھ آنہ قیمت رکھی گئی ہے تاکہ عام طور پر ہر ایک شخص کے ہاتھ میں پہونچ سکے۔

اساس الاخلاق۔ اس نام سے خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب ممبر ال کونسل آف ریجنسی بہاولپور نے حال میں ایک ایسی بے نظیر کتاب شائع کی ہے جو ہندوستان کے لیے ایک بالکل نئی چیز ہے۔ اس میں اُن تمام مسائل کی نہایت دل آویزی اور وسیع ترین قابلیت کے ساتھ تشریح کی ہے۔ جن سے اہل ہند کا اخلاقی پایہ بلند ہوسکتا ہے اور موجودہ تنزل کا زوال ممکن ہے۔ کتاب کی ضخامت ۴۴۸ صفحات کی ہے مگر عام فائدہ رسانی کے لیے محض دو روپے (عا) قیمت رکھی گئی ہے۔

سوانح مولانا روم یعنی مولوی جلال الدین رومی کی مفصل سوانح عمری جس میں مثنوی شریف اور دیگر تصنیفات پر نہایت تفصیل سے تقریظ و تبصرہ لکھا گیا ہے۔ اور نام و نسب۔ ولادت۔ تعلیم و تربیت سلسلہ باطن اور مولانا کے معاصرین و ارباب صحبت کے حالات نہایت تحقیق کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ اور دکھایا گیا ہے کہ صوفیانہ مضامین میں کس طرح فلسفیانہ نکات پیدا کیے گئے ہیں اور سائنس کے وہ مسائل جو ایک مدت بعد آکر حل ہوئے ہیں مولانا نے اپنے زمانہ میں ہی اُن پر روشنی ڈالی تھی۔ مولفہ شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی۔ عمہ

خطبات احمدیہ۔ یہ وہ کتاب ہے جس کے لیے سرسید نے ولایت کا سفر کیا۔ سر ولیم میور صاحب نے اپنی کتاب میں جو کچھ لکھا ہے۔ اس کے ایک ایک حرف کا جواب ہے۔ نہایت محققانہ جواب ہیں شرط یہ ہے کہ کسی شخص کے آگے ڈال دو۔ وہ کیسا ہی بے دین کیوں نہ ہو اس کو تسلیم کرے گا۔ غرضکہ بے نظیر کتاب ہے جس میں حقیقت اسلام کو روز روشن کی طرح ظاہر کر دیا ہے۔ اس میں بارہ خطبے ہیں۔ جن میں جاہلیت عرب۔ حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل کے حالات۔ حضرت ہاجرہ کی حریت۔ ادیان وغیرہ پر بحثیں کی ہیں۔ دیگر الہامی مذاہب سے اسلام کی مناسبت کو دکھایا ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ اسلام انسان کے لیے رحمت اور تمام انبیاء کے مذاہب کی پشت و پناہ ہے۔ اسلام تمدن کے موافق ہے۔ کثرت ازدواج۔ طلاق اور غلامی پر محققانہ بحثیں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہب کو اسلام سے فائدہ پہونچا۔ قرآن مجید کی جمع و ترتیب اور نزول کی بحثیں۔ خانہ کعبہ کی مفصل تاریخ آنحضرت صلعم کا نسب نامہ اور بشارات نسبت آنحضرت صلعم پر۔ جو توریت و انجیل میں ہیں محققانہ بحث کی ہے۔ روایت شق صدر۔ اور معراج کی تحقیق اور ولادت سے بارہ سو برس تک کے حالات۔ قیمت عہ۔ مجلد عار